فِقہ السُّنّۃ

ایم اے علوم اسلامیہ (تخصّص فی الحدیث)

کوڈ: 4629	کوڈ: 4630
یونٹ: 1 تا 9	یونٹ: 10 تا 18

www.KitaboSunnat.com

شعبۂ حدیث و سیرۃ و شعبۂ اسلامک لاء (فقہ)
کلیہ عربی و علوم اسلامیہ
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فقہ السنۃ

برائے ایم اے علوم اسلامیہ
(تخصص فی الحدیث)

کوڈ نمبر ۴۵۵۸

یونٹ ۱-۱۸

www.KitaboSunnat.com

شعبہ حدیث و سیرت و شعبہ اسلامک لاء (فقہ)
کلیہ عربی و علوم اسلامیہ
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ایڈیشن اوّل..........2009ء

تعداد..........300

قیمت..........205روپے

کمپوزنگ..........باب الریان پرنٹرز گوالمنڈی

نگران طباعت..........سید ارشد حفیظ

ناشر..........علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 002332
Bahar Block, Garden Town, Lahore

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کورس ٹیم

چیئرمین:

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

تالیف:

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

معین الدین ہاشمی

نظر ثانی:

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

معین الدین ہاشمی

تدوین:

انوار الحق

حامد رضا

ہدایت خان

کورس رابطہ کار

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کورس کے مقاصد

اس کورس کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ⇐ احادیث کی روشنی میں طہارت کے احکام بیان کر سکیں۔
- ⇐ نماز کے احکام و مسائل پر تفصیل کے ساتھ بحث کر سکیں۔
- ⇐ زکوٰۃ، زکوٰۃ کے نصاب، مصارف اور مالی صدقات پر احادیث و روایات کی روشنی میں گفتگو کر سکیں۔
- ⇐ جنائز سے متعلق بنیادی اور اساسی روایات پیش کر سکیں۔
- ⇐ حج کے احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے حج اور عمرہ کرنے کی ترتیب بیان کر سکیں۔
- ⇐ خرید فروخت سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر مبنی ایک جامع مضمون تحریر کر سکیں۔
- ⇐ احادیث کی روشنی میں خرید و فروخت کے احکام بیان کر سکیں۔
- ⇐ وصیت اور وراثت کے مسائل پر احادیث و روایات کی روشنی میں بحث کر سکیں۔
- ⇐ نکاح کے احکام و مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کر سکیں۔
- ⇐ طلاق کی تعریف، اقسام اور دیگر احکام پر احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے تبصرہ کر سکیں۔
- ⇐ جنایات سے متعلق بنیادی مسائل پیش کر سکیں اور اس ضمن میں اہم روایات پر بحث کر سکیں
- ⇐ حدود و تعزیرات کے احکام پر احادیث کو مد نظر رکھ کر متعلقہ فقہی نکات کا تجزیہ کر سکیں۔
- ⇐ جہاد کے مسائل اور احکام کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے سکیں۔
- ⇐ نذور اور امارت سے متعلقہ احادیث تفصیل کے ساتھ پیش کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کورس کے مقاصد

اس کورس کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ⇐ احادیث کی روشنی میں طہارت کے احکام بیان کر سکیں۔
- ⇐ نماز کے احکام و مسائل پر تفصیل کے ساتھ بحث کر سکیں۔
- ⇐ زکوۃ، زکوۃ کے نصاب، مصارف اور مالی صدقات پر احادیث و روایات کی روشنی میں گفتگو کر سکیں۔
- ⇐ جنائز سے متعلق بنیادی اور اساسی روایات پیش کر سکیں۔
- ⇐ حج کے احکام و مسائل بیان کرتے ہوئے حج اور عمرہ کرنے کی ترتیب بیان کر سکیں۔
- ⇐ خرید فروخت سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر مبنی ایک جامع مضمون تحریر کر سکیں۔
- ⇐ احادیث کی روشنی میں خرید و فروخت کے احکام بیان کر سکیں۔
- ⇐ وصیت اور وراثت کے مسائل پر احادیث و روایات کی روشنی میں بحث کر سکیں۔
- ⇐ نکاح کے احکام و مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کر سکیں۔
- ⇐ طلاق کی تعریف، اقسام اور دیگر احکام پر احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے تبصرہ کر سکیں۔
- ⇐ جنایات سے متعلق بنیادی مسائل پیش کر سکیں اور اس ضمن میں اہم روایات پر بحث کر سکیں
- ⇐ حدود و تعزیرات کے احکام پر احادیث کو مدنظر رکھ کر متعلقہ فقہی نکات کا تجزیہ کر سکیں۔
- ⇐ جہاد کے مسائل اور احکام کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے سکیں۔
- ⇐ نذور اور امارت سے متعلقہ احادیث تفصیل کے ساتھ پیش کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

	موضوع	صفحہ
	کورس کے مقاصد	
	پیش لفظ	9
	کورس کا تعارف	
یونٹ نمبر۱	طہارت کے احکام و مسائل	15
یونٹ نمبر۲	طہارت اور صلاۃ کے احکام	61
یونٹ نمبر۳	نماز کے احکام	111
یونٹ نمبر۴	نماز کے احکام و مسائل	157
یونٹ نمبر۵	کتاب الجنائز	201
یونٹ نمبر۶	زکوۃ کے احکام و مسائل	245
یونٹ نمبر۷	کتاب الصوم	281
یونٹ نمبر۸	حج کے احکام و مسائل	323
یونٹ نمبر۹	خرید و فروخت کے احکام و مسائل	385
یونٹ نمبر۱۰	خرید و فروخت کے احکام	423
یونٹ نمبر۱۱	وصیت اور وراثت کے مسائل	509
یونٹ نمبر۱۲	احکام النکاح	555
یونٹ نمبر۱۳	احکام الطلاق	631
یونٹ نمبر۱۴	جنایات (قصاص و دیت) کے احکام	713
یونٹ نمبر۱۵	حدود و تعزیرات کے احکام	753
یونٹ نمبر۱۶	جہاد کے مسائل	809
یونٹ نمبر۱۷	کتاب الایمان والنذور	845
یونٹ نمبر۱۸	کتاب الامارۃ، کتاب القضاء و کتاب الشہادۃ	891

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ اس میں امت مسلمہ کے افراد کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ حضرت عائشہؓ سے جب آپ ﷺ کے اخلاق وعادات کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق تھا۔ قرآن مجید میں چونکہ اجمال اور اختصار ہے اس لیے جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی یا کوئی حکم نازل ہوتا تو آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو اس کی تفصیل اور جزئیات کے بارے میں ہدایات فرماتے۔ آپ ﷺ نے نماز کے بارے میں صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ((صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُونِی أُصَلِّی)) ...... ''مجھے دیکھو، جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں اسی طرح تم بھی پڑھو''۔ حج کے احکام کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ)) ...... ''مجھ سے حج کے احکام ومسائل سیکھ لو''۔ بعض مرتبہ صحابہ کرامؓ خود آپ ﷺ سے کسی حکم کی تفصیل دریافت کرتے تو آپ ﷺ اس کی تشریح فرمادیتے۔ صحابہ کرامؓ نے جتنا استفادہ کیا آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے کیا۔ ان حضرات نے آپ ﷺ کے ہر قول اور ہر فعل کو اپنے دل ودماغ میں محفوظ کیا۔ اور اپنے عمل کے ذریعہ بھی اسے زندہ رکھا اور آنے والی نسلوں تک پورے اہتمام کے ساتھ منتقل کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے احکام کی ادائیگی سے متعلق مواقع پر مختلف اقوال ارشاد فرمائے اور احکام کی ادائیگی میں مختلف طریقے بھی اپنائے۔ اس لیے حدیث کے ذخائر میں ایک ایک باب میں مختلف روایات جمع ہوگئیں۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین کا عمل ان روایات کے مطابق رہا۔ ان کے دور میں اس پہلو سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ دوسری صدی ہجری میں جب علمائے حدیث اور فقہاء کی کوششوں سے حدیث کے ذخائر مدون ہوگئے اور ایک ایک باب میں مختلف روایات کتابوں میں آگئیں تو اس بات کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی گئی کہ ان روایات کا مطالعہ پوری دقت کے ساتھ کیا جائے اور ان کی بنیاد پر احکام سے متعلق احادیث کو منظم اور مرتب کیا جائے۔

دوسری صدی ہجری کے فقہاء نے بڑی عرق ریزی اور محنت کے ساتھ دستیاب روایات کی بنیاد پر اجتہاد اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استنباط کا کام کیا۔ ان حضرات کی جدوجہد اور کاوش کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عطا فرمائی اس لیے بعد میں آنے والے علماء نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا اور ان کے اجتہاد پر اعتماد کیا۔ قرونِ اولیٰ اور قرونِ وسطیٰ میں حدیث اور فقہ کے طلبہ کا معمول یہ تھا کہ وہ احکام سے متعلق احادیث کا بہت دقت اور گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے اور اس ضمن میں ہر ایک مذہب و موقف سے آگاہی حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صورت حال ایسی ہوگئی کہ طلبہ نے اپنے آپ کو محض ایک مذہب تک محدود کر دیا۔ ہمارے ہاں عام طور پر ایک ہی فقہی مذہب کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حدیث اور فقہ کے طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ معروف مذاہب کے مستدلات سے پوری طرح واقف ہوں۔ ہمارے ہاں طلبہ چونکہ عربی مصادر و مراجع سے براہِ راست استفادہ نہیں کر سکتے اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسی کتاب مرتب کی جائے جو جامعیت کے ساتھ ساتھ عام فہم، اور سلیس زبان میں لکھی ہوئی ہوتا کہ اسے سہولت کے ساتھ مطالعہ کیا جا سکے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے کلیۂ علومِ اسلامیہ کے شعبۂ حدیث و سیرت اور شعبۂ اسلامک لاء (فقہ) نے مشترکہ طور پر اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور الحمد للہ اس موضوع پر ایک بنیادی، اساسی اور عمدہ کتاب مرتب کر لی۔ یہ کتاب نہ صرف علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوگی بلکہ دیگر جامعات، کلیات اور معاشرہ کے عام قارئین بھی اسے بہت مفید پائیں گے۔ کتاب شعبۂ حدیث و سیرت کے چیئرمین ڈاکٹر علی اصغر چشتی، شعبۂ اسلامک لاء کے چیئرمین ڈاکٹر محمد ضیاء الحق اور معین الدین ہاشمی کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور اس کے مؤلفین کو اپنی عنایات سے نوازے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر مقصود عالم بخاری

ڈین کلیۂ عربی و علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کورس کا تعارف

ایم اے علوم اسلامیہ (تخصص فی الحدیث اور تخصص فی الفقہ) کے طلبہ وطالبات کے لیے 'فقہ السنۃ' کا کورس پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر علوم اسلامیہ کے طلبہ وطالبات احکام ومسائل سے متعلق جو کتابیں مطالعہ کرتے ہیں ان پر اجتہادی مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کی چھاپ ہوتی ہے۔ اس لیے کہ مؤلفین کا مسلک اور میلان کسی ایک مذہب کی طرف ہوتا ہے۔ اس قسم کی کتب پڑھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ احکام ومسائل کے سلسلہ میں محض ایک موقف سے واقف ہوتے ہیں۔ باقی مواقف سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اس لیے جب کسی حکم اور باب میں ان کے سامنے کسی اور موقف کی بات ہوتی ہے تو وہ شش وپنج میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے جس مسلک کا مطالعہ کیا ہوتا ہے اس کو تو وہ صحیح سمجھتے ہیں لیکن باقی مسالک کے بارے میں ان کا ذہن صاف نہیں ہوتا۔ اس صورتحال کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ طلبہ کو احکام ومسائل کے حوالہ سے ایسا لٹریچر دیا جائے جس میں معروف ومشہور اجتہادی مذاہب کا تذکرہ ہوتا کہ ان کے سامنے ہر باب میں مختلف اقوال ہوں اور ہر قول کی بنیاد انہیں معلوم ہو۔ ہمارے ہاں ایک اور غلط فہمی، جو مختلف اسباب وعوامل کی وجہ سے پھیل گئی ہے وہ یہ ہے کہ فقہاء اور مجتہدین نے جو فقہی مذاہب مرتب اور مدوّن کیے ہیں اس میں انہوں نے اپنی رائے اور فکر کو شامل کیا ہے اور حدیث وسنت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس غلط فہمی کی بنا پر بعض حضرات فقہاء اور مجتہدین کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہاء اور مجتہدین نے احکام ومسائل کو کتاب وسنّت کی بنیاد بنا کر اجتہاد کیا ہے۔ ہاں! یہ بات درست ہے کہ جس باب میں ان حضرات کو آیت یا روایت نہیں ملی تو انہوں نے اجماعِ صحابہؓ، تعامل صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کے قضایا اور فتاویٰ کو مدنظر رکھا ہے اور اس کی اساس پر استنباط کا کام کیا ہے۔ فقہاء اور مجتہدین کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے اپنی رائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عقل کی بنیاد پر اجتہاد کیا ہے بالکل بے بنیاد دعویٰ اور کھلی ہوئی غلط فہمی ہے۔ ایک اور بات جو ذہن میں رکھنے کی ہے وہ یہ کہ مجتہدین حضرات کے دور میں احادیث کی سند بہت مختصر ہوتی تھی اس لیے اسناد کی تقسیم کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ مثلاً امام ابوحنیفہ کو جو روایات ملیں وہ ایک، دو یا زیادہ سے زیادہ تین واسطوں سے ملیں۔ اور وہ سارے شیوخ مشہور و معروف تھے۔ اسی طرح امام مالکؒ کو جو روایات ملیں دو، تین یا زیادہ سے زیادہ چار واسطوں سے ملیں اور ان کے سارے شیوخ معلوم اور معروف تھے۔ اس دور میں احادیث کی یہ تقسیم نہیں تھی جو بعد میں اسناد پڑھنے کی وجہ سے ہوئی۔ امام شافعی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی کتاب 'الرسالہ' میں 'متصل' اور 'منقطع' کی تقسیم پیش کی۔ اسی طرح انہوں نے 'مسند' اور 'مرسل' پر بحث کی۔ 'صحیح'، 'حسن'، اور 'ضعیف' کی اصطلاحات کا باقاعدہ استعمال دوسری صدی ہجری کے اوائل سے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مجتہدین نے بعد کے ادوار میں رائج ہونے والی اصطلاحات کا استعمال نہیں کیا۔ حدیث کے طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ روایات کا مطالعہ کرتے ہوئے اس نکتہ کو پیش نظر رکھیں۔

مذکورہ بالا صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے 'شعبۂ حدیث وسیرت' اور 'شعبۂ فقہ وقانون' نے 'فقہ السنۃ' کے نام سے یہ کورس مرتب کیا ہے۔ اس کورس کا بنیادی ہدف یہ ہے کہ طلبہ وطالبات کو بنیادی احکام ومسائل سے آگاہ کرایا جائے اور ان کو ایسا مواد فراہم کیا جائے جو فقہی احکام پر مشتمل ہو، عام فہم اور قابل فہم ہو۔

یہ کورس اٹھارہ (۱۸) یونٹوں پر مشتمل ہے۔ ہر ایک یونٹ مستقل موضوع سے متعلق بنیادی اور اساسی احادیث دی گئی ہیں۔ بنیادی احکام اور مسائل سے متعلق مختلف مذاہب کی مستدل روایات پیش کی گئی ہیں تا کہ طلبہ یہ سمجھ سکیں کہ فقہاء نے جو اجتہاد کیا ہے وہ کتاب وسنت کی بنیاد پر کیا ہے۔ اس کورس کی تیاری میں محترم ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صاحب، چیئر مین شعبۂ فقہ وقانون، اور محترم معین الدین ہاشمی صاحب میرے ساتھ ساتھ رہے۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صاحب نے سات اور معین الدین ہاشمی صاحب نے چار یونٹ مرتب کیے۔ کورس کی تدوین اور تصحیح میں بھی انہی حضرات نے میرا ساتھ دیا۔

یہ کورس اس سلسلہ کی ابتدائی کاوش ہے۔ عربی زبان میں 'فقہ السنۃ' کے حوالہ سے کئی کتابیں رائج ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیوں سے متداول ہیں لیکن اردو کا دامن اب تک اس پہلو سے خالی ہے۔ اردو میں 'فقہ السنۃ' کے نام سے جو ایک آدھ کتاب ملتی ہے وہ بنیادی طور پر ترجمہ ہے۔ مترجم نے اصل کتاب کا ہو بہو ترجمہ کیا ہے لیکن اس قسم کی کتابوں سے عام قاری مزید الجھاؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں مسالک کی صراحت نہیں کی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیری کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہمارے طلبہ وطالبات کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس کورس میں جو خوبی، بھلائی اور اچھائی ہے وہ اللہ جل شانہٗ کے فضل وکرم سے ہے اور جو کمی اور نقص ہے وہ میری کم علمی اور کم ہمتی کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر علی اصغر چشتی
صدر شعبۂ حدیث وسیرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ①

کتاب الطہارۃ

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

نظر ثانی: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

یونٹ کا تعارف	21
یونٹ کے اغراض ومقاصد	22
① وضو کے احکام	23
1.1 دلائل مشروعیت	23
1.2 وضو کی فضیلت	23
1.3 فرائض وضو	24
1.4 نیت	25
1.5 چہرہ کا دھونا	25
1.6 کہنیوں تک ہاتھوں کا دھونا	25
1.7 سر کا مسح کرنا	25
1.8 ٹخنوں سمیت پاؤں کا دھونا	26
1.9 ترتیب	27
② وضو کی سنتیں	28
2.1 تسمیہ (بسم اللہ...... پڑھنا)	28
2.2 مسواک	28
2.3 تین بار ہاتھوں کا دھونا	28
2.4 مضمضہ (کلی کرنا)	29
2.5 استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا)	29
2.6 داڑھی کا خلال کرنا	30

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.7 ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال	30
2.8 ہر عضو کو تین بار دھونا	31
2.9 دائیں طرف سے شروع کرنا	31
2.10 موالاۃ (ایک عضو کے بعد فوراً دوسرا عضو دھونا)	32
2.11 دلک (دھوتے وقت اعضاء وضو کا اچھی طرح ملنا)	32
2.12 کانوں کا مسح	32
2.13 غرہ، تحجیل	32
2.14 پانی کے استعمال میں اعتدال	33
2.15 وضو کے بعد کی دعا	33
2.16 وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا	34
③ نواقضِ وضو	35
3.1 باتھ روم کا استعمال	35
3.2 گیس کا خارج ہونا	35
3.3 مذی کا نکلنا	35
3.4 ودی کا نکلنا	36
3.5 گہری نیند	36
3.6 زوال عقل	37
3.7 براہِ راست شرمگاہ کو چھو لینا	37
④ وضو کے وجوب کے مواقع	39
4.1 نماز	39
4.2 بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے	39

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4.3 قرآن مجید کی تلاوت کے لیے 40

⑤ وضو کے استحباب کے مواقع 41

5.1 ذکرِ الٰہی کے وقت 41

5.2 سوتے وقت 42

5.3 حالتِ جنابت میں 43

5.4 غسل کرنے سے پہلے 44

5.5 ہر نماز کے لیے وضو کرنا 44

⑥ موزوں پر مسح کرنا 46

6.1 پہننے سے پہلے موزوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ 46

6.2 موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ 47

6.3 مسح باقی رہنے کی مدت 47

⑦ غسل (نہانا) 48

7.1 غسل واجب ہونے کی صورتیں 48

7.2 مادۂ منویہ کا نکلنا 48

7.3 بیوی کے ساتھ ملاقات کے بعد 48

7.4 حیض اور نفاس کے بعد 49

7.5 اسلام قبول کرنے کے بعد 50

⑧ غسل کے مسنون اور مستحب مواقع 51

8.1 غسل جمعہ 51

8.2 غسل عیدین 51

8.3 میت کو غسل دینے کے بعد 52

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8.4 احرام کے وقت 52

⑨ غسل کے فرائض 53

9.1 نیت 53

9.2 اعضاء کا اچھی طرح دھونا 53

9.3 مضمضہ اور استنشاق 54

⑩ غسل کی سنتیں 55

10.1 ہاتھوں کا تین بار دھونا 55

10.2 شرمگاہ کا دھونا 55

10.3 وضو کرنا 55

10.4 بالوں کا خلال کرتے ہوئے تین بار سر پر پانی بہانا 55

10.5 پورے بدن پر پانی بہانا 55

10.6 خاتون غسل کیسے کرے؟ 56

⑪ متفرقات 58

11.1 حالتِ جنابت میں ملنا جلنا جائز ہے۔ 58

11.2 نہاتے وقت پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ 58

11.3 غسل کر لینے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ 59

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اس وقت آپ جس یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں اس کا تعلق ایک بہت ہی اہم اور بنیادی موضوع 'طہارت' سے ہے۔

طہارت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے بغیر نہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، نہ طواف کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی قرآن مجید سے تلاوت کی جاسکتی ہے اور نہ مسجد میں بیٹھ کر ذکر وفکر کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ طہارت کا اہتمام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں پسند فرماتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور صاف ستھرے رہتے ہیں''۔

انسانی روح اور دل ودماغ، بلکہ اعصاب پر جسمانی اور ظاہری صفائی کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جو لوگ اپنی ظاہری صفائی کا خیال نہیں رکھتے اور میلے کچیلے رہتے ہیں انہیں عبادت میں ارتکاز اور توجہ حاصل نہیں ہوتی۔ خیالات کی صفائی اور دل ودماغ کی شگفتگی کے لیے ضروری ہے کہ جسمانی صفائی کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے طہارت کے سلسلہ میں بہت واضح اور صریح ارشادات فرمائے ہیں۔ اور اپنی امت کے افراد کو ترغیب دی ہے کہ وہ ہر پہلو سے صاف ستھرا رہنے کی کوشش کریں۔ آپ ﷺ نے طہارت کے حصول کے سارے طریقے بہت خوش اسلوبی اور عمدہ انداز میں تلقین فرمائے ہیں۔ وضو، تیمم، غسل اور مسح سے متعلق بنیادی اور اصولی احکام آپ ﷺ نے بہت تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمائے ہیں۔

اس یونٹ میں وضو اور غسل کے بارے میں احکام سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ ہر حدیث کا متن اور ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت سلاست اور روانی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ آپ اس یونٹ کا مطالعہ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ کریں۔ امید ہے آپ اسے مفید اور دلچسپ پائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- وضو کی فضیلت اور فرائض پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔
- وضو کی سنتوں کی فہرست تیار کر سکیں اور ہر ایک سنت پر حدیث کی روشنی میں بحث کر سکیں۔
- وضو کو توڑنے والی چیزوں کے بارے میں بتا سکیں اور احادیث کی روشنی میں نواقض وضو (وضو کو توڑنے والی اشیاء) پر ایک تفصیلی نوٹ لکھ سکیں۔
- وضو کے وجوب اور استحباب کے مواقع کی نشاندہی کر سکیں۔ اور احادیث کی روشنی میں ان مواقع کی وضاحت کر سکیں۔
- غسل کے وجوب کی صورتیں اور مسنون مواقع پر احادیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔
- غسل کے فرائض اور سنتوں کی فہرست تیار کر سکیں اور اس ضمن میں متعلقہ روایات پیش کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① وضو کے احکام

1.1 دلائل مشروعیت

۱- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یأیُّها الذین آمنوا إذا قمتم إلی الصلاة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلی المرافق وامسحوا برؤوسكم وأرجلكم إلی الكعبين﴾ (المائدة:۷)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو''۔

۲- حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا يقبل الله صلاة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ)) (رواه البخاری ومسلم)

''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی بے وضوء (شخص) کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ (شخص) وضو نہ کرلے''۔

1.2 وضو کی فضیلت

حضرت عبداللہ الصنابحیؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إذا توضأ العبد فمضمض، خرجت الخطايا من فيه، فاذا استنشر، خرجت الخطايا من انفه، فاذا غسل وجهه، خرجت الخطايا من وجهه حتى تخرج من تحت اشفار عينيه، فاذا غسل يديه، خرجت الخطايا من يديه، حتى تخرج من تحت اظافر يديه، فاذا مسح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برأسه، خرجت الخطايا من رأسه حتى تخرج من أذنيه، فإذا غسل رجليه، خرجت الخطايا من رجليه حتى تخرج من تحت اظافر رجليه، ثم كان مشيه وصلاته نافلة)) . (رواه مالك والنسائی وابن ماجة)

"جب کوئی شخص وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کا منہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ جب وہ ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کی ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کا چہرہ آنکھوں کی پلکوں کے نچلے حصہ سمیت گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ (گناہوں سے) اس حد تک پاک ہو جاتے ہیں کہ ناخنوں کے نیچے بھی گناہوں کا اثر باقی نہیں رہتا۔ جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کا سر اور اس کے کان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ کے اثرات اس حد تک زائل ہو جاتے ہیں کہ ناخنوں کے نیچے بھی کچھ نہیں رہتا۔ پھر اس کا مسجد تک چلنا اور نماز پڑھنا مزید خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے"۔

1.3 فرائض وضو

فرائض وضو کے متعلق مندرجہ ذیل آیت میں تفصیل بتائی گئی ہے:

﴿يأيُّها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق وامسحوا برؤوسكم وأرجلكم إلى الكعبين﴾ (المائدة:٧)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی رُو سے فرائض کی تعداد چار بنتی ہے۔ لیکن بعض علماء کے نزدیک وضو کے فرائض چھ اور ایک جماعت کے نزدیک سات ہیں۔ ذیل میں ترتیب کے ساتھ ان فرائض کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1.4 نیّت

نیت سے مراد حکمِ خداوندی کی تعمیل کا ارادہ کرنا ہے۔ ارادہ خواہ ظاہری ہو یا باطنی ہر دونوں صورتوں میں کافی ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إنما الأعمال بالنيّات))

''اعمال کی صحت کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

1.5 چہرے کا دھونا

پورے چہرہ کا ایک بار دھونا فرض ہے۔ چہرے کی مقدار، لمبائی کے لحاظ سے سر کے بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے۔ چوڑائی کے اعتبار سے ایک کان سے دوسرے کان تک ہے۔

1.6 کہنیوں تک ہاتھوں کا دھونا

کہنیوں کا دھونا ہاتھوں کے دھونے میں شامل ہے۔ فقہاء کی بڑی جماعت کا اس پر اتفاق ہے۔ استدلال آیت وضو سے ہے۔

1.7 سر کا مسح کرنا

فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ یہ حضرات مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ: ((أنّ النبی ﷺ مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وأدبر بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بهما إلى قفاه، ثم ردهما إلى المكان الذى بدأ منه)). (رواه الجماعة)

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا۔ آپ نے سر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلے حصہ سے ابتدا فرمائی۔ اور پچھلے حصہ کی طرف ہاتھ لے گئے۔ پھر اس مقام تک ہاتھ لے آئے جہاں سے (مسح) شروع کیا تھا"۔

فقہاء احناف کے نزدیک سر کے اگلے حصہ کا مسح کرنا کافی ہے۔ یہ حضرات مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ کہتے ہیں: ((أنّ النبی ﷺ توضأ فمسح بناصیته وعلی العمامة والخفین)). (رواہ مسلم)

"رسول اکرم ﷺ نے وضو کیا اور سر کا مسح کرتے ہوئے پیشانی پر اکتفا کی۔ آپ ﷺ نے پگڑی اور موزوں پر مسح کیا"۔

نوٹ: پورے سر کا مسح کرنا زیادہ بہتر ہے۔ جو فقہاء پورے سر کا مسح کرنا فرض نہیں سمجھتے ان کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سنت پر عمل کیا جائے۔

1.8 ٹخنوں سمیت پاؤں کا دھونا

ٹخنوں سمیت پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ جمہور فقہاء کا مسلک یہی ہے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:

((تخلّف عنّا رسول الله ﷺ فی سفر، فادرکنا وقد أرهقنا العصر، فجعلنا نتوضأ ونمسح علی أرجلنا فنادی بأعلیٰ صوته: ویلٌ للأعقاب من النار مرتین أو ثلاثاً)). (رواہ البخاری ومسلم)

"ایک مرتبہ حالتِ سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر آپ ﷺ ہم سے ایسے وقت میں آ ملے کہ عصر کی نماز میں دیر ہو رہی تھی۔ ہم نے (جلدی جلدی) وضو کیا۔ اور پاؤں پر مسح کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر بلند آواز سے دو یا تین بار فرمایا: "اپنے ٹخنوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.9 ترتیب

وضوء میں ترتیب کے متعلق فقہاء کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ یہ فرض ہے۔ جبکہ دوسری جماعت کے نزدیک یہ سنت ہے۔ فرضیتِ ترتیب کے قائلین رسول اللہ ﷺ کے فعل سے استدلال کرتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی وضو فرمایا ترتیب منقولہ کے مطابق فرمایا۔

نوٹ: ترتیب منقولہ کا لحاظ رکھنا بہرحال ضروری ہے اسے ''سنت'' قرار دینے کا مقصد یہ نہیں کہ یہ کوئی غیر ضروری عمل ہے جس کا نظر انداز کرنا باعثِ حرج نہیں۔ امتِ مسلمہ کا عمل ترتیبِ منقولہ کے مطابق چلا آ رہا ہے اور یہ تعامل اس کی اہمیت واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

مندرجہ بالا چھ فرائض کے علاوہ فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک وضو میں جسم کا جو حصہ دھویا جائے اس کا مَلنا بھی فرض ہے۔ اس لحاظ سے ان کے نزدیک وضو کے سات فرض بنتے ہیں۔ یہ حضرات استدلال میں لفظ ''فاغسلوا'' پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''غسل'' کا اصل مقصد چونکہ حصولِ نظافت (پانی کا حصول) ہے اور نظافت بغیر دلک (ملنے) کے حاصل نہیں ہوتی اس لیے اعضاء کا مَلنا بھی فرض ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② وضو کی سنّتیں

سنت سے مراد ہر وہ عمل ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کے قول، فعل یا تقریر سے ثابت ہو۔ ذیل میں وضو کی سنتوں کا ترتیب کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

2.1 تسمیہ (بسم اللہ...... پڑھنا)

وضو شروع کرتے وقت ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھنا سنت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ہر اچھے عمل کی ابتداء میں تسمیہ پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور ھدایت فرمائی ہے۔

2.2 مسواک

مسواک کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لو لا ان اشق علی امتی، لأ مرتھم بالسواک عند کل وضوء''.

(رواہ مالک والشافعی، والبیھقی والحاکم)

''اگر میری امت کے افراد کے لئے باعث دشواری نہ ہوتا تو میں انھیں ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم ضرور دیتا''۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((السواک مطھرۃ للفم ، مرضاۃ للرب))

''مسواک منہ کی صفائی اور اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے''۔

2.3 تین بار ہاتھوں کا دھونا

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اذا استیقظ احدکم من نومه ، فلا یغمِسَنّ یده فی إناء حتی یغسلها ثلاثا، فانه لا یدری أین باتت یده)). (رواہ الجماعة)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے کوئی بھی نیند سے جاگ جانے کے بعد اس وقت تک پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک کہ اسے تین بار دھو نہ لے اس لیے کہ سونے والے کو نہیں معلوم کہ اس کا ہاتھ رات کے وقت کس حالت میں رہا''۔

حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ کہتے ہیں:

((رأیت رسول الله ﷺ توضأ فاستوکف ثلاثاً)). (رواہ احمد والنسائی)

''میں نے رسول اکرم ﷺ کو وضو کے دوران تین بار ہاتھ دھوتے ہوئے دیکھا ہے''۔

2.4 مضمضہ (کلّی کرنا)

حضرت لقیط بن صبرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

((إذا توضأت فمضمض)). (رواہ أبو داؤد)

''جب آپ وضو کریں تو مضمضہ (کلّی) بھی کیا کریں''۔

2.5 استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا)

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إذا توضأ أحدکم فلیجعل فی أنفه مآءاً، ثم لینتشر)). (رواہ البخاری)

''تم میں سے جب بھی کوئی وضو کرے تو اسے چاہئے کہ اپنی ناک میں پانی چڑھائے اور پھر سانس کے ذریعہ اسے نکالے''۔

اس ضمن میں حضرت علیؓ کی روایت بھی پیش نظر رہے:

((أنه دعا بوضوء فتمضمض، واستنشق، ونثر بیده الیسری، ففعل هذا ثلاثاً، ثم قال: هذا طهور نبی الله ﷺ)). (رواہ أحمد والنسائی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت علیؓ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ وضو کرتے ہوئے آپ نے مضمضہ اور استنشاق کیا۔ ناک سے پانی بائیں ہاتھ کے ذریعہ نکالا اور تین بار ایسا کرنے کے بعد فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ ہے''۔

2.6 داڑھی کا خلال

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے:

((أن النبیّ ﷺ کان یُخلّل لحیته)). (رواہ ابن ماجة والترمذی)

''رسول اللہ ﷺ (وضو کرتے وقت) اپنی داڑھی مبارک میں خلال فرمایا کرتے تھے''۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں:

((أن النبیّ ﷺ کان إذا توضأ أخذ کفا من ماء، فادخله تحت حنکه فخللّ به وقال: هکذا أمرنی ربی)). (رواہ أبو داؤد والبیهقی والحاکم)

''رسول اللہ ﷺ جب وضو فرمایا کرتے تھے تو ہتھیلی میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے لاتے اور خلال کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایسا کرنے کے بعد فرمایا: مجھے میرے پروردگار نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے''۔

2.7 ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ انہیں رسولِ اکرم ﷺ نے مخاطب کرکے فرمایا:

((إذا توضأت فخللّ أصابع یدیک ورجلیک)). (رواہ أحمد والترمذی وابن ماجة)

''جب آپ وضو کریں تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرلیا کریں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. تین بار دھونا

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

((جاء أعرابی إلی رسول اللهﷺ یسأله عن الوضوء، فأراه' ثلاثاً ثلاثاً، وقال: هذا الوضوء فمن زاد علی هذا فقد اساء وتعدی وظلم)). (رواه احمد والنسائی وابن ماجة)

''ایک دیہاتی حضور اکرمﷺ کی خدمت میں وضو کے متعلق پوچھنے کے لیے آیا۔ آپﷺ نے ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھو کر اسے وضو کرنے کا طریقہ بتایا۔ اس کے بعد آپﷺ نے فرمایا: یہ وضو ہے جس شخص نے اس پر اضافہ کیا، اس نے برا کیا۔ زیادتی کی اور ظلم کیا''۔

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں:

((أن النبیﷺ توضأ ثلاثاً، ثلاثاً)). (رواه أحمد ومسلم والترمذی)

''رسول اللہﷺ نے وضو فرمایا او ضو کے اعضاء تین تین مرتبہ دھو لیے''۔

2.9 التیامن (دائیں طرف سے شروع کرنا)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

((کان رسول اللهﷺ یحب التیامن فی تنعُلِه وترجله وطهوره وفی شأنه کله)). (رواه البخاری ومسلم)

''رسولِ اکرمﷺ جوتا پہننے، پاؤں رکھنے، وضو کرنے اور ہر کام میں ''تیامن'' پسند فرماتے تھے''۔

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

((إذا لبستم وإذا توضأتم فابدؤا بایمانکم)). (رواه أحمد وأبوداؤد والترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم لباس وغیرہ پہننا چاہو یا وضو کرنا چاہو تو (ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے میں) دائیں طرف سے ابتداء کیا کرو''۔

2.10 الموالاۃ

ایک عضو کے بعد فوراً دوسرا عضو دھونا اصطلاح میں ''موالاۃ'' کہلاتا ہے۔ وضو کرتے وقت موالات کا عمل چونکہ تواتر سے ثابت ہے اس لیے فقہاء کے نزدیک اس کا درجہ سنت کا ہے۔

2.11 دلک

پانی ڈال کر عضو کو ملنا اصطلاح میں ''دلک'' کہلاتا ہے۔ اس بارے میں عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے:

((أن النبیﷺ أتی بثلث مد، فتوضأ، فجعل یدلک ذراعیه)).

(رواه ابن خزیمة)

''رسول اللہﷺ نے مد (ماپنے کا ایک برتن جو عرب میں رائج تھا) کا تیسرا حصہ پانی لے کر وضو فرمایا اور اپنے بازوؤں کو دھو کر خوب ملا''۔

2.12 کانوں کا مسح

حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے:

((أنّ رسول اللهﷺ مسح فی وضوئه، رأسه وأذنیه، ظاهرهما وباطنهما وأدخل أصبعه فی صماخی أذنیه)). (رواه أبو داؤد والطحاوی)

''حضور اکرمﷺ نے وضو کرتے ہوئے سر مبارک اور کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصہ کا مسح فرمایا اور کانوں کے گوشوں میں انگلی ڈالی''۔

2.13 غرۃ و تحجیل

فرض حصہ سے زیادہ چہرہ کا دھونا اصطلاح میں ''إطالة الغرة'' کہلاتا ہے۔ جب کہ ٹخنوں اور کہنیوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر کا حصہ ملا کر دھونے کو "إطالة التحجيل" کہتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن أمتي يأتون يوم القيامة غُراً، محجلين، من آثار الوضوء. فقال أبوهريرة: فمن استطاع منكم أن يطيل غرّته فليفعل)). (رواه أحمد والشيخان)

"میری امت کے افراد قیامت کے دن اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ ابوہریرہؓ نے رسول اکرم کا یہ ارشاد سنانے کے بعد کہا: جس سے ہو سکے وہ وضو میں اہتمام کی بناء پر اپنی چمک میں اضافہ کرے"۔

2.14 پانی کے استعمال میں اعتدال

حضرت انسؓ کہتے ہیں:

((كان النبيّ ﷺ يغتسل بالصاع إلى خمسة أمداد، ويتوضأ بالمد)). (رواه البخاري ومسلم)

"رسول اکرم ﷺ ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک پانی سے غسل فرماتے تھے۔ اور ایک مد پانی سے وضو کیا کرتے تھے"۔

2.15 وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما منكم من أحد يتوضأ فليسبغ الوضوء ثم يقول: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له الاّ فُتِحت له أبواب الجنة الثمانية، يدخل من أيها شاء)). (رواه مسلم)

"تم میں سے جو بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد یہ کلمات کہے: أشهد أن لا إله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إلا اللہ ...... تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے تاکہ وہ جس سے داخل ہونا چاہے داخل ہو سکے"۔

2.16 وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من أحد يتوضأ، فيحسن الوضوء، ويصلّي ركعتين، يقبل بقلبه ووجهه عليهما إلا وجبت له الجنة)). (رواه مسلم وأبوداؤد)

"تم میں سے جو شخص بھی اچھی طرح وضو کر لے اور پھر پوری توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھ لے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نواقضِ وضو

(وضو کو توڑنے والی چیزیں)

3.1 باتھ روم کا استعمال

باتھ روم کے استعمال کے بعد وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے۔اس ضمن میں اللہ جلّ شانہ کا ارشاد ہے:

﴿أو جاء أحد منكم من الغائط﴾

''اگر تم میں سے کوئی باتھ روم سے ہو کر آئے''۔

3.2 گیس کا خارج ہونا

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

((لا يقبل الله صلاة أحدكم إذا حدث حتى يتوضأ. فقال رجل من حضر موت: ما الحدث يا أبا هريرة؟...... قال: فساء أو ضراط)).

(رواه البخاری ومسلم)

''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی بے وضو شخص کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے۔ یہ سن کر حضر موت سے آئے ہوئے ایک شخص نے پوچھا: ابو ہریرہ! یہ بے وضو ہونے (حدث) سے کیا مراد ہے؟ ابو ہریرۃؓ نے جواب دیا: آواز کے ساتھ یا بغیر آواز کے گیس کا نکلنا''۔

3.3 مذی کا نکلنا

حضرت علیؓ کہتے ہیں:

((كنت رجلا مذاءً، فأمرت المقداد، أن يسأل النبيّ، فسأله، فقال: فيه الوضوء)). (رواه البخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میری کیفیت ایسی تھی کہ بکثرت مذی نکلتی تھی۔ میں نے حضرت مقدادؓ سے کہا کہ اس بارے میں رسولِ اکرم ﷺ سے معلوم کرلیں۔ حضرت مقدادؓ نے جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مذی کے نکلنے سے وضو فرض ہو جاتا ہے۔ غسل کرنے کی ضرورت نہیں‘‘۔

3.4 ’ودی‘ کا نکلنا

’’ودی‘‘ کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ اس بارے میں عبداللہ بن عباس کا قول ہے:

((أما المنی، فهو الذی منه الغسل، وأما المذی والودی، فقال: اغسل مذاکیرک، وتوضأ وضوءک للصلاة)). (رواه البیهقی)

’’جہاں تک منی کا تعلق ہے تو اس کے نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر مذی یا ودی نکلے تو اس صورت میں جسم کے خاص اعضاء کو دھو کر وضو کر لیجئے۔ غسل کرنے کی ضرورت نہیں‘‘۔

3.5 گہری نیند

گہری نیند طاری ہو جانے کی وجہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ اس بارے میں حضرت صفوان بن عسالؓ کہتے ہیں:

((کان رسول اللہ ﷺ یأمرنا إذا کنا سفراً، ألا ننزع خفافنا ثلاثة ایام ولیالیهن إلا من جنابة، ولکن من غائط وبول ونوم)). (رواه أحمد والنسائی والترمذی)

’’جب ہم حالتِ سفر میں ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ ہدایت ہوتی تھی کہ ہم تین دن اور رات جنابت کے علاوہ موزے نہ اتاریں۔ لیکن پیشاب، قضائے حاجت اور سونے کے وقت موزے اتارنے کی اجازت ہوتی تھی‘‘۔

نوٹ: بیٹھے بیٹھے اونگھ آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس بارے میں حضرت انسؓ کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((کان أصحاب رسول الله ﷺ ینتظرون العشاء الآخرۃ، حتی تخفق رؤوسھم، ثم یصلّون ولا یتوضؤن)). (رواہ مسلم وأبوداؤد)

''صحابہ کرام نماز عشاء کا انتظار کرتے تھے اور بیٹھے بیٹھے ان کے سر جھک جاتے تھے۔ پھر اُٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو کی تجدید نہیں کرتے تھے''۔

3.6 زوالِ عقل

زوال عقل خواہ جنون کی وجہ سے ہو، خواہ نشہ، بے ہوشی یا دوائی کے استعمال کے سبب ہو، اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

3.7 براہِ راست شرم گاہ کو چھو لینا

براہِ راست شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ اس بارے میں حضرت بسرہ بنت صفوانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من مسّ ذکرہ فلا یصلّ حتی یتوضأ)). (رواہ الخمسۃ، وقال البخاری: ھو أصح شیء فی ھذا الباب)

''جس نے اپنی شرمگاہ کو براہِ راست چھولیا تو وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک وضو نہ کرلے''۔

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

((ایّما رجل مسّ فرجہ فلیتوضأ، وایّما إمرأۃ مسّت فرجھا، فلتتوضأ)). (رواہ أحمد)

''جو شخص اپنی شرمگاہ کے ساتھ براہِ راست ہاتھ لگائے اسے وضو کر لینا چاہیے۔ اس طرح جو خاتون اپنی شرمگاہ کے ساتھ ہاتھ لگائے وہ بھی وضو کرے''۔

فقہاء احناف کے نزدیک شرمگاہ کو چھو لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ان حضرات کے موقف کی بنیاد مندرجہ ذیل حدیث پر ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((أن رجلاً سأل النبي ﷺ عن رجل مسّ ذكره هل عليه الوضوء؟ فقال: لا، إنما هو بضعة منك)). (رواه الخمسة، قال علي ابن المديني: هو أحسن من حديث بسرة)

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو حالت وضو میں اپنی شرمگاہ کے ساتھ ہاتھ لگائے کہ آیا اس کو وضو کر لینا چاہیے یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ (شرمگاہ) تو آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا (حصہ) ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ وضو کے وجوب کے مواقع

4.1 نماز

نماز خواہ فرض ہو، نفل ہو، جنازہ کی ہو، اس کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یاأیُّها الذین آمنو إذا قمتم إلی الصّلاۃ فاغسلوا وجوهکم و أیدیکم إلی المرافق وامسحوا برؤسکم وأرجلکم إلی الکعبین﴾ (المائدۃ:۷)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((لا یقبل اللہ صلاۃ بغیر طهور)). (رواہ الترمذی)

''اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کی نماز قابل قبول نہیں جس نے طہارت حاصل نہ کی ہو''۔

4.2 بیت اللہ کا طواف کرتے وقت

بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔ اس بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الطواف صلاۃ، إلا أن اللہ تعالی أحلّ فیه الکلام، فمن تکلّم، فلا یتکلم إلا بخیر)). (رواہ الترمذی)

''طواف اور نماز نوعیت اور حیثیت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ ہاں طواف کرتے وقت اللہ جل شانہ نے بات چیت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس لیے جو شخص طواف کے دوران میں بات کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ خیر اور بھلائی کی بات کرے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4.3 قرآن مجید کے ساتھ ہاتھ لگانے کے لیے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا يمسّ القرآن إلا طاهر)). (ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد)

''جو شخص باوضو نہ ہو وہ قرآن مجید کے ساتھ ہاتھ نہ لگائے''۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد اور دادا کی سند سے روایت کرتے ہیں:

((أن النبيّ ﷺ كتب إلى أهل اليمن كتاباً وكان فيه: لا يمس القرآن إلا طاهر)). (رواه النسائي والدار قطني)

''رسول اللہ نے اہل یمن کے نام ایک خط لکھا جس کے مضمون میں یہ الفاظ بھی تھے: بے وضو شخص قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ کن مواقع پر وضو کرنا مستحب ہے؟

5.1 ذکرِ الٰہی کے وقت

حضرت مہاجرؓ سے روایت ہے:

((إنه سلّم على النبي ﷺ وهو يتوضأ فلم يرد عليه حتى توضأ فردّ عليه، وقال: إنه لم يمنعني أن أرد عليك إلا أني كرهت أن أذكر الله إلا على الطهارة. قال قتادة: فكان الحسن من أجل هذا يكره أن يقرأ أو يذكر الله عز وجل حتى يطهر)). (رواه ابو داؤد والنسائي وابن ماجة)

''حضرت مہاجرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت سلام کیا جب آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے وضو پورا کرنے کے بعد سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا: میں نے آپ کو سلام کا جواب اس لیے نہیں دیا کہ بغیر طہارت کے میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا اچھا نہیں سمجھتا۔ حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے حضرت حسن قرآنِ مجید کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی کرنا بغیر وضو کے اچھا نہیں سمجھتے تھے''۔

نوٹ: ذکر کرنے کے لیے وضو کرنا اولیٰ و افضل ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو ہر حال میں جائز ہے۔ خواہ کوئی بے وضو ہو، باوضو ہو، حالتِ جنابت میں ہو یا حالتِ طہارت میں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

((كان رسول الله ﷺ يذكر الله على كل أحيانه)).

''رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے''۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كان رسول الله ﷺ يخرج من الخلاء، فيقرئنا، ويأكل معنا اللحم، ولم يكن يحجزه عن القرآن شيء ليس الجنابة)). (رواه الترمذى)

''رسول اللہ ﷺ باتھ روم سے نکلتے تو ہمیں پڑھاتے ہمارے ساتھ گوشت کھاتے، آپ ﷺ کو قرآن کے پڑھنے سے کسی چیز نے نہیں روکا حتیٰ کہ جنابت نے بھی''۔

5.2 سوتے وقت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے مخاطب کر کے فرمایا:

((إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة، ثم اضطجع على شقك الأيمن، ثم قل: اللهم اسلمت نفسي إليك، ووجهت وجهي إليك، وفوّضت أمري إليك، والجأت ظهري إليك، رغبة ورهبة إليك، لا ملجأ ولا منجى منك إلا إليك، اللهم آمنت بكتابك الذي أنزلت ونبيّك الذي أرسلت، فإن متّ من ليلتك فانت على الفطرة، واجعلهن آخر ما تتكلم به، قال: فرددتها على النبي ﷺ فلما قلت: اللهم آمنت بكتابك الذي أنزلت ورسولك، قال: لا، ونبيّك الذي أرسلت)). (رواه البخارى)

(ترجمہ) ''جب تم سونا چاہو تو نماز کی طرح وضو کرو اور اپنے دائیں جانب لیٹ کر یوں کہو: الٰہی! میں نے آپ کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا۔ میرا ہر کام (معاملہ) آپ ہی کے سپرد ہے۔ میں اپنا سہارا آپ ہی کو مانتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں۔ یعنی آپ کی سزا سے کوئی اور بچانے والا نہیں۔ الٰہی! جو کتاب (قرآن مجید) آپ نے نازل فرمائی ہے میں اسے حق مانتا ہوں اور جس نبی ﷺ کو آپ نے مبعوث فرمایا ہے اسے بھی نبی برحق سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء بن عازب کو بتایا: اب اگر آپ اسی رات وفات پا گئے تو آپ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ بالخیر (ایمان) ہو گا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں: ''میں نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ کے سامنے دہرائے تو جب میں اللهم آمنت بكتابك الذى أنزلت پر پہنچا تو میں نے کہا: ورسولك. اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ: ونبيك الذى أرسلت. مقصد یہ ہے کہ انہی الفاظ وکلمات کو دہرائیں جو رسول اللہ ﷺ نے تلقین فرمائے ہیں۔

5.3 حالتِ جنابت میں

حالتِ جنابت میں اگر کوئی شخص کھانا، پینا یا دوبارہ بیوی کے ساتھ ملنا چاہے تو اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

((كان النبيّ ﷺ إذا كان جنبا، فأراد أن يأكل أو ينام توضأ))

''رسول اللہ ﷺ جب حالتِ جنابت میں کچھ کھانا یا سونا چاہتے تو اس سے پہلے وضو کرلیا کرتے تھے''۔

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے:

((أن النبيّ ﷺ رخص للجنب، إذا أراد أن يأكل أو يشرب، أو ينام، أن يتوضأ وضوء ه للصلاة)). (رواه الترمذى)

''رسولِ اکرم ﷺ نے وضو کرنے کے بعد جنبی شخص کو کھانے پینے اور سونے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے''۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إذا أتى أحدكم أهله، ثم أراد أن يعود فليتوضأ)). (رواه الجماعة إلا البخارى)

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ دوبارہ ملنا چاہے تو اچھی بات یہ ہے کہ وضو کر لے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5.4 غسل کرنے سے پہلے

غسل کرنے کی ابتدا وضوء سے کرنی چاہیے۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

((كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة، يبدأ، فيغسل يديه، ثم يفرغ بيمينه على شماله، فيغسل فرجه، ثم يتوضأ وضوءه للصلاة)). (رواه الجماعة)

''رسول اکرم ﷺ جب جنابت کے بعد غسل کرتے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے''۔

5.5 ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا

ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ اس ضمن میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے:

((كان النبي ﷺ يتوضأ عند كل صلاة، فلما كان يوم الفتح توضأ ومسح على خفيه وصلى الصلوات بوضوء واحد، فقال له عمر، يا رسول الله! انك فعلت شيئا لم تكن تفعله! فقال: عمداً فعلته يا عمر)). (رواه مسلم)

''رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے نیا وضو کیا کرتے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ نے وضو کیا تو موزوں پر مسح فرمایا اور ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کیں تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! اس سے پہلے تو آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! آج میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے''۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم عند كل صلاة بوضوء ومع كل وضوء بسواك)). (رواه أحمد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر میری امت کے لیے باعث دشواری نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے وضو کرنے اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا''۔

خود آزمائی ①

۱- وضو کے دلائل مشروعیت بتاتے ہوئے وضو کی فضیلت سے متعلق روایت تحریر کیجئے۔

۲- وضو کے فرائض سے کیا مراد ہے؟ فرائض کی فہرست تیار کرنے کے بعد ہر ایک فرض کے بارے میں ایک ایک حدیث پیش کیجئے۔

۳- وضو کی سنتیں کتنی ہیں؟ ان سنتوں کے بارے میں احادیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کیجئے۔

۴- نواقضِ وضو سے کیا مراد ہے؟ اس موضوع پر ایک جامع نوٹ قلم بند کیجئے۔

۵- وضو کے وجوب کے مواقع کون کون سے ہیں؟ روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مواقع کی نشاندہی کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ موزوں پر مسح کرنا

عن همام النخعيؒ، قال: بال جرير بن عبدالله، ثم توضأ، ومسح على خفيه، فقيل: تفعل هذا وقد بلت؟ قال: نعم رأيت رسول الله ﷺ بال، ثم توضأ، ومسح على خفيه)). (رواه أحمد والشيخان وأبوداؤد والترمذى)

''حضرت ہمام نخعیؒ کہتے ہیں کہ جریر بن عبداللہ نے پیشاب کیا۔ پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ ان سے پوچھا گیا: یہ آپ نے کیا کیا؟ آپ تو پیشاب کر چکے ہیں۔ حضرت جریرؓ نے جواب دیا: ہاں! میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے پیشاب کرنے کے بعد وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا''۔

6.1 پہننے سے پہلے موزوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں:

((كنت مع النبى ﷺ ذات ليلة فى مسير، فافرغت عليه من الإداوة، فغسل وجهه وذراعيه، ومسح برأسه، ثم أهويت لأنزع خفيه فقال: دعهما، فإنّى ادخلتهما طاهرتين، فمسح عليهما)). (رواه البخارى ومسلم)

''ایک مرتبہ رات کے وقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا وضو کے وقت میں برتن سے پانی ڈالتا رہا۔ آپ ﷺ نے چہرۂ مبارک دھولیا۔ بازو دھو لیے۔ سر کا مسح فرمایا۔ تو میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے موزے اتار دوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑ دیجئے۔ میں نے انہیں صاف پہنا تھا اور پھر ان کا مسح فرمایا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6.2 موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں:

((رأیت رسول اللهﷺ یمسح علی ظاهر الخفین)). (رواه أبوداؤد والترمذی)

''میں نے رسول اللہﷺ کو موزوں کے ظاہری حصہ (اوپر والا حصہ) پر مسح کرتے ہوئے دیکھا''۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں:

((لو کان الدین بالرأی، لکان أسفل الخف أولی بالمسح من أعلاه، لقد رأیت رسول اللهﷺ یمسح علی ظاهر خفیه)). (رواه أبوداؤد)

''اگر دین کا معاملہ عقل اور رائے پر مبنی ہوتا تو موزوں کے نچلے حصہ پر مسح کرنا اوپر والے حصے کے مقابلے میں قابل ترجیح ہوتا۔لیکن میں رسول اللہﷺ کو دیکھ چکا ہوں کہ آپﷺ موزوں کے ظاہری حصہ پر مسح فرمایا کرتے تھے''۔

6.3 مسح باقی رہنے کی مدت

حضرت شریح بن ہانیؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا۔تو آپ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اس بارے میں علیؓ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اس لیے کہ وہ رسول اللہﷺ کے ساتھ سفر میں رہے ہیں۔میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو آپؓ نے کہا: اس بارے میں رسول اللہﷺ کا ارشاد ہے:

((للمسافر ثلاثة أیام ولیالیهن، وللمقیم یومٍ ولیلة)). (رواه مسلم والترمذی)

''مسافر کا مسح تین دن اور تین رات تک رہتا ہے۔مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات کی مدت ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ غسل (نہانا)

تعریف

لغوی اعتبار سے غسل کے معنی بدن پر پانی بہانے اور جسم کو ملنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں بدن کی صفائی کے لیے صاف پانی کا مخصوص طریقہ سے استعمال کا نام غسل ہے۔

7.1 غسل واجب ہونے کی صورتیں

موجبات غسل یعنی غسل واجب کرنے والی چیزیں پانچ ہیں

7.2 مادۂ منویہ کا نکلنا

اس بارے میں حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الماء من الماء)). (رواہ مسلم)

"پانی (مادۂ منویہ نکلنے) سے پانی کا استعمال (غسل) واجب ہو جاتا ہے"۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ام سلیمؓ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے کہا:

((یا رسول اللہ! إن اللہ لا یستحی من الحق، فهل علی المرأة غسل إذا احتلمت؟ قال: نعم. إذا رأت الماء)). (رواہ البخاری ومسلم)

"اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے حق بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ کیا عورت کو اگر احتلام ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب وہ پانی (مادۂ منویہ) دیکھ لے"۔

7.3 بیوی کے ساتھ ملاقات کے بعد

جب شوہر اپنی بیوی کے ساتھ پوری طرح ملاقات کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إذا جلس بين شعبها الأربع، ثم جهدها، فقد وجب الغسل، أنزل أم لم ينزل)). (رواه مسلم)

''جب شوہر اپنی بیوی کے چاروں اعضاء کے درمیان بیٹھ کر کوشش کر لے تو غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو''۔

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا: میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم کی وجہ سے ہمت نہیں ہو رہی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: بلا جھجک پوچھئے میں تو آپ کی ماں ہوں۔ حضرت ابو موسیٰ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کے ساتھ ملاقات کر لے لیکن اس کو انزال نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنایا:

((إذا أصاب الختان الختان فقد وجب الغسل)). (رواه أحمد)

''جب شوہر کی شرمگاہ بیوی کی شرمگاہ تک پہنچ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے''۔

7.4 حیض اور نفاس کے بعد

مدتِ حیض اور مدتِ نفاس جب گزر جائے تو خاتون کے لیے ضروری ہے کہ غسل کر کے طہارت حاصل کرے۔ اس بارے میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿ولا تقربوهن حتى يطهرن، فإذا تطهرن فأتوهن من حيث أمركم الله﴾

''اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ۔ اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے''۔

جب فاطمہ بنت ابی حبیشؓ نے اپنی پوری کیفیت بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دعي الصلاة، قدر الأيام التي كنت تحيضين فيها، اغتسلي وصلّي)). (رواه البخاري ومسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''باقاعدہ حیض کے دنوں کے برابر نماز چھوڑ دیا کرو (باقی دنوں میں) غسل کر کے نماز پڑھ لیا کرو''۔

17.5 اسلام قبول کرنے کے بعد

((عن أبي هريرة رضي الله عنه أن ثمامة الحنفي أسر، وكان النبيﷺ يغدوا إليه، فيقول: ما عندك يا ثمامة؟ فيقول: ان تقتل، تقتل ذا دم، وان تمنن، تمنن على شاكر، وإن ترد المال نعطك منه ما شئت، وكان أصحاب الرسولﷺ يحبون الفداء، ويقولون: ما نصنع بقتل هذا؟ فمرّ عليه رسول اللهﷺ فأسلم، فحلته، وبعث به إلى حائط أبي طلحة، وأمره ان يغتسل، فاغتسل وصلىّ ركعتين. فقال النبيّﷺ: لقد حسن إسلام أخيكم)). (رواه أحمد وأصله عند الشيخين)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ثمامہ حنفی جب قید ہوا تو حضور اکرمﷺ صبح کے وقت جا کر اس سے کہنے لگے: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ ثمامہ نے جواب دیا: اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے (یہ میری سزا ہے)۔ اور اگر آپ میرے اوپر احسان کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کا شکرگزار ہوں گا۔ اگر آپ مال ودولت چاہتے ہیں تو ہم حسبِ خواہش ادا کردیں گے۔ اس موقع پر صحابہ کرامؓ چاہتے تھے کہ ثمامہ سے فدیہ لے لیا جائے۔ ان کا خیال تھا کہ ثمامہ کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ ایک بار رسول اکرمﷺ ثمامہ کے پاس تشریف لے گئے۔ ثمامہ آپﷺ کو دیکھ کر اسلام قبول کرنے کی طرف آمادہ ہوگئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کے بعد انہیں رہا کیا گیا۔ اور انہیں بتایا گیا کہ حضرت ابوطلحہؓ کے باغ میں جا کر غسل کر لیں۔ ثمامہؓ نے حکم کی تعمیل کی اور پھر دو رکعت نماز پڑھ لی۔ رسول اللہﷺ نے اس موقع پر فرمایا: تمہارے بھائی کا مشرف بہ اسلام ہونا بہت اچھا رہا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ غسل کے مسنون و مستحب مواقع

8.1 غسل جمعہ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم والسواك وأن يمس من الطيب ما يقدر عليه)). (رواه البخاری ومسلم)

''جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور گنجائش کے مطابق خوشبو لگانا ہر بالغ کے لیے ضروری ہے''۔

فقہاءِ کے نزدیک غسل کرنا لازمی نہیں بلکہ اختیاری ہے۔اس ضمن میں یہ حضرات مندرجہ ذیل حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من توضأ فاحسن الوضوء ثم أتى الجمعة، وزيادة ثلاثة أيام)). (رواه مسلم)

''جو شخص اچھی طرح وضو کر کے جمعہ کے لیے آیا اور خاموشی سے خطبہ سنتا رہا تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے جو گناہ (صغیرہ) سرزد ہوئے ہوں گے معاف ہو جاتے ہیں اور مزید تین دن کے لیے بھی اسی طرح معاف ہو جاتے ہیں''۔

8.2 غسل عیدین

جعفر بن محمد اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں:

((ان النبیﷺ كان يلبس برُد حيرة في كل عيد)). (رواه الشافعی)

''رسول اللہ ﷺ عید کے دن لمبی چادر زیب تن فرماتے تھے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت حسن کہتے ہیں:

((امرنا رسول اللهﷺ في العيدين أن نلبس أجود ما نجد، وأن نتطيب باجود ما نجد، وأن نضحي باثمن ما نجد)). (رواه الحاكم)

''رسول اللہﷺ نے ہمیں عید کے دن عمدہ لباس پہننے، بہترین خوشبو لگانے اور قیمتی جانور کی قربانی دینے کا حکم فرمایا ہے''۔

8.3 میّت کو غسل دینے کے بعد

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا:

((من غسل ميّتا، فليغتسل، ومن حمله، فليتوضأ)). (رواه أحمد)

''جس نے کسی مردہ کو غسل دیا وہ (اس کے بعد) خود غسل کرلے اور جس نے اسے اٹھایا وہ وضو کرلے''۔

جمہور فقہاء کے نزدیک میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

8.4 احرام کے وقت

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں:

((أنه رأى رسول اللهﷺ تجرد لإهلاله واغتسل)). (رواه الترمذى)

''حضرت زید بن ثابتؓ نے رسول اکرمﷺ کو حج کی تیاری کے وقت غسل کرتے ہوئے دیکھا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ غسل کے فرائض

9.1 نیت

نیت کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إنما الأعمال بالنيات)). (رواه الجماعة)

''اعمال کی صحت کا دارومدار نیت پر ہے''۔

نوٹ: نیت سے مراد دلی ارادہ ہے۔ اس کے لیے زبان سے الفاظ کا استعمال ضروری نہیں۔

9.2 اعضاء کا اچھی طرح دھونا

غسل کرتے وقت اعضاء کا اچھی طرح دھونا فرض ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وإن كنتم جنبا فاطّهروا﴾

''اگر حالتِ جنابت میں ہو تو غسل کر کے پاک ہو جاؤ''۔

اور ارشاد ہے:

﴿يسألونك عن المحيض قل هو اذىً، فاعتزلوا النساء في المحيض، ولا تقربوهن حتى يطهرن، فإذا تطهرن، فأتوهن من حيث أمركم الله﴾

''(لوگ) پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔ اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے''۔

مندرجہ ذیل آیت سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ مذکورہ آیت میں ''تطہر'' سے مراد ''غسل'' ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿یأیّها الذین آمنوا لا تقربوا الصّلاة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا إلا عابری سبیل حتی تغتسلوا﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم نشہ کی حالت میں ہو، تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اسی وقت پڑھنی چاہئے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو''۔

''اغتسال'' سے مراد چونکہ تمام اعضاء کا دھونا ہے اس لیے جمہور فقہاء کے نزدیک غسل کرتے وقت اعضاء کا اچھی طرح دھونا فرض ہے۔

9.3 مضمضہ اور استنشاق

مضمضہ (کلی کرنا) اور استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) کی فرضیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں:

((حدثنا میمونة، قالت: صببتُ النبیّ ﷺ غسلا، فافرغ بیمینه علی یساره، فغسلهما ثم غسل فرجه ثم نال بیده علی الأرض فمسحها بالتراب، ثم غسلها، ثم مضمض، واستنشق، ثم غسل وجهه، وأفاض علی رأسه، ثم تنحیَّ، فغسل قدمیه ثم أتی مندیل فلم ینفض بها)). (رواه البخاری)

''حضرت میمونہؓ نے ہمیں بتایا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال دیا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کو مٹی سے مل کر دھویا اور کلی کی، ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنے منہ کو دھو کر سر پر پانی بہایا۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے اس کے بعد ایک کپڑا بدن پونچھنے کے لیے آپ ﷺ کو دیا گیا۔ مگر آپ نے استعمال نہیں فرمایا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ غسل کی سنتیں

10.1 ہاتھوں کا تین بار دھونا،

10.2 شرمگاہ کا دھونا،

10.3 وضو کرنا

10.4 بالوں کا خلال کرتے ہوئے تین بار سر پر پانی بہانا،

10.5 پورے بدن پر پانی بہانا

اس ضمن میں مندرجہ ذیل احادیث کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((أنّ النبی ﷺ كان إذا اغتسل من الجنابة، بدأ، فغسل يديه، ثم يتوضأ كما يتوضأ للصلاة، ثم يدخل أصابعه فی الماء، فَيُخَلِّلُ بها أصول الشعر ثم يصب علی رأسه ثلاث غرف بيديه، ثم يفيض الماء علی جلده كله))

• ''رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر وضو کرتے جس طرح کہ نماز کے لیے وضو فرماتے تھے۔ پھر اپنی انگلیوں کو پانی میں ڈالتے، اور اس سے بالوں کی جڑ میں خلال کرتے۔ پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے، پھر سارے جسم پر پانی بہاتے۔

۲۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((أنّ النبی ﷺ اغتسل من الجنابة، فغسل فرجه بيده ثم دلک بها الحائط ثم غسلها، ثم توضأ وضوء ه للصلاة، فلمافرغ من غسله غسل رجليه)). (رواه البخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ ﷺ نے جنابت کا غسل فرمایا تو سب سے پہلے اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے دھویا، پھر ہاتھ کو دیوار میں رگڑ کر دھو ڈالا، پھر وضو کیا اور غسل سے فارغ ہو جانے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ دھو لئے"۔

۳۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک اور روایت میں کہتی ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھ دیا اور پردہ ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دھولیا۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور استنجا کیا۔ پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملا اور دھولیا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی لیا، منہ اور ہاتھ دھو کر سر پر پانی ڈالا، پھر پورے بدن پر پانی بہایا۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹ گئے اور دونوں پاؤں دھو لیے۔ میں نے ایک کپڑا آپ ﷺ کی طرف بڑھایا۔ آپ ﷺ نے نہیں لیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے بدن جھاڑتے ہوئے چلے آئے۔

10.6 خاتون غسل کیسے کرے؟

چوٹی کھولنے کی ضرورت نہیں

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((قلت: يا رسول الله! إني امرأة أشد ضفر رأسي، افانقضه لغسل الجنابة؟ قال: لا، انما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات، ثم تفيضين عليك الماء فتطهرين)). (رواه مسلم)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں، کیا غسلِ جنابت کے لیے اس کا کھولنا ضروری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ آپ کے لیے اتنا کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈالیں اور پھر سارے بدن پر پانی بہالیں۔ اس طرح تمہارا غسل مکمل ہو جائے گا اور تم پاک ہو جاؤ گی"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ سے مدت حیض ختم ہو جانے کے بعد غسل کرنے کا طریقہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لے کر اپنے آپ کو خوب صاف کر، یعنی حیض کا جو خون لگا ہوا ہو اسے دھو لے۔ پھر سر پر پانی ڈال اور خوب زور سے ملتی رہو یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈال، یعنی پورے بدن پر پانی بہالینا۔ پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے) کا مشک لگا ہوا لے کر اس سے اپنے آپ کو پاک کر۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: وہ کیسے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعجب کی بات ہے۔ بس صفائی کر لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چپکے سے کہا: وہ پھاہا لے کر خون کے مقام پر لگا دینا۔ پھر اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی خاتون غسل کرنا چاہے تو پہلے پانی لے کر اچھی طرح طہارت کر لے۔ پھر سر پر پانی ڈالے اور ملتی رہے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ نے کہا: انصار کی عورتوں کا کیا کہنا، دین کی باتیں پوچھنے میں انہیں معمولی سی جھجک بھی محسوس نہیں ہوتی''۔

(ترجمہ کے ابتدائی حصہ میں خطاب کا صیغہ مفہوم کی وضاحت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں غائب کا صیغہ مستعمل ہے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑪ متفرقات

11.1 حالت جنابت میں ملنا جلنا اور بات چیت کرنا جائز ہے۔

حضرت ابوہریرۃ کہتے ہیں:

((أنّ النبی ﷺ لقیه فی بعض طریق المدینة وهو جنب، فانخنست منه فذهبت، فاغتسلت، ثم جاء، فقال: أین کنت یا أباهریرة، قال: کنت جنبا فکرهت أن أجالسک وأنا علی غیر طهارة، قال: سبحان الله، إن المؤمن لا ینجس)). (رواه البخاری)

''مدینہ منورہ کی کسی گلی میں انہیں رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ اس موقع پر ابوہریرۃ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ سے فاصلہ پر ہو گیا اور جا کر غسل کیا۔ پھر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرۃ! آپ کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں جنبی تھا اور ناپاکی کی حالت میں نے آپ کے پاس بیٹھنا اچھا نہیں سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! مومن تو کسی حال میں نجس نہیں ہوتا''۔

11.2 نہاتے وقت پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں:

((ذهبت إلی رسول الله ﷺ عام الفتح، فوجدته یغتسل، وفاطمة تستره، فقال: من هذه؟ فقلت: أنا أمّ هانی)). (رواه البخاری)

''فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ غسل فرما رہے ہیں اور حضرت فاطمہؓ آپ کے اوپر پردہ کئے ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کون؟ میں نے عرض کیا: ام ہانی ہوں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11.3 غسل کر لینے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں

غسل شروع کرتے وقت اگر کوئی شخص وضو نہ بھی کرے۔ تب بھی اسے غسل کر لینے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں منقول ہے کہ آپ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے کہا: میں تو غسل کے بعد بھی وضو کرتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: تم زیادتی کرتے ہو، یعنی وضو کرنے کی اس موقع پر ضرورت نہیں۔

جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ وضو غسل میں داخل ہے۔ البتہ غسل شروع کرنے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔

خود آزمائی ②

۱۔ وضو کے استحباب کے مواقع کون کون سے ہیں؟ متعلقہ احادیث ترتیب کے ساتھ لکھ کر ان کا ترجمہ کیجئے۔

۲۔ موزوں پر مسح کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں جو احادیث آپ نے مطالعہ کی ہیں ان کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

۳۔ غسل کرنا کن کن مواقع پر ضروری اور لازمی ہے؟ ان مواقع پر احادیث کی روشنی میں گفتگو کیجئے۔

۴۔ غسل کرنے کے مسنون اور مستحب مواقع کون کون سے ہیں؟ اس موضوع پر بنیادی روایات پیش کیجئے۔

۵۔ غسل کے فرائض اور غسل کی سنتوں کی فہرست تیار کیجئے۔ اور ان سے متعلق احادیث کی بنیاد پر ایک مضمون تحریر کیجئے۔

۶۔ خاتون غسل کیسے کرے؟ اس بارے میں دو روایات قلم بند کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ②

طہارت اور صلوٰۃ کے احکام

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی
نظر ثانی: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	65
یونٹ کے اغراض ومقاصد	66
① تیمم	67
1.1 تعریف	67
1.2 دلیل مشروعیت	67
1.3 سبب مشروعیت	68
1.4 تیمّم امت محمد ﷺ کی خصوصیت	69
② تیمّم کے مواقع	70
2.1 پانی بالکل نہ ہو یا کم ہو	70
2.2 زخم اور بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو	70
2.3 پانی بہت ٹھنڈا ہو اور اس کا استعمال مضر ہو	71
2.4 پانی ہو، لیکن اس کی ضرورت یقینی ہو	72
2.5 خوف کی صورت میں	73
③ تیمّم کا طریقہ	74
④ متفرقات	78
⑤ مرہم پٹی پر مسح	80
5.1 مشروعیت	80

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ نماز کے احکام 82

6.1 تعریف 82

6.2 فضیلت و اہمیت 83

6.3 فرضیت صلاۃ 85

6.4 نماز نہ پڑھنے والے کی حیثیت 87

6.5 نماز کس پر فرض ہے؟ 88

6.6 فرض نمازوں کی تعداد 89

⑦ اوقات نماز 91

7.1 تعیین اوقات 93

7.2 صبح کی نماز کا وقت 95

7.3 ظہر کی نماز کا وقت 97

7.4 عصر کی نماز وقت 99

7.5 صلاۃ وسطیٰ سے مراد 101

7.6 مغرب کی نماز کا وقت 101

7.7 نماز عشاء کا وقت 102

7.8 عشاء کی نماز سے پہلے سونا اچھا نہیں 104

7.9 وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا صحیح نہیں 105

7.10 رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے۔ 107

7.11 عشاء کی نماز کے بعد اچھی باتیں کرنا۔ 108

7.12 نماز کی ادائیگی وقت کے مطابق ہونی چاہیے۔ 109

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اس وقت آپ جس یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس میں طہارت اور صلاۃ کے احکام پر بحث کی گئی ہے۔ اس سے پہلے یونٹ نمبر ۱ میں آپ وضو اور غسل کے احکام کا قدرے تفصیل کے ساتھ مطالعہ کر چکے ہیں۔ یونٹ نمبر ۱ میں اگر طہارت سے متعلق مزید احکام بھی درج کئے جاتے تو یونٹ کی ضخامت بہت بڑھ جاتی۔ اس لئے ''تیمم'' اور ''مسح'' سے متعلق روایات کو یونٹ نمبر ۲ میں شامل کیا گیا۔

نماز چونکہ ارکان اسلام میں بنیادی رکن ہے اس لئے اس کے احکام میں بہت تفصیل پائی جاتی ہے۔ نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید نے بار بار اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں بہت سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جو نماز نہیں پڑھتا۔ یہ ساری بحث آپ اس یونٹ کا مطالعہ کرتے وقت دیکھیں گے ...... نماز پڑھتے وقت آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے چونکہ بعض اعمال مختلف اوقات میں مختلف طریقہ سے ادا کئے ہیں۔ اور یہ سارے طریقے حدیث کے مصادر میں محفوظ چلے آ رہے ہیں۔ اس لئے بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات جم جاتی ہے کہ انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے اور دوسرے طریقے غلط ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات سے جو بھی عمل ثابت ہے اس کے مطابق عمل کرنا درست اور صحیح ہے۔ فقہاء کرام نے اپنے اپنے اصولوں کے مطابق روایات کا تجزیہ کیا ہے اور بعض روایات کو بعض پر ترجیح دی ہے۔ جس کی وجہ سے بظاہر اختلاف کی شکل نظر آتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلاف افضلیت اور اولویت کا ہے۔ جواز و عدم جواز کا نہیں۔ فقہ السنۃ کورس کے جملہ یونٹوں میں کوشش کی گئی ہے کہ فقہاء کے اس علمی اختلاف کو روایات کی روشنی میں واضح کیا جائے تاکہ جن لوگوں کو اس بارے میں غلط فہمی ہے وہ دور ہو سکے اور وہ اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ فقہاء نے جو اجتہاد کیا ہے وہ اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ حدیث رسول کی بنیاد پر کیا ہے۔ امید ہے آپ اس یونٹ کا پوری توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

⇦ تیمم کی تعریف کر سکیں، اس کا سبب مشروعیت بتا سکیں اور اس کی افادیت واضح کر سکیں۔

⇦ تیمّم کے مواقع بتا سکیں اور احادیث کی روشنی میں ہر ایک موقع کی وضاحت کر سکیں۔

⇦ تیمّم کرنے کا طریقہ بتا سکیں اور مرہم پٹی پر مسح کرنے کی مشروعیت سے متعلق حدیث پیش کر سکیں۔

⇦ نماز کی تعریف اور فرضیت پر بحث کر سکیں اور فرض نمازوں کی تعداد پر روشنی ڈال سکیں

⇦ اوقات نماز کی تفصیل بتا سکیں اور مختلف اوقات کی تعیین سے متعلق بنیادی روایات پر بحث کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① تیمّم

1.1 تعریف

((معناه' في اللغة: القصد، و منه' قوله تعالىٰ: ﴿ولا تيمّمُوا الخبيث منه' تُنفقون﴾ معناه' في الشرع: " مسح الوجه واليدين بتراب طهور على وجه خصوص)).

"تیمّم کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد ایک مخصوص (منقول) طریقہ کو اپناتے ہوئے صاف مٹی کے ساتھ چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کرنا ہے"۔

1.2 دلیل مشروعیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وان كنتم مرضىٰ او على سفرٍ او جآء احدٌ منكم من الغائط او لٰمستم النساء، فلم تجدوا ماءً فتيمّمُوْا صعيداً طيباً، فامسحوا بوجوهكم وايديكم ان الله كان عفواً غفوراً﴾

"اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے لمس کیا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے"۔

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((جُعلت الارض كلّها لي و لُامتي مسجداً و طهورا فأينما ادركت رجلا من امتي الصلاة فعنده طهوره))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرے لئے اور میری امت کیلئے پوری زمین پاک اور قابل سجدہ قرار دی گئی۔اب جہاں بھی جس شخص کو نماز کا وقت ملے تو طہارت حاصل کرنے کا ذریعہ اسے حاصل ہے''۔

1. سبب مشروعیت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((خرجنا مع النبیّ ﷺ فی بعض اسفاره حتی اذا کنا باالبیداء انقطع عقد لی، فاقام النبی ﷺ علی التماسه، اقام الناس معه ولیسوا علی ماء ولیس معهم ماء فأتی الناس الی ابی بکرؓ فقالوا: الا تری ما صنعت عائشة؟. فجاء ابو بکر، والنبیّ ﷺ علی فخذی قد نام، فعاتبنی وقال ماشاء الله ان یقول، وجعل یطعن بیده خاصرتی، فما یمنعنی من التحرک الا مکان النبی ﷺ علی فخذی، فنام حتی اصبح علی غیر ماء فانزل الله تعالیٰ اية التیمم. (فتیمّموا) قال اسید بن حُضیر ماهی اول برکتکم یا آل ابی بکر! قالت: فبعثنا البعیر الذی کنت علیه، فوجدنا العقد تحته))

''ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔جب ہم ''بیداء'' پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش کیلئے قیام فرمایا۔باقی لوگ بھی ٹھہر گئے۔چونکہ یہاں پانی نہیں تھا اس لئے لوگوں نے ابوبکر صدیقؓ سے کہا: دیکھئے! عائشہؓ نے یہ کیا کیا۔رسول اللہ ﷺ اور ہم سب کو ایسی جگہ ٹھہرالیا جہاں پانی نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: ابوبکر صدیقؓ نے ان باتوں کو بہت محسوس کیا اور میرے پاس آ کر کافی کچھ کہا۔ میری کوکھ میں ہاتھ سے کونچے دینے لگے۔چونکہ رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اس لئے میں بالکل ساکن وصامت رہی۔ آپ ﷺ اس طرح سوئے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اور پانی نہیں تھا۔ اس موقع پر آیت تیمّم نازل ہوئی۔ آیت تیمّم نازل ہونے کے بعد حضرت اسید بن حضیرؓ نے کہا: آل ابو بکر! یہ آپ کی کوئی پہلی برکت نہیں ہے اس سے پہلے بھی آپ کے ذریعہ امت کو بہت کچھ ملا ہے۔

1.4 تیمّم (امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت)

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أعطیتُ خمسا، لم یعطھن احد قبلی. نصرت بالرعب مسیرة شھر، وجعلت لی الارض مسجدا و طھورا، فایّما رجل من اُمّتی ادرکته الصلاة فلیصلّ، واُحلّتْ لی الغنائم، ولم تحلّ لاحد قبلی، واُعطیتُ الشفاعة، وکان النبیّ یبعث فی قومه خاصة و بعثت الی الناس عامة))

"مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔

۱۔ مجھے ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی۔

۲۔ زمین میرے لئے پاک بنا دی گئی۔ اس لئے میری امت کے جس شخص کو جہاں کہیں نماز کا وقت ملے وہ نماز (زمین کے ٹکڑے) پر پڑھ سکتا ہے۔

۳۔ میرے لئے غنیمت کے مال حلال کر دیئے گئے ہیں جبکہ پہلے کسی کو ان کے استعمال کی اجازت نہیں تھی۔

۴۔ مجھے قیامت کے دن شفاعت کی اجازت دی گئی ہے۔

۵۔ ہر نبی کی بعثت ایک خاص قوم کیلئے ہوتی تھی۔ میری بعثت عام ہے اور سب کے لئے ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② تیمّم کے مواقع

2.1 پانی بالکل نہ ہو یا کم ہو

حضرت عمران بن حصین خزاعیؓ سے روایت ہے:

((انّ رسول اللہ ﷺ رأی رجلاً معتزلاً، لم یصلّ فی القوم، فقال: یا فلان! مامنعک ان تصلّی فی القوم ؟ فقال یا رسول اللہ! اصابتنی جنابة ولا ماء، قال: علیک بالصعید فانه یکفیک)).

''رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کی (الگ بیٹھا رہا) آپ ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: آپ نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں حالت جنابت میں ہوں اور یہاں پانی نہیں ہے کہ غسل کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسی بات نہیں۔ مٹی سے تیمّم کر لیں تیمّم آپ کے لئے کافی ہے''۔

2.2 جب زخم اور بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:

((خرجنا فی سفرٍ فاصاب رجلاً منا حجر، فشجه' فی رأسه ثم احتلم، فسأل اصحابه': هل تجدون لی رخصة فی التیمم فقالوا: مانجدلک رخصة' وانت تقدر علی الماء، فاغتسل فمات، فلما قدمنا علی رسول اللہ ﷺ، اخبر بذلک فقال: قتلوه قتلهم اللہ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا سألوا اذا لم يعلموا؟ فانما شفاء العيّ السوال، انما كان يكفيه ان يتيمّم و يعصر او يعصب على جرحه خرقة ثم يمسح عليه' ويغسل سائر جسده))

''ہم حالت سفر میں تھے۔ ہم میں سے ایک ساتھی کو پتھر لگا جس سے اس کے سر میں زخم آیا۔ دوران سفر اسے احتلام ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا آپ کے خیال میں مجھے تیمّم کرنے کی اجازت ہے؟۔ وہ کہنے لگے: نہیں۔ آپ تو پانی استعمال کر سکتے ہیں پھر تیمّم کا ہے کا ہے!۔ چنانچہ اس شخص نے غسل کیا۔ زخم بڑھ گیا اور وہ بالآخر انتقال کر گیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ آپ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے بہت برا کیا۔ انہوں نے اپنے ساتھی کو مار ڈالا۔ جب انہیں علم نہیں تھا تو پوچھا کیوں نہیں؟۔ جہالت کا علاج یہ ہے کہ پوچھا جائے اور معلوم کیا جائے۔ اس شخص کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ تیمّم کر لیتا، زخم کو صاف کر لیتا یا اس پر پٹی باندھ کر مسح کر لیتا اور باقی جسم کو دھو لیتا''۔

2.3 جب پانی بہت ٹھنڈا ہو اور اس کا استعمال مضر ہو

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((انه لما بعث فى غزوة ذات السلاسل قال: احتلمت فى ليلة شديد البرودة، فاشفقتُ ان اغتسلتُ ان اهلک، ثم صلّيتُ باصحابى صلاة الصبح، فلما قدمنا على رسول الله ﷺ ذكروا ذلک له فقال: يا عمرو! صليت باصحابک وانت جنب؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقلت: ذکرت قول الله عزوجل: ﴿و لا تقتلوا انفسکم ان الله کان بکم رحیماً﴾ فتیمَّمْتُ ثم صلّیْتُ، فضحک رسول الله ﷺ ولم یقل شیئاً)).

''غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر جبکہ رات بہت ٹھنڈی تھی۔ مجھے احتلام ہوا۔ مجھے خدشہ تھا کہ غسل کرنے کی صورت میں کہیں بیمار نہ ہو جاؤں۔ اس لئے میں نے غسل نہیں کیا اور صبح کی نماز پڑھائی۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رفقاء سفر نے آپ ﷺ کو یہ سب کچھ بتا دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: عمرو! کیا آپ نے حالت جنابت میں نماز پڑھائی! میں نے کہا: حضور ﷺ! اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد میرے ذہن میں تھا: ''اور اپنے آپ کو ضائع نہ کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والے ہیں''۔ اس لئے میں نے تیمّم کیا اور نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ نے میری بات سنی، مسکرائے اور کچھ بھی نہ فرمایا (خاموش رہے)''۔

نوٹ: موسم ٹھنڈا ہو، پانی گرم کرنے کا انتظام نہ ہو اور غسل کرنے والے کو پوری طرح خدشہ ہو کہ اگر وہ غسل کرے گا تو بیمار ہو جائے گا۔ اس صورت میں اسے تیمّم کرنے کی اجازت ہے۔

2.4 پانی ہو، لیکن اس کی ضرورت یقینی ہو۔

((عن علیؓ انه قال فی الرجل یکون فی السفر، فتصیبه الجنابة، و معه قلیل من الماء یخاف ان یعطش یتیَمَّمَ وَلا یغتسل)).

''حضرت علیؓ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جسے حالت سفر میں جنابت لاحق ہو جائے اس کے پاس تھوڑا سا پانی ہے لیکن اندیشہ ہے کہ پیاس کی صورت میں اسے پانی کہیں سے نہیں مل سکے گا ایسے شخص کو چاہیے کہ تیمّم کر لے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل نہ کرے''۔

2.5 خوف کی صورت میں

پانی قریب ہے لیکن اس کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ مثلاً

۱۔ پانی کے راستہ میں دشمن ہے۔ خواہ انسان کی شکل میں ہو یا حیوان کی شکل میں۔

۲۔ جیل میں بند ہے، پانی لینے کی اجازت نہیں۔۔

۳۔ ڈھول نہ ہونے کی وجہ سے کنوئیں سے پانی نہیں نکال سکتا۔

۴۔ پانی لانے میں اتنی دیر لگ جائے کہ امکان ہے قافلہ چھوٹ جائے گا اور تنہا سفر خطرات سے خالی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ تیمّم کا طریقہ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

((جاء رجلٌ الی عمر بن الخطاب ؓ، فقال: انی اجنبت فلم اصب الماء، فقال عمار بن یاسر لعمر بن الخطاب: اما تذکر انّا کنّا فی سفرٍ، انا وانت فاجنبنا، فامّا انت فلم تُصلّ، واما انا فتمعکتُ فصلّیتُ، فذکرت ذلک للنبیّ ﷺ، فقال النبیّ ﷺ! انما کان یکفیک ھکذا، فضرب النبیّ ﷺ بکفیہ الارض، ونفخ فیھما، ثم مسح بھما وجھہ و کفیہ)).

''ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے پاس آ کر پوچھا: میں حالت جنابت میں ہوں اور پانی نہیں مل رہا۔ (کیا کروں) یہ سن کر حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: آپ کو یاد ہے جب ہم سفر کر رہے تھے اور دونوں کو جنابت لاحق ہو گئی تھی۔ پھر آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی اور جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کیلئے اتنا کافی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا۔ پھر ان سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی کی دوسری روایت جو امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کی ہے وہ اس طرح ہے۔

((ان رجلاً اتی عمر، فقال: انی اجنبتُ فلم اجدماءً فقال: ''لا تصلّ'' فقال عمار: اماتذکر یا امیر المومنین! اذ أنا و انت فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سريّة، فاجنبنا فلم نجد ماء فامّا انت فلم تصلّ و اما انا فتمعكتُ في التراب، وصلَّيت، فقال النبيّ ﷺ: "انما كان يكفيك ان تضرب بيديك الارض ثم تنفخ، ثم تمسح بهما وجهك وكفّيك، فقال عمر: اتق الله يا عمّار! فقال: ان شئت لم احدث به)) وفي رواية فقال عمر: نُولّيك ما تولّيت)).

''ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے پوچھا: میں حالت جنابت میں ہوں اور پانی نہیں مل رہا مجھے کیا کرنا چاہیے آپؓ نے جواب دیا: اس حالت میں نماز نہ پڑھیں''۔ یہ سن کر حضرت عمار بن یاسر نے کہا: امیرالمومنین! آپ کو یاد نہیں جب ہم لشکر کے ساتھ تھے۔ اس دوران میں ایک موقع پر دونوں کو جنابت لاحق ہوئی تھی اور پانی نہیں تھا۔ آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر اپنے ذہن کے مطابق تیمّم کیا اور نماز پڑھی۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''آپ کے لئے اتنا کافی تھا کہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پھونک لیتے اور پھر ان کے ساتھ چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کر لیتے یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا: عمار! خدا سے ڈر'' حضرت عمارؓ نے کہا: اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا آپ کی روایت کی ذمہ داری آپ کے اوپر رہے گی''۔

نوٹ: جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ تیمّم میں دو ضربیں ضروری ہیں ایک ''ضرب'' چہرہ کے لئے اور ایک ''ضرب'' دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔ حضرت علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، حسن بصری، امام شعبی، سالم، سفیان ثوری، امام مالک امام ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے۔ فقہاء کی ایک اور جماعت کا موقف یہ ہے کہ تیمّم میں ایک ہی ''ضرب'' کافی ہے عطاء، مکحول دمشقی، امام اوزاعی، امام احمد، اسحاق، امام ابن منذر اور علماء حدیث کا مسلک یہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمن بن مسعودؓ کا مسلک شروع میں یہ تھا کہ جنابت کے ازالہ کے لئے تیمم کافی نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپؓ نے روایت مذکورہ میں حضرت عمار کے قول پر اطمینان کا اظہار نہیں فرمایا۔ لیکن دیگر صحابہ کرامؓ اور تابعین جنابت کے ازالہ کے لئے تیمم کو کافی سمجھتے تھے۔ بعد میں حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی اپنے موقف سے رجوع کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے جب اس بارے میں سوال ہوا تو آپؓ نے فرمایا۔ اگر تیمم کی اجازت دے دی جائے تو لوگ اس سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ حضرت شقیق بن مسلمہ کہتے ہیں:

((كنت عند عبدالله و ابي موسى، فقال له ابو موسى: ارأيت يا ابا عبدالرحمن، اذا اجنب ولم يجد ماءً كيف يصنع؟ فقال عبدالله: لا يصلي حتى يجد الماء فقال ابو موسى: فكيف تصنع بقول عمار حين قال له النبي ﷺ "كان يكفيك" قال: الم تر عمر لم يقنع بذلك منه: فقال ابو موسىٰ، فدعنا من قول عمار كيف، تصنع بهذه الاية، فما دري عبدالله مايقول، فقال: انا لو رخصنا لهم في هذا لا وشك اذا برد على احدهم الماء ان يدعه وتيمم. فقلت لشقيق: فانما كره عبدالله لهذا، فقال: نعم)).

''میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰ اشعری کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابوموسیٰ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا جنبی شخص کو اگر پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے؟ عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا ''جب تک اسے پانی نہ ملے نماز نہ پڑھے'' حضرت ابوموسیٰ نے کہا: پھر آپ حضرت عمار کے قول کو کیا کہیں گے؟ حضرت ابن مسعود نے جواب دیا: آپ کو معلوم نہیں کہ عمر فاروق، حضرت عمار کے قول سے مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ ابوموسیٰ نے کہا: اچھا تو آیت تیمم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں آپ کیا خیال ہے؟۔ حضرت عبداللہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ اس سوال کا کیا جواب دیں۔ پھر فرمانے لگے۔ اگر ہم نے اس بارے میں تیمم کرنے کی مطلق اجازت دے دی تو جس کو بھی پانی ٹھنڈا محسوس ہوگا وہ غسل کرنے کے بجائے تیمم کریگا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے شقیق بن سلمہ سے پوچھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے تیمم کی اجازت صرف اس وجہ سے نہیں دی۔ انہوں نے کہا: ہاں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ متفرقات

۱۔ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کے ساتھ وہ تمام اعمال کئے جاسکتے ہیں جو وضو کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ مثلاً نماز، تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات۔

۲۔ تیمّم کرنیوالا ایک تیمّم کے ساتھ جتنے فرائض اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے اس لئے کہ تیمّم کا حکم وہی ہے جو وضو کا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((انّ الصعید طهور المسلم، وإن لم یجد الماء عشر سنین، فإذا وجد الماء فلیمسه بشرته فان ذلک خیر)).

''مٹی مسلمان کے لئے طہارت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اگر اسے دس سال تک پانی نہ ملے تو وہ مٹی کے ذریعہ طہارت حاصل کرسکتا ہے۔ ہاں جب اسے پانی مل جائے تو اس سے ضرور استفادہ کرے کیونکہ اس میں بھلائی ہے۔ مقصد یہ کہ طہارت کے حصول کا اصل ذریعہ پانی ہے''۔

۳۔ تیمّم ان تمام چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے جن سے وضو ٹوٹتا ہے۔ علاوہ ازیں پانی کے استعمال پر جب قدرت حاصل ہوجائے تو تیمّم باقی نہیں رہتا۔

۴۔ اگر ایک شخص نے تیمّم کیساتھ نماز پڑھ لی اس کے بعد اسے پانی مل گیا تو اسے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں۔

((خرج رجلان فی سفرٍ، فحضرت الصلاة، ولیس معهماماء أ فتیّمما صعیداً طیّباً،فصلّیاثم وجد الماء فی الوقت فاعاد أحدهما الوضوء والصلاة، ولم یعد الاخر، ثم اتیا رسول الله ﷺ، فذكرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

له ذلک فقال للذی ﷺ یعد "اصبت السنة و اجزأتک صلاتک". وقال للذی توضأ و اعاد: لک الاجر مرتین)).

"دو لوگ سفر کر رہے تھے۔ نماز کا وقت ہوا اور ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر لیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر انہیں پانی مل گیا۔ ایک نے وضو کیا اور نماز دوبارہ پڑھ لی۔ دوسرے نے نماز نہیں دہرائی۔ پھر یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ سب کچھ بتایا۔ آپ ﷺ نے نماز نہ دہرانے والے سے کہا "آپ نے صحیح طریقہ اختیار کیا آپ کی نماز ہوگئی ہے وضو کر کے نماز دہرانے والے سے کہا: تیرے لئے دو اجر ہیں"۔

۵۔ اگر ایک شخص کو نماز شروع کرتے ہی پانی مل جاتا ہے تو اسے چاہیے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

۶۔ اگر حائضہ عورت (یعنی مدت حیض گزر جانے کے بعد) یا جنبی مرد تیمّم کے ساتھ نماز پڑھ لے تو پانی مل جانے کی صورت میں انہیں دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ غسل کرنا ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ مرہم پٹی پر مسح

5.1 مشروعیت

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حالت سفر میں ہم میں سے ایک ساتھی کو پتھر لگا جس سے اس کے سر میں چوٹ لگی اور زخم آیا۔ جب اسے احتلام ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا اس صورت میں مجھے تیمم کی اجازت ہے؟ وہ کہنے لگے۔نہیں آپ تو پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ تیمم کیسے! چنانچہ اس نے غسل کیا جس سے زخم بگڑ گیا اور بالآخر وہ انتقال کر گیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں سمجھے، انہوں نے اسے مار ہی ڈالا۔ اگر وہ جانتے نہیں تھے تو پوچھ لیتے نہ جاننے کا علاج تو پوچھنا ہی ہوسکتا ہے۔ اس کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا، زخم کو صاف کر لیتا، یا اس زخم پر پٹی باندھ کر مسح کر لیتا اور باقی جسم کو دھو لیتا۔

نوٹ: مسح، دھونے کا بدل ہے۔ اگر کسی زخمی شخص کو یہ خدشہ ہو کہ پانی کے استعمال کرنے سے اس کا زخم بگڑ سکتا ہے، تکلیف میں اضافہ ہوسکتا ہے یا علاج میں تاخیر ہوسکتی ہے تو اسے اس زخم پر پٹی باندھ کر مسح کر لینا ضروری ہے۔

مرہم یا پٹی باندھتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ مرہم، زخم کی حد تک رہے۔ اسے زیادہ پھیلانا خلاف احتیاط ہے۔ مرہم باندھنے سے پہلے زخم کا دھو لینا ضروری نہیں مرہم پر مسح کر لینا کافی ہے۔ ایسا شخص جب بھی وضو یا غسل کرے گا، مرہم پر مسح کرے گا۔ اس کا تعلق کسی خاص وقت کے ساتھ نہیں۔ مرہم یا پٹی ہٹانے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ اس طرح اگر زخم ٹھیک ہو جانے کے باعث مرہم گر جائے تو بھی مسح باطل ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ①

۱۔ تیمم کی تعریف کیجیے اور بتائیے کہ تیمم سے متعلق آیت کا نزول کس موقع پر ہوا؟۔

۲۔ تیمم کے مواقع سے کیا مراد ہے۔اس بارے میں احادیث کی روشنی میں ایک جامع نوٹ تحریر کیجیے۔

۳۔ کیا ٹھنڈے موسم میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ غسل کرنا ضروری ہے۔اس ضمن میں حضرت عمرو بن العاصؓ کے موقف کو پیش نظر رکھتے ہوئے تبصرہ کیجیے۔

۴۔ تیمّم کا طریقہ بتائیے اور اس سے متعلق حدیث کا متن لکھ کر اس کا ترجمہ وتشریح کیجیے۔

۵۔ مرہم پٹی پرمسح کرنے سے کیا مراد ہے۔اس کی مشروعیت کے بارے میں جو حدیث پیش کی جاتی ہے اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ نماز کے احکام

6.1 تعریف

((معنی الصَّلاۃ فی اللغۃ: الدعاء، بخیر، قال تعالی: ﴿وصلّ علیھم﴾ ای ادع لھم وانزل رحمتک علیھم و معناھا فی اصطلاح الفقھاء: اقوال و افعال مفتتحۃ با التکبیر، مختتمۃ بالتسلیم)).

''صلاۃ'' کے لغوی معنی بھلائی کے لئے دعا کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوران کے حق میں دعا کیجئے یعنی اظہار ہمدردی کیجئے۔ فقہاء کی اصطلاح میں 'صلاۃ' سے مراد وہ اقوال وافعال ہیں جو تکبیر (اللہ اکبر) سے شروع ہوتے ہیں اور تسلیم (السلام علیکم) پر ختم ہوتے ہیں''۔

((الصلاۃ عبادۃ تتضمن اقوالاً، وافعالاً مخصوصۃ، مفتتحۃ بتکبیر اللہ تعالی مختتمۃ بالتسلیم)).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿واستعینوا بالصبر والصلاۃ وانّھا لکبیرۃ الّا علی الخاشعین، الّذین یظنون انّھم ملٰقوا ربّھم وانّھم الیہ راجعون﴾

''صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک نماز ایک مشکل کام ہے مگر ان فرمان بردار بندوں کے لئے مشکل نہیں ہے جو سمجھتے ہیں کہ آخر کار انہیں اپنے رب سے ملنا اور اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ارأیتم لو انَّ نهراً بباب، أحدکم، یغتسل فیه کُلّ یومٍ خمساً ماتقول ذلک یبقی من درنه" قالوا لایبقی من درنه شیئاً قال: فذلک مثل الصلوٰة الخمس یمحو اللہ بها الخطایا)).

"اگر تم میں سے کسی شخص کے گھر کے ساتھ ہی نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ بار غسل کرتا ہو تو کیا اس صورت میں اس کا جسم کبھی میلا ہو سکتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اس کے جسم پر تو میل آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح جو شخص پانچ نمازیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے"۔

فضیلت واہمیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قد افلح المُؤمنون، الَّذِیْن هم فی صلاتهم خاشعون﴾

"یقیناً فلاح پائی ہے۔ ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں"۔

اور فرمایا:

﴿والَّذین هم علی صلا تِهم یحافظون، اُولٰئکَ هم الوارثون، الَّذین یرثون الفردوس، هم فیها خالدون﴾

"(فلاح پائی ان ایمان والوں نے) جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قد افلح من تزکیٰ و ذکر اسم ربہ فصلّٰی﴾

''فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا، پھر نماز پڑھی''۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

﴿اتل ما اوحی الیک من الکتاب و اقم الصلاۃ ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر و لذکر اللہ اکبر﴾

''اے نبی! تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے۔ اور نماز قائم کرو۔ یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں:

((سألت النبیّ ﷺ ای العمل احبّ الی اللہ؟ قال: الصلاۃ علی وقتھا. قال: ثم ایّ؟ قال: ثمّ برّ الوالدین. قال: ثمّ ایّ؟ قال: الجھاد فی سبیل اللہ. قال حدثنی بھن ولو استزدتہ لزادنی)).

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا وقت کی پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ پھر پوچھا: اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ کہنے لگے: اس کے بعد پھر کس عمل کا درجہ ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں مجھے آپ ﷺ نے بتائیں اور اگر میں مزید سوال کرتا تو آپ ﷺ مزید بتاتے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اذا قام احدُکم الی الصلاۃ، فلا یبصق امامه‘ فانما یُناجیٰ الله ما دام فی مُصلّاہ ولا عن یمینه، فِانَّ عن یَمِیْنه ملکا ولیبصق عن یساره او تحت قدمه فید فنها)).

’’جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اسے اپنے آگے کی طرف نہیں تھوکنا چاہئے کیونکہ جب تک وہ اپنے مصلی (جائے نماز) پر ہے اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہے۔ نیز اسے اپنے دائیں جانب بھی نہیں تھوکنا چاہئے کیونکہ اس طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے ہاں اگر وہ تھوکنے پر مجبور ہی ہے تو بائیں طرف یا اپنے پیر کے نیچے تھوک دے اور بعد میں اس پر مٹی ڈال دے‘‘۔

6.3 فرضیت صلاۃ

((قال ابن حزم وانس بن مالک: قال النبیّ ﷺ: ففرض الله عزّوجلّ علی اُمّتی خمسین صلاۃ، فرجعت بذلک حتی مررت علی موسیٰ فقال: مافرض الله لک علی اُمَّتِک؟ قلت: فرض خمسین صلاۃ، قال: فارجع الی ربک فان امتک لا تطیق، فرجعتْ، فوضع شطرھا، فرجعت الی موسیٰ، قلت وضع شطرھا، فقال: راجع ربَّک فان اُمَّتک لا تطیق ذلک فرجعت فوضع شطرھا، فرجعت الیه، فقال ارجع الی ربِّک فان امتک لا تطیق ذلک، فراجعتُه‘ فقال: ھی خمسٌ وھی خمسون لا یُبدّل القول لدّی، فرجعت الی موسیٰ فقال: راجع ربّک فقلت: استحییتُ من ربّی)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابن حزم اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (واقعہ معراج) بتاتے ہوئے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب یہ فریضہ لے کر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟۔ میں نے بتایا: پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ کہنے لگے۔ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جائیے آپ کی امت میں اتنی عبادت کرنے کی قدرت کہاں؟ چنانچہ میں واپس ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کا ایک حصہ معاف کر دیا۔ میں نے آ کر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ ایک حصہ کی معافی ہوگئی۔ کہنے لگے آپ اپنے رب سے رجوع کیجئے آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں۔ میں لوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر ایک حصہ معاف کر دیا۔ جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو کہنے لگے آپ پھر تشریف لیجائیے کیونکہ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی میں دربار خداوندی میں پھر حاضر ہوا۔ تو ارشاد ہوا اچھا اب یہ پانچ نمازیں فرض کی جاتی ہیں۔ یہ ثواب کے لحاظ سے پچاس شمار ہوں گی۔ ہمارا فیصلہ ٹھوس ہوتا ہے۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر واپس ہونے کیلئے کہا لیکن میں نے انہیں جواب دیا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے بار بار کہتے ہوئے شرم آتی ہے''۔

نوٹ: جمہور فقہاء کے نزدیک پانچ نمازوں کی فرضیت **لیلۃ الاسرا** میں ہوئی اس سے پہلے نماز فرض نہیں تھی۔ بعض فقہاء کے نزدیک نماز تہجد اس سے پہلے فرض ہو چکی تھی۔ وہ سورۃ المزمل کی آیت صلاۃ سے استدلال کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6.4 نماز نہ پڑھنے والے کی حیثیت

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بین الرجل و بین الکفر ترک الصلاۃ))

''کسی شخص اور کفر کے درمیان نماز نہ پڑھنے کا عمل ہے۔ یعنی نماز نہ پڑھنے والا شخص کفر کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے''۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((العھد الذی بیننا و بینھم الصلاۃ، فمن ترکھا فقد کفر)).

''ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے سو جس شخص نے نماز کا عہد نہیں نبھایا وہ کافر ہو گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((امرت ان أقاتل الناس حَتّٰی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمّداً الرسول اللہ، ویقیموا الصلاۃ ویؤتوا الزکاۃ، فاذا فعلوا ذلک، عصموا منیّ دماء ھم واموالھم الا بحقّ الاسلام، و حسابھم عَلٰی اللہ)).

''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں کہ یہ گواہی دینے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمّد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ علاوہ ازیں نماز پڑھیں۔ زکوٰۃ دیں اور جب وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں تو ان کے مال اور ان کی جان میری طرف سے محفوظ ہو جائے گی۔ ہاں ان کے کسی جرم کی پاداش میں اگر اسلام نے کوئی سزا مقرر کی ہے تو وہ اپنی جگہ پر ہے باقی معاملہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: مندرجہ بالا روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہاء کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ نماز کو ارکان اسلام میں بنیاد کی حیثیت حاصل ہے قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات میں اقامت صلاۃ کی بڑی تاکید پائی جاتی ہے جن سے انحراف کرنے والا شخص دائرہ اسلام کے اندر نہیں رہ سکتا۔

فقہاء کی ایک اور جماعت کا موقف یہ ہے کہ نماز نہ پڑھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿انَّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾

''اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کی بخشش نہیں فرماتے اس کے علاوہ جس کو چاہیں بخش دیتے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے جہاں نماز نہ پڑھنے والے کے لئے لفظ 'کفر' کا استعمال فرمایا ہے وہ دراصل نماز کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ہے۔ علاوہ ازیں لفظ 'کفر' عربی محاورہ میں کئی مطالب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کفران نعمت، کتمان حق اور انکار کے لئے تو علماء کے ہاں اس کا استعمال عام ہے اس لئے روایت میں وارد شدہ لفظ 'کفر' سے کفر مطلق مراد لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی شخص نماز پڑھنے سے بالکل انکار کر دے اور نماز کی اہمیت کو تسلیم ہی نہ کرے تو اس پر ''کفر'' کا اطلاق ہوگا۔

6.5 نماز کس پر فرض ہے؟

نماز ہر اس شخص پر فرض ہے جو مسلمان ہو، عاقل ہو اور بالغ ہو۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رفع القلم عن ثلاث: عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یحتلم، وعن المجنون حَتّٰی یغفل)).

''تین قسم کے افراد سے قلم اٹھایا گیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- سونے والے سے جب تک وہ سویا رہے۔

۲- بچے سے جب تک وہ بچہ رہے (جوان نہ ہو جائے)

۳- پاگل سے جب تک وہ پاگل رہے''۔

نوٹ: بچہ پر اگر چہ نماز فرض نہیں تاہم تربیتی نقطہ نگاہ سے بچوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ تاکہ بلوغ کی عمر تک پہنچنے سے پہلے پہلے وہ نماز پڑھنے کے عادی ہو جائیں۔

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مروا اولادکم بالصلاۃ، اذا بلغوا سبعاً واضربوا علیھا اذا بلغوا عشراً، وفرّقوا بینھم فی المضاجع))

''جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جب ان کی عمر دس برس ہو جائے اور نماز نہ پڑھیں تو ان کی پٹائی کرو۔ اور دس سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو''۔

6.6 فرض نمازوں کی تعداد

حضرت عبادۃ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((خمس صلوٰت کتبھن اللہ علی العباد، من اتی بھن لم یضیع منھن شیئا استخفافاً بحقھن، کان لہٗ عند اللہ عھد ان یدخلہ الجنۃ، ومن لم یأت بھنّ فلیس لہ عند اللہ عھد ان شاء عذّبہ، وان شاء غفرلہ))

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو شخص انہیں کما حقہ ادا کرے اور ان میں سے کوئی چیز ضائع نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے اور جو شخص ان (نمازوں) کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہتمام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا اس کے حق میں کوئی وعدہ نہیں۔ اس کی مشیت اور مرضی پر ہے چاہے اسے سزا دے چاہے اسے معاف فرما دے''۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کہتے ہیں۔

((انَّ اعرابیاً جاء الی رسول اللہ ﷺ ثائر الشعر فقال یا رسول اللہ! اخبرنی ما فرض اللہ علیّ من الصلواۃ؟ فقال: الصلوت الخمس الا ان تطوع شیئاً)).

''ایک دیہاتی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! مجھے فرض نمازوں کے متعلق بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فرض نمازوں کی تعداد پانچ ہے۔ ان کے علاوہ نوافل ہیں

نوٹ: یہاں حدیث کا وہ حصہ نقل کیا گیا ہے جو نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے جب اس دیہاتی نے ارکان اسلام کے بارے میں مزید سوالات کئے تو آپ ﷺ نے اسے تفصیلاً سمجھایا وہ کہنے لگا: والذی اکرمک، لا اتطوع شیئا، ولا انقص مما فرض اللہ علّی شیئا، یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو کرامت وشرافت سے نوازا میں ان جملہ فرائض کو بغیر کمی بیشی کے ادا کرتا رہوں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افلح ان صدق، اگر یہ اپنی اس بات پر ثابت قدم رہا تو کامیاب ہو جائیگا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ اوقات نماز

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الصَّلاۃ کانت علی المؤمنین کِتاباً مَّوقُوتا﴾ (النساء: ۱۰۲)

''نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندیٔ وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے''۔

اور ارشاد ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلاۃ لِدُلوکِ الشَّمْسِ اِلیٰ غَسَقِ اللَّیلْ، وَ قُرْآنَ الْفجر، اِنَّ قرآن الفجر کان مشھوداً﴾.

''نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو۔ کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے''۔

آیت کے پہلے حصہ میں ظہر سے لے کر عشاء تک کی چاروں نمازیں آجاتی ہیں۔ فجر کے قرآن سے مراد فجر کی نماز میں قرآن پڑھنا ہے۔ اور قرآنِ فجر کے مشہود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے خاص طور پر اس کے گواہ بنتے ہیں کیونکہ اسے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَقِمِ الصَّلاۃ طَرَفَیِ النھارَ وَزُلفاً مِنَ اللَّیْلِ، اِنَّ الْحَسَنات یُذْھِبْنَ السَّیئات، ذٰلک ذِکْرٰی لِلذّاکِرِین﴾. (ھود: ۱۱۴)

''اور نماز قائم کرو دن کے (۲) دوسروں پر، اور کچھ رات گزرنے پر، درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ایک یاددہانی ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ کو یاد رکھنے والے ہیں''۔

002332

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: دن کے سروں سے مراد 'صبح' اور 'مغرب' ہے۔ اور کچھ رات گزرنے پر سے مراد 'عشاء' کا وقت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وسبّح بحمد ربّک، قبل طلوع الشمس، وقبل غروبها، ومن آناءِ اللّيل، فسبّح وَ اطْراف النّهار لعلّک ترْضی﴾. (طٰه: ۱۳۰)

''اور اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی، شائد کہ تم راضی ہو جاؤ''۔

نوٹ: رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی ''تسبیح'' کرنے سے مراد نماز ہے۔ اس کے اوقات کی طرف یہاں بھی واضح اشارہ کر دیا گیا ہے۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی نماز، سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز، اور رات کے اوقات میں ''عشا'' اور ''تہجد'' کی نماز۔ رہے دن کے کنارے تو وہ تین ہی ہو سکتے ہیں ایک کنارہ صبح ہے دوسرا کنارہ زوال آفتاب اور تیسرا کنارہ شام۔ لہٰذا دن کے کناروں سے مراد فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ہی ہو سکتی ہے۔

اس مضمون کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے ہو رہی ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں:

((کُنّا عند النبیّ ﷺ، اِذ نظر الی القمر لیلة البدر، فقال: أما اِنکم سترون ربّکم کما ترون هذا، لا تضامون، ولا تضاهون فی رؤیته، فإن استطعتم الاّ تغلبوا علی صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها فافعلو، ثم قال: فسبّح بحمد ربّک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها)). (رواه البخاری)

''ایک مرتبہ ہم رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا'' آپ لوگ اپنے پروردگار کو ہو بہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس وقت اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اگر طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے شیطان تمہیں ہرا نہ دے تو ان اوقات کی نماز کا پورا اہتمام رکھو۔ پھر فرمایا: فَسَبِّحْ بحمد ربّک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا"۔

7.1 تعیین اوقات

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وقت الظھر مالم یحضر العصر ووقت العصر مالم تصفّر الشمس، ووقت المغرب مالم یسقط ثور الشفق، ووقت العشاء الی نصف اللیل، ووقت الفجر مالم تطلع الشمس)). (رواہ مسلم)

"ظہر کا وقت عصر کے وقت تک رہتا ہے۔ عصر کا وقت جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے۔ مغرب کا وقت شفق کی تیزی ختم ہو جانے تک اور عشاء کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے اور صبح کا وقت طلوع آفتاب تک رہتا ہے"۔

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وقت الظھر اذا زالت الشمس و کان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر، ووقت العصر مالم تصفر الشمس، ووقت صلاۃ المغرب مالم یغب الشفق، ووقت صلاۃ العشاء الی نصف اللیل الأوسط، ووقت صلاۃ الصبح من طلوع الفجرمالم تطلع الشمس، فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلاۃ، فانھا تطلع بین قرنی الشیطان)). (رواہ مسلم)

"ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جب آدمی کا سایہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے قد کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور عصر کے وقت تک باقی رہتا ہے۔ عصر کا وقت سورج کے زرد ہو جانے تک، مغرب کا وقت شفق کے غائب ہو جانے تک، اور عشا کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے۔ صبح کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہے''۔

حضرت بریدہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((انَّ رجلاً سأله، عن وقت الصلاة، فقال له': صَلِّ معناهذين، يعني اليومين، فلمازالت الشمس، أمر بلالاً، فاذّن ثم أمره، فاقام العصر، والشمس مرتفعة بيضاء نقية، ثم امره'، فاقام المغرب حين غابت الشمس، ثم أمره فاقام العشاء حين غاب الشفق،ثم امره' فاقام الفجر حين طلع الفجر...... فلما كان اليوم الثاني امره فابرد با الظهر، فابردبها، فانعم ان يبرد، وصَلّى العصر، والشمس مرتفعة، اخّرها فوق الذى كان، وصَلّىَ المغرب قبل ان يغيب الشفق، وصَلّىَ العشاء بعد ماذهب ثلث الليل، وصلى الفجر، فاسفربها، ثم قال: اين السائل عن وقت الصلاة؟ فقال الرجل: أنا يا رسول الله! قال: وقت صلاتكم بين ما رأيتكم)).

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دن ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیجئے۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ظہر کی نماز کے لئے اذان دینے اور پھر تکبیر کہنے کی ہدایت فرمائی پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب سورج اچھا خاصا بلند اور صاف ستھرا نظر آ رہا تھا۔ جب سورج ڈوب گیا۔ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو تکبیر کہنے کا حکم دیا اور مغرب کی نماز ادا کی۔ جب شفق ڈوب گئی تو عشا کی نماز پڑھ لی اور فجر طلوع ہوتے ہی فجر کی نماز ادا کی۔ دوسرے دن ظہر کی نماز بالکل ٹھنڈے وقت میں پڑھی عصر کی نماز پہلے دن کے مقابلہ میں تاخیر سے ادا کی۔ مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے کچھ دیر پہلے اور عشاء کی نماز تہائی رات گزرنے کے بعد پڑھ لی۔ نماز فجر اس وقت ادا کی جب خوب روشنی ہو گئی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ ایک شخص کہنے لگا اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان (مذکورہ) دونوں وقتوں کے درمیان تمہاری نماز کا وقت ہے''۔

7.2 صبح کی نماز کا وقت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں:

((کنّ نساء المؤمنون یشھدن مع رسول اللہ ﷺ صلاۃ الفجر متلفقات بمروطھن، ثم ینقلبن الی بیوتھن حین یقضین الصلاۃ لا یعرفھن احدٌ من الناس)). (رواہ البخاری)

''مسلمان خواتین رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ فجر کی نماز کے لئے اپنی چادر میں لپٹ کر حاضر ہوتی تھیں۔ نماز کے بعد جب اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر جاتیں تو کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکتا تھا''۔

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں:

((انَّ نبیّ اللہ ﷺ و زید بن ثابت تسحّرا، فلما فرغا من سحورھما، قام النبیّ ﷺ الی الصلاۃ فصلیّ، قلنا لانس کم کان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین فراغهما من سحورهما و دخولهما فی الصلاة؟ قال: قد رما یقرأ الرجل خمسین آیة))۔ (رواه البخاری)

''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور زید بن ثابت دونوں نے سحری کھائی۔ سحری کھا لینے کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور نماز ادا فرمائی۔ (راوی کہتے ہیں) ہم نے انس بن مالک سے پوچھا: سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا وقت رہا؟ حضرت انس نے جواب دیا: تقریباً پچاس آیتوں کی تلاوت کے برابر''۔

نوٹ: صبح کی نماز کے وقت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک غلس (اندھیرے) میں نماز پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔ یہ حضرات روایات مذکورہ بالا سے استدلال کرتے ہیں..... فقہاءِ احناف اسفار (روشنی) میں صبح کی نماز پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ یہ حضرات مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اصبحوا بالصبح، فانّہ اعظم لاجورکم" و فی روایة اسفروا بالفجر، فانه اعظم للاجر))۔ (رواه الخمسة وصححه الترمذی و ابن حبان)

''صبح کی نماز اس وقت پڑھو جب اچھی طرح صبح ہو جائے اس سے اجر میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے: صبح کی نماز اسفار (روشنی) میں پڑھو یہ اجر کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے''۔

نوٹ: 'غلس' اور 'اسفار' کے متعلق فقہاء کا اختلاف افضلیت کا ہے۔ جواز و عدم جواز کا نہیں۔ بہتر صورت یہ ہے کہ نماز نہ تو بالکل غلس (اندھیرے) میں پڑھی جائے اور نہ بالکل اسفار (روشنی) میں..... بلکہ اعتدال سے کام لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7.3 ظہر کی نماز کا وقت

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((اذا اشتد الحرّ، فابردوا عن الصلاة، فانَّ شِدّةَ الحرّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّم)). (رواه مسلم)

''جب گرمی زیادہ پڑ رہی ہو، تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اس لئے کہ گرمی کی شدّت دوزخ کی بھاپ سے ہے''۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں۔

((كُنّا مع رسول الله ﷺ في سفر، فأراد المؤذّنِ ان يُؤذِّن لِلظُّهر، فقال النبيّ ﷺ: "ابرد" ثم أراد انْ يؤَذّن، فقال له' "ابرد" حتىٰ رأينا فَيْ التلول، فقال النبيّ ﷺ ان شِدَّة الحر من فيح جهنم، فاذا اشتد الحرُّ فابردوا بالصلاة)). (رواه البخاری)

''ہم ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ظہر کے وقت جب مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ وقت کو ٹھنڈا ہونے دو''...... پھر جب اس نے دوبارہ اذان دینے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ اور اتنی دیر ہوئی کہ ہمیں ٹیلوں کا سایہ نظر آنے لگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی تیز پڑ رہی ہو۔ تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو''۔

فقہاء کی ایک جماعت مذکورہ بالا روایت سے استدلال کرتے ہوئے ظہر کی نماز میں ابراد (ٹھنڈے وقت) کو افضل کہتے ہیں۔ جبکہ بعض فقہاء پہلے وقت میں نماز ادا کرنے کو افضل کہتے ہیں۔ اس بارے میں ان کے پیش نظر درج ذیل روایات ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں:

((کان النبیّ ﷺ یُصلیّ الظُّهر اذا دحضت الشمس)). (رواہ مسلم)

''رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز آفتاب ڈھل جانے کے بعد پڑھا کرتے تھے''۔

حضرت خبابؓ کہتے ہیں:

((شکونا إلی رسول الله ﷺ الصلاة فی الرمضاء فلم یشکنا)). (روا مسلم)

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تیز دھوپ میں نماز پڑھنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت کو قبول نہ فرمایا''۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں:

((کنا نُصلیّ مع رسول الله ﷺ فی شِدَّة الحَرّ، فاذا لم یستطع أحدنا ان یمکِنّ جبهتة من الأرض بسطُ ثوبا، فسجد علیه)). (رواہ مسلم)

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گرمی کی شدت میں نماز پڑھتے تھے۔ تو جب کسی کے لئے زمین پر پیشانی رکھنا مشکل ہو جاتا تو وہ کپڑا بچھا کر اس کے اوپر سجدہ کرتا''۔

نوٹ: ظہر کی نماز کے وقت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف جواز و عدم جواز کا نہیں بلکہ افضلیت کا ہے۔ روایات سے تقدیم و تاخیر دونوں ثابت ہیں..... موسم گرما میں 'ابراد' اور موسم سرما میں 'تقدیم' افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں ٹھنڈے وقت میں نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ وہاں شدّت حر یعنی تیز گرمی کی علّت بیان فرمائی ہے اور یہ علت موسم سرما میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک حضرت انس اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی روایات کا تعلق ہے تو ان دونوں روایات سے صراحۃً تقدیم ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ موسم گرما میں گرمی بہت دیر تک رہتی ہے اور مسلسل دھوپ پڑنے کی وجہ سے زمین پر عصر کے وقت بھی کپڑا بچھائے بغیر سجدہ کرنے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔

7.4 عصر کی نماز کا وقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يصلي العصر، والشمس مرتفعة حيّة، فيذهب الذاهب الى العوالي، فيأتيهم، والشمس مرتفعةٌ و بعض العوالي من المدينة على اربعة اميالٍ او نحوه)). (رواه البخاری)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ آفتاب بلند اور تیز ہوتا تھا۔ پھر جانے والا ''عوالی'' تک جاتا تو وہاں اس وقت پہنچتا کہ آفتاب بلند ہوتا۔ عوالی کے بعض مقامات مدینہ منورہ سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر ہیں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((كان النبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي العصر، والشَّمْسُ لم تخرج من حجرتها)). (رواه البخاری)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ آفتاب ان کے حجرہ سے باہر نکلا ہوا نہ ہوتا تھا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں:

((صَلّى لَنَا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم العصر، فلما انصرف، اتاه رجل من بني سلمة، فقال: يارسول الله: اِنّا نريد ان ننحر جزوراً لنا، ونحن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحب ان تحضرها، قال نعم. فانطلق و انطلقنا معه، فوجدنا الجزور لم تنحر، فنحرت ثم قطعت، ثم طبخ منها، ثم اکلنا قبل ان تغيب الشمس)). (رواه مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ اللہ کے رسول! ہم اپنا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اچھی بات ہے۔ پھر آپ ﷺ چلے۔ ہم بھی ساتھ گئے۔ اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا۔ پھر اسے ذبح کر دیا گیا۔ کاٹا گیا اور اس کا گوشت پکایا گیا۔ ہم نے اس میں سے کھایا آفتاب ابھی تک غروب نہیں ہوا تھا''۔

نوٹ: عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہو جانے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے اگر کسی نے عصر کی نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ہو گئی اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من ادرک رکعة من العصر، قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر)). (رواه الجماعة)

''جس نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت کا وقت پالیا گویا اس نے عصر پالیا''۔

جس دن بادل چھائے ہوئے ہوں اس دن عصر کی جماعت اول وقت میں افضل ہے۔ حضرت بریدہ اسلمیؓ کہتے ہیں۔

((کُنّا مع رسول الله فی غزوة فقال: بکروا بالصلاة فی الیوم الغیم، فانّ من فاتته العصر، فقد حبط عمله)). (رواه احمد)

''ہم ایک غزوہ کے موقع پر رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادل کے دن نماز (عصر) سویرے پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اس سے بہت بڑا عمل ضائع ہوگیا''۔

7.5 صلاۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں:

((لما کان یوم الاحزاب قال رسول اللہ ﷺ :ملأ اللہ قبورھم و بیوتھم ناراً کماحَبَسونا و شغلونا عن الصلاۃ الوسطی حتّٰی غابت الشمس)). (رواہ مسلم)

''غزوہ اَحزاب کے موقع پر ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ سے باز رکھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا''۔

7.6 مغرب کی نماز کا وقت

مغرب کا وقت آفتاب غروب ہو جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور شفق غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وقت صلاۃ المغرب اذا غابت الشمس مالم یسقط الشفق)). (رواہ مسلم)

''نماز مغرب کا وقت آفتاب غروب ہو جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور شفق ڈوب جانے تک باقی رہتا ہے''۔

نوٹ: فقہاء کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو آسمان کے کناروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ جبکہ دوسری جماعت کے نزدیک اس سے مراد وہ ''سفیدی'' ہے جو سرخی دور ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک رہتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کہتے ہیں:

((انّ رسول الله ﷺ کان یُصَلّی المغرب، اذا غربت الشمس، وتوارت بالحِجاب)). (رواہ مسلم)

''رسول اللہ ﷺ ہمیشہ آفتاب غروب ہو جانے اور پردہ میں چھپ جانے کے بعد مغرب کی نماز پڑھا کرتے تھے''۔

حضرت رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں:

((کُنّا نُصَلّی المغرب مع النبیّ ﷺ، فینصرف أحدنا، وانه' یبصر مواقع نبله)). (رواہ البخاری)

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھا کرتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی واپس لوٹتا۔ (تو اتنی روشنی ہوتی) کہ وہ اپنے تیر کے ہدف کے مقامات دیکھ سکتا تھا''۔

7.7 نمازِ عشاء کا وقت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((اعتم رسول الله ﷺ لیلة بالعشاء وذلک قبل ان تفشو الاسلام، فلم یخرج حتی قال عمرؓ: نام النساء و الصبیان، فخرج فقال لأ هل المسجد، ما ینتظرھا احدٌ من اھل الأرض غیر کم)).

(رواہ البخاری)

''رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی یہ واقعہ اسلام کے ابتدائی دور کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے آکر آپ ﷺ کو بتایا: عورتیں اور بچے سو چکے ہیں۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: اس وقت تمہارے علاوہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین والوں میں سے کوئی بھی اس نماز کا منتظر نہیں''۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں:

((نظرنا رسول اللہ ﷺ لیلةً حتی کان قریب من نصف اللیل، ثم جاء فصلّی، ثم اقبل علینا بوجھہ فکأنما انظر الی و بیض خاتمہ فی یدہ من فِضّةٍ))۔ (رواہ مسلم)

''ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ رات آدھی ہونے لگی۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے، نماز ادا کی اور ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی اس انگوٹھی کی چمک اب بھی میرے سامنے ہے جو چاندی کی بنی ہوئی تھی''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((اعتم النبی ﷺ ذات لیلة حتی ذھب عامة اللیل، حتی نام اھل المسجد، ثم خرج فصلی، فقال: انہ لوقتھا، لو لا ان اشق علی امتی))۔ (رواہ مسلم)

''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا اور مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگ سو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے آ کر نماز ادا کی اور فرمایا۔ اگر میں اپنی امت کے افراد کے لئے دشوار محسوس نہ کرتا تو عشاء کی نماز کا اصل وقت یہی ہے۔ یعنی میں اس وقت کو افضل قرار دے دیتا''۔

نوٹ: عشاء کا وقت شفق ڈوب جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک باقی رہتا ہے۔ بہت سی روایات سے نماز عشاء دیر سے پڑھنے کی فضیلت ثابت ہے لیکن اصول تیسیر کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ دیر سے نہ پڑھی جائے۔ ہاں بعض صورتوں میں اگر جماعت میں مزید افراد شامل ہونے کا امکان ہو تو تاخیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افضل ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں:

((کان النبیّ ﷺ یُصلّی الظهر بالهاجرة، والعصر والشمس حیَّةٌ، والمغرب اذا وجبت، والعشاء اذا کثر الناس عجّل و اذا اقلها اَخّر، والصبح بغلس)). (رواه البخاری)

''رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ دھوپ تیز ہوتی ... عصر ایسے وقت پڑھتے کہ آفتاب صاف اور چمکتا ہوا ہوتا تھا۔ مغرب غروب آفتاب کے بعد۔ عشاء کی نماز جب لوگ زیادہ ہوتے تو سویرے پڑھ لیتے اور جب لوگ کم ہوتے تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے''۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں:

((کان رسول الله ﷺ یصلی الصلوٰت نحوا من صلواتکم، وکان یؤخر العتمه بعد صلاتکم شیئاً، وکان یخف الصلاة)). (رواه مسلم)

''رسول اللہ ﷺ انہی اوقات میں نماز پڑھا کرتے تھے جن میں تم پڑھتے ہو۔ فرق اتنا ہے کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز میں کچھ دیر کیا کرتے تھے اور ہلکی پڑھتے تھے''۔

7.8 عشاء کی نماز سے پہلے سونا اچھا نہیں

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:

((انّ رسول الله ﷺ کان یکره النوم قبلها (قبل العشاء) والحدیث بعدها)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور بعد میں بیٹھ کر باتیں کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے''۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

((اعتم رسول الله ﷺ بالعشاء حتى ناداه عمر: "الصلاة" نام النساء والصبيان، فخرج فقال: ما ينتظرها من أاهل الارض احد غيركم، قال: ولا يصلي يومئذٍ الا بالمدينة، قال: وكانوا يصلُّون فيما بين ان يغيب الشفق الى ثلث الليل)). (رواه البخاري)

''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کو آواز دی۔ نماز تیار ہے۔ عورتیں اور بچے سو چکے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا'' تمہارے سوا اس نماز کا انتظار کرنے والا کوئی بھی نہیں''۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ان دنوں مدینہ منورہ کے علاوہ کہیں اور نماز نہیں پڑھی جاتی تھی آپؓ کہتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ شفق کے غائب ہو جانے کے بعد رات کی پہلی تہائی تک عشاء کی نماز پڑھ لیتے تھے''۔

نوٹ: عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور اس کے بعد دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ البتہ تاخیر کی صورت میں اگر نیند کا غلبہ ہو تو وہ سو سکتا ہے۔ لیکن نماز کی ادائیگی کا خیال رکھنا بہر حال ضروری ہے مذکورہ بالا روایت سے جو بات ثابت ہو رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ عشاء کی نماز کے انتظار میں رہتے تھے۔

7.9 وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا صحیح نہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:

((شهد عندي رجال مرضيّون وارضاهم عندي عمرؓ، انّ النبيّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ، نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس و بعد العصر حتى تغرب)). (رواه البخاری)

''مجھے بہت ہی قابل اعتماد حضرات نے بتایا ہے جن میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت حضرت عمرؓ کی تھی کہ حضور اکرم ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اور عصر کے بعد غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اذا طلع حاجب الشمس، فأخّروا الصلاة، حتى ترتفع، واذا غاب حاجب الشمس، فاخّروا الصلاة حتى تغيب)). (رواه البخاری)

''جب آفتاب کا کنارہ نکل آئے تو آفتاب بلند ہونے تک نماز نہ پڑھو اور جب آفتاب کا کنارہ چھپ جائے تو پوری طرح چھپ جانے تک نماز موقوف کردو''۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں:

((نهى رسول الله ﷺ عن صلاتين، بعد الفجر حتى تطلع الشمس، وبعد العصر حتى تغرب الشمس)). (رواه البخاری)

''رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں سے منع فرمایا ہے فجر کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک ......''۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں:

((ثلاث ساعات، نهانا رسول الله ﷺ ان نصلّى فيهن، وان نقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازعة حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة، وحين تضيّف للغروب حتى تغرب)). (رواه الجماعة اِلّاالبخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تین اوقات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھنے اور مردے دفن کرنے سے منع فرمایا ہے:

۱- آفتاب طلوع ہوتے وقت، جب تک کہ پوری طرح طلوع نہ ہو جائے۔

۲- جب سورج کی پوری تپش ظاہر ہونے لگے یعنی دوپہر کے وقت۔

۳- جب آفتاب غروب ہونے لگے یہاں تک کہ پوری طرح غروب ہو جائے''۔

نوٹ: جمہور فقہاء کے نزدیک فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ فوت شدہ نماز کی قضاء جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اس ضمن میں ارشاد ہے:

((من نسی صلاۃ فلیصلّھا اذا ذکرھا)). (رواہ البخاری و مسلم)

''یعنی جو شخص نماز بھول جائے اسے چاہئے کہ یاد آتے ہی اس وقت اسے ادا کردے''۔

7.10 رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((رکعتان لم یکن رسول اللہ ﷺ یدعھما سِراً و لا علانیةً رکعتان قبل صلاۃ الصبح، و رکعتان بعد العصر)). (رواہ البخاری)

''رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کو پوشیدہ و علانیہ کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔ دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے اور دو رکعتیں عصر کی نماز کے بعد''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((انّ النبیّ ﷺ لایاتینی فی یوم بعد العصر الاّ صَلیَّ رکعتین)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(رواہ البخاری)

''رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد جب بھی میرے ہاں آتے تو دو رکعت نماز ضرور ادا فرماتے''۔

نوٹ: عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ یہ نماز گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ مسجد میں نہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((کان النبی ﷺ یُصَلِّیها، ولا یصلیهما فی المسجد مخافة ان یثقل علی امته' و کان یحب ما یخفف عنهم)). (رواہ البخاری)

''رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد دو رکعت نماز ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن گھر ہی میں پڑھتے تھے۔ تاکہ آپ کی امت پر بوجھ نہ بنے۔ آپ ﷺ ہمیشہ وہی بات پسند فرماتے تھے جو آپ کی امت کے لئے آسان ہو''۔

7.11 عشاء کی نماز کے بعد اچھی باتیں کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:

((صَلّیٰ النبی ﷺ صلاة العشاء فی آخر حیاته، فلما سَلَّم، قام النبیُّ ﷺ فقال: أرایتکم لیلتکم هذه، فان رأس مأة سنة لا یبقی من هو الیوم علی ظهرالارض احد، فوهل الناس فی مقالة النبیّ ﷺ الی مایتحدثون فی هذه الاحادیث عن مائة سنة، وانما قال النبیّ ﷺ لا یبقی ممن هو الیوم علی ظهر الارض، یرید بذلک انما تحرم ذلک القرن)). (رواہ البخاری)

''رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی زندگی کے آخری مراحل میں عشاء کی نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: آج کی اس رات کے متعلق مجھ سے سنو جو شخص آج زمین پر زندہ ہے۔ سو برس گزر جانے کے بعد یہاں نہیں رہے گا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے اس ارشاد کے سمجھنے میں غلطی کی اور سو برس کی توضیح کرنے میں دوسری باتوں کی طرف خیال دوڑانا شروع کیا۔ (انہی خیالات کو) وہ (حدیث کی تشریح میں) بیان کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ جو لوگ آج زندہ ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ یہ صدی گذر جائے گی"۔

7.12 نماز کی ادائیگی وقت کے مطابق ہونی چاہیے

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کیف انت اذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا او یمیتون الصلاۃ عن وقتھا؟ قال: قلت: فماتأمرنی، قال: صَلِّ الصلاۃ لوقتھا، فانَ ادرکتھا معھم فَصلِّ، فانھا لک نافلۃ)).

(رواہ مسلم)

"رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا اگر تمہارے امراء ایسے ہوں جو وقت پر نماز نہ پڑھتے ہوں تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز وقت کے مطابق پڑھ لیا کریں۔ پھر اگر ان کے ساتھ اتفاق ہو جائے تو بھی پڑھ لیں۔ یہ آپ کیلئے نفل ہو جائے گی"۔

نوٹ: روایت مذکورہ میں تاخیر سے مراد افضل وقت سے تاخیر ہے رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ نماز پڑھ لینے کا حکم اسی لئے دیا کہ فساد پیدا نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ②

۱- نماز کی تعریف کرتے ہوئے اس کی فضیلت سے متعلق احادیث کا ترجمہ اور مختصر تشریح کیجئے۔

۲- نماز کی فرضیت کس موقع پر ہوئی؟ اس بارے میں جو حدیث آپ نے پڑھی ہے اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں قلم بند کیجئے۔

۳- فرض نمازوں کی تعداد کتنی ہے؟ فرض نمازوں کے بارے میں جن احادیث کا آپ نے مطالعہ کیا ہے۔ ان کو بنیاد بنا کر ایک جامع نوٹ تحریر کیجئے۔

۴- تعیین اوقات کے سلسلہ میں جو حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا ترجمہ کیجئے اور اس پر مختصراً بحث کیجئے۔

۵- 'غلس' اور 'اسفار' سے کیا مراد ہے؟ فجر کی نماز غلس میں پڑھنا بہتر ہے یا اسفار میں؟ وضاحت کیجئے۔

۶- جن اوقات میں نماز پڑھنا صحیح نہیں وہ کون کون سے ہیں؟ حدیث کی روشنی میں بیان کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ③

نماز کے احکام و مسائل

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

نظر ثانی: ڈاکٹر ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	115
یونٹ کے اغراض ومقاصد	116
① اذان	117
1.1 تعریف	117
1.2 سبب مشروعیت	117
1.3 فضیلت	118
1.4 اذان سنتے وقت کیا کہنا چاہیے	119
1.5 اذان کہنے کی ترکیب	122
1.6 تثویب	125
1.7 اقامت	125
② اقامت اور اذان کے درمیان وقفہ	127
③ باجماعت نماز کی فضیلت	128
④ نماز کی شرائط	133
4.1 طہارت	133
4.2 بدن کا پاک ہونا	133
4.3 کپڑوں کا پاک ہونا	134
4.4 جائے نماز کا پاک ہونا	135
4.5 ستر عورت	135

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4.6 مرد کے لئے حد عورت	137
4.7 خاتون کے لئے حد عورت	140
4.8 نقش و نگار والے کپڑوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے	141
4.9 استقبالِ قبلہ (قبلہ کی طرف رخ کرنا)	142
4.10 کن کن صورتوں میں استقبال قبلہ ضروری نہیں رہتا	144
4.11 نماز وقت کے مطابق پڑھنا	145
⑤ نماز کے فرائض	146
5.1 نیت	146
5.2 تکبیر تحریمہ	147
5.3 قیام (کھڑے ہو کر نماز پڑھنا)	148
5.4 قرأت	149
5.5 رکوع	150
5.6 سجدہ	151
5.7 قعدہ	152
⑥ سنن و نوافل	154

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اس وقت آپ جس یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس کا تعلق ایک بہت ہی اہم موضوع ''نماز کے احکام ومسائل'' سے ہے۔ نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ اس کی فضیلت اور اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے دین کی عمارت کا ستون قرار دیا ہے۔ آپ نے نماز سے متعلق اب تک بہت کچھ سنا بھی ہوگا اور پڑھا بھی ہوگا۔ اس یونٹ میں جو مواد جمع کیا گیا ہے وہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں احادیث کی بنیاد پر احکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔ جو بھی حکم اور مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی دلیل کیلئے حدیث پیش کی گئی ہے۔

نماز کے احکام چونکہ بہت زیادہ ہیں اور ان احکام کو جمع کرنے اور مرتب ومدون کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس یونٹ میں صرف ان احکام کو جمع کیا گیا ہے۔ جو بہت ہی بنیادی اور اساسی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ کہ جو احادیث نقل کی جائیں وہ مستند اور قابل اعتماد کتابوں سے لی جائیں۔ تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں سے احادیث نقل کرنے سے احتراز کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کا ترجمہ سلیس اور عام فہم زبان میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ طلبہ استفادہ کرتے وقت دقت محسوس نہ کریں۔ آپ اس یونٹ کا مطالعہ کریں اور پوری توجہ کے ساتھ کریں مجھے امید ہے کہ آپ اسے مفید اور دلچسپ پائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

⇦ اذان کی تعریف اور اس کے سبب مشروعیت پر حدیث کی روشنی میں بحث کر سکیں۔

⇦ اذان کی فضیلت، اذان سنتے وقت مسنون کلمات کی ادائیگی اور اذان کے بعد مسنون دعا کے بارے میں بتا سکیں۔

⇦ باجماعت نماز کی فضیلت اور اہمیت پر حدیث کی روشنی میں ایک جامع نوٹ تحریر کر سکیں۔

⇦ نماز کی شرائط بتا سکیں اور ہر ایک شرط پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔

⇦ نماز کے فرائض پر روایات کی روشنی میں سیر حاصل تبصرہ کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① الاذان

1.1 تعریف

۱- ((الاذان فی اللغة معناه الاعلام، قال تبارک و تعالیٰ: ﴿وآذانٌ مّن اللہ ورسوله﴾، ای اعلام، وقال: و اذّن فی الناس باالحج، ای اعلمهم، معناه فی الشرع، الاعلام بد خول وقت الصلاة بذکر مخصوص)). (الفقه علی المذاهب الاربعة (ج:۱، ص:۳۱۰)

''اذان کے لغوی معنی اعلان کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے یہ اعلان ہے''۔ نیز فرمایا: ''انہیں حج کے متعلق اعلاناً بتا دیجئے''۔

شرعی اعتبار سے اس سے مراد ''نماز کا وقت آنے کے بارے میں مخصوص الفاظ کے ساتھ اعلان کرنا'' ہے۔

۲- ((الاذان، هو الاعلام بدحول وقت الصلاة باالفاظ مخصوصة، ویحصل به الدعاء الی الجماعة و اظهار شعائر الاسلام)). (فقه السنة (ج:۱، ص:۱۱۰)

''اذان سے مراد وہ اعلان ہے جو نماز کے وقت مخصوص الفاظ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ دراصل لوگوں کو جماعت کیلئے بلانے اور شعائر اسلام کے اظہار کا ذریعہ ہے''۔

1.2 سبب مشروعیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ـ ((عن عبداللہ بن عمر انہ قال: کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون فیتحینون الصلاۃ ولیس ینادی بھا احدٌ، فتکلّموا یوماً فی ذلک، فقال بعضھم اتخذوا ناقوساً مثل ناقوس النصاری وقال بعضھم قرناً مثل قرن الیھود، فقال عمر اولا تبعثون رجلاً ینادی با الصلاۃ قال رسول اللہ ﷺ: یا بلال! قم فناد باالصلاۃ)). (رواہ مسلم والبخاری ایضاً)

''حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ آئے تو جمع ہو کر وقت مقررہ پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور کوئی شخص اذان نہیں دیتا تھا۔ ایک دن اس بارے میں انہوں نے بات کی۔ بعض نے نصاریٰ کی طرح 'ناقوس' بجانے کا مشورہ دیا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں کی طرح نرسنگا بجایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کسی شخص کو کیوں نہ مقرر کیا جائے جو لوگوں کو نماز کیلئے (الصلاۃ الصلاۃ) کر کے بلائے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر حضرت بلالؓ سے کہا بلال! نماز کیلئے اعلان کر دیجئے''۔

1.3 فضیلت

۱ـ ((عن طلحۃ بن یحییٰ عن عمّہ قال: کنت عند معاویۃ بن ابی سفیان، فجاء المؤذن یدعوہ، الی الصلاۃ، فقال معاویۃ: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المؤذنون اطول الناس اعناقاً یوم القیامۃ)). (رواہ مسلم)

''طلحہ بن یحییٰ اپنے چچا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں انہیں مؤذن نے اذان کیلئے بلایا۔ حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہؓ نے کہا ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن موذن کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہوگی۔ یعنی امتیازی شان کا حامل ہوگا''۔

اطول اعناقاً کا محاورہ عربی زبان میں شرافت و سیادت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۲- ((عن ابی ھریرۃؓ انّ النبیّ ﷺ قال: اذا نودی للصلاۃ ادبر الشیطان لہٗ ضراط حتیٰ لا یسمع التاذین، فاذا قضی النداء اقبل، حتی اذا ثوّب باالصلاۃ ادبر حتی اذا قضی التثویب اقبل حتی یخطر بین المرء و نفسہ، یقول اذکر، کذا اذکر کذا لما لم یکن یذکر حتی یظل الرجل لا یدری کم صلی)). (رواہ البخاری)

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور (خوف کے مارے) وہ گوز مارتا جاتا ہے۔ اس حد تک بھاگتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اقامت کہی جاتی ہے۔ تو پھر پیٹھ کر بھاگتا ہے۔ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے۔ تو واپس آکر نمازی کے دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اسے ایسی باتیں یاد دلاتا ہے۔ جو اس کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ وہ رکعات کی تعداد بھی بھول جاتا ہے''۔

1.4 اذان سنتے وقت کیا کہنا چاہیے؟

ا- ((عن ابی سعید الخدریؓ انّ رسول اللہ ﷺ قال: اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن)). (رواہ البخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ جب تم اذان دینے والے سے اذان کے کلمات سنو تو اسی طرح انہیں دہراؤ''۔

۲۔ ((عن عمر بن الخطاب ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: اذا قال المؤذن الله اكبر الله اكبر فقال احدكم الله اكبر الله اكبر ثم قال: اشهد ان لا اله الا الله، قال: اشهد ان لا اله الا الله ثم قال اشهد ان محمّدا رسول الله قال: اشهد ان محمّداً رسول الله ثم قال حيّ على الصلاة، قال: لا حول ولا قوة الا با الله، ثم قال حيّ على الفلاح، قال: لا حول ولا قوة الا باالله، ثم قال الله اكبر الله اكبر، قال الله اكبر الله اكبر ثم قال، لا اله الا الله قال: لا اله الا الله من قلبه دخل الجنة)). (رواه مسلم)

''حضرت عمرؓ کہتے ہیں:۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن الله اكبر الله اكبر کہے اور تم میں سے کوئی ان کلمات کو دہرائے۔ پھر وہ اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمّداً رسول الله کہے۔ اور سننے والا ان کلمات کو بھی دہرائے۔ پھر جب وہ حيَّ على الصلاة اور حيَّ الفلاح کہے تو یہ جواب میں ان کلمات کے بدلے لا حول ولا قوّة الا باالله کہے۔ پھر جب وہ الله اكبر کہے تو یہ بھی دہرائے۔ پھر وہ لا اله الا الله کہے تو یہ بھی خالص دل سے اس کا جواب دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا شخص جنت میں جانے کا مستحق ہے''۔

۳۔ ((عن سعد بن ابی وقاص عن رسول الله ﷺ انه قال من قال حين يسمع المؤذن: اشهد ان لا اله الاّالله وحده لا شريك له

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانّ محمّداً عبده' و رسوله' رضيت باالله رباً و بمحمّدٍ رسولاً وبالاسلام دينا غفرله' ذنبه)). (رواه مسلم)

''سعد بن ابی وقاص حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ ''مؤذن'' کی اذان سن کر جس شخص نے یوں کہا'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت سے خوش ہوں۔ میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے'' ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

((عن عبدالله بن عمرو بن العاص انه' سمع النبیّ ﷺ يقول: اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول ثم صلّوا علیّ فانه' من صلّی علیّ صلوةً، صلیَّ الله عليه بها عشراً ثم سلوا الله لی الوسيلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو، فمن سأل الله لی الوسيلة حلّت عليه الشفاعة)) (رواه مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جب تم مؤذن کی اذان سنو تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کیلئے خاص ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ جو شخص میرے لئے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا میں اس کی شفاعت ضرور کروں گا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عن جابر بن عبدالله انّ رسول الله ﷺ قال: من قال حين يسمع النداء اللهم ربّ هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلةوالفضيلة وابعثه' مقاماً محموداً الذى وعدّته' حلّت له' شفاعتي يوم القيمة)). (رواه البخاری)

''حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھے: اللهم ربّ هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آت محمداً الوسيلة والفضيلة وابعثه' مقاماً محمودا الذى وعدته تو اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی''۔

1.5 اذان کہنے کی ترکیب

ا — ((عن ابى محذورةؓ ان نبىّ الله ﷺ علّمه' هذا الاذان، الله اكبر الله اكبر، اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد انّ محمداً رسول الله اشهد ان محمداً رسول الله ثم يعود فيقول اشهد ان لا اله الا الله مرّتين اشهد انّ محمدا رسول الله مرّتين، حيّ على الصلاة مرّتين، حيّ على الفلاح مرّتين، زاد اسحاق الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله)). (رواه مسلم)

''حضرت ابومحذورہؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اذان اس طرح سکھائی: الله اكبر الله كبر ...... اشهد ان لااله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله ...... اشهد ان محمداً رسول الله، اشهد ان محمداً رسول الله اس کے بعد پھر اشهد ان لا اله الله دو مرتبہ اور اشهد ان محمداً رسول الله بھی دو مرتبہ پھر حى على الصلاة اور حى على الفلاح دو دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ..... اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

کہا جائے''۔

نوٹ: فقہا کی ایک جماعت مذکورہ بالا روایت میں بیان کردہ ترکیب کی قائل ہے۔ صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں لکھا ہے کہ اللہ اکبر دو مرتبہ کہا جائے اور دیگر کتب (ابوداؤد وغیرہ) میں اسی روایت کے ذیل میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا درج ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں بھی اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا لکھا ہوا ہے۔ جسے اصطلاح فقہاء میں 'تربیع التکبیر' کہتے ہیں۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمداً رسول اللہ پہلے دو دو مرتبہ پست آواز میں اور پھر بلند آواز میں کہنا ترجیع کہلاتا ہے۔ فقہاء کی دوسری جماعت ترجیع کی قائل نہیں۔

یہ حضرات مندرجہ ذیل روایت سے استدلال کرتے ہیں:

۲۔ ((عن عبداللہ بن زید بن عبدربّہ قال: لمّا امر رسول اللہ ﷺ بالناقوس لیضرب بہ الناس فی الجمع للصلاۃ، طاف بی و أنا نا رجل یحمل ناقوساً فی یدہ، فقلت لہ' یا عبداللہ أتبیع الناقوس؟ قال: ماذا تصنع بہ؟ قال: فقلت: ندعوا بہ الی الصلاۃ، قال: أفلا ادلّک علی ماھو خیر من ذلک؟ فقلت لہ': بلی، قال: تقول: اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد انّ محمداً رسول اللہ، اشہد انّ محمداً رسول اللہ، حیّ علی الصلاۃ حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح حیّ علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، وکذا الاقامۃ)).

((فلما اصبحت اتیت رسول اللہ ﷺ فاخبرتہ' بما رائیت، فقال: انہا لرؤیا حق ان شاء اللہ فقم مع بلال فالق علیہ ما رائیت فلیؤذن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

به فانه' اندی صوتاً منک، قال: فقمت مع بلال فجعلت القیه علیه و یؤذن به قال: فسمع بذلک عمر و هو فی بیته فخرج یجرّ رداء' یقول والذی بعثک بالحق لقد رائیت مثل الذی اری قال: فقال النبیّ ﷺ "فللّه الحمد)). رواه احمد وابواود وابن ماجه وابن خزیمه والترمذی وقال: حسن صحیح.

''حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز میں جمع ہونے کیلئے ناقوس بجانے کی اجازت دی تو ایک بار میں نے خواب میں ایک شخص کو ناقوس ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا میں نے اس سے پوچھا۔ کیا آپ اسے بیچنا چاہتے ہیں؟ کہنے لگا آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ میں نے بتایا کہ اس کے ذریعہ ہم لوگوں کو نماز کیلئے بلاتے ہیں۔ کہنے لگا کیا میں آپ کو اس سے بہتر طریقہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا یہ تو بہت اچھا رہے گا۔ اس نے کہا یوں کہیے: اللہ اکبر ،اللہ اکبر ،اللہ اکبر ،اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد انّ محمداً رسول اللہ،اشھد انّ محمداً رسول اللہ، حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اس نے مجھے اقامت کی تفصیل بتائی صبح کے وقت جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ سب کچھ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ بالکل سچا خواب ہے۔ آپ حضرت بلال ؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر انہیں یہ کلمات بتایئے تا کہ وہ انہیں اذان کیلئے استعمال کرے۔ اس کی آواز آپ سے زیادہ بلند اور اچھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید ؓ کہتے ہیں جب حضرت بلال ؓ نے میرے بتانے کے بعد اذان دینا شروع کیا۔ حضرت عمر ؓ یہ سنتے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے اختیارانہ انداز سے باہر تشریف لائے اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے میں نے ہو بہو یہی کچھ خواب میں دیکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقع پر اللہ جل شانہ کی تحمید فرمائی''۔

1.6 التثویب

صبح کی اذان میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے بعد الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ کا دہرانا تثویب کہلاتا ہے۔ حضرت ابو محذورہؓ نے جب حضور اکرم ﷺ سے اذان کی ترکیب کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ اذان کے پورے کلمات بتانے کے بعد فرمایا: فان کان صلاۃ الصبح قُل: الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیرٌ من النوم، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ یعنی صبح کی نماز کیلئے جب آپ اذان دیں تو حی علی الفلاح کے بعد الصلاۃ خیرٌ میں النوم دو مرتبہ کہئے گا۔

1.7 اقامت

ا- ((عن ابی محذورۃؓ انّ النبیّ ﷺ علّمہ' الاقامۃ سبع عشرۃ کلمۃ: اللہ اکبر اربعاً، اشھد ان لا الہ الا اللہ مرتین، اشھد ان محمداً رسول اللہ مرتین، حیَّ علی الصلاۃ مرتین، حیَّ علی الفلاح مرتین، قد قامت الصلاۃ، اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ)). (رواہ الخمسہ و صححہ' الترمذی)

''حضرت ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں جس اقامت (تکبیر) کی تعلیم دی ہے۔ وہ سترہ کلمات پر مشتمل ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے: اللہ اکبر چار مرتبہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ، اشھد ان محمَّداً رسول اللہ دو مرتبہ، حی علی الصلاۃ دو مرتبہ، حی علی الفلاح دو مرتبہ، قد قامت الصلاۃ، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: فقہاء کی ایک جماعت روایت مذکورہ میں بیان کردہ ترکیبِ اقامت کو افضل سمجھتی ہے۔ یہ حضرات اذان کی طرح اقامت کے کلمات کو دو مرتبہ کہنے کے قائل ہیں۔

بعض فقہاء حضرات اقامت کے کلمات صرف ایک بار کہنے کے قائل ہیں۔ استدلال روایت ذیل سے کرتے ہیں۔

((عن عبدالله بن زيد قال: ثم تقول اذا اقمت "الله اكبر الله اكبر، اشهد ان لا اله الا الله ،اشهدانّ محمَّداً رسول الله حي على الصلاة، حي على الفلاح، قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة، الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله)). (رواه الترمذی وقال: حسن صحيح)

''حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ اس شخص نے مجھے اذان کے کلمات بتانے کے بعد کہا جب آپ اقامت کہنا چاہیں تو یوں کہیں: الله اکبر الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد انّ محمداً رسول الله، حیّ علی الصلاة حیّ علی الفلاح، الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله''.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② اقامت اور اذان کے درمیان وقفہ

((عن عبداللہ بن مغفّل المزنی انّ رسول اللہ ﷺ قال: بین کل اذانین صلوۃٌ ثلاثا لمن شاء)). (رواہ البخاری)

''حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان ایک نماز ہے۔ اگر کوئی پڑھنا چاہے''۔

روایت مذکورہ سے وقفہ کی مقررہ مقدار معلوم نہیں ہوتی بہر کیف اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ نمازی حضرات وضو کر کے کچھ نفل بھی پڑھ سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ باجماعت نماز کی فضیلت

۱- ((عن عبدالله بن عمرؓ انّ رسول الله ﷺ قال: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبعٍ و عشرين درجةً)). (رواه البخاری)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ (ثواب میں) زیادہ ہے''۔

۲- ((عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ :"صلاة الرجل فی الجماعة تضعف علی صلاته فی بيته وفی سوقه خمسةً وعشرين ضعفاً و ذلک انه' اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لا يخرجه' الا الصلاة، لم يخط خطوةً الا رفعت بها درجة و حُطّ عنه' بها خطيئةٌ فاذا صلّی لم تزل الملائكة يصلی عليه ما دام فی مصلّاه، اللهم صلّ عليه، اللهم ارحمه' ولا يزال احدكم فی صلاة ما انتظر الصلاة)). (رواه البخاری)

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کا جماعت سے نماز پڑھنا اس کے اپنے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا (ثواب میں) زیادہ ہے۔ جب وہ وضو کر کے مسجد کی طرف صرف نماز ہی کیلئے چلتا ہے تو ہر قدم کے بدلہ اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور جب وہ نماز پڑھ لیتا ہے تو فرشتے برابر اس کیلئے اس وقت تک دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے۔ (فرشتے کہتے ہیں) یا اللہ اس کے لئے رحمت نازل فرما۔ یا اللہ اس پر مہربانی فرما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی میں متصور ہوتا ہے''۔

۳- ((عن ابی هريرةؓ انّ رسول الله ﷺ فقد ناساً فی بعض الصلوٰت فقال: لقد هممت ان اٰمر رجلاً يصلّي بالناس ثم اخالف الى رجالٍ يتخلّفون عنها، فاٰمر بهم فيحرّقوا عليهم بحزم الحطب بيوتهم، ولو علم احدهم انه' يجد عظماً سميناً لَشهدها يعنى صلاة العشاء)). (رواه مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے ایک بار کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں پایا تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو نماز کی امامت کا حکم دوں اور خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں نہیں آتے۔ پھر حکم کروں کہ لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر ان کے گھروں کو جلا دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا۔ اگر فربہ جانور کی ایک ہڈی ملنے کی کسی کو امید ہو تو اسے حاصل کرنے کیلئے وہ ضرور آتا ہے۔ یعنی انہیں نماز باجماعت کی اہمیت کا علم نہیں اس لئے بے پرواہو کر رہتے ہیں''۔

۴- ((عن ابی هريرةؓ قال: اتى النبي ﷺ رجلٌ اعمىٰ فقال: يا رسول الله ! انّه' ليس لي قائد، يقودني الى المسجد فسأل رسول الله ﷺ ان يرخص له' فيصلي في بيته، فرخص له' فلما ولّٰى دعاه' فقال: هل تسمع النداء بالصّلاة ؟ فقال: نعم. قالَ: فاجب)).

(رواه مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میرے ساتھ مسجد تک کوئی آنے والا نہیں۔ اُس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقصد یہ تھا کہ اُسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: آپ اذان سن لیتے ہیں؟ اس نے جواباً کہا: جی ہاں سنتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر مسجد میں بھی آیا کرو''۔

۵۔ ((عن ابی الشعثاء قال: کنا قعوداً فی المسجد مع ابی ھریرۃ ؓ فاذّن المؤذّن، فقام رجل من المسجد یمشی، فاتبعہ، ابو ھریرۃ بصرہ' حتی خرج من المسجد، فقال ابو ھریرۃ ؓ: امّا ھذا فقد عصی ابا القاسم ﷺ)). (رواہ مسلم)

''ابو الشعثاء کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ ؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مؤذن نے اذان دی تو ایک شخص اٹھ کر جانے لگا۔ آپ ؓ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے باہر چلا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہنے لگے۔ اس شخص نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی''۔

ٹ: بعض فقہاء کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے۔ یہ حضرات مذکورہ روایات سے استدلال کرتے۔ جن سے نماز باجماعت کی فضیلت اور اہمیت ثابت ہو رہی ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اس لئے کہ عذر کی حالت میں اس کے معاف ہو جانے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

۱۔ ((عن نافع انّ ابن عمر اذّن بالصلاۃ فی لیلۃ ذات بردٍ و ریحٍ ثم قال: الا صلّوا فی الرحال ثم قال: انّ رسول اللہ ﷺ کان یأمر المؤذن اذا کانت لیلۃ ذات برد و مطرٍ: الا صلّوا فی الرحال)).

(رواہ البخاری)

''حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے ایک بار ٹھنڈی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آندھی والی رات میں نماز کیلئے اذان دی۔ پھر کہا:- اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد کہا کہ حضور اکرم ﷺ جس رات ٹھنڈک اور بارش ہوتی تو مؤذن کو اذان کے بعد ایسا کہنے کا حکم دیتے تھے''۔

۲- ((عن محمود بن الربیع الانصاری ان عتبان بن مالک کان یؤم قومه' و هو اعمیٰ وانه' قال لرسول الله ﷺ: یا رسولَ الله! انها تکون الظلمة والسیل وانا رجلٌ ضریرا لبصر، فصلّ یا رسول الله فی بیتی مکاناً اتخذه' مصلّی، فجاء ه' رسول الله ﷺ فقال: این تحب ان اصلی؟ فاشار الی مکان من البیت فصلیٰ فیه رسول الله ﷺ)). (رواه البخاری و مسلم)

''محمود بن ربیع انصاری روایت کرتے ہیں کہ عتبان بن مالک اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا ''اللہ کے رسول! میں چونکہ اندھا ہوں اس لئے جب کبھی سخت اندھیرا ہوتا ہے یا بارش کی وجہ سے گلیوں میں پانی بہتا ہے تو میرے لئے مسجد تک آنا مشکل ہوتا ہے۔ آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھا دیجئے تاکہ میں اس کو مصلی بنالوں۔ رسول اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا نماز پڑھنے کیلئے کون سی جگہ آپ کو زیادہ پسند ہے۔؟ عتبان نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ①

۱- اذان کی تعریف کرتے ہوئے، اس کے سبب مشروعیت کی وضاحت کریں۔

۲- اذان سنتے وقت، اور سننے کے بعد کونسی دعا کرنی چاہیے۔ اس دعا کے کلمات لکھئے اور اس کا ترجمہ کیجئے۔

۳- اذان دینے کی ترکیب سے متعلق حدیث کا متن لکھئے۔ اور اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں تحریر کیجئے۔

۴- تثویب اور اقامت سے کیا مراد ہے۔ کیا اقامت اور اذان کے درمیان وقفہ کرنا ضروری ہے۔ وضاحت کیجئے۔

۵- باجماعت نماز کی فضیلت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو ترتیب کے ساتھ لکھ کر اس موضوع پر ایک مختصر مضمون قلم بند کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ شرائط نماز

شرائط نماز کا پورا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ انہیں پورا کیے بغیر نماز پڑھنا بے سود ہے۔

4.1 حالت حدث (بے وضوئی) میں وضو اور حالت جنابت میں غسل کرنا

۱ ۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿یا ایُّھا الَّذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق، وامسحوا برؤوسکم وارجلکم الی الکعبین...... وان کنتم جنباً فاطَّھَّروا﴾

’’اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ اور اگر حالت جنابت میں ہو تو غسل کرلو‘‘۔

۲ ۔ ((عن عبداللہ بن عمرؓ :ان النبیّ ﷺ قال: لا یقبل اللہ صلاۃ بغیر طھور)). (رواہ الجماعۃ الاالبخاری)

’’حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہٗ اس نماز کو قبول نہیں فرماتے جو طہارت حاصل کیے بغیر پڑھی گئی ہو‘‘۔

4.2 نماز پڑھنے والے کا بدن پاک ہونا چاہیے

۱ ۔ ((عن انسؓ انّ النبیّ ﷺ قال: تنزھوامن البول، فان عامۃ عذاب القبر منہ)) (رواہ الدّار قطنی)

ترجمہ: ’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جسم پر پیشاب لگ جائے تو اسے خوب دھو کر صاف کرلیا کرو۔ اس لئے کہ عذاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر کی عام وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے''۔

۲۔ ((عن عليّ رضي الله عنه قال: كنت رجلاً مذاء فامرت رجلاً ان يسأل النبي ﷺ لمكان ابنته، فسأل فقال: "توضأ واغسل ذكرك)). (رواه البخاري)

''حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے مذی نکلنے کی شکایت تھی حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے اس بارے میں آپ ﷺ سے براہ راست پوچھنا میں مناسب نہیں سمجھتا تھا اس لئے میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ سے معلوم کرلے۔ جب اس شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وضو کرا ور شرمگاہ دھولے''۔

۳۔ ((عن عائشةؓ قالت: قال النبيّ ﷺ "اذا اقبلت الحيضة فدعي الصلاة، واذا ادبرت فاغسلي عنک الدم وصلّي)). (رواه البخاري)

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب حیض کا زمانہ پیش آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب گذر جائے تو اپنے جسم سے خون دھو کر نماز پڑھو''۔

4. کپڑوں کا پاک ہونا

۱۔ ﴿وثيابک فطهّر﴾ (المدثر:۴)

''اور اپنے کپڑوں کو خوب صاف کیجئے''۔

۲۔ ((عن جابر بن سمرة قال: سمعت رجلاً سأل النبيّ ﷺ أُصلّيَ في الثوب الذي اتي فيه اهلي ؟ قال: نعم اِلّا ان ترى فيه شيئاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتغسله)). (رواه احمد)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حضور اکرم ﷺ سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا، کیا میں ان کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ جنہیں پہن کر میں نے ہم بستری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اگر ان میں کوئی چیز (منی، مذی وغیرہ) نظر آئے تو اسے دھو لینا''۔

4.4 جائے نماز (نماز کی جگہ) کا پاک ہونا

ا – ((عن ابی ہریرۃؓ قال: قام اعرابی فبال فی المسجد فقام الیه الناس لیقعوا به، فقال ﷺ ''دعوه' و اریقوا علی بوله سجلا من ماء، فانّما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسّرین)). (رواه الجماعة الا مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے اٹھ کر مسجد میں پیشاب کیا یہ دیکھ کر حاضرین اس کی مرمت کیلئے اٹھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دیجئے اور جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے اس پر پانی کے بھرے ہوئے ڈول ڈال دیجئے۔ تمہیں مسائل حل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے پیدا کرنے کیلئے نہیں''۔

4.5 ستر عورت

ا – ((عن جابر بن عبدالله قال: خرجتُ مع النبیّ ﷺ فی بعض اسفاره، فجئت لیلة لبعض امری، فوجدته یصلی وعلیّ ثوب واحد فاشتملت به وصلّیت الی جانبه، فلما انصرف قال: ما السُّریٰ یا جابر؟ فاخبرته بحاجتی، فلما فرغت قال: ما هذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاشتمال الذی رائیت؟ قلت: کان ثوباً قال: فان کان واسعاً فالتحف به، وان کان ضیقاً فاتّزربه)). (رواہ البخاری)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے میں آپ کے پاس آیا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے میرے جسم پر اس وقت ایک ہی کپڑا تھا میں نے اسی پر اکتفا کیا اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: جابر! رات کے وقت کیسے آنا ہوا؟ میں نے اپنی ضرورت کی بات بتائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ اشتمال جو میں نے دیکھا کیسا تھا؟ میں نے کہا ایک کپڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کپڑا وسیع ہو تو اس سے التحاف کر لیا کرو (لپیٹ لیا کرو) اور اگر تنگ ہو تو اس کی تہہ بند بنالیا کرو''۔

۲۔ ((عن ابی سعید الخدریؓ انّه قال: نهی رسول الله ﷺ عن اشتمال الصماء وان یحتبی الرجل فی ثوبٍ واحدٍ لیس علی فرجه منه شئی)). (رواہ البخاری)

''حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک ہی کپڑے پر اکتفا کرنے اور اس طرح کپڑا اوڑھنے سے کہ شرمگاہ کھلی رہے، نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے''۔

۳۔ ((عن سهل قال: کان رجال یصلّون مع النبی ﷺ عاقدی اُزرهم علی اعناقهم کهیئة الصبیان، ویقال للنساء لاترفعن برؤسکن حتی یستوی الرجال جلوساً)). (رواہ البخاری)

''حضرت سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز اس طرح پڑھتے تھے جیسے لڑکے اپنے تہہ بندوں کو اپنے شانوں پر باندھ لیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔عورتوں سے کہہ دیا جاتا تھا کہ جب تک مرد سیدھے بیٹھ نہ جائیں اپنے سروں کو نہ اٹھاؤ''۔

نوٹ: ستر عورت کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ﴾ (الاعراف: ۳۱)

''اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنی آرائش (لباس) کو پہن لیا کرو''۔

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ نے جب آپ ﷺ سے پوچھا: 'أفاصلّی فی القمیص؟ (کیا میں قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'نعم ذرّر ولو بشوکۃ (ہاں! لیکن اسے ٹانک لیا کر، خواہ کانٹے سے کیوں نہ ہو)

ستر عورت کے بارے میں جمہور فقہاء کی رائے ایک ہے یعنی یہ شرائط نماز میں داخل ہے۔البتہ مقدار میں کچھ اختلاف ہے۔

4.6 مرد کیلئے حد عورت

مرد کیلئے ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ (اگلی اور پچھلی طرف سے) چھپا کر رکھے جسم کا یہ حصہ اس کے لئے عورت ہے۔

ران اور گھٹنے کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء جسم کے ان حصوں کو عورت میں شامل رکھتے ہیں جبکہ بعض کے نزدیک مرد کے لئے صرف شرمگاہ کا حصہ عورت ہے۔ران اور گھٹنے اس میں شامل نہیں۔

جو حضرات ران کو شاملِ عورت قرار دیتے ہیں وہ مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں:

۱- ((عن جرھد قال: مرّ رسول اللہ ﷺ وعلیَّ بردۃ وقد انکشفت فخذی فقال: غطّ فخذیک، فان الفخذ عورۃ)). (رواہ مالک والترمذی وقال: حسن)

''حضرت جرہدؓ کہتے ہیں کہ ایک بار میں چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا تھا جبکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری ران نظر آ رہی تھی۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ میرے پاس سے گذرے اور فرمایا: اپنی ران ڈھانک (چھپا) دیجئے۔ اس لئے کہ جسم کا یہ حصہ قابل ستر ہے''۔

۲- ((عن محمد بن جحش قال: مرّ رسول الله ﷺ علی معمر، وفخذاه مکشو فتان فقال: ''یا معمر! غط فخذیک فان الفخذین عورة)). (رواه احمد)

''حضرت محمد بن جحش کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت معمر کے پاس سے گذرے اس وقت معمر کے دونوں ران نظر آ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا معمر! اپنے ران ڈھانک دیجئے جسم کا یہ حصہ ڈھانک رکھنے کے قابل ہے''۔

جن فقہاء کرام کے نزدیک ران ''عورت'' میں شامل نہیں وہ مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں:

۱- ((عن انس ؓ انّ النبیّ ﷺ یوم خیبر حسر الازار عن فخذه' حتی انی لا نظر الی بیاض فخذه)) (رواه البخاری و احمد)

''حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ خیبر کے دن حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازار اپنی ران سے ہٹا دی۔ یہاں تک کہ مجھے اس ران کی سفیدی نظر آ رہی تھی''۔

۲- ''عن عائشة رضی الله عنها: انّ رسول الله ﷺ کان جالساً کاشفاً عن فخذه، فاستأذن ابو بکر فاذن له' وھو علی حاله، ثم استأذن عمر فاذن له' وھو علی حاله، ثم استأذن عثمان فارخی علیه ثیابه' فلما قاموا قلت: یا رسول الله ﷺ استأذن ابو بکر و عمر فأذنت لھما وانت علی حالک، فلما استأذن عثمان ارخیت علیک ثیابک؟ فقال: ''یا عائشة الا استحی من رجل والله اِنّ الملائکة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لتستحی منه')). (رواہ احمد)

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک بار تشریف فرما تھے اور آپ کی ران نظر آ رہی تھی۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اسی حالت میں اجازت دی۔ پھر حضرت عمرؓ آئے آپ علیہ السلام نے انہیں بھی اسی حالت میں اندر آنے کی اجازت دی۔ لیکن جس وقت حضرت عثمانؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ران چھپا دی اور تب انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ جب یہ حضرات تشریف لے گئے۔ تو میں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ نے آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اسی حالت میں اجازت دی۔ لیکن جس وقت حضرت عثمانؓ نے آنا چاہا تو آپ نے اپنی ران چھپا دی (پھر اجازت دی) ؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ''جس شخص سے فرشتے حیا کرتے ہیں میں اس شخص سے کیوں حیا نہ کروں''۔

نوٹ: ران کے بارے میں اگرچہ فقہاء کرام کا اختلاف آثار و روایات کے تعارض پر مبنی ہے۔ لیکن اس ضمن میں احتیاط کا پہلو یہی ہے کہ ران کو حد عورت میں شامل سمجھنا چاہئے۔ علاوہ ازیں حدیث انس اور حدیث عائشہؓ کا تعلق خاص واقعات سے ہے جبکہ حدیث جرہد اور محمد بن جحش قولی اور عام ہیں اور اس لئے قابل ترجیح ہیں۔

بعض مخصوص حالات میں اگر ران کھلی رہ بھی جائے تو اتنا مضائقہ نہیں لیکن حالت نماز میں اس کے چھپانے کا اہتمام بہر حال ضروری ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حالت نماز میں ران کھلی رکھنے کی گنجائش موجود ہے۔ ہاں اگر کسی کے پاس بالکل کپڑے نہیں ہیں تو اس کی حالت اضطرار کی ہے جس کا تعلق مستثنیات سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4.7 عورت کیلئے حد عورت

چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ عورت کا پورا بدن عورت (قابل پردہ) ہے۔

۱۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿لایبدین زینتھن الا ما ظھر منھا﴾.

''اور انہیں (عورتوں کو) اپنی زینت کے مقامات کو چھپا کر رکھنا چاہئے۔ سوائے ان حصوں کے جو ظاہر ہیں''۔

۲۔ ((عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت: لقد کان رسول اللہ ﷺ یصلی الفجر فشھد معه نساءٌ من المؤمنات متلفّعات فی مروطھن ثم یرجعن الی بیوتھن ما یعرفھن احد)). (رواہ البخاری)

''حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تو کچھ مسلمان عورتیں بھی چادروں میں لپٹی ہوئی آپ کے ہمراہ نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہوتی تھیں۔ اور جب وہ واپس ہوتیں تو انہیں کوئی بھی پہچان نہیں سکتا تھا''۔

۳۔ ((عن عائشة رضی اللہ عنھا: انّ النبیّ ﷺ قال: لا یقبل اللہ صلاة حائض الا بخمار)). (رواہ الخمسة الا النسائی و قال الترمذی: حدیث حسن)

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہٗ اس بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کے سر پر چادر نہ ہو''۔

۴۔ ((عن ام سلمة رضی اللہ عنھا: انھا سألت النبیّ ﷺ اتصلی المرأة فی درع و خمار بغیر ازار؟ قال: "اذا کان الدرع سابغاً یغطی ظھور قدمیھا)). (رواہ ابو داود)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ام سلمہؓ نے ایک بار حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا عورت ازار کے بغیر صرف قمیص اور چادر میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس صورت میں صرف قمیص اور چادر میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ جب قمیص اتنی لمبی ہو کہ اس کے پاؤں کا ظاہری حصہ اس سے چھپ جائے''۔

4.8 نقش ونگار والے کپڑوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

۱ - ((عن عائشة رضی الله عنها: ۔ النبی ﷺ صلّی فی خمیصةٍ لها اعلامٌ، فنظر الی اعلامها نظرةً، فلما انصرف قال اذهبوا بخمیصتی هذه الی ابی جهم وأتونی بالبجانیة ابی جهم، فانها الهتنی انفاً عن صلاتی، وقال هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة: قال النبیّ ﷺ: کنت انظر الی علمها وانا فی الصلاة فاخاف ان یفتننی)). (رواه البخاری)

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک بار نقش والی چادر میں نماز پڑھی اور نماز کے دوران آپ ﷺ نے ان نقوش کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لیجاؤ اور میرے لئے اس کی البجانیہ چادر لے آؤ۔ اس چادر نے نماز کے دوران میری توجہ کو متاثر کیا''۔

ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''نماز میں میری نظر اس کے نقوش پر پڑتی رہی۔ اور مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کی طرف میری توجہ میں اضافہ نہ ہو جائے۔

نوٹ: البجانیہ اس چادر کو کہتے ہیں جس پر نقش ونگار نہ ہوں۔

۲ - ((عن انس رضی الله عنه: کان قرام لعائشةؓ سترت به جانب بیتها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال النبیؐ ﷺ : امیطی عنا قرامک ھذا، فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض فی صلاتی))

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک پردہ تھا اسے انہوں نے گھر کے ایک گوشہ میں ڈال لیا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہمارے سامنے سے یہ پردہ ہٹا دیجئے۔ اس کی تصویریں نماز میں برابر میرے سامنے آتی رہتی ہیں''۔

۳- ((عن عقبۃ بن عامر قال: اُھدی النبیؐ ﷺ فَروُّج حریر فلبسہ، فصلّٰی فیہ، ثم انصرف فنزعہ، نزعاً شدیدا کا الکارہ لہ وقال: لا ینبغی ھذا لِلْمُتّقِین))۔ (رواہ النسائی)

''عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو ایک جبہ ہدیۃً دیا گیا آپ ﷺ نے اسے پہن لیا اور نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو اسے زور سے کھینچ کر اتار دیا۔ گویا آپ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ پھر فرمایا: پرہیز گاروں کیلئے اس قسم کا کپڑا پہننا مناسب نہیں''۔

4.9 استقبال قبلہ (قبلہ کی طرف رخ کرنا)

۱- ((عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ ﷺ "من صلیّ صلاتنا و استقبل قِبلتنا و أکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ، ذمۃ اللہ و ذمۃ رسول اللہ فلا تخفرو اللہ فی ذمّتہ))۔ (رواہ البخاری)

''حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ہماری (جیسی) نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھالے تو وہی مسلمان ہے جس کیلئے اللہ اور اللہ کے رسول کا ذمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔تو تم اللہ جل شانہٗ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کرو''۔

۲- ((عن البراء بن عازب قال: صلّيتُ مع النبيّ ﷺ الى بيت المقدس ستة عشر شهراً حتى نزلت الاية التى فى البقرة "حيث ماكنتم فولّوا وجوهكم شطره" فنزلت بعد ماصلّى النبىّ ﷺ، فانطلق رجلٌ من القوم فمرَّ بناسٍ من الانصار وهم يصلّون فحدَّثهم بالحديث فولّوا وجوههم قبل البيت)). (رواه مسلم)

''حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ میں نے سولہ مہینے تک حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ سورۃ بقرہ والی یہ آیت نازل ہوئی ''تم جہاں بھی ہو اپنا منہ کعبہ کی طرف کرو'' یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ چکے تھے ایک شخص آپ کے ساتھیوں میں سے یہ سن کر چلا راستے میں اس نے انصار کے کچھ لوگوں کو (بیت المقدس کی طرف) نماز پڑھتے دیکھا۔ اس نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور اکرم ﷺ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے''۔

۳- ((عن عمرؓ قال: بينما الناس فى صلاة الصبح بقبآءٍ اذجاء هم اٰتٍ فقال انّ رسول الله ﷺ قد أنزل عليه الليلة وقد أمر ان يستقبل القبلة فاستقبلوها وكانت وجوههم الى الشام فاستداروا الى الكعبة)). (رواه مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک بار ''قباء'' میں لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ رات کو حضور اکرم ﷺ پر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی ہے اور آپ ﷺ کو نماز میں کعبہ کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سن کر لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ پہلے ان کا رخ شام کی طرف تھا پھر کعبہ کی طرف گھوم گئے''۔

۴- ((عن ابن عباس رضی الله عنهما قال لما دخل النبیّ ﷺ البیت دعا فی نواحیه كلها ولم یصلّ حتی خرج منه' فلما خرج ركع ركعتین فی قُبل الكعبة وقال هذه القبلة)). (رواه البخاری)

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ علیہ السلام نے اس کے تمام گوشوں میں دعا کی، اور نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ آپ کعبہ سے نکل آئے پھر آپ علیہ السلام نے کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا یہ قبلہ ہے''۔

نوٹ: نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا جمہور فقہاء کے نزدیک فرض ہے۔ اگر کسی نمازی کو اجنبی ہونے کی بناء پر یا زیادہ اندھیرے اور بادلوں کی وجہ سے قبلہ معلوم نہ ہو رہا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی جاننے والے سے پوچھ لے اگر ایسا کوئی شخص موجود نہ ہو تو خوب غور و فکر کرنے کے بعد جس طرف کے بارے میں اس کا دل جم جائے رخ کر کے نماز پڑھ لے۔ ہاں اگر دوران نماز کوئی آ کر اسے صحیح رخ بتا دے تو اسے چاہئے کہ نماز میں اس طرف گھوم جائے۔ نماز توڑنا ضروری نہیں۔

4.10 کن کن صورتوں میں استقبال قبلہ ضروری نہیں رہتا

۱-سواری کے اوپر نفل نماز پڑھتے ہوئے

۱- ((عن جابر بن عبدالله قال: كان النبیّ ﷺ یصلّی علی راحلته حیث توجهت به، فاذا اراد الفریضة نزل فاستقبل القبلة)). (رواه البخاری)

''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرف نماز پڑھتے جس طرف وہ آپ ﷺ کو لیکر چلتی۔ لیکن جب آپ علیہ السلام فرض نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواری سے اتر کر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے"۔

۲- مجبور، مریض اور خائف (ڈرنے والے) کیلئے

مجبور، مریض اور خائف نمازی کی حالت چونکہ اضطراری ہوتی ہے۔ اس لئے اگر انہیں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں دشواری ہو تو پھر جس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ممکن ہو پڑھ سکتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿لا یکلّف اللہ نفساً اِلّا وسعها﴾

"یعنی اللہ تعالٰی کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے"۔

4.11 وقت کے مطابق پڑھنا

ا- ((قال اللہ تبارک و تعالیٰ :﴿ان الصّلاۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا﴾)) (الآیة)

"بے شک نماز مسلمانوں پر وقت کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔ یعنی نماز کا وقت ان کیلئے مقرر کر دیا گیا ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ نماز کے فرائض

نماز میں فرائض کا اہتمام لازمی اور ضروری ہے۔ ان میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی۔

5.1 نیت

((عن عمر بن الخطابؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: انّما الاعمال باالنیات و انما لکل امرئ مانویٰ، فمن کانت ھجرته‘ الی دنیایصیبھا او الی امراۃٍ ینکحھا فھجرته‘ الی ما ھاجر الیه)).

(رواہ البخاری)

’’حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کے اثرات نیت کے مطابق مرتب ہوتے ہیں۔ ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔ چنانچہ جس کی ہجرت دنیاوی مفاد کیلئے ہوگی وہ اس میں کامیاب ہوگا۔ اگر کسی عورت کے ساتھ رشتۂ نکاح جوڑنے کیلئے ہوتو بھی، لہٰذا کسی شخص کی ہجرت اس چیز کی طرف منسوب ہوگی۔ جس کیلئے اس نے نیت کی ہوگی‘‘۔

نوٹ: کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ ’نیت‘ کہلاتا ہے۔ جس کا تعلق اگر غور سے دیکھا جائے تو دل سے ہے زبان سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں نیت کیلئے مخصوص الفاظ موجود نہیں۔

بعض فقہاء کے نزدیک ’نیت‘ نماز کیلئے شرط ہے۔ رکن نہیں۔ لیکن یہ اتنی بڑی نوعیت کا اختلاف نہیں۔ اس لئے کہ اسے شرط یا رکن ماننے سے اس کی اہمیت متاثر نہیں ہوتی جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک اس کی اہمیّت ثابت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5.2 تکبیر تحریمہ

۱ — ((عن علیؓ انّ النبیّ ﷺ قال: مفتاح الصلاۃ الطھور، وتحریمھا التکبیر، وتحلیلھا التسلیم)). (رواہ احمد وابوداود، والترمذی)

''حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت ہے۔ پہلی تکبیر کے ساتھ نماز پڑھنے والے کیلئے نماز کے علاوہ باقی اعمال حرام ہو جاتے ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد حلال ہو جاتے ہیں''۔

۲ — ((عن انس بن مالک انہ' قال خرّ رسول ﷺ عن فرس فجحش فصلّٰی لنا قاعداً فصلینا معہ' قعوداً ثم انصرف فقال: انما الامام اوانما جعل الامام لیؤتم بہ، فاذا کبّر فکبروا، واذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا، واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ' فقولوا ربّنا ولک الحمد و اذا سجد فاسجدوا)). (رواہ البخاری)

''حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول خدا ﷺ گھوڑے سے گر پڑے۔ بدن کا کچھ حصہ چھل گیا۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز پڑھی۔ فارغ ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربّنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو''۔

۳ — ((عن مالک بن الحویرث انّ رسول اللہ ﷺ کان اذا کبّر رفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ واذا رکع رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ، واذا رفع رأسہ، من الرکوع فقال سمع اللہ لمن حمدہ فعل مثل ذلک)). (رواہ مسلم)

''حضرت مالک بن حویرث کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے. سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع یدین کرتے تھے''۔

نوٹ: تکبیر تحریمہ کے الفاظ کے متعلق اگرچہ فقہاء کا اختلاف ہے نیز اس کیلئے شرائط بھی مختلف وضع کئے گئے ہیں۔ لیکن اس کی فرضیت اور لزوم سے کسی کو انکار اور بحث نہیں۔ فقہاء نے قرآن مجید کی آیت ﴿وربک فکبر﴾ سے اس کی فرضیت پر استدلال کیا ہے۔ 'کبر' امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ جمہور امت کے نزدیک چونکہ تکبیر کا وجوب نماز سے متعلق ہے لہٰذا تکبیر تحریمہ باتفاق علماء وفقہاء فرض اور لازم ہے۔

5.3 قیام (کھڑے ہو کر نماز پڑھنا)

ا- ((عن عمر بن حصین قال: کانت بی بواسیر، فسألت النبیّ ﷺ عن الصلاۃ؟ فقال: ''صلّ قائماً، فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلی جنب)). (رواہ البخاری)

''حضرت عمر بن حصین کہتے ہیں ''مجھے بواسیر کی شکایت تھی۔ اس لئے میں نے حضور اکرم ﷺ سے نماز کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا۔ کھڑے ہو کر نماز ادا کریں۔ کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر ادا کریں۔ اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی دقت ہو تو پھر لیٹ کر ادا کریں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- ((عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما قال: حدثتُ انَّ رسول الله ﷺ قال: صلاة الرجل قاعداً نصف الصلاة)). (رواه البخاری)

''حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والا، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ میں آدھے ثواب کا مستحق ہوتا ہے''۔

نوٹ: کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت کے باوجود فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ نفل نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے۔ چاہے بیٹھ کر پڑھے، چاہے کھڑے ہو کر۔ البتہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ثواب کے اعتبار سے زیادہ اچھا اور افضل ہے۔ جس طرح کہ مذکورہ بالا روایت کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اگر نماز پڑھنے والے کیلئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل ہو تو پھر اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اس صورت میں اسے پورے کا پورا ثواب ملے گا۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ لا يكلّف الله نفساً الا وسُعها﴾

''اللہ جل شانہٗ کسی کو اس کی طاقت وقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے''۔

5.4 قرأت

((عن ابی قتادةؓ انّ النبیّ ﷺ كان يقرأ في الظهر في الاولیين بامّ الكتاب وسورتين، وفي الركعتين الأخريين بامّ الكتاب، ويسمعنا الاية احيانا، ويطول في الركعة الاولىٰ ما لا يطيل في الثانية، وهكذا في العصر، وهكذا في الصبح)) (متفق عليه)

''حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی (۲) دو رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ دو سورتیں اور پڑھا کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف فاتحہ اور کبھی کوئی آیت معمولی سی بلند آواز میں پڑھتے تو ہم سن لیا کرتے تھے۔ پہلی رکعت اتنی لمبی کرتے جتنی دوسری رکعت لمبی نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں قرأت کرتے تھے"۔

((عن جابر بن سمرةؓ انّ النبیّ ﷺ کان یقرأ الفجر بقاف والقرآن المجید، ونحوھا وکانت صلاته' بعد الی تخفیف)). (رواہ احمد و مسلم)

"حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورۃ قاف اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ مگر بعد کی نمازوں میں آپ کی قرأت ہلکی ہو جاتی تھی"۔

((عن ابن عمرؓ قال: کان النبیّ ﷺ یقرأ فی المغرب: ﴿قل یاایُّھا الکافرون﴾ و﴿ قل ھو اللہ احد﴾)). (رواہ ابن ماجه)

"حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے"۔

5.5 رکوع

((عن ابی مسعود، عقبة بن عمرو انه' رکع فجا فی یدیه' ووضع یدیه علی رکبتیه' وخرج اصابعه من وراء رکبتیه' وقال: ھکذا رائیت رسول اللہ ﷺ یصلّی)). (رواہ احمد، وابو داؤد والنسائی)

"حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رکوع کیا تو ہاتھوں کو پھیلا کر گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کے درمیان خالی جگہ رکھی اور پھر کہا کہ اس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نماز ادا کیا کرتے تھے''۔

((عن مصعب بن سعدٍ قال: صلیّتُ الی جنب ابیّ، فطبقت بین کفّی، ثمَّ وضعتهما بین فخذی، فنهانی عن ذلک و قال: کنا نفعل هذا، فأُمرنا ان نضع ایدینا علی الرّکب)). (رواه الجماعة)

''مصعب بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت ابیؓ بن کعب کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو میں نے اپنی ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے گھٹنوں سے اوپر ران پر رکھا۔ تو آپؓ نے مجھے اس سے منع کر دیا پھر فرمایا۔ ہم بھی ایسا کرتے تھے لیکن ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ہم گھٹنوں کے اوپر ہی ہاتھ رکھیں''۔

5.6 سجدہ

((عن وائل بن حجر قال: رأیتُ رسول الله ﷺ اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه، واذا نهض رفع یدیه قبل رکبتیه)). (رواه الخمسة)

''حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو زمین پر ہاتھ رکھنے سے پہلے اپنے گھٹنے رکھتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو اٹھاتے''۔

((عن عبدالله بن بحینةؓ قال: کان رسول الله ﷺ اذا سجد یُجنّح فی سجوده، حتی یُری وضح ابطیه)). (متفق علیه)

''حضرت عبداللہ بن بحینہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ پہلو سے اس قدر ہٹا لیتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عن ابی حمیدٍ، انّ النبیّ ﷺ کان اذا سجد امکن انفه، وجبهته، من الارض، ونحیَّ یدیه عن جنبیه ووضع کفیه حذو منکبیه)). (رواه ابو داؤد)

''حضرت ابوحمیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر ٹکا دیتے ہاتھ پہلو سے الگ کر لیتے اور دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر رکھتے''۔

((عن العباس بن عبدالمطّلب انّه سمع رسول الله ﷺ یقول: اذا سجد العبد سجد معه، سبعة ارابٍ، وجهه، و کفاه، و رکبتاه، وقدماه)). (رواه الجماعة)

''حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان سجدہ کرتا ہے تو اس کے سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔ منہ، دو ہاتھ، دو گھٹنے، اور دو پاؤں''۔

((عن حذیفة انّ النبیّ ﷺ کان یقول بین السجدتین ربّ اغفرلی، ربّ اغفرلی)). (رواه النسائی)

''حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسجدوں کے درمیان رب اغفرلی، رب اغفرلی پڑھتے تھے''۔

5.7 قعدہ

((عن وائل بن حُجرٍ انّه، رأی النبیّ ﷺ یصلّی فسجد، ثم قعد، فافترش رجله الیُسری)). (رواه احمد)

''حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے سجدہ کیا پھر بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ گئے''۔

((عن ابن مسعودؓ قال: علّمنی رسول اللہ ﷺ، التشھد کفی بین کفیہ کما یعلّمنی السورۃ من القرآن، التّحیات للہ والصلوٰت والطیّبات، السلام علیک ایّھا النبیّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انّ محمداً عبدہ ورسولہ')). (رواہ الجماعۃ)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے جبکہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھوں میں تھا تشہد سکھایا جس طرح کہ آپ ﷺ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے تشہد کے جو کلمات سکھائے وہ یہ ہیں۔ التحیات للہ والصلوٰت والطیبات ...... (ہر قسم کی زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اے نبی! تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ سنن ونوافل

((عن عبداللہ بن عمرؓ قال: حفظت عن رسول اللہ ﷺ رکعتین، قبل الظھر، ورکعتین بعد الظھر، ورکعتین بعد المغرب، ورکعتین بعد العشاء، ورکعتین قبل الغداۃ. کانت ساعۃً لا أدخل علی النبیّ ﷺ فیھا...... فحدثتنی حفصۃ انہ کان اذا طلع الفجر و اذّن المؤذن صلی رکعتین)) (متفق علیہ)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سیکھا کہ ظہر کی نماز سے پہلے اور بعد میں دو دو سنتیں ہیں اسی طرح مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد دو دو سنتیں ہیں اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت کی ادائیگی ضروری ہے۔ اور یہ ایسا وقت تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتا تھا کیونکہ آپ ﷺ ان رکعتوں کی ادائیگی میں مشغول ہوتے تھے۔ تو مجھے میری بہن حفصہؓ نے بتایا کہ جب صبح طلوع ہوتی تھی اور مؤذن اذان دیتا تو آپ ﷺ گھر پر دو رکعت سنت ادا کرتے تھے''۔

((عن عائشۃ، عن النبیّ ﷺ قال: رکعتا الفجر خیرٌ من الدنیا و مافیھا)). (رواہ احمد و مسلم)

''حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کی فرض نماز سے پہلے دو سنتیں عالم دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہیں''۔

((عن عائشۃؓ انّ النبیّ ﷺ کان اذا لم یصلّ اربعاً قبل الظھر صلاھُنّ بعدھا)). (رواہ الترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے کی چار سنتیں کسی وجہ سے ادا نہ کر سکتے تو آپ ﷺ انہیں فرض نماز کے بعد ادا کرتے تھے''۔

((عن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من لم یؤتر، فلیس منّا)). (رواہ احمد)

''حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وتر کی نماز ادا نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

((عن علیّ رضی اللہ عنہ قال: الوتر لیس بحتمٍ کھیئۃ المکتوبۃ، ولکنہ' سنۃ، سنّھا رسول اللہ ﷺ)). (رواہ احمد)

''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ وتر کی نماز فرض نمازوں کی طرح نہیں۔ لیکن یہ سنت نماز ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ضروری قرار دیا''۔

((عن ابیّ بن کعب انّ النبیّ ﷺ کان یقرأ فی الوتربسبح اسم ربّک الاعلی وفی الرکعۃ الثانیۃ بقل یایُّھا الکافرون، وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد، ولا یسلّم الا فی آخر ھنّ)). (رواہ النسائی)

''حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے اور سلام پچھلی رکعت میں ہی پھیرا کرتے تھے''۔

((عن عائشۃؓ قالت: کان رسول اللہ ﷺ یؤتر بثلاثٍ لا یفصل فیھن)). (رواہ احمد و النسائی)

''حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے اور ان کے درمیان فاصلہ نہیں کرتے تھے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ②

۱- نماز پڑھنے والے کیلیے جو شرائط بتائی گئی ہیں ان میں سے ابتدائی چار شرائط کی فہرست تیار کیجئے۔ اور ہر ایک شرط کی وضاحت کیجئے۔

۲- ستر عورت سے کیا مراد ہے؟ مرد اور خاتون کے لئے جو حد عورت مقرر کی گئی ہے حدیث کی روشنی میں اس پر گفتگو کریں۔

۳- استقبال قبلہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ اس ضمن میں بنیادی روایات پیش کیجئے۔

۴- جن صورتوں میں استقبال قبلہ ضروری نہیں رہتا ان کی نشاندہی کیجئے۔

۵- نماز کے فرائض کتنے ہیں؟ ہر ایک فرض کی وضاحت کیجئے اور متعلقہ احادیث پیش کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ④

نماز کے احکام ومسائل

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

نظر ثانی: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	161
یونٹ کے اغراض ومقاصد	162
① مسجد	163
1.1 مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دعا	164
1.2 امامت	165
② حضور ﷺ کی نماز	168
2.1 نماز میں قرأت	170
2.2 سورۃ فاتحہ کے بعد ''آمین'' کہنا	172
2.3 رفع یدین	173
2.4 رکوع اور سجود	175
2.5 قومہ اور جلسہ	178
2.6 قعدہ	179
2.7 تشہد	180
2.8 درود شریف	181
2.9 درود کے بعد دعا	183
2.10 سلام	184
2.11 سلام کے بعد دعا	185

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نماز جمعہ کے احکام 188

3.1 جمعہ کس کس پر واجب ہے؟ 189

3.2 جمعہ کے دن مسنون اعمال 191

3.3 خطبہ کے آداب 193

3.4 نماز جمعہ میں قرأت 194

عیدین کے احکام 195

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

اس وقت آپ جس یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں اس کا تعلق ایک بہت ہی اہم موضوع ''نماز کے احکام و مسائل'' سے ہے۔ نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ اس کی فضیلت اور اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے دین کی عمارت کا ستون قرار دیا ہے۔ آپ نے نماز سے متعلق اب تک بہت کچھ سنا بھی ہوگا اور پڑھا بھی ہوگا۔ اس یونٹ میں جو مواد جمع کیا گیا ہے وہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں احادیث کی بنیاد پر احکام و مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ جو بھی حکم اور مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کی دلیل کے لئے حدیث پیش کی گئی ہے۔ نماز کے احکام چونکہ بہت زیادہ ہیں اور ان احکام کو جمع کرنے اور مرتب و مدون کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس یونٹ میں صرف ان احکام کو جمع کیا گیا ہے جو بہت ہی بنیادی اور اساسی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ جو احادیث نقل کی جائیں وہ مستند اور قابل اعتماد کتابوں سے لی جائیں۔ تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں سے احادیث نقل کرنے سے احتراز کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کا ترجمہ سلیس اور عام فہم زبان میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تا کہ طلبہ استفادہ کرتے وقت دقّت محسوس نہ کریں۔ آپ اس یونٹ کا مطالعہ کریں اور پوری توجہ کے ساتھ کریں مجھے امید ہے کہ آپ اسے مفید اور دلچسپ پائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ⇦ مسجد کی اہمیت اور آداب پر گفتگو کر سکیں۔
- ⇦ امامت کے لئے زیادہ مستحق فرد کی شرائط اور اوصاف بتا سکیں۔
- ⇦ حضور علیہ السلام کی نماز کے بارے میں بتا سکیں کہ آپ کس طرح نماز ادا فرماتے تھے۔
- ⇦ نماز میں قرأت سے متعلق احادیث لکھ کر ان کا ترجمہ اور تشریح کر سکیں۔
- ⇦ رفع یدین، رکوع اور سجود کے بارے میں بنیادی احادیث بیان کر سکیں۔
- ⇦ قومہ، جلسہ اور قعدہ کی اہمیت پر روشنی ڈال سکیں۔
- ⇦ تشہد، درود شریف اور سلام کے بعد دعا کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بتا سکیں۔
- ⇦ نماز جمعہ کے احکام و مسائل بیان کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① مسجد

اسلامی معاشرہ میں مسجد کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے آپ علیہ السلام نے مدینہ طیبہ پہنچ کر سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی۔ مسجد وہ جگہ ہے جہاں اللہ جل شانہٗ کے نیک بندے دن میں کم از کم پانچ مرتبہ جمع ہوتے ہیں۔ اپنے پروردگار کے حضور جھکتے ہیں' سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ہاتھ پھیلا کر دعائیں کرتے ہیں۔ اور اس طرح ربّ العالمین کے ساتھ اپنے تعلق میں اضافہ کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے مسجد اور مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والے کی بہت بڑی فضیلت بتائی ہے۔ ایک موقعہ پر آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

ا ـ ((عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من غدا الى المسجد اوراح اعدالله له نزله من الجنة كلما غدا اوراح)).

(رواه البخاری)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ جس وقت بھی صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کے لئے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کراتا ہے وہ جتنی دفعہ بھی صبح یا شام کو جائے''۔

مقصد یہ ہے کہ بندہ صبح شام جس وقت بھی اور دن میں جتنی بار بھی اللہ جل شانہٗ کے گھر (مسجد) میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عزیز مہمان کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ہر دفعہ کی حاضری پر جنت میں اس کے لیے مہمانی کا خاص سامان تیار کراتا ہے۔ جو وہاں پہنچنے کے بعد بندہ کے سامنے آنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے جنت والے سامان کی مہمانی کا یہاں کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور ان میں حاضر ہونے والے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے ملاقاتی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمان ہیں اور جس کی ملاقات کو کوئی آئے اس پر حق ہے کہ وہ آنے والے ملاقاتی کا اکرام اور اس کی خاطر داری کرے۔

1.1 مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دعا

۲۔ ((عن ابی اسید قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا دخل احد کم المسجد فلیقل: اَللّٰھُمَّ افتح لی ابواب رحمتک واذا خرج فلیقل اللّٰھُمّ انیّ اسئلک من فضلک)). (رواہ مسلم)

''حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو اسے یہ دعا کرنی چاہیئے: اللھم افتح لی ابواب رحمتک یعنی اے اللہ۔ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو یہ دعا کرے: اللھم انی اسئلک من فضلک یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں تو میرے لئے اس کا فیصلہ فرمادے۔

یہاں حضور علیہ السلام نے مسجد کے داخلہ کے لئے باب رحمت کھولنے کی دعا تلقین فرمائی کیوں کہ مسجد دینی، روحانی اور اخروی نعمتوں ہی کے حاصل کرنے کی جگہ ہے اور مسجد سے نکلتے وقت اللہ جل شانہٗ سے اس کا فضل یعنی عام نعمتوں کی فراوانی مانگنے کی تعلیم فرمائی کیونکہ مسجد سے باہر کی دنیا کے لئے یہی مناسب ہے ان دونوں دعاؤں کا خاص منشا یہ ہے کہ مسجد میں آنے اور جانے کے وقت بندہ غافل نہ ہو اور ان دونوں حالتوں میں وہ اللہ جل شانہٗ کی طرف متوجہ ہو۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہیے۔

اس ضمن میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

۳۔ ((عن ابی قتادۃ انّ رسول اللہ ﷺ قال: اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس)). (رواہ البخاری ومسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے''۔

ہمارے ہاں تحیۃ المسجد پڑھنے کا معمول بہت کم لوگوں کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ لوگوں کو اس کی اہمیت کا علم نہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ تحیۃ المسجد مسجد کے آداب میں سے ایک بنیادی اور اہم ادب ہے اور اس کا اہتمام حتی الامکان کرنا چاہیے۔

1.2 امامت

امامت بہت اہم ذمہ داری ہے۔ امام نماز میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ علم و عمل اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے پوری قوم میں امتیازی حیثیت کا حامل ہو۔ امام کی علمی اور عملی شخصیت جتنی اعلیٰ ہوگی اسی قدر وہ اپنے حلقہ میں زیادہ مقبول ہوگا اور دین کی خدمت کر سکے گا۔ منصب امامت کے ساتھ معاشرہ کے ان افراد کو وابستہ ہونا چاہیے جنھیں اچھی حیثیت حاصل ہو۔ لیکن آج کل اس منصب کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ بڑی حد تک نامناسب ہے اس وقت ائمہ مساجد کو بہت کم اہمیت دی جا رہی ہے۔ امام کو منبر اور محراب تک محدود کر دیا گیا ہے۔ مسجد کا ہر نمازی جب چاہے اور جو کچھ چاہے امام کے خلاف کہہ سکتا ہے۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ اب جید علماء نے مساجد کا رخ چھوڑ دیا ہے یہ حضرات اب ملازمت، تجارت اور تدریس وغیرہ کی طرف جا رہے ہیں اور مساجد میں وہ لوگ امامت کے لئے آ رہے ہیں جو منصب امامت کے فرائض سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک میں جتنی بڑی بڑی مساجد ہیں ان کے خطباء کا انحصار خطابت پر نہیں بلکہ دوسرے ذرائع پر ہے۔ یہ لوگ خطابت کے لئے بہت کم وقت دیتے ہیں اور اپنے حلقوں میں پوری طرح کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ان کی ضروریات خطابت سے پوری نہیں ہوتیں۔ اگر امام کو اس کا واقعی اور حقیقی مقام دیا جائے تو اس میدان میں بہت اچھے اور باصلاحیت افراد آ سکتے ہیں۔ ہمارے معاشرہ کا بہت بڑا حصہ اب بھی مساجد کے ساتھ وابستہ ہے۔ مساجد کے نظام کو بہتر بنا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کران سے بہت کام لیا جا سکتا ہے۔ امام کے بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

۱ — ((عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: یؤم القوم اقرأھم لکتاب اللہ فان کانوا فی القرأۃ سواء فاعلمھم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سواء فاقدمھم ھجرۃ، فان کانوا فی الھجرۃ سواء فاقدمھم سنًا ولا یؤمن الرجل فی سلطانہ ولا یقعد فی بیتہ علی تکرمتہ الا باذنہ)). (رواہ مسلم)

''حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہو۔ اگر اس لحاظ سے سب برابر ہوں تو پھر وہ آدمی امامت کرے جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت و امامت میں اس کا امام نہ بنے اور نہ کوئی کسی کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی خاص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے''۔

نماز کی امامت کے لئے زیادہ اہل اور موزوں وہ شخص ہے جو کتاب اللہ کے علم اور اس کے ساتھ تعلق میں دوسرں پر فائق ہو اور ظاہر ہے کہ عہد نبوی میں یہی سب سے بڑا دینی امتیاز اور فضیلت کا معیار تھا اما٘ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جن افراد کی امامت کر رہا ہے ان کے مقابلہ میں اس کے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا زیادہ علم ہو۔

فضیلت کا تیسرا معیار...... ہجرت میں مسابقت تھی اس حدیث میں تیسرے نمبر پر اس کا ذکر کیا گیا ہے لیکن بعد میں یہ چیز نہیں رہی۔ اس لئے فقہاء نے اس کی جگہ صلاح و تقوی میں فضیلت و فوقیت کو ترجیح کا تیسرا معیار قرار دیا ہے جو بالکل بجا ہے چوتھا معیار عمر میں بزرگی کو قرار دیا گیا ہے۔ حدیث کے آخر میں آپ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام نے یہ ہدایتیں کی ہیں:

۱- جب کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کی امامت کے حلقہ میں جائے تو وہاں امامت نہ کرے بلکہ اس کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھے۔ (ہاں اگر وہ خود اصرار کرے تو نماز پڑھائے)

۲- جب کوئی آدمی دوسرے کے گھر جائے تو اس کی خاص جگہ پر نہ بیٹھے ہاں اگر وہ خود بٹھائے تو حرج نہیں۔

امام کو ہر لحاظ سے اپنی قوم میں اچھا ہونا چاہیے اس ضمن میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

۲- ((عن عبداللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: اجعلوا ائمتکم خیارکم، فانّھم وفدکم فیما بینکم وبین ربّکم)).(رواہ الدارقطنی والبیھقی)

''عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ کیوں کہ تمھارے رب اور مالک کے حضور میں وہ تمھارے نمائندے ہوتے ہیں امام اللہ جل شانہٗ کے حضور پوری جماعت کی نمائندگی کرتا ہے اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس اہم اور مقدس مقصد کے لئے اپنے میں سے بہترین آدمی کو منتخب کرے''۔

جس طرح دنیاوی معاملات میں وفد کی سربراہی اس شخص کو دی جاتی ہے جو وفد کے ارکان میں زیادہ نمایاں شخصیت کا حامل ہو اور جس پر وفد کا اتفاق ہو اسی طرح دینی معاملات میں بھی راہنمائی کا کام اس شخص کے سپرد کرنا چاہیے جس میں اچھے راہنما کی زیادہ سے زیادہ خصوصیات موجود ہوں۔ نماز پڑھانے کے لئے جس شخص کا انتخاب کیا جائے اس میں امام کی صفات ہونی چاہئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② حضور ﷺ کی نماز

آپ علیہ السلام کو نماز کے ساتھ بہت زیادہ تعلق تھا اس لئے آپ ﷺ کی نماز میں حد درجہ توجہ اور انہماک ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے آپ علیہ السلام کی نماز کی کیفیت بیان کی ہے اس سلسلہ میں امام مسلم نے یہ روایت نقل کی ہے:

ا ۔ ((عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله ﷺ يفتتح الصلاة بالتكبير والقرأة بالحمد لله ربّ العالمين، وكان اذا ركع لم يشخص رأسه ولم يصوبه ولكن بين ذالك، وكان اذارفع رأسه منْ الركوع لم يجد حتى يستوى قائما وكان اذارفع رأسه من السجدة لم يسجد حتى يستوى جالساً وكان ينهى عن عقبة الشيطان وينهى ان يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع وكان يختم الصلاة بالتسليمة)). (رواه مسلم)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور علیہ السلام تکبیر تحریمہ سے نماز شروع فرماتے تھے اور قرأت کا آغاز الحمدللہ ربّ العالمین سے کرتے تھے اور جب آپ رکوع میں جاتے تو سر مبارک کو نہ تو اوپر کی جانب اٹھاتے اور نہ نیچے کی جانب جھکاتے تھے بلکہ درمیانی حالت میں رکھتے تھے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے دوسرا سجدہ نہیں فرماتے اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔ اور اس وقت اپنے بائیں پاؤں کو نیچے بچھا لیتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبۃ الشیطان (شیطان کی طرح بیٹھنے) سے منع فرماتے تھے اور اس بات سے بھی منع فرماتے تھے کہ آدمی مسجد میں اپنی باہیں (یعنی کلائیاں کہنیوں تک) زمین پر رکھے جس طرح کہ درندے اپنی کلائیاں زمین پر بچھا کے بیٹھتے ہیں اور آپ علیہ السلام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز ختم فرماتے تھے"۔

اس روایت میں حضور اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام سکون اور اہتمام سے نماز ادا کرتے تھے۔ عبادات میں نماز کو بہت ہی اہم اور بنیادی حیثیت حاصل ہے اس عمل کے ذریعہ بندہ اپنے پروردگار کے قرب کا اعلیٰ مقام حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ بندہ اس کی حقیقت اور روح کو مدنظر رکھ کر اسے ادا کرے۔

نماز چونکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس لئے اس کے ارکان: قیام، قعود، رکوع اور سجود کی وہ شکلیں اور ہیئتیں مقرر کی گئی ہیں جو عبادت اور بندگی کی بہترین اور مکمل ترین تصویر ہیں اور ان نا مناسب ہیئتوں سے خصوصیت کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔ جن میں استکبار، بے پرواہی یا بد منظری کی شان ہو یا کسی بدفطرت مخلوق کی ہیئت سے مشابہت ہو اس اصول کے تحت رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ سجدہ میں آدمی کلائیاں زمین پر اس طرح بچھا دے جس طرح کتے اور بھیڑئیے وغیرہ درندے بچھا کر بیٹھتے ہیں اور اسی اصول کے تحت آپ علیہ السلام نے اس طرح بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے جس کو اس حدیث میں 'عقبۃ الشیطان' اور ایک دوسری حدیث میں 'اقعاء الکلب' فرمایا گیا ہے۔

'عقبۃ الشیطان' اور 'اقعاء الکلب' سے مراد دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے کر کے ان کی ایڑیوں پر بیٹھنا ہے۔ چونکہ اس طرح بیٹھنے میں جلد بازی اور استکبار کی شان ہے اس لئے اس سے منع فرمایا گیا ہے ہاں اگر ایک شخص معذور ہے اور اس کے لئے اس طرح بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں تو پھر اس کے لئے ایسا بیٹھنا جائز ہے عبد اللہ بن عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؓ تکلیف کی وجہ سے کبھی کبھی اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں اس طرح بیٹھنے کو سنت کہا گیا ہے ابن عباسؓ نے حضور علیہ السلام کو اس طرح بیٹھتے ہوئے دیکھا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.1 نماز میں قرأت

قرأت نماز کا لازمی جز اور بنیادی رکن ہے اس کا محل قیام ہے۔قرات کی ترتیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد اللہ جل شانہٗ کی حمد وثناء اور اپنی عبودیت کے اظہار پر مشتمل کوئی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کی جائے۔اس کے بعد قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ پڑھی جائے جس میں اللہ جل شانہٗ کی حمد کے ساتھ اس کی صفات کا بڑا جامع اور موثر بیان ہے اس کے بعد نمازی کو اجازت ہے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی بھی سورت یا کسی سورۃ کا کوئی بھی حصہ پڑھے۔دوسری رکعت میں بھی اسی طرح پہلے سورۃ فاتحہ اور پھر کوئی اور سورۃ یا کسی سورۃ کی کچھ آیتیں پڑھے۔

نماز مغرب کی تیسری رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے کوئی اور سورۃ نہ ملائے اسی طرح ظہر،عصر اور عشاء کی فرض نمازوں میں تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پر اکتفا کرے کوئی اور سورۃ نہ ملائے۔

۱۔ ((عن ابی هريرة رضی الله عنه انّ رسول اللهﷺ قال: لاصلاة الا بقرأة قال ابوهريرة: فما اعلن رسول اللهﷺ اعلناه وما اخفاه اخفينا لكم)). (رواه مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔قرآن کی قرأت کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: حضور علیہ السلام جن نمازوں میں قرآت بالجہر فرماتے تھے۔ان میں ہم بھی جہر کرتے ہیں اور دوسروں کو سنا کے پڑھتے ہیں اور جہاں آپ آہستہ خاموشی سے پڑھتے تھے وہاں ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں اور تم کو سنا کے نہیں پڑھتے۔یہاں حضور اکرمﷺ نے پوری وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ قرآت کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں؟''

جو شخص اکیلے نماز پڑھتا ہے وہ تو قرآت کرے۔لیکن جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں کہ وہ قرأت کرے اس بارے میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

۲۔ ((عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ: انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبّر فكبّروا واذاقرأ فانصتوا)). (رواه ابو داؤدوالنسائی)

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اس کی اقتداء اور اتباع کریں۔ اس لئے جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموشی سے سنو''۔

امام کی قرأت کے وقت خاموشی سے سننے کی یہ روایت اور صحابہ کرامؓ نے بھی حضور علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں یہ روایت انہی الفاظ میں مروی ہے۔ حضور علیہ السلام کی اس روایت کا ماخذ دراصل قرآن مجید کی ہدایت ہے۔

﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لَعَلَّكُم ترحمون﴾ (الاعراف)

''جب قرآن پاک کی قرأت ہو تو تم اس کو متوجہ ہو کر سنو اور خاموش رہو شاید کہ اسکی وجہ سے تم رحمت کے قابل ہو جاؤ''۔

علماء کی ایک جماعت کے نزدیک امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا لازمی اور ضروری ہے ان حضرات کا استدلال حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے ہے:

۳۔ ((عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول اللهﷺ: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب)). (رواه البخاری و مسلم)

''حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی''۔

فاتحہ خلف الامام کا تعلق ان اختلافی مسائل سے ہے جن پر علماء نے بہت طویل بحثیں کی ہیں اور ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جماعت نے اپنے اپنے دلائل خوب پیش کئے ہیں بندہ ناچیز کا موقف اس ضمن میں یہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کی ہر ایک جماعت کے مسلک کی تائید قرآن اور حدیث سے ہو رہی ہے۔ اس لئے جو شخص علماء کی جس جماعت کا قول اختیار کرے صحیح ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

2.2 سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہنا

آمین قبولیت دعا کی درخواست ہے اور بندہ کی طرف سے اس بات کا اظہار ہے کہ میرا کوئی حق نہیں ہے کہ اللہ جل شانہ' میری دعا قبول ہی کرے اس لئے سائلانہ دعا کرنے کے بعد وہ آمین کہہ کر پھر درخواست کرتا ہے کہ الٰہ العالمین! اپنے کرم سے میری حاجت پوری فرما اور میری دعا قبول فرما سورۃ فاتحہ کے آخر میں چونکہ دعائیہ کلمات ہیں اس لئے حضور علیہ السلام نے یہ ہدایت فرمائی کہ اس کے اختتام پر آمین کہا جائے۔

آپ علیہ السلام نے آمین کو دعا کی مہر بتایا ہے سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

۱ - ((عن ابی موسی الا شعریؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا صلیتم فاقیمواصفوفکم ثم لیؤمکم احدکم 'فاذاکبَّر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقولو ا آمین یجبکم اللہ)).

(رواہ مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفیں اچھی طرح درست اور سیدھی کرو، پھر تم میں سے کوئی امام بنے پھر جب وہ امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ سورۃ فاتحہ کی آخری آیت ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین﴾ پڑھے تو تم کہو آمین (اے اللہ! قبول فرما) جب تم ایسا کرو گے تو اللہ جل شانہ' تمہاری دعا قبول فرمائے گا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آمین' کہنے کے سلسلہ میں علماء کا آپس میں اختلاف ہے ایک جماعت کے نزدیک آمین بالجہر کہنا افضل ہے اور دوسری جماعت کے ہاں امین بالسّر کہنا اچھا ہے حضور ﷺ سے دونوں طریقے ثابت ہیں اور صحابہ کرامؓ کے ہاں دونوں پر عمل رہا۔ اس لئے اس مسئلہ میں الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اصلی مقصد آمین کہنا ہے کوئی بالسّر کہے تو بھی صحیح اور کوئی بالجہر کہے تو بھی اچھا ہے۔

2.3 رفع یدین

رفع یدین سے مراد نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کے ہیں یہ عمل آپ ﷺ سے ثابت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو، وائل بن حجر اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے ایک جماعت کے نزدیک ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا افضل ہے اور دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اٹھانا کافی ہے دیگر تکبیروں کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں اس مسئلہ پر علماء حضرات نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے دونوں طرح نماز پڑھی ہے اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ علماء کی حد تک ہونا چاہیے۔ عوام کو اس میں پڑنے کی ضرورت نہیں علماء نے جو بھی مسلک اختیار کیا ہے وہ اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے قول یا عمل کو مدنظر رکھ کر اختیار کیا ہے۔ ذیل میں ہم وہ دو روایات پیش کرتے ہیں جن پر علماء نے اپنے اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے۔

۱۔ ((عن عبداللہ بن عمرانّ رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلاة واذا کبر للرکوع واذا رافع رأسه من الرکوع رفعهما کذالک وقال سمع اللہ لمن حمده ربّنالک الحمد وکان لایفعل ذالک فی السجود)). (رواه البخاری)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے تھے اور جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع سے اٹھتے تھے تب بھی دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھاتے تھے اور کہتے تھے: ''سمع الله لمن حمده ربّنالک الحمد'' اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے تھے''۔

اس روایت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور اسی کے ساتھ سجدہ میں رفع یدین نہ کرنے کی تصریح ہے لیکن ابن عمرؓ کی دوسری روایات میں تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے مالک بن الحویرث اور وائل بن حجر کی حدیثوں میں سجدے کے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے جس کی روایت بالا میں نفی کی گئی ہے۔ یہ ساری روایتیں صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا جائز ہے۔

۲- ((عن علقمة قال: قال ابن مسعود رضی الله عنه: الا اصلی بکم صلاة رسول الله ﷺ: فصلّی فلم یرفع یدیه الا فی اوّل مرة)).
(رواه الترمذی و ابو داؤد و النسائی)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد خاص حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ ایک بار ابن مسعودؓ نے ہم سے کہا: میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھاؤں! یہ کہہ کر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی اس نماز میں انہوں نے صرف پہلی ہی دفعہ (تکبیر تحریمہ کے ساتھ) رفع یدین کیا اس کے سوا رفع یدین بالکل نہیں کیا''۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُن صحابہ میں سے ہیں جنہیں حضور علیہ السلام کی خاص صحبت حاصل تھی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ہدایت کی تھی کہ وہ نماز میں پہلی صف میں حضور علیہ السلام کے قریب کھڑے ہوں حضور علیہ السلام کے ساتھ ابن مسعودؓ کے اتنے خاص تعلق کی بناء پر بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ آپؓ کو حضور علیہ السلام کی نماز کا سب سے زیادہ علم تھا اپنے شاگردوں کے سامنے مثالی نماز پڑھتے وقت آپؓ کا ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہ اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

ان روایات کو دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جو علماء رفع یدین کے قائل ہیں وہ بھی صحیح ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو ترک رفع کے قائل ہیں وہ بھی حق پر ہیں دونوں قسم کے علماء کے اقوال کی بنیاد حضور علیہ السلام کی حدیث پر ہے۔

2.4 رکوع اور سجود

رکوع اور سجود ارکان نماز میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ رکوع نماز کا دل اور سجدہ اس کی جان ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ رکوع میں بندہ اپنے پروردگار کے سامنے بہت ہی ادب کے ساتھ جھکتا ہے اور اس بات کا عملاً اعلان کرتا ہے کہ اس کی اپنی کوئی عظمت نہیں کوئی حیثیت نہیں کوئی اہمیت نہیں۔ عظمت، بڑائی اور رفعت صرف اللہ جل شانہٗ کے لئے ہے۔ ''سبحان ربیّ العظیم، سبحان ربیّ العظیم......''

سجدہ میں انسان اپنا سر زمین پر رکھتا ہے زمین پر سر رکھنا تواضع اور خاکساری کے اظہار کا سب سے زیادہ مؤثر نمایاں اور اعلیٰ طریقہ ہے اس صورت میں بندہ قولاً اور عملاً یہ اعلان کرتا ہے کہ اپنے رب کے سامنے وہ حد درجہ عاجز اور ناتواں ہے قوت اور طاقت کا سرچشمہ اس کے ربّ کی ذات ہے وہ اپنے رب کی شان ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: سبحان ربیّ الا علی ''میرا رب ہر قسم کے عیب سے پاک اور سب سے بلند ہے''۔

نماز پڑھتے وقت انسان کو جو کیفیت رکوع اور سجدہ میں حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور وقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس دوران انسان اپنے پروردگار کے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ انہاک، توجہ اور حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو آپ علیہ السلام نے رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے ذیل میں اس ضمن کی چند روایات درج کی جاتی ہیں۔

ا۔ ((عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ "لاتجزئ صلاۃ الرجل حتی یقیم ظهر ہ فی الرکوع والسجود)). (رواہ ابو داؤد و الترمذی والنسائی)

''حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: آدمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نماز اس وقت تک پوری طرح ادا نہیں ہوتی جب تک وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا برابر نہ کرے''۔

رکوع میں پیٹھ اس وقت سیدھی اور برابر ہوتی ہے جب جھکنے والا پورے توازن کے ساتھ جھکے وہ اپنے سر کو نہ تو بالکل ڈھیلا چھوڑے کہ نیچے چلا جائے اور نہ اکڑ کر رہے کہ سر اوپر رہے۔ بلکہ پوری گرفت اور دلچسپی کے ساتھ سر جھکائے۔

سجدہ میں بھی توازن کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ کمر نہ بالکل اٹھی ہوئی ہو اور نہ بالکل نیچے ہو بلکہ سیدھ میں ہونی چاہئے۔

۲۔ ((عن طلق بن علیؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا ینظر اللہ عزوجل الی عبادۃ عبد لا یقیم فیھا صلبه بین رکوعها وسجودها)). (رواہ احمد)

''حضرت طلق بن علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھی (برابر) نہیں کرتا اللہ جل شانہٗ اس کی نماز کی طرف دیکھتا بھی نہیں''۔

مقصد یہ ہے کہ جو نمازی اہتمام کے ساتھ رکوع اور سجدہ نہیں کرتا اس کی نماز اللہ جل شانہٗ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ آپ علیہ السلام نے رکوع اور سجدہ میں اہتمام کی اتنی اہمیت بتائی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے ہاں آج کل لوگ اس کی پروا نہیں کرتے۔ پوری نماز میں سب سے کم توجہ رکوع اور سجدہ پر دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری نمازیں بے جان ہو چکی ہیں اس طرف توجہ دینے کی خاص ضرورت ہے۔

۲۔ ((عن ربیعة بن کعب قال کنت أبیت مع رسول اللہ ﷺ فاتیته بوضوئه وحاجته فقال لی سل فقلت: اسألک مرافقتک فی الجنّة، قال اوغیر ذلک؟ قلت: ھو ذالک قال فاعِنیّ علی نفسک بکثرۃ السجود)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ربیعہ بن کعب اسلمی کہتے ہیں کہ ایک رات میں حضور علیہ السلام کے ساتھ اور آپ ؐ کی خدمت میں تھا جب آپ علیہ السلام تہجد کے لئے اٹھے تو میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر حاضر خدمت ہوا آپ علیہ السلام نے خوش ہو کر مجھ سے فرمایا: ربیعہ! کچھ مانگو۔ ربیعہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میری تمنا اور چاہت ہے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہی یا اس کے سوا کچھ اور؟ میں نے عرض کیا: میری تمنا تو بس یہی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنے اس معاملہ میں سجدوں کی کثرت کے ذریعہ میری مدد کرو''۔

اس روایت میں آپ علیہ السلام نے سجدہ کی فضیلت بتائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا قرب اور اس کے رسول ﷺ کی معیت کا سب سے مؤثر ذریعہ سجدہ ہے۔

خود آزمائی ①

۱- مسجد کی اہمیت اور آداب پر ایک جامع مضمون تحریر کیجئے۔

۲- امامت کے لئے سب سے زیادہ مستحق فرد کون ہو سکتا ہے؟ امام کی شرائط اور اوصاف بیان کیجئے۔

۳- حضور اکرم ﷺ نماز کس طرح ادا فرماتے تھے؟ اس بارے میں بنیادی حدیث پیش کیجئے۔

۴- نماز میں قرأت اور 'آمین' کے بارے میں جو احادیث آپ نے پڑھی ہیں۔ ان کا ترجمہ اور تشریح کیجئے۔

۵- رفع یدین سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں بنیادی احادیث لکھ کر ان کا ترجمہ کیجئے۔

۶- رکوع اور سجود کی اہمیت اور فضیلت بتاتے ہوئے اس ضمن میں احادیث پیش کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.5 قومہ اور جلسہ

رکوع سے اٹھنے کے بعد اور سجدہ میں جانے سے پہلے کچھ دیر کے لئے کھڑے رہنا قومہ کہلاتا ہے اس دوران اللہ جل شانہٗ کی تعریف اور تمجید بیان کرنی چاہیے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

۱۔ ((عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ. فقولوا: اللّٰھم ربنا لک الحمد. فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ' ماتقدّم من ذنبہ)). (رواہ النسائی و الدارمی)

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب امام رکوع سے اٹھتے ہوئے کہے: سمع اللہ لمن حمدہ (اللہ نے اس بندہ کی سنی جس نے اس کی حمد کی) تو تم کہو: 'اللّٰھم ربّنا لک الحمد (اے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے ہی لئے ساری حمد وستائش ہے) جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوگا۔ اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

نماز باجماعت میں جب امام رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کے فرشتے بھی اللّٰھم ربّنا لک الحمد کہتے ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو حکم دیا ہے کہ اس موقع پر وہ بھی یہی کلمہ کہا کریں اور فرمایا کہ جن لوگوں کا یہ کلمہ فرشتوں کے کلمہ کے موافق اور مطابق ہوگا اس کلمہ کی برکت سے ان کے پچھلے قصور معاف ہوجائیں گے۔ موافق اور مطابق ہونے کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ بالکل ان کے ساتھ ہو آگے پیچھے نہ ہو۔

۲۔ ((عن حذیفۃ انّ النبیّ ﷺ کان یقول بین السجدتین ربّ اغفرلی)). (رواہ مسلم)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلسہ میں کہا کرتے تھے رب اغفرلی یعنی اے اللہ! میری مغفرت فرما"۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت جسے امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے نقل کیا ہے اس میں ہے کہ آپ علیہ السلام جلسہ میں کہا کرتے تھے۔"اللّٰھم اغفرلی وار حمنی واھدنی وعافنی وارزقنی" یعنی اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت کی نعمت سے نواز، مجھے معاف فرما اور میری روزی کی کفالت فرما۔

2.6 قعدہ

نماز اگر دو رکعت والی ہو تو دو رکعت پڑھ لینے کے بعد بیٹھ کر تشہد اور درود شریف پڑھا جاتا ہے پھر دعا کی جاتی ہے اور سلام پر نماز ختم کر دی جاتی ہے۔ اس بیٹھنے کو اصطلاح میں قعدہ کہتے ہیں۔

اگر نماز چار رکعت والی ہو۔ تو دو رکعت کے بعد صرف تشہد پڑھا جاتا ہے۔ اور پھر تیسری رکعت کے لئے اٹھنا ہوتا ہے اس کو قعدہ اولی کہتے ہیں۔ چار رکعت پوری کر لینے کے بعد جو قعدہ کیا جاتا ہے اسے قعدہ اخیرہ کہتے ہیں حضور علیہ السلام قعدہ کس طرح فرماتے تھے اس بارے میں عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:

ا — ((عن عبداللہ بن عمرؓ انّ النبیّ ﷺ کان اذا جلس فی الصلاۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ ورفع اصبعہ الیمنی التی تلی الا بھام ویدہ الیسری علی رکبتہ باسطھا علیھا)). (رواہ النسائی والدارمی)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب نماز میں بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے برابر والی انگلی (انگشت شہادت) کو اٹھا کر اس سے اشارہ فرماتے تھے اور اس وقت آپ کا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر ہی دراز ہوتا تھا یعنی اس سے آپ کوئی اشارہ نہیں فرماتے تھے"۔

قعدہ میں کلمہ شہادت کے وقت انگشت شہادت کا اٹھانا اور اشارہ کرنا حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عمرؓ کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ انگشت شہادت کے اس اشارہ کے ساتھ آپ علیہ السلام آنکھ سے بھی اشارہ فرماتے تھے۔ امام احمد نے ابن عمرؓ ہی کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ انگشت شہادت کا یہ اشارہ شیطان کے لئے لوہے کی دھاردار چھری سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

2.7 تشہّد

قعدہ میں بیٹھ کر جو کلمات ادا کئے جاتے ہیں اصطلاح میں انہیں تشہّد کہا جاتا ہے آپ علیہ السلام سے کئی تشہد منقول ہیں۔ لیکن ان سب میں حضرت ابن مسعودؓ کا تشہد سب سے زیادہ مقبول ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے بہت اہتمام کے ساتھ آپؓ کو یہ تشہد سکھایا اور فرمایا کہ دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔

۱ — ((عن ابن مسعودؓ قال علّمنی رسول اللہ ﷺ التشهد كفّی بین كفيّه كما يُعلمنا السورة من القرآن، التحيات لله والصلوات والطيّبات، السلام عليک ايّها النبیّ ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين اشهد ان لا اله اِلّا الله واشهدانّ محمداً عبده ورسوله)).

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اس حالت میں کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا مجھے تشہد تعلیم فرمایا جس طرح کہ آپ قرآن مجید کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے آپ نے مجھے تلقین فرمایا۔ التّحيات لله والصلوات والطيّبات......

یعنی ادب وتعظیم اور اظہارِ نیاز کے سارے کلمے اللہ جلّ شانہٗ ہی کے لئے ہیں اور تمام عبادات اور تمام صدقات اللہ ہی کے لئے ہیں اور میں ان سب کا نذرانہ اللہ جلّ شانہٗ کے حضور میں پیش کرتا ہوں۔ اے نبی! تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت ہو۔ اس کی برکتیں ہوں سلام ہو تم پر اور اللہ تعالیٰ کے سب نیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

بعض شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ یہ تشہد شب معراج کا مکالمہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کو جب بارگاہ قدوسیت میں شرف حضوری نصیب ہوا تو آپ نے نذرانہ عبودیت اس طرح پیش کیا اور گویا اس طرح سلامی دی۔

((التحیات للہ والصلوات والطیبات)).

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

((السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)).

آپ علیہ السلام نے جواباً عرض کیا۔

((السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین)).

اس کے بعد (عہد ایمان کی تجدید کے طور پر) مزید عرض کیا۔

((اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ)).

نماز میں اس مکالمہ کو شب معراج کی یادگار کے طور پر جوں کا توں لے لیا گیا ہے اور اسی وجہ سے ((السلام علیک ایھا النبی)) میں خطاب کے ضمیر کو برقرار رکھا گیا ہے۔

2.8 درود شریف

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے۔صحابہ کرامؓ نے جب حضور علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے انہیں درود ابراہیمی تلقین فرمائی۔

۱۔ ((عن کعب بن عجرۃ قال: سألنا رسول اللہ ﷺ فقلنا یا رسول اللہ! کیف الصلاۃ علیکم اھل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک فقال: قولوا، اللّٰھم صلّ علی محمّد وعلی آل مُحمّد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کما صلیّت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انّک حمید مجید اللّٰهم بارک علی محمّد وعلی آل محمّد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انّک حمیدٌ مجید)).

''حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: اللہ جلّ شانہٗ نے ہم کو یہ تو بتا دیا کہ ہم آپ کی خدمت میں سلام کس طرح عرض کریں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے ہم کو بتا دیا کہ ہم تشہد میں ((السّلام علیک ایُّها النبی ورحمة الله وبرکاته)) کہہ کر آپ پر سلام بھیجا کریں۔ اب آپ ہمیں یہ بھی بتا دیجیے کہ ہم آپ پر صلوۃ (درود) کیسے بھیجا کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ یوں کہا کرو: ((اللّٰهم صَلِّ علی محمّدٍ وعلیٰ آل محمّد.........))''.

یعنی اے اللہ! اپنی خاص عنایت اور رحمت فرما حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے عنایت و رحمت فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ان کے گھر والوں پر، تو حمد وستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے خاص برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کے گھر والوں پر، تو حمد وستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔

اس روایت میں صحابہ کرامؓ نے درود کے بارے میں جو سوال کیا ہے اس میں نماز کا ذکر نہیں۔ لیکن ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی جو روایت منقول ہے اس میں نماز کا ذکر موجود ہے اور سوال یوں کیا گیا ہے:

کیف نصلّی علیک اذا نحن صلّینا علیک فی صلٰوتنا؟ یعنی جب نماز میں آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح بھیجیں؟ ابو مسعودؓ کی یہ روایت ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.9 درود کے بعد دعا

درود کے بعد دعا کرنا حضور علیہ السلام سے تعلیماً بھی ثابت ہے اور عملاً بھی اس موقع کے لئے آپ علیہ السلام نے بعض خاص دعائیں تعلیم فرمائی ہیں ان میں سے جو شخص جو بھی دعا پڑھے صحیح ہے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

۱- ((عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: اذا فرغ احدكم من التشهد الآخر فلْيتعوّذ بالله من اربع :من عذاب جهنّم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحيا والمماة ومن شرّ المسيح الدجال)).

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ان چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔(۱) جہنم کے عذاب سے (۲) قبر کے عذاب سے (۳) زندگی اور موت کی آزمائش سے (۴) دجال کے شر سے''۔

اس روایت میں آپ علیہ السلام نے صرف چار چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن ابن عباسؓ کی روایت میں دعا کے کلمات بھی تعلیم فرمائے ہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام یہ دعا بہت اہتمام کے ساتھ فرماتے تھے۔

نماز میں دعا سے متعلق ایک روایت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں اسے نقل کیا ہے۔

۲- ((عن ابی بکر رضی الله عنه قال قلت: يارسول الله: علّمنی دعاءً ادعوبه فی صلوتی قال: قل اللّهم انّی ظلمت نفسی ظلماً كثيراً ولا يغفر الذنوب الّا انت فاغفرلی مغفرةً من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحيم)).(رواه البخاری و مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرما دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یوں کہا کرو:"**اللّٰھم انی ظلمت نفسی**.........."

یعنی اے اللہ! میں نے خود اپنے اوپر بہت ہی ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جو گناہوں کو بخش سکتا ہے اور معافی دے سکتا ہے پس اے میرے اللہ! تو محض اپنی طرف سے اور اپنے فضل وکرم سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور بس تو ہی بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ اس روایت میں اس بات کا تذکرہ نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز میں کس موقع کے لئے دعا سیکھنے کی درخواست کی تھی۔ لیکن ابن مسعودؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں دعا کا موقع درود کے بعد کا ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ حدیث باب الدعاء قبل السلام کے تحت روایت کی ہے۔

2.10 سلام

نمازی جب نماز شروع کرتا ہے تو اللہ اکبر کہہ کر وہ پوری دنیا سے کٹ جاتا ہے اور اپنے رب کے سامنے دست بستہ ہو کر کبھی اس کی تعریف وتحمید کرتا ہے کبھی جھک کر اس کی تسبیح کرتا ہے کبھی زمین پر سر رکھ کر اپنی عاجزی اور خاکساری کا اظہار کرتا ہے۔ اپنی لغزشوں، کوتاہیوں اور گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور جب وہ اس عمل سے فارغ ہو کر پھر دنیا والوں کی طرف آتا ہے تو اپنے دائیں' بائیں والے انسانوں یا فرشتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سلام کہہ کر نمازی اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ نماز کا جو عمل اس نے شروع کیا تھا وہ پورا ہو گیا آپ علیہ السلام کا اس ضمن میں ارشاد ہے۔

۱۔ ((عن علیّ رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ ﷺ: مفتاح الصلاۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم)). (رواہ ابوداؤد والترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ طہارت نماز کی کنجی ہے اور تحریم'' اللہ اکبر کہنا ہے۔ اور اس کی بندشیں کھولنے کا ذریعہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا ہے''۔

آپ علیہ السلام سلام پھیرنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے جب آپ علیہ السلام سلام پھیرتے تو صحابہ کرامؓ کو چہرہ مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی۔

۲۔ ((عن سعد بن ابی وقاص قال: کنت اری رسول اللہ ﷺ یسلم عن یمینہ وعن یسارہ حتی اری بیاض خدہ)). (رواہ مسلم)

''حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خود دیکھا تھا کہ آپ سلام پھیرتے وقت دائیں جانب اور بائیں جانب رخ فرماتے تھے اور چہرہ مبارک کو دائیں جانب اور بائیں جانب اتنا پھیرتے تھے کہ ہم رخسار مبارک اور سفیدی دیکھ لیتے تھے''۔

اسی مضمون کی روایت سنن ابن ماجہ میں حضرت عمار بن یاسر سے اور سنن ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔

2.11 سلام کے بعد دعا

آپ علیہ السلام کا معمول تھا کہ نماز کے بعد یعنی سلام پھیرتے ہی استغفار اور دعا کرتے تھے فرض نماز کے بعد جو دعا ہوتی ہے اس کے بارے میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ یہ اللہ جل شانہٗ کے ہاں قبول ہوتی ہے۔

امام ترمذی نے اپنی سنن میں ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ابوامامہ ہیں آپ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: آخری رات کے درمیان اور فرض نمازوں کے بعد یعنی ان اوقات میں جو دعا کی جاتی ہے وہ زیادہ سنی جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کے بعد آپ علیہ السلام سے کئی دعائیں منقول ہیں۔ ذیل میں چند روایات درج کی جاتی ہیں:

۱۔ ((عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ اذا انصرف عن صلاتہ استغفر ثلاثاً وقال اللّٰھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام)). (رواہ مسلم)

''حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ کلمہ استغفار پڑھتے اور اللہ جل شانہٗ سے مغفرت طلب کرتے اس کے بعد کہتے۔ ''اللّٰھم انت السلام ....'' یعنی اے اللہ! تو ہی سالم ہے اور محفوظ ومنزہ ہے ہر عیب ونقص سے، حوادث وآفات سے ہر قسم کے تغیر وزوال سے۔ سلامتی تیری ہی طرف سے اور تیرے ہی ہاتھ میں ہے یعنی جس کے لئے چاہے اور جب چاہے سلامتی کا فیصلہ کرے اور جس کے لئے نہ چاہے نہ کرے تو برکت والا ہے اے بزرگی وبرتری والے تعظیم واکرام والے''۔

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اس طرح کرنے سے آپ علیہ السلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ بندہ خواہ کتنے ہی اہتمام سے اپنے رب کی عبادت کیوں نہ کرے۔ پھر بھی اپنے رب کی شان کے مطابق عبادت نہیں کر سکتا۔ انسان کے عمل میں ضرور کوئی نہ کوئی نقص رہ جاتا ہے۔ پروردگار کی شان اتنی بلند ہے کہ کماحقہٗ اس کی تعظیم اور تکریم بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اس لئے ہر اس عمل کے بعد جس کا تعلق بندگی سے ہو، عمل کرنے والے کو چاہئے کہ رب کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرے۔

اس ضمن میں دوسری بات جو اس عاجز کے ذہن میں آتی ہے یہ ہے کہ استغفار کے بعد دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے فرض نماز کے بعد کا یہ موقع اس لحاظ سے بہت ہی مناسب ہے کہ حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اس وقت کی دعا زیادہ سنی جاتی ہے اس لئے پہلے استغفار اور پھر دعا کرنا بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی مفید ہے۔

آج کل ہمارے ہاں بعض مساجد میں فرض کے بعد بہت ہی مختصر دعا کی جاتی ہے لوگ فرض کے بعد باقی نماز جلدی جلدی پڑھ کر فارغ ہو جاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ فرض کے بعد ماثورہ دعائیں پڑھی جائیں۔ اللہ جل شانہ کی تسبیح اور تحمید کی جائے اور بہت اہتمام کے ساتھ کچھ اوراد اور کلمات بھی کہے جائیں۔ لیکن یہ سب کچھ انفرادی حیثیت میں ہوتا کہ مسجد میں آرام اور سکون ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نماز جمعہ کے احکام

3.1 نماز جمعہ نہ پڑھنے والے کیلئے وعید

((عن ابن مسعودؓ، انّ النبیّ ﷺ قال لقومٍ یتخلّفون عن الجمعة: "لقد هممت ان امر رجلاً یصلیّ بالناس، ثم احرّق علی رجالٍ یتخلّفون عن الجمعة بیوتهم)). (رواہ احمد و مسلم)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جو جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے، فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے صحابہ میں سے کسی کو نماز پڑھانے کیلئے مقرر کردوں اور خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز میں نہیں آتے''۔

((عن ابي هريرة، وابن عمرؓ انهما سمعا النبیّ ﷺ يقول، علی اعواد منبره، "لينتهين اقوام عن ودعهم الجُمُعات او ليختمنّ الله علی قلوبهم، ثم ليكوننّ من الغافلين)). (رواہ مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ جمعہ کی نماز نہ پڑھنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ اور پھر یہ غافلین کے طبقہ میں شمار کئے جائیں گے''۔

((عن ابی هريرةؓ عن النبیّ ﷺ قال: ألا هل عسی احدكم ان يتخذ الصبة من الغنم علی رأس ميل او ميلين، فيتعذر عليه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکلاء، فیرتفع، وتجیٔ، الجمعة، فلا یشهد ها، و تجیٔ الجمعة فلا یشهدها، و تجیٔ الجمعة فلا یشهدها، حتی یطبع علی قلبه)).

(رواه ابن ماجه)

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ کوئی شخص آبادی سے میل دو میل کے فاصلہ پر بکریوں کا ریوڑ رکھے پھر چارہ نہ ملنے کی وجہ سے اور آگے بڑھ جائے پھر جب جمعہ کا دن آئے تو وہ جمعہ کی نماز میں نہ آسکے۔ دوسرا جمعہ آئے تو بھی وہ حاضر نہ ہو۔ تیسرا جمعہ آئے تو بھی وہ نہ آسکے یہاں تک کہ اس کے دل پر مہر لگ جائے''۔

3.2 جمعہ کس پر واجب ہے؟

((عن عبداللہ بن عمرو، عن النبیّ ﷺ قال: الجمعة علی من سمع النداء)). (رواه ابو داؤد)

''عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کی نماز کی اذان سن لی اس پر جمعہ کی نماز پڑھنا واجب ہوگیا''۔

((عن حفصة، انّ النبیّ ﷺ قال: رواح الجمعة واجب علی کل محتلم)). (رواه النسائی)

''حضرت حفصہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول وقت میں جمعہ کی نماز کیلئے جانا ہر عاقل بالغ پر واجب ہے''۔

((عن طارق بن شهابٍ، عن النبیّ ﷺ قال: "الجمعة حقٌّ واجبٌ علی کل مسلم فی جماعة، الا اربعةً: عَبد مملوک اوامراةٌ، او صَبیٌّ او مریضٌ)). (رواه ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ حق ہے اور ہر مسلمان پر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ مگر چار قسم کے لوگوں پر واجب نہیں۔ غلام پر، عورت پر، بچے پر اور بیمار پر''۔

((عن الحکم عن مقسم، عن ابن عباسٍ قال: لما بعث رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحۃ في سریۃ، فوافق ذلک یوم الجمعۃ قال: فتقدم اصحابہ، وقال: اتخلف فاصلّی مع النبی ﷺ الجمعۃ، ثم الحقھم، قال، فلما صلیٰ ﷺ راٰہ فقال: ما منعک ان تغدوا مع اصحابک فقال: اردت ان اصلّی معک الجمعۃ، ثم الحقھم، قال: فقال رسول اللہ ﷺ: لو انفقت مافی الارض ما ادرکت غُدوتھم)). (رواہ احمد والترمذی)

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ کو ایک لشکر دے کر بھیجا۔ اتفاق سے اس دن جمعہ تھا۔ ان کے ساتھی پروگرام کے مطابق چلے گئے اور وہ اس خیال سے پیچھے رہ گئے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر لشکر سے جا ملیں گے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھ کر انہیں دیکھا تو پوچھا: تم قافلہ کے ساتھ صبح صبح کیوں نہیں گئے انہوں نے عرض کیا: میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر ان سے جا ملوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم دنیا کی ساری دولت بھی خرچ کر دو تو بھی ان کے صبح سویرے جانے کے ثواب کو نہیں پا سکتے''۔

نوٹ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سفر کرنے والے کو جمعہ کی نماز کی وجہ سے اپنا سفر مؤخر نہیں کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ مسافر پر جمعہ کی نماز واجب نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.3 جمعہ کے دن مسنون اعمال

((عن ابی سعید عن النبیﷺ قال: علی کل مسلم الغسل یوم الجمعة، ویلبس من صالح ثیابه، وان کان له طیبٌ مسّ منه)).

(رواه احمد)

''حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اور اچھے کپڑے پہننا اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگانا بھی اچھا ہے''۔

((عن ابی ایوب قال: سمعتُ النبیّﷺ یقول: من اغتسل یوم الجمعة، ومسَّ من طیب اِن کان عنده، ولبس من احسن ثیابه ثم خرج وعلیه السکینة، حتی یأتی المسجد فیرکع، ان بداله ولم یؤذ احداً، ثم انصت اذا خرج امامه حتی یصلیّ، کانت کفارة لمّا بینها و بین الجمعة الأخری)). (رواه احمد)

''حضرت ابو ایوبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اگر اس کے پاس خوشبو ہے تو خوشبو بھی لگائی، بہترین کپڑے پہنے، پھر پورے سکون اور وقار کے ساتھ مسجد میں آیا۔ اگر ہو سکا تو نماز (تحیۃ المسجد) بھی پڑھی۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی کو تکلیف نہیں دی اور خطبہ کے دوران پوری توجہ کے ساتھ خطبہ سنا اور انہماک کے ساتھ نماز ادا کی تو یہ اس کے دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا''۔

((عن عمرو بن عوفٍ المزنی، عن النبیّﷺ قال: انّ فی الجمعة ساعةً، لا یسأل الله العبد فیها شیئاً الا اتاه' ایّاه' ...... قالوا: یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ! ایۃ ساعۃٍ ھی؟ قال: حین تقام الصلاۃ الی الانصراف منھا))۔ (رواہ ابن ماجہ)

''حضرت عمرو بن عوف مزنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن کے دوران میں ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا! اللہ کے رسول! وہ کونسی گھڑی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے ابتدائی وقت سے اختتام کے وقت تک''۔

((عن صفوان بن سلیم، انَّ رسول اللہ ﷺ قال: اذا کان یوم الجمعۃ، ولیلۃ الجمعۃ، فاکثروا الصَّلاۃ علیَّ))۔ (رواہ الشافعی فی مسندہ)

''حضرت صفوان بن سُلیمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن ہو یا رات، اس میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجو''۔

((عن جابر قال: قال رسول اللہ ﷺ: لایقیم احدکم اخاہ یوم الجمعۃ، ثم یخالفہ الی مقعدہ، ولکن لیقل: افْسِحوا))۔

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے اس غرض سے نہ اٹھائے کہ خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ہاں جگہ دینے کی درخواست کرے''۔

((عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا نعس احدکم فی مجلسہ یوم الجمعۃ، فلیتحوّل الی غیرہ))۔ (رواہ احمد)

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگے تو اسے چاہئے کہ اپنی جگہ بدل دے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عن جابرؓ قال: دخل رجلٌ یوم الجمعة، ورسول اللهﷺ یخطب. فقال: صلّیت؟ قال: لا. قال: "فصلّ رکعتین)). (رواه الجماعة)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن اس حال میں آیا کہ رسول اللہﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپﷺ نے اس شخص سے پوچھا: کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ آپﷺ نے فرمایا: دو رکعت پڑھ لو۔

((عن انسؓ قال: کان رسول اللهﷺ یصلیّ الجمعة حین تمیل الشمس)). (رواه احمد و البخاری)

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب سورج ڈھلتا تو جمعہ پڑھتے تھے''۔

3.3 خطبہ کے آداب

((عن جابرؓ انّ النبیّﷺ کان اذا صعد المنبر سلّم)). (رواه ابن ماجه)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب منبر پر تشریف لیجاتے تو سلام کہتے تھے''۔

((عن عدی بن ثابت، عن ابیه عن جدّه قال: کان النبیّﷺ اذا قام علی المنبر، استقبله اصحابه بوجوههم)). (رواه ابن ماجه)

''حضرت عدی بن ثابت کے پرداد کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب خطبہ دینے کیلئے منبر پر کھڑے ہو جاتے تھے تو صحابہ کرام پوری طرح آپﷺ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے''۔

((عن جابر بن سمرةؓ قال: کان رسول اللهﷺ یخطب قائماً، ویجلس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین الخطبتین، ویقرأ آیات، ویُذَکّر الناس)). (رواہ الجماعۃ)

''حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ دیا کرتے تھے اور (۲) دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔ قرآن کی آیات پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے''۔

((عن جابر بن سمرۃ قال: کانتْ صلاۃُ رسول اللہ ﷺ قصداً، وخطبتُہ، قَصْداً)).

''حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانے درجہ کا ہوتا تھا''۔

((عن عبداللہ بن ابی اوفی قال: کان رسول اللہ ﷺ یُطیل الصلاۃَ ویُقصّرُ الخطبۃ)). (رواہ النسائی)

''حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز لمبی ہوتی تھی اور خطبہ مختصر ہوتا تھا''۔

((عن ابی ہریرۃ، انّ النبیّ ﷺ قال: اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ، انصت والامام یخطب. فقد لغوت)). (رواہ الجماعۃ)

''حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم جمعہ کے خطبہ کے دوران اپنے ساتھی کو کہو کہ خاموش ہو جاؤ تو تمہاری یہ بات بھی نامناسب شمار ہوگی''۔

3.4 نماز جمعہ میں قرأت

((عن عبید اللہ ابن أبی رافع قال: استخلف مروان ابا ہریرۃ علی المدینۃ، و خرج الی مکۃ، فصلّی بنا ابو ہریرۃ یوم الجمعۃ فقرأ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد سورة الجمعة فی الرکعة الاخرة: اذا جاء ک المنافقون.
فقلت له حین انصرف: انک قرأت سورتین کان علیّ بن ابی طالب یقرأ بهما فی الکوفة. قال: انی سمعت رسول اللهﷺ یقرأ بهما فی الجمعة)). (رواه الجماعة)

''حضرت عبیداللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ: مروان بن الحکم نے ایک مرتبہ ابوہریرہؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور خود مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ ابوہریرہؓ نے جب جمعہ کی نماز پڑھائی تو سورۃ جمعہ کے بعد دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ان سے پوچھا: آپ نے وہی سورتیں پڑھی ہیں جن کو حضرت علیؓ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہﷺ سے جمعہ کے دن یہ دونوں سورتیں سنی ہیں''۔

عیدین کے احکام

((عن ابن عمرؓ قال: وجد عمر حلة من استبرق تباع فی السوق فاخذها، فأتی بها رسول اللهﷺ فقال: یا رسول الله! ابتع هذه، فتجمّل بها للعید و الوفد، فقال: انّما هذه لباس من لاخلاق له)).
(متفق علیه)

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک ریشمی جوڑا بازار میں بکتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے اس کو خریدا اور رسول اللہﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور کہنے لگے۔ اللہ کے رسول! اسے خرید لیجئے اور عید اور وفد سے ملاقات کے موقع پر پہنا کیجئے۔ آپﷺ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت) میں کچھ حصہ نہیں''۔

نوٹ: حضرت علیؓ کہتے ہیں: عیدگاہ کی طرف پیدل جانا اور جانے سے پہلے کچھ کھالینا سنت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عن انسؓ قال: کان النبیﷺ لا یغدو یوم الفطر حتی یأکل تمراتٍ و یأکلھن و ترا)). (رواہ احمد و البخاری)

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریمﷺ عید الفطر کے دن طاق کھجوریں کھا کر عیدگاہ کی طرف جاتے تھے''۔

((عن جابرؓ قال: کان النبیﷺ اذا کان یوم عید خالف الطریق)). (رواہ البخاری)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ عید کے دن رسول اللہﷺ راستہ بدل کر تشریف لاتے تھے''۔

((عن ابی ھریرۃؓ انھم اصابھم مطرٌ فی یوم عید، فصلیٰ بھم النبیﷺ صلاۃ العید فی المسجد)). (رواہ ابو داؤد)

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہونے لگی تو آپﷺ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھائی''۔

((عن عبداللہ بن بسرٍ انہ' خرج مع النّاس یوم عید فطر، او اضحیٰ، فانکر ابطاء الامام، وقال: انّا کنا قد فرغنا ساعتنا ھذہ، وذلک حین التسبیح)). (رواہ ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے موقع پر لوگوں کے ساتھ (عیدگاہ کی طرف) روانہ ہوئے۔ آپؓ نے امام کے دیر کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا: ہم تو اس وقت تک نماز پڑھنے سے فارغ بھی ہو جاتے تھے۔ وہ وقت چاشت کی نماز کا تھا''۔

((عن ابن عمرؓ قال: کان رسول اللہﷺ، وابو بکرٍ، وعمر، یصلّون العیدین قبل الخطبۃ)). (رواہ الجماعۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے''۔

((عن ابن عباسٍ و جابرٍ، قال: لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ)). (متفق علیه)

''حضرت ابن عباسؓ اور جابرؓ کہتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر نماز کیلئے، اذان نہیں دی جاتی تھی''۔

((عن سمرةؓ انّ النبیّ ﷺ کان یقرأ فی العیدین بـ﴿سبّح اسم ربّک الاعلیٰ﴾و﴿ هل اتک حدیثُ الغَاشِیة﴾. (رواه احمد)

''حضرت سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے''۔

((عن ابن عباسٍ قال: خرج النبیّ ﷺ یوم عید، فصلّی رکعتین، لم یُصلِّ قبلهما ولا بعد هما)). (رواه الجماعة)

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن عید گاہ تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی''۔

((عن جابرٍ قال: شهدتُ مع النبیّ ﷺ یوم العید، فبدأ بالصَّلاة، قبل الخطبة، بغیر اذان ولا اقامة ثم قام متوکئاً علی بلال، فأمر بتقوی الله و حثّ علی طاعته ووعظ الناس، وذَکّرهُم ثم مضی، حتی اتی النسا، فوعظهنّ وذکّرهُنَّ)). (رواه مسلم و النسائی)

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ: میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں گیا۔ آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے بغیر اذان وتکبیر کے نماز پڑھائی۔ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت بلالؓ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرمایا۔ اطاعت کا شوق دلایا نصیحت فرمائی۔ پھر خواتین کے پاس جا کر انہیں بھی وعظ ونصیحت کی''۔

((عن عطاءٍ، عن عبداللہ بن السائب قال: شهدتُ مع النبیﷺ العید، فلمّا قضی الصّلاۃ قال: "انا نخطب، فمن اَحبَّ ان یجلس للخطبة فلیجلس، ومن اَحبَّ ان یذهب فلیذهب)). (رواہ النسائی و ابن ماجه)

''حضرت عبداللہ بن سائبؓ کہتے ہیں کہ میں عید کے دن نماز عید کی ادائیگی کیلئے رسول اللہﷺ کے ساتھ حاضر ہوا۔ جب آپﷺ نے نماز ادا فرمائی تو حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا: اب ہم خطبہ دیتے ہیں اگر کوئی سننا چاہے تو بیٹھ جائے ورنہ چلا جائے''۔

((عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہﷺ: "مامن ایام اعظم عند اللہ سبحانه، ولا احب الیه العمل فیهن من هذه الایام العشر، فاکثروا فیهنَّ من التهلیل، والتکبیر والتحمید)). (رواہ احمد)

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ان دس دنوں کے مقابلہ میں اور ایسے دن نہیں ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے اعمال زیادہ محبوب ہوں۔ اس لئے ان دنوں میں کثرت کے ساتھ تہلیل، تکبیر اور تحمید کا ورد رکھو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ②

۱۔ 'قومہ' اور 'جلسہ' سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں احادیث لکھ کر ان کا ترجمہ تحریر کیجئے۔

۲۔ 'قعدہ' کی تعریف کرتے ہوئے 'تشہد' کے کلمات اور ان کا ترجمہ قلم بند کیجئے۔

۳۔ درود شریف اور اس کے بعد کی دعا کے بارے میں جو احادیث آپ نے پڑھی ہیں۔ ان کا مفہوم اپنے الفاظ میں پیش کیجئے۔

۴۔ سلام کے بعد کون سی دعا مسنون ہے؟ دعا کے الفاظ و کلمات لکھ کر ترجمہ و تشریح کیجئے۔

۵۔ جمعہ کس کس پر واجب ہے؟ اس ضمن میں بنیادی حدیث کا حوالہ دیجئے۔

۶۔ جمعہ کے دن مسنون اعمال کون کون سے ہیں؟ ان اعمال پر حدیث کی روشنی میں ایک نوٹ قلم بند کیجئے۔

۷۔ خطبہ کے آداب اور بنیادی احکام اپنے الفاظ میں تحریر کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑤

کتاب الجنائز

تحریر: معین الدین ہاشمی
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	205
یونٹ کے اغراض و مقاصد	206
① جنازہ کی تعریف	207
1.1 مریض کی عیادت	208
1.2 موت کی تمنا کرنے کا حکم	210
1.3 موت کے وقت مردے کے پاس کیا پڑھنا چاہیے	212
1.4 میت کو غسل دینے کے احکام	213
1.5 غسل میت کا طریقہ	215
1.6 خاوند بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا	218
1.7 شہید کو غسل دینا	220
1.8 کفن کے مسائل	223
1.9 مرد اور عورت کے کفن کی تفصیلات	225
1.10 ماتم کرنا منہ نوچنا اور گریبان پھاڑنا	228
② جنازہ کو کندھا دینا اور اس کے ساتھ چلنا	229
2.1 نماز جنازہ میں قرات اور دعا پڑھنے کا حکم	232
2.2 مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	235
2.3 خائن اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ	237

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.4 حد میں مارے جانے والے کی نماز جنازہ	238
2.5 میت کی تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھنا	239
2.6 میت کو قبر میں اتارنے کا طریقہ	242
③ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا حکم	243
خود آزمائی	244

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

شریعت اسلامیہ نے انسان کو زندگی گزارنے کے لئے مکمل راہنمائی فراہم کی ہے۔ زندگی میں پیش آنے والے مختلف حوادثات میں موت بھی شامل ہے۔ ایک انسان کے مرتے وقت اور مرنے کے بعد رشتہ داروں اور قرب و جوار کے دوسرے انسانوں پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، مرنے کے بعد میت سے کس طریقے سے پیش آنا ہے۔ اس کے لئے دعا اور جنازہ، اس کی تدفین غرض شروع سے لے کر آخر تک کئی مسائل ہیں جن کے متعلق شریعت نے مکمل راہنمائی فراہم کی ہے۔

اس یونٹ میں میت سے متعلق مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ عیادت مریض، موت کے وقت مردے کے پاس دیگر افراد کی ذمہ داریوں، مردے کے کفن، نماز جنازہ اور میت کے تدفین وغیرہ سے متعلق احکام پر مبنی احادیث پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ اس یونٹ کو پڑھ کر آپ مریض کی عیادت سے لے کر اس کی تدفین تک تمام ضروری مسائل سے واقف ہو جائیں گے۔ اور اس سلسلہ میں مختلف فقہاء کی آراء اور ان کے دلائل کو بھی سمجھ سکیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے:

⇦ زندہ انسانوں پر میت کے حقوق سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

⇦ نمازہ جنازہ کے مکمل طریقہ اور اس میں مختلف فقہاء کی آراء سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

⇦ میت کی تکفین وتدفین کے مسائل سے متعلق علم حاصل کر سکیں۔

⇦ قبروں کی زیارت سے متعلق احکام سے واقف ہو سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجنائز

(جنازہ کے احکام)

لفظ 'الجنائز' الجنازۃ کی جمع ہے۔اس کے دو معنی ہیں:

۱- اگر جنازہ میں جیم پر فتح (زبر) ہو تو اس سے مراد میت ہوتی ہے۔

۲- اگر جیم کے نیچے کسرہ (زیر) ہو تو اس کے معنی اس چارپائی کے ہیں جس پر میت رکھی جاتی ہے۔

(امام راغب، المفردات)

مریض کی عیادت

۱- ((عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال : "حق المسلم على المسلم خمس" رد السلام، و عيادة المريض، و اتباع الجنائز واجابة الدعوة، و تشميت العاطس)).

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں اس کے سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، اس کے جنازے کے ساتھ جانا، اس کی دعوت کو قبول کرنا اور اگر اسے چھینک آئے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا''۔

فقہی نکات:

۱-سلام کا جواب دینا:

اس بارے میں فقہا نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر چہ سلام کی ابتدا کرنا سنت ہے لیکن اس کا جواب دینا واجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- مریض کی عیادت:

الف) مریض کی عیادت کرنا سنت ہے۔

ب) اسلامی معاشرے میں اس کی نہایت اہمیت ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ مؤمنین کے باہمی تعلق کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے حصے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ بیماری بھی ایک آزمائش و تکلیف ہے اس آزمائش میں دوسرے مسلمان کے پاس جا کر اسے تسلی دینا اور اس کے لئے صحت کی دعا کرنا نہایت مستحسن عمل ہے۔

ج) مسلمان اور غیر مسلم دونوں کی عیادت کا جواز سنت نبوی ﷺ سے ملتا ہے۔

۳- جنازے کے ساتھ چلنا:

جمہور فقہاء کے نزدیک جنازہ کے ساتھ چلنا سنت ہے۔

۴- دعوت کو قبول کرنا:

دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے مسلم اور غیر مسلم اہل کتاب دونوں کی دعوتوں میں شرکت کرنا ثابت ہے۔ دعوت قبول کرنے میں علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایسی دعوتوں میں جانا جائز نہیں جو حرام مال سے تیار کی گئی ہوں۔ اسی طرح جہاں غیر شرعی اور غیر مناسب افعال ہو رہے ہوں ان دعوتوں میں شریک ہونا بھی غیر مناسب ہے۔

۵- چھینک کے جواب میں دعا دینا:

مسلمان کا یہ حق ہے کہ اس کی چھینک پر اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے بہتری کی دعا کی جائے۔ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ یہ دعا دینا سنت کفایہ ہے یعنی اگر بہت سے لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی دعا کر دی تو سب کی طرف سے ہو جائے گی۔ البتہ سب دعا کریں تو بہتر ہے۔

ایک دوسری حدیث سے اس بات کی صراحت ہوتی ہے کہ تین چھینکوں تک تو جواب دیا جائے گا لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چھینکوں کی تعداد تین سے بڑھ جائے تو وہ زکام کی بیماری تصور ہوگی اس صورت میں جواب دینا ضروری نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے امر کو ناپسند کرتا ہے کہ اباسی یا چھینک کی صورت میں آواز کو بلند کیا جائے۔ آپ ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو اپنے منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب تمنی الموت

(موت کی تمنا کا حکم)

۱- ((عن ابی هریرة قال رسول الله ﷺ " لا یتمنی احدکم الموت امّا محسناً فلعلّه أن یزداد خیراً وّمَا مسیئاً فلعلّه أن یستعب)). (البخاری)

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو شاید کہ وہ نیکی زیادہ کر لے اور اگر وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ سے رضا مندی چاہے"۔

۲- ((عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اکثروا ذکر هاذم اللّذّات الموت)). (ترمذی، نسائی، ابن ماجه)

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لذتوں کو کھو دینے والی موت کو بہت یاد کرو"۔

فقہی نکات:

اس باب کی بعض احادیث سے موت کی تمنا کرنے کی ممانعت اور بعض سے اس کا محمود ہونا معلوم ہوتا ہے، اس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

⇦ خالق حقیقی کے ساتھ شوق ملاقات کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔

⇦ کوئی آدمی اگر ایسے فتنے اور آزمائش میں مبتلا ہو جائے کہ اسے باوجود کوشش کے اپنے دین کا تحفظ ممکن نظر نہ آتا ہو تو ایسی صورت میں بھی موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔ لیکن یاد رہے کہ خود اپنے آپ کو مارنا یا اس کے لئے کوئی سبب کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⇦ دنیاوی تکالیف اور پریشانیوں سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا ناجائز امر ہے۔

⇦ موت کو صرف یاد کرنا تا کہ دنیاوی مشاغل میں ہی دل نہ الجھا رہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کی یاد تازہ ہوتی رہے نہ صرف جائز بلکہ مستحسن امر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب مایقال عند من حضرة الموت

(موت کے وقت کیا پڑھنا چاہئے)

((عن ابی سعید وأبی هریرة قالا قال رسول الله ﷺ لقنوا موتاکم لا اله الا الله)). (مسلم)

''ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے مردوں کو مرتے وقت کلمہ لا اله الا الله کی تلقین کرو''۔

فقہی نکات:

- لقنوا موتاکم: موتی سے مراد قریب الموت ہے۔ بعض شارحین نے اس کو حقیقی معنی پر محمول کیا ہے وہ اس سے قریب الموت نہیں بلکہ میت مراد لیتے ہیں۔ لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک اس سے مراد قریب الموت ہے۔
- لقنوا موتاکم: قریب المرگ کو تلقین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ پڑھا جائے۔ بعض روایات میں دیگر کلمات خیر کہنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً اللہ کا نام یا قرآن حکیم وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ قریب المرگ آدمی کو حکم نہیں دینا چاہیے کہ یہ پڑھو، مبادا تکلیف کی شدت سے وہ کیا کہہ جائے۔
- قریب المرگ آدمی کے پاس اونچی آواز سے رونا، بین کرنا یا دیگر مسائل میں الجھنا یا مصروف ہونا درست نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب غسل الميّت

(میت کو غسل دینا)

۱۔ ((عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: من غسّل ميّتا فأدى فيه الامانة، ولم يفش عليه مايكون منه عند ذلك، خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه. وقال: ليليه اقربكم ان كان يعلم، فان لم يكن يعلم فمن ترون عنده حظا من ورع و أمانة)). (رواه احمد)

''حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میت کو غسل دیا اور اس میں امانت کا حق ادا کیا اور میت کے بارے میں کسی راز کو افشاء نہ کیا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ کام (غسل) میت کا قریبی رشتہ دار سرانجام دے۔ اگر وہ اس بارے میں (شرعی احکام کا) علم رکھتا ہو۔ اگر ایسا اس میت کا کوئی رشتہ دار نہ ہو پھر یہ کام تم میں سے کسی متقی اور امانت دار آدمی کو سرانجام دینا چاہیے''۔

۲۔ ((وعن عائشة أن رسول الله ﷺ قال: انّ كسْر عظم الميت مثل كسر عظمه حيا)). (رواه احمد و أبو داود، و ابن ماجه)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میت کی ہڈی کو توڑنا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی زندہ شخص کی ہڈی کو توڑ دیا جائے''۔

فقہی نکات

میت کو غسل دینا فرض ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بہتر یہ ہے کہ میت کے قریب رشتہ دار اسے غسل دیں۔
- میت کو غسل دیتے وقت اس کے ستر کو ڈھانپنا ضروری ہے۔
- اگر قریبی رشتہ دار غسل کے شرعی احکام سے واقف نہ ہوں تو کسی ایسے آدمی سے یہ کام لیا جانا چاہے جو شرعی احکام سے واقف اور متقی و پرہیز گار ہو۔لیکن اگر کوئی نیک و متقی آدمی نہ ہو تو دوسرے بھی اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔
- غسل میت کے وقت نرمی اختیار کرنی چاہئے ایسی سختی سے غسل نہ دیں کہ مردے کا کوئی عضو ٹوٹ جائے۔ یہ تکریم انسانیت کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب صفة الغسل

(غسل میت کا طریقہ)

((عن ام عطية قالت: دخل علينا رسول الله ﷺ حين توفيت ابنته فقال:اغسلنّها ثلاثاً اؤ خمساً اؤ اكثر من ذلك ان رايتنّ بمآء وسدرٍواجعلن في الاخيرة كافوراً ، اؤ شيئاً من كافورٍ فاذا فرغتنّ فآذنّني. فلمّا فرغنا آذناه ، فاعطانا حقوه فقال ((اشعرنّها ايّاه)). (بخاري ، مسلم، ابو داود، ترمذي)

وفي رواية ((ابدان بميا منها و مواضع الوضوء منها)) وفي لفظٍ اغسلنهاوترا، ثلاثاً ، اؤ خمساً ، اؤ سبعاً، او اكثر من ذلك . ان رايتن. وفيه، قالت: فضفرنا شعرعا ثلاثة قرونٍ فالقيناها خلفها)). (متفق عليها)

''ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی بیٹی فوت ہوگئیں تو آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں تین یا پانچ یا اگر مناسب سمجھوتو پانچ بار سے بھی زیادہ بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دو اور اخیر میں اس (پانی) میں کافور یا قدرے کافور ملا لو اور فارغ ہو کر مجھے بتاؤ پھر جب ہم فارغ ہو گئے تو آپؐ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ہمیں اپنا تہہ بند دے کر فرمایا پہلے اس میں لپیٹ دو''۔

ایک روایت میں ہے ''غسل کی ابتدا دائیں جانب سے اور اعضائے وضو سے کرو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ الفاظ بھی ہیں کہ طاق غسل دینا یعنی پانچ یا سات بار، اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ بار غسل دو اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم نے ان کے سر کے بال تین چوٹیوں میں گوندھ کر پیچھے ڈال دیئے''۔

نوٹ: حضرت ام عطیہؓ عام طور پر اس زمانے میں عورتوں کو غسل دیا کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ کی دونوں بیٹیوں حضرت زینب اور ام کلثوم کو انہوں نے ہی غسل دیا تھا۔ مذکورہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی کس بیٹی کا ذکر ہے۔ اس کے بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ حضرت زینب اور بعض کے نزدیک حضرت ام کلثوم تھیں۔ آئمہ حدیث نے ام کلثوم کے قول کو ترجیح دی ہے۔

فقہی نکات

⇦ مرد کی طرح عورت کی میت کو غسل دینا بھی فرض ہے۔

⇦ میت کو ایک دفعہ غسل دینا فرض ہے اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا مستحب عمل ہے۔ تاہم سات مرتبہ سے زیادہ غسل دینا ناپسندیدہ ہے۔

⇦ بیری کے پتے پانی میں اس لئے ڈالے جاتے تھے تاکہ جسم کا میل کچیل اچھی طرح اتر جائے۔ آج کل اس کی جگہ صابن استعمال کیا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے۔

⇦ کافور کا استعمال اس لئے کیا جاتا تھا تاکہ اگر کوئی غیر پسندیدہ بو ہو تو وہ ختم ہو جائے۔ کافور کی جگہ کوئی دوسری خوشبو بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ یاد رہے کہ ایسی خوشبو کا استعمال جائز نہیں جس میں الکحل کے اثرات ہوں۔

⇦ حدیث سے یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ میت کو غسل دیتے وقت اس کے دائیں اعضاء سے اور خاص کر وضو کے اعضاء سے شروع کیا جائے تاہم یہ فرض نہیں بلکہ سنت عمل ہے۔

⇦ بوقت غسل عورت کے بالوں کو تین چوٹیوں میں گوندھ کر پیچھے کی طرف ڈال دینا چاہیے۔ بالوں کو کھلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

⇦ میت کو غسل دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے ایک تختے یا صاف فرش پر لٹا کر اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں۔ مقام ستر (شرم گاہ) پر ایک کپڑا ڈال دیا جائے۔ غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر اسے استنجاء کرائے پھر اسے وضو کرائے کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری نہیں۔ پھر بیری کے پتے یا صابن وغیرہ سے اسے غسل دیا جائے۔ پہلے بائیں کروٹ پر لٹا کر اس کے دائیں حصے کو پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر بائیں حصے کو دھویا جائے گا تاکہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ بعد ازاں سہارا دے کر میت کو قدرے بیٹھانے کے قریب حالت میں کر کے اس کے پیٹ کو ہلکے ہاتھ سے ملا جائے اگر اس دوران اس کے پیٹ سے کچھ (پاخانہ) وغیرہ خارج ہو تو اسے پانی سے صاف کر دیا جائے دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد مردے کو کفن پہنا دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاء فی غسل أحد الزّوجین الآخر

(خاوند بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا)

۱- ((عن عائشة قالت رجع الی رسول الله ﷺ من جنازة بالبقیع، وأنا أجد صداعاً في راسي، وأقول وارساه. فقال: بل أنا وارأساه، ماضرّک لومت قبلی، فغسّلتک وکفّنتک ثم صلّیت علیک ودفتک)). (رواه احمد، و ابن ماجه)

''عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں شریک ہو کر بقیع سے میرے پاس تشریف لائے۔ میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر، آپ ﷺ نے بھی فرمایا بلکہ ہائے میرا سر، اس میں کچھ نقصان نہیں اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو میں تمہیں غسل دوں، کفن پہناؤں پھر جنازہ پڑھ کر دفن کر دوں''۔

۲- ((وعن عائشة انها کانت تقول: لو استقبلت من الامر ما استدبرت ماغسّل رسول الله ﷺ الا نساؤه)). (رواه احمد وابو داود و ابن ماجه)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا جو بات مجھے اب معلوم ہوئی اگر وہ پہلے میرے علم میں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کو امہات المومنین ہی غسل دیتیں''۔

فقہی نکات:

⇦ اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کرام کا مسلک یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔ جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا دوسری روایت میں اس کی تصریح بھی ہے۔

⇦ کیا مرد بھی اپنی زوجہ مرحومہ کو غسل دے سکتا ہے؟

اس مسئلہ میں آئمہ مجتہدین کی رائے مختلف ہے۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ ان کی رائے کی دلیل مذکورہ بالا حدیث نمبرا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مرد (خاوند) کا عورت (زوجہ) کو غسل دینا مناسب نہیں۔ کیونکہ عورت کے مرنے کے بعد مرد کا اس سے رشتہ نکاح فوری طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس عورت کی دوسری بہن یا سوتیلی بیٹی سے فوراً شادی بھی کر سکتا ہے۔ رہا عورت کا معاملہ تو وہ اس سے بالکل برعکس ہے۔ جب اس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ دوران عدت کسی سے نکاح نہیں کر سکتی اس کا مرد کے ساتھ رشتہ عدت کے گزرنے تک ختم نہیں ہوتا۔

امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث جس میں حضور ﷺ کا اپنی زوجہ حضرت عائشہؓ کو غسل دینے کا ذکر ہے یہ آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے عام لوگوں کیلئے نہیں کیونکہ انبیاء کا بیویوں سے رشتہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی بیویاں کبھی دوسرے مرد سے شادی نہیں کر سکتیں۔ البتہ عذر کے وقت ان کے نزدیک بھی کوئی حرج نہیں۔

⇦ **لو استقبلت من الامر** (اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی) وہ بات دراصل یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کو وفات کے بعد ان کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا۔ جب یہ بات حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے یہ جملہ کہا (اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی)

⇦ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کروانے والے آدمی پر غسل کرنا ضروری نہیں اگر وہ غسل کر لے تو حرج بھی نہیں البتہ غسل میت کا پانی اگر کپڑوں یا بدن پر لگ گیا ہو تو اس کو دھونا بہتر ہے۔

⇦ اگر عورت کو غسل دینے کیلئے کوئی عورت نہ ملے تو اس کا کوئی بھی محرم اسے غسل دے سکتا ہے۔ دوران غسل وہ عورت کی طرف نظر نہیں کرے بلکہ اپنی نظر نیچے رکھے گا تا کہ ستر عورت نہ کھلے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ترک غسل الشّہید

(شہید کو غسل دینا)

۱۔ ((عن جابر قال: كان رسول الله ﷺ يجمع بين الرجلين من قتلى أحدٍ في الثّوب الواحد ثم يقول ((ايّهم اكثر أخذاً للقرآن؟)) فاذا اشير له' الى احدهما قدمه في اللحد، وامر بدفنهم في دمائهم ، ولم يغسّلوا، ولم يصلى عليهم)). (بخاری، نسائی، ابن ماجه، ترمذی)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو کو ایک ایک کپڑے میں دفن فرمارہے تھے اور پوچھ لیتے تھے کہ ان میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد ہے اگر کسی کے بارے میں بتادیا جاتا تو اسے لحد میں مین آگے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں ان کے خون ہی میں دفن کرنے کا حکم فرمایا، نہ انہیں غسل دیا اور نہ ان پر نماز پڑھی''۔

۲۔ ((وعن أبي سلامٍ عن رجلٍ من أصحاب النبي ﷺ، قال: أغرنا على حيّ من جهينة، فطلب رجلٌ من المسلمين رجلا منهم ، فضربه، فاخطاه، وأصاب نفسه، فقال رسول الله ﷺ ((اخوكم يامعشر المسلمين)) فابتدره الناس، فوجدوه قد مات، فلفّه' رسول الله ﷺ بثيابه ودمائه، وصلى عليه و دفنه' فقالوا: يا رسول الله اشهيد هو؟ قال ((نعم و انا له شهيد)). (رواه ابو داؤد)

''حضرت ابوسلام نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا۔ ایک مسلمان نے ان کے ایک آدمی کو للکارا اور اس پر حملہ کیا مگر ہاتھ چوک گیا اور تلوار انہیں پر پڑھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمانو دیکھو تمہارا بھائی! لوگ دوڑ پڑے مگر وہ ختم ہو چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ان کے خون آلود کپڑوں میں لپیٹ دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ شہید ہیں؟ فرمایا ہاں، میں اس پر گواہ ہوں"۔

فقہی نکات:

- ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت دو مومنوں کی میت کو ایک ہی کفن میں دفنایا جا سکتا ہے۔ بعض روایتوں کے مطابق تین شہیدوں کو بھی ایک ہی قبر میں دفنانے کا ذکر ہے۔
- مردوں کی طرح دو عورتوں کو بھی ایک ہی قبر میں حسب ضرورت دفن کرنے کی اجازت ہے۔
- شہید کو بغیر غسل کے دفن کرنا جائز ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ شہید کو غسل دیا جانا چاہئے۔
- اگر حالت جنابت میں کوئی دوران جہاد شہید ہو جائے تو اس کو غسل دینا چاہئے بعض فقہا مثلاً امام شافعی، امام مالک، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ایسے شہید کو بھی بغیر غسل کے دفن کیا جا سکتا ہے۔
- شہید کے ہتھیار زرہیں جوتے، ٹوپی، عمامہ وغیرہ اتار کر اسے انہیں کپڑوں میں دفن کرنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔
- یاد رہے کہ یہاں شہید سے مراد وہ شہید ہے جو جہاد کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مارا جائے۔
- مذکورہ بالا پہلی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ شہداء کا جنازہ نہیں پڑھا گیا اور انھیں بغیر جنازہ ہی دفن کیا گیا جبکہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعض فقہاء مثلاً امام شافعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ نے پہلی روایت کو دلیل بناتے ہوئے شہداء کے نماز جنازہ کے قائل نہیں اس طرح دوسرے بعض فقہاء خصوصاً امام ابوحنیفہؒ وغیرہ نے دوسری دلیل کو بنیاد بنایا اور اس کے قائل ہوئے کہ شہداء کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواب الکفن

(کفن کے مسائل)

۱۔ ((عن خبّاب بن الارت ان مصعب بن عمیر قتل یوم احد ولم یترک الا نمرة ، فکنا اذا غطّینا بها راسه بدت رجلاه ، واذا غطّینا رجلیه بدا راسه، فامرنا رسول الله ﷺ ان نغطّی بها راسه ، ونجعل علی رجلیه شیئا من الاذخر)). (رواه الجماعة الا ابن ماجه)

''حضرت خباب بن الارت سے مروی ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ جنگ احد میں شہید ہوئے اور صرف ایک چھوٹی چادر چھوڑی۔ جب ہم اس سے اس کا سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانپ دیں اور پیروں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں''۔

۲۔ ((وعن خباب أیضا: ان حمزه لم یوجد له کفن الا بردة ملحآ اذا جعلت علی قدمیه قلصت عن راسه ، حتی مدّت علی راسه وجعل علی قدمیه الاذخر)). (رواه احمد)

''حضرت خبابؓ سے مروی ہے کہ حضرت حمزہؓ کو کفن بھی نہ مل سکا۔ صرف ایک چادر تھی جب ان کے پیروں پر ڈالتے تو سر کھل جاتا آخر وہ ان کے سر پر ڈال دی گئی اور پیروں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی''۔

۳۔ ((وعن جابر ان النبی ﷺ ، خطب یوما فذکر رجلا من اصحابه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبض فکفّن فی کفن غیر طائل وقبر لیلا فزجر النبی ﷺ ان یقبر الرجل لیلاً حتی یصلّی علیه، الا ان یضطر انسان الی ذلک وقال النبی ﷺ: اذا کفّن احدکم اخاه فلیحسن کفنه')) (رواه احمد و مسلم و ابوداؤد)

''حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا۔ اس میں بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کے ایک صحابی کو جوفوت ہو گئے تھے معمولی کفن میں کفنایا گیا اور رات ہی کو دفن کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے رات کو دفن کرنے سے منع فرمایا جب تک میت پر نماز نہ پڑھ لی جائے ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی رات میں دفن کرنے کیلیے مجبور ہو۔ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے''۔

فقہی نکات:

⇦ اس زمانے میں جب مسلمان نہایت تنگ دست تھے۔ انہیں کفن کے لئے مناسب کپڑا دستیاب نہ ہوتا تو سر کو ڈھانپ دیا جاتا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیا جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ تنگ دستی ہو تو ایک ہی کپڑے میں بھی میت کو کفن دیا جا سکتا ہے۔

⇦ محدثین نے اچھے کفن سے عام طور پر صاف ستھرا اور نیا کپڑا مراد لیا ہے۔

⇦ تدفین کا عمل رات کی بجائے دن کے اجالے میں کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جنازے میں شرکت کر سکیں ہاں اگر مجبوری ہو تو رات کے وقت بھی دفنانا جائز ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث نمبر۳ میں اسکی وضاحت بھی موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب صفة الكفن للرجل والمراه

(مرد اور عورت کے کفن کی تفصیلات)

۱- ((عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ كفّن فى ثلاثة اثواب : قميصه الذى مات فيه، وحلّة نجرانية .الحلّة ثوبان)). (رواه احمد وابوداؤد)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا۔ وہ کرتا جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے اور نجرانی حلہ (حُلہ یعنی جوڑا)''۔

۲- ((وعن عائشة قالت: كفّن رسول الله ﷺ فى ثلاثة اثواب بيض سحولية جدد يمانيه، ليس فيها قميص ولا عمامة ادرج فيها ادراجا)). (رواه الجماعة)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید دھلے ہوئے نئے یمنی کپڑوں کا کفن دیا گیا جن میں کرتا اور پگڑی نہیں تھی۔ ان میں آپ ﷺ کو لپیٹ دیا گیا''۔

۳- ((ولهم الا احمد والبخارى : واما الحلة فانما شبه على الناس فيها انما اشتريت ليكفّن فيها فتركت الحلّة وكفّن فى ثلاثة اثواب بيض سحولية)).

''ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسلم میں ہے۔ 'حُلہّ' کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ خریدا تو آپ ﷺ کے کفن کے لئے ہی تھا مگر پھر اسے چھوڑ کر آپ ﷺ کو تین سفید دھلے کپڑوں میں کفنایا گیا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- ((ولمسلم ، قالت ادرج رسول الله ﷺ فی حلّة یمنیّة کانت لعبد الله بن ابی بکر ، ثم نزعت عنه و کفن فی ثلاثة اثواب بیض حولیة یمانیة ، لیس فیها عماة ولا قمیص)).

''مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یمنی حلے میں لپیٹا گیا تھا پھر اسے اتار کر آپ ﷺ کو تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں میں جن میں پگڑی اور کرتا نہ تھا کفنا دیا گیا''۔

۵- ((وعن ابن عباس ان النبی ﷺ قال البسوا من ثیابکم البیاض، فانها من خیر ثیابکم : وکفّنوا فیها موتاکم)). (رواه الخمسة الا النسائی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور ان میں اپنے مردوں کو کفن دو''۔

۶- ((وعن لیلی بنت قانف الثقفیة قالت: کنت فیمن غسّل ام کلثوم بنت رسول الله ﷺ عند وفا تها وکان اوّل ما اعطانارسول الله ﷺ الحقی، ثم الدّرع ثم الخمار، ثم الملحفة ،ثم ادرجت بعد ذلک فی الثوب الآخر، قالت: ورسول الله ﷺ عند الباب، معه کفنها یناولنا ثوبا ثوبا)). (رواه احمد ، وابو داود)

((قال البخاری، قال الحسن: الخرقة الخامسة یشد بها الفخذان والورکان ، تحت الدّرع)).

''حضرت لیلیٰ بنت قائف ثقفیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں ان میں شامل تھی جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقال کے بعد غسل دیا تھا اور پہلا وہ کپڑا جو آپ ﷺ نے ان کے لئے دیا تھا تہہ بند تھا پھر کرتا پھر دوپٹہ پھر چادر اخیر میں ایک اور چادر میں لپیٹ دی گئی تھیں اور نبی اکرم ﷺ دروازے پر موجود تھے اور آپ ﷺ کے پاس کفن تھا۔ آپ ﷺ ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے''۔

''امام بخاری نے فرمایا حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: پانچواں کپڑا وہ ہے جس سے ستر عورت اور رانیں باندھی جاتی ہیں اور کرتے کے نیچے رہتا ہے''۔

فقہی نکات:

- 'حُلّۃ': پہلی حدیث میں حلۃ کا ذکر ہے اس سے مراد بڑی قمیص ہے بعض محدثین نے لکھا ہے کہ یہ قمیص رسول اللہ ﷺ کے کفن کے لئے خریدی گئی تھی لیکن اسے استعمال نہیں کیا گیا اور آپؐ کو بغیر کرتے اور پگڑی کے تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔
- بعض احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی قمیص کے ساتھ ہی دفن کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہا مثلاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام مالک وغیرہ نے کفن کے لئے قمیص کو بہتر قرار دیا ہے۔
- یہاں یہ بات یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ بھی باقاعدہ سلی ہوئی قمیص کے قائل نہیں آپ کے نزدیک بھی مرد کے کفن کے کپڑے تین ہونے چاہئیں ایک لفافہ، دوسرا ازار، تیسرا قمیص بغیر آستین کے۔
- امام شافعیؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ مرد کے کفن کے تین کپڑے ہوں جو تینوں لفافے ہوں قمیص نہیں۔
- عورت کے کفن کے لئے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ چادر، دوپٹہ، اوڑھنی ایک بڑی چادر اور آخر میں ایک بڑا لفافہ (چادر)۔
- مردے کو اگر صرف ایک ایسے کپڑے میں جس میں وہ چھپ جائے کفن دے دیا جائے تو اس کا کفن ضرورت کے مطابق ہو جاتا ہے۔ البتہ عورت کے لئے پانچ اور مرد کے لئے تین کپڑوں پر مشتمل کفن سنت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب النّھی عن النّیاحة والنّدب و خمش الوجه و شقّ الجیوب

(ماتم کرنا، منہ نوچنا اور گریبان پھاڑنا)

۱ ۔ ((عن ابن مسعود انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس منّا من ضرب الجدود و شقّ الجیوب، و دعا بدعوی الجاھلیة)).

''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے طمانچے مارے، گریبان پھاڑا اور جاہلیت کے طریقے سے واویلا کر کے رویا وہ ہم میں سے نہیں''۔

فقہی نکات:

⇦ مذکورہ حدیث اور اس موضوع پر دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ میت پر ماتم و نوحہ کرنا یعنی چیخ و پکار کر رونا، منہ پر تھپڑ مارنا گریبان پھاڑنا اپنے بال اکھاڑنا وغیرہ اور اس طرح کی دیگر جاہلانہ رسوم ناجائز ہیں اور شریعت اسلامیہ میں انتہائی ناپسندیدہ ہیں۔

⇦ میت پر اونچی آواز کے بغیر رونا اور آنسو بہانا ایک فطری عمل ہے۔ یہ ناجائز فعل نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب حمل الجنازة والسّيربها

(جنازے کو کندھا دے کر اس کے ساتھ چلنا)

۱۔ ((وعن ابن عمر انه رای النبی ﷺ وابا بکر و عمر یمشون امام الجنازة)). (رواه الخمسة)

''حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا''۔

۲۔ ((وعن جابر بن سمرة ان النبی ﷺ اتبع جنازة ابن الدحداح ماشيًا ، ورجع علی فرس)). (رواه الترمذی)

''حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ابن دحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل چل کر گئے تھے اور گھوڑے پر واپس آئے تھے''۔

۳۔ ((وفی رواية اتی بفرس معروری ، فرکبه حين انصرف من جنازة ابن الدحداح، و نحن نمشی حوله)) (رواه احمد و مسلم والنسائی)

''ایک روایت میں ہے کہ واپسی کے وقت آپ ﷺ کے پاس ننگی پشت والا گھوڑا لایا گیا آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے اور ہم آپ ﷺ کے اردگرد چل رہے تھے''۔

۴۔ ((وعن ثوبان ايضا ان رسول الله ﷺ اتی بدابة وهو مع جنازة فابی ان يرکبها فلما انصرف اتی بدابة . فرکب فقيل له. فقال: ان الملائكة كانت تمشی، فلم اکن لارکب وهم يمشون فلما ذهبوا رکبت)). (رواه ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ثوبانؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سواری کا جانور لایا گیا آپ ﷺ جنازے کے ساتھ تھے آپ سوار نہیں ہوئے پھر واپسی پر لایا گیا تو سوار ہو گئے۔ پوچھا گیا تو فرمایا فرشتے تو پیدل چل رہے تھے میں کیسے سوار ہو سکتا تھا پھر ان کے جانے کے بعد میں سوار ہو گیا''۔

۶۔ ((عن ابن مسعود قال: من اتبع جنازة فليحمل بجوانب السَّرير كلها فانه من السنة. ثم ان شاء فليتطوع وان شاء فليدع)).
(رواه ابن ماجه)

''حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جو جنازے کے ساتھ جائے جنازے کے چاروں پائے اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے پھر چاہے تو عمل کرے چاہے تو چھوڑ دے''۔

۷۔ ((عن ابي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ اسرعوا بالجنازة، فان كانت صالحة قربتموها الى الخير، وان كانت غير ذلك فشر تضعونه عن رقابكم)). (رواه الجماعة)

''حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنازہ تیزی سے لے کر جاؤ اگر نیک ہے تو (جلد) تم اسے بھلائی کے قریب کرو گے اور اگر بد ہے تو (جلد) بدی کو گردنوں سے اتار دو گے''۔

فقہی نکات:

⇦ جنازہ کو کندھا دینا سنت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کے جنازہ کو کندھا دیا تھا۔ سنت یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اٹھائیں کسی عذر کی بناء پر دو آدمی بھی اٹھا لیں تو جائز ہے۔ میت کو کندھا دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے آگے والے بائیں پائے کو اپنے دائیں کندھے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے۔ پھر اسی طرح پیچھے والے پائے کو کندھے پر رکھا جائے بعدازاں میت کے آگے والے دائیں پائے کو بائیں کندھے پر رکھا جائے اور پھر اسی طرح پیچھے والے پائے کو کندھے پر رکھا جائے ہر پایا اٹھاتے وقت کم از کم دس قدم چلا جائے تو چار پایوں کی مقدار چالیس قدم ہو جائیگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو میت کے چار پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ یقینی طور پر اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ جنازہ تیار ہو جائے تو فوراً نماز جنازہ پڑھ کر اس کی تدفین کا انتظام کرنا چاہیے تاخیر سے بالکل کام نہیں لینا چاہیئے۔ جنازہ لے جاتے وقت اس کے آگے چلنا بھی جائز ہے لیکن پیچھے چلنا افضل ہے جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا مکروہ ہے۔ جنازہ تیز رفتار میں لے جانا چاہیے لیکن اتنا تیز نہ ہو کہ میت کو جھٹکے لگیں۔

⇦ فقہاءِ کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جنازہ کے آگے اور پیچھے دونوں طرح چلنا جائز ہے۔ امام شافعی نے مذکورہ بالا روایات کو دلیل بناتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے کہ جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جنازہ سے پیچھے چلنا افضل ہے۔ ان کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں 'اتباع الجنائز' (جنازہ کے پیچھے چلنا) کا ذکر ہے۔

⇦ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے سواری کے استعمال سے منع فرمایا ہے البتہ عذر کی بنا پر سواری کا استعمال بھی جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب القرأة والدعا

(نماز جنازہ میں قرات اور دعا پڑھنا)

۱۔ ((عن ابن عباس انه صلّی علی جنازة. فقرا بفاتحه الکتاب وقال: لتعلموا انه من السّنة)). (رواه البخاری، و ابو داؤد، والترمذی، وصححه، والنسائی وقال فیه).

"حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھی اور فرمایا: میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ سورۃ فاتحہ کا جنازے کی نماز میں پڑھنا سنت ہے"۔

۲۔ ((وعن ابی هریرة قال: کان رسول الله ﷺ اذا صلّی علی جنازة قال: اللهم اغفر لحینا و میّتنا، وشاهدنا، وغائبنا، وصغیرنا، وکبیرنا، وذکرنا، وانثانا، اللهم من احییته منا فاحیه علی الاسلام، ومن توفّیته منا فتوفه علی الایمان)). (رواه احمد والترمذی)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ جب جنازے کی نماز پڑھتے تو یہ دعا مانگتے تھے 'اللھم اغفر لحینا ومیتنا الخ' (اے اللہ! ہمارے زندوں، مردوں، موجودہ، غائب، چھوٹوں، بڑوں، مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھنا چاہے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو مارنا چاہے اس کو ایمان پر موت دے"۔

۳۔ ((اخبرنا مالک حدثنا سعید المقبری عن ابیه انه سال ابا هریرة کیف یصلی علی الجنازة فقال انا لعمر الله اخبرک اتبعها من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهلها فاذا وضعت كبّرت فحمدت الله وصلّيت على نبيه ثم قلت اللّهم عبدك وابن عبدك وابن امتك كان يشهد ان لّا اله الا انت و انّ محمداً رسولك وانت اعلم به ان كان محسناً فزدني احسانه وان كان مسيئاً فتجاوز عنه اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنّا بعده)).

''حضرت سعید المقبری رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سوال کیا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جاتی ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہیں بتاتا ہوں میں جنازے کے ساتھ اس کے گھر سے لے کر چلتا ہوں جب اسے رکھ دیا جاتا ہے تو میں تکبیر (اللہ اکبر) کہتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں اے اللہ! وہ تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔ وہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے علاوہ (کوئی دوسرا) عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ تیرے رسول ہیں اور تو اس (میت) کے بارے میں خوب جانتا ہے اگر وہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر وہ برا تھا تو اس سے درگذر فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کر''۔

فقہی نکات:

⇦ باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنی سنت ہے۔ اسی روایت کے پیش نظر امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⇦ تیسری روایت میں سورۃ الفاتحہ کا ذکر نہیں چنانچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک اسی روایت پر عمل کرتے ہیں ۔کئی اہم صحابہ کرام مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سورۃ فاتحہ نماز جنازہ میں نہیں پڑھتے تھے۔

⇦ مذکورہ بالا باب کی دوسری روایت میں مخصوص دعا ہے۔نماز جنازہ میں پڑھنے کیلئے احادیث سے کئی دعائیں ثابت ہیں کوئی بھی مسنون دعاءِ مغفرت پڑھی جاسکتی ہے۔(موطا امام مالک، موطا امام محمد، اعلاء السنن ۸/ ۲۱۱ المدونۃ الکبریٰ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الصّلوٰة على الجنازة فى المسجد

(مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا)

١ـ ((عن عائشة انها قالت، لما توفى سعد بن ابى وقاص : ادخلوا به المسجد ، حتى اصلى عليه فانكروا ذلك عليها ، فقالت: والله لقد صلّى رسول الله ﷺ على ابنى بيضاء فى المسجد)). (رواه مسلم)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا انتقال ہو گیا تو لوگ نماز جنازہ پڑھنے کیلئے ان کی میت مسجد میں لے آئے۔ اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا۔ انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ نے حضرت سہل اور سہیل (ابن بیضاء) پر مسجد میں نماز پڑھی تھی''۔

٢ـ ((قال محمد لا يصلّى على جنازة فى المسجد و كذلك بلغنا عن ابى هريرة وموضع الجنازة بالمدينة خارج من المسجد و هو الموضع الذى كان النبى ﷺ يصلّى على الجنازة فى)).

''امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ایسے ہی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہم تک پہنچی ہے۔ مدینہ طیبہ میں جنازہ گاہ مسجد سے باہر تھی یہ وہی جگہ تھی جہاں رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے''۔

فقہی نکات:

⇦ پہلی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا مسجد کے اندر نماز جنازہ ادا کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی بعض صحابہ کرام کا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے نماز جنازہ کا مسجد میں ادا کرنے پر اعتراض کرنے سے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں یہ طریقہ عام نہیں تھا۔ امام محمد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نماز جنازہ کے لئے مسجد سے الگ ایک مخصوص جگہ تھی۔

⇦ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا کسی عذر کی بنا پر تو جائز ہے لیکن بغیر عذر کے مکروہ ہے۔ ان کے مسلک کی دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلاشئی لہ) یعنی جس نے مسجد میں نماز جنازہ ادا کی اُس کے لئے کچھ اجر نہیں (سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز)

⇦ یاد رہے کہ مسجد میں نماز جنازا ادا کرنے سے نماز جنازہ ادا ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلاۃ علی الغال و قاتل نفسہ

(خائن اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ)

۱ - ((عن زید بن خالد الجهنی انّ رجلًا من المسلمین توفی بخیبر، وانه ذکر لرسول الله ﷺ، فقال "صلّوا علی صاحبکم" فتغیّرت وجوه القوم لذلک. فلمّا رای الذی بهم، قال: "انّ صاحبکم غلّ فی سبیل الله" ففتّشنا متاعه، فوجدنا فیه خرزا من خرز الیهود مایساوی درهمین)). (رواه الخمسة الا الترمذی)

''حضرت زید بن خالد جہنی سے مروی ہے کہ ایک مسلمان خیبر میں فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اس پر نماز پڑھ لو۔ یہ سن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا اس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے آخر ہم نے اس کا سامان ٹٹولا تو اس میں یہودیوں کے مہرے جو دو درہم کے ہوں گے پائے گئے''۔

۲ - ((وعن جابر بن سمرة ان رجلا قتل نفسه بمشاقص، فلم یصلّ علیه النبی ﷺ)). (رواه الجماعة الا البخاری)

''حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے ایک شخص نے تیروں سے خودکشی کر لی نبی اکرم ﷺ نے نماز اس کی جنازہ نہیں پڑھی''۔

فقہی نکات:

⇦ رسول اللہ ﷺ نے خود تو خائن اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن صحابہ کو اجازت دی چنانچہ جمہور فقہا کا اس حدیث کے پیش نظر یہی مسلک ہے کہ خائن، خودکشی کرنے والے اور دیگر گنہگار آدمی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّلاة علی من قتل فی حدّ

(حد میں مارے جانے والے کی نماز جنازہ)

۱ - ((عن جابر ان رجلا من اسلم جآء الی النبی ﷺ ، فاعترف بالزّنا، فاعرض عنه، حتّی شهد علی نفسه اربع مرّات فقال له ابک جنون؟ قال: لا قال "أحصنت؟ قال: نعم ، فامر به فرجم بالمصلی، فلما اذلقته الحجارة فر، فادرک ، فرجم حتی مات، فقال له النبیّ ﷺ خیرا، وصلی علیه)). (رواه البخاری فی صحیحه)

''حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک اسلمی (قبیلہ بنو اسلم کا شخص) نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا آپ ﷺ نے پوچھا تم دیوانے تو نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں آخر آپ کے حکم سے میدان میں سنگسار کر دیا گیا۔ جب اس پر پتھر پڑنے لگے تو بھاگ کھڑا ہوا مگر اسے گھیر لیا گیا اور پتھر کھاتے کھاتے فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تعریف کی اور اس پر نماز پڑھی''۔

فقہی نکتہ

⇦ معلوم ہوا کہ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جس پر حد جاری کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الصلوة علی المیت بعد مایُدفّن

(میت کی تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھنا)

۱۔ ((اخبرنا مالک اخبرنا ابن شهاب عن سعید بن المسیب ان رسول الله ﷺ نعی النّجاشیَّ فی الیوم الذی مات فیه فخرج بهم الی المصلّی فصفّ بهم و کبّر علیه اربع تکبیرات)). (موطا امام محمد)

''رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کے بارے میں اسی دن بتا دیا تھا جس دن وہ فوت ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے صحابہ کرامؓ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی''۔

۲۔ ((اخبرنا مالک اخبرنا ابن شهاب ان ابا امامة بن سهل بن حنیف اخبره ان مسکینه مرضت فاخبر رسول الله ﷺ بمرضها قال کان رسول الله ﷺ یعود المساکین ویسال عنهم قال فقال رسول الله ﷺ اذا ماتت فاذنونی بها قال فاتی بجنازتها لیلاً فکرهوا ان یوذنوا رسول الله ﷺ باللیل فلمّا اصبح رسول الله ﷺ اخبر بالذی کان من شانها فقال رسول الله ﷺ لم امرکم ان توذنونی فقالو یا رسول الله ﷺ کرهنا ان نخرجک لیلاً او نوقظک قال فخرج رسول الله ﷺ حتی صف بالنّاس علی قبرها فصلّی علی قبرها فکبّر اربع تکبیرات)).

''حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیفؓ کا بیان ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بیماری کی خبر دی گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مساکین کی عیادت فرمایا کرتے تھے اور ان کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔ راوی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ بوڑھی عورت فوت ہو جائے تم مجھے اطلاع دینا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس مسکینہ (غریب عورت) کا جنازہ رات کے وقت لایا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے رات کے وقت آپ ﷺ کو اطلاع دینا اچھا نہ سمجھا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ مجھے اطلاع دینا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضور! رات کے وقت آپ کو نکالنا اور آپ ﷺ کو بیدار کرنا ہم نے اچھا نہ سمجھا۔ رسول اللہ ﷺ نکلے حتیٰ کہ لوگوں نے اس مسکینہ کی قبر پر صف بندی کی۔ آپ ﷺ نے چار تکبیروں کے ساتھ قبر پر نماز جنازہ پڑھائی''۔

۳۔ ((وعن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال: کان زید بن ارقم یکبّر علی جنائزنا اربعا، وانه کبّر خمسا علی جنازه، فسالته فقال: کان رسول الله ﷺ یکبرها)). (رواه الجماعة الا البخاری)

''حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ زید بن ارقم عموماً جنازے پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے۔ ایک دن ایک جنازے پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں جب میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پانچ تکبیریں کہیں تھیں''۔

...ہی نکات

نجاشی شاہ حبشہ کا لقب تھا۔ اس کا اصل نام اصمعہ تھا۔

پہلی دو روایتوں سے غائبانہ نماز جنازہ کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور بعض دیگر فقہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ اور بعض فقہا ان واقعات کو حضور ﷺ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے غائبانہ نماز جنازہ کے قائل نہیں۔ متاخرین احناف اس معاملہ میں شدت کے قائل نہیں البتہ اس کو باقاعدہ رواج دینے اور اس کا اہتمام کرنے کو مناسب نہیں خیال کرتے۔

⇦ اگر کوئی آدمی ایسے علاقے میں فوت ہوا کہ زیادہ امکان یہ ہے کہ اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تو ایسے آدمی کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا تمام فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

⇦ بعض روایات سے نماز جنازہ میں پانچ اور بعض میں چھ تکبیرات کا ذکر بھی موجود ہے۔ لیکن زیادہ تر روایات میں چار تکبیرات کا ذکر ہے۔ لہٰذا جمہور فقہاء کا مسلک یہی ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہی کہی جائیں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من این یدخل المیّت قبره ومایقال عند ذلک

(میت کو قبر میں کدھر سے اتارنا چاہے اور اس وقت کیا پڑھنا چاہے)

۱۔ ((عن ابی اسحاق قال: اوصی الحارث ان یصلی علیه عبدالله بن یزید، فصلّی علیه ثم ادخله القبر من قبل رجلی القبر، وقال: هذا من السنّة)). (رواه ابو داؤد)

''حضرت ابو اسحاق سے مروی ہے انہوں نے کہا حضرت حارث نے وصیت کی تھی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن یزید پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں پاؤں کی طرف سے اتارا اور فرمایا یہ سنت ہے''۔

۲۔ ((وعن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ کان اذا وضع المیت فی القبر قال: بسم الله وعلی ملّة رسول الله وفی لفظ: وعلی سنّة رسول الله)). (رواه الخمسة الاالنسائی)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب مردہ قبر میں رکھا جاتا تو نبی ﷺ پڑھا کرتے: میں اللہ کے نام سے اور اللہ کے رسول کی ملت (طریقہ) پر اسے قبر میں اتارتا ہوں۔ ایک لفظ میں ہے: میں سنت رسول اللہ ﷺ پر اسے قبر میں اتارتا ہوں''۔

فقہی نکتہ:

میت کو قبلہ کی طرف سے پاؤں کی جانب سے قبر میں اتارنا سنت ہے۔ البتہ عذر کی بنا پر سر کی جانب سے بھی قبر میں میت کو اتارنا جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب القبر یتخذ مسجداً او یصلّی الیه او یتوسّد

(قبر کو سجدہ گاہ بنانا یا اس کی طرف نماز پڑھنا یا اسے تکیہ بنانا)

۱- ((اخبرنا مالک حدثنا الزھری عن سعید المسیب عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال قاتل اللہ الیھود اتخذ قبور انبیآئھم مساجد)).

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا''۔

۲- ((وعن ابن عباس قال: لعن رسول اللہ ﷺ زائرات القبور، والمتخذین علیھا المساجد والسّرج)). (رواہ الخمسہ الاابن ماجہ)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے والی عورتوں پر اور ان میں عبادت گاہیں بنانے والوں اور قبروں چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

فقہی نکات:

⇦ یہود و نصاریٰ تعظیم کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے آپ ﷺ نے اس امر کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے اس لئے زندوں، مردوں، عام و خاص غرض کسی کے سامنے سجدہ کرنا جائز نہیں خواہ سجدہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہو۔

⇦ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک اونٹ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا سر حضور اقدس ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدم مبارک میں رکھ دیا یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم بھی سجدہ کر لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' میری شریعت میں سجدہ حرام ہے۔ اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

⇦ عورتوں کا اپنے محرموں کی قبروں پر جانا جائز ہے۔ غیر محرموں کی قبروں پر جانا ناپسندیدہ امر ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا نہایت پسندیدہ امر ہے اور ثواب کا باعث ہے۔

⇦ قبروں پر چراغ جلانا ایک عبث اور غیر ضروری کام ہے۔ اس سے بدعات کو عروج ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

خود آزمائی

مندرجہ ذیل سوالوں کی وضاحت کیجئے:

۱۔ موت کی تمنا کرنا کن صورتوں میں جائز اور کن صورتوں میں ناجائز ہے۔

۲۔ غسل میت کا طریقہ تحریر کیجئے۔

۳۔ خاوند بیوی کا بعد از وفات ایک دوسرے کو غسل دینے کے بارے میں مختلف آراء تحریر کیجئے۔

۴۔ مرد اور عورت کے کفن کی تفصیلات تحریر کیجئے۔

۵۔ جنازہ میں قرات اور دعا سے متعلق تفصیل تحریر کیجئے۔

۶۔ خائن، خودکشی کرنے والے اور حد میں مارے جانے والے کی نماز جنازہ کا حکم تحریر کیجئے۔

۷۔ غائبانہ نماز جنازہ کے حکم میں مختلف آراء تحریر کیجئے۔

۸۔ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے کیا مراد ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑥

زکوۃ کے احکام و مسائل

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	249
یونٹ کے اغراض و مقاصد	251
① زکوۃ کی فضیلت واہمیت	252
1.1 زکوۃ نہ دینے والے کے لئے سزا	254
1.2 زکوۃ ادا کرنے سے مال کی تطہیر ہوتی ہے	257
1.3 زکوۃ کا نصاب	260
1.4 حولان حول	264
1.5 زیورات پر زکوۃ	265
② زکوۃ کے مصارف	268
2.1 فقراء	269
2.2 مساکین	269
2.3 عاملین	269
2.4 مؤلفۃ القلوب	270
2.5 رقاب	270
2.6 غارمین	271
2.7 فی سبیل اللہ	271
2.8 ابن السبیل	271

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مالی صدقات	272
3.1 محض زکوٰۃ کی ادائیگی کافی نہیں	272
3.2 سائلین کے ساتھ سلوک	273
3.3 انفاق کی ترغیب	274
3.4 صدقہ کرنے کے فوائد	276
3.5 وسائل کے ذریعہ آزمائش	277
3.6 دولت ناپائیدار ہوتی ہے	278

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اس وقت جو یونٹ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں آپ حضور علیہ السلام کے ان ارشادات کا مطالعہ کریں گے جن کا تعلق اسلام کے ایک اہم رکن زکوٰۃ سے ہے۔

ارکان اسلام میں نماز کے بعد جس رکن کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاں نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ساتھ ہی زکواۃ دینے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

آپ علیہ السلام کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ حکم کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔

اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں پر زکوٰۃ فرض کر دی ہے۔ اس کی فرضیت میں سب سے بڑا راز یہ ہے کہ معاشرہ کے اندر جو نادار، محتاج اور غریب طبقہ ہے اس کی ضروریات زکوٰۃ کی رقم سے پوری کی جا سکیں۔ آپ علیہ السلام نے اس کے بارے میں یہی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔

اسلام نے حاکم وقت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی ریاست میں رہنے والے افراد سے زکوٰۃ کی رقم جمع کرے اور اسے معاشرہ کے غریب اور محتاج طبقہ پر خرچ کرے۔

زکوٰۃ کے نصاب کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بہت ہی معتدل اور متوازن نصاب ہے اور اس کیلئے جو نظام رکھا گیا ہے وہ بھی قابل عمل اور فطری ہے اس میں مالدار لوگوں پر اتنا بوجھ نہیں رکھا گیا کہ وہ زکوٰۃ دینے سے ہی گھبرائیں نہ ہی سال میں کئی بار فرض کیا گیا ہے بلکہ اتنی رقم فرض کی گئی ہے جسے ایک صاحب نصاب بآسانی ادا کر سکتا ہے اور سال میں صرف ایک بار فرض کر دی گئی ہے۔ تاکہ زکوٰۃ دینے والے بار بار متاثر نہ ہوں۔

اللہ جل شانہٗ کے خاص بندے محض زکوٰۃ کے نصاب کو نہیں دیکھتے بلکہ سال بھر اپنے رب کی رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کیلئے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے صحیح مواقع پر خرچ کرنے کی بہت ترغیب دی ہے۔ آپ علیہ السلام کا اپنا عمل بھی یہی رہا کہ کبھی اپنے پاس ذخیرہ نہیں ہونے دیا۔ بلکہ جیسے ہی دولت آئی اسے خرچ کرڈالا۔ صحابہ کرامؓ کا عمل بھی یہی رہا۔ ان حضرات نے دولت جمع کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔

آج کل ہمارے معاشرہ کے دولت مند افراد زکوۃ ادا کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ باقی مواقع پر خوب خرچ کرتے ہیں۔ جہاں رسوم اور رواج پورے کرنے ہوں، دنیاوی شہرت حاصل کرنی ہو، سیاسی مقام حاصل کرنا ہو۔ وہاں لاکھوں کی رقم بلا جھجک خرچ کر لیتے ہیں۔ لیکن جہاں پروردگار کا حکم ہو وہاں خرچ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دولت مند طبقہ کی دولت، دولت مند طبقہ ہی میں گردش کر رہی ہے اور غریب طبقہ غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایک مزدور دن بھر کام کرتا ہے تو شام کو اسی سو روپے ملتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک ڈاکٹر مریض کی تشخیص کرتا ہے تو چند منٹوں میں دو تین سو روپیہ لے لیتا ہے۔ وکیل مشورہ دیتا ہے تو پانچ سو روپیہ لے لیتا ہے۔ ان ڈاکٹروں اور وکیلوں کے پاس وہی جاتے ہیں جن کے پاس مال اور دولت ہوتی ہے۔ اگر یوں معاشرہ کا تجزیہ کیا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ ساری دولت ایک ہی طبقہ کے ہاتھوں میں گردش کر رہی ہے۔ اگر معاشرہ کے مخیر حضرات اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور وہ اپنی دولت میں غریب اور محتاج افراد کو بھی شریک کریں تو اللہ جل شانہٗ انہیں قلبی سکون عطا فرمائے گا اور انہیں ان افراد کے حوالہ نہیں کرے گا جو انسانیت کے ساتھ ہمدردی کے نام پر انسانیت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام اور ہدایات کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ اپنی صلاحیت بروئے کار لائیں اور اپنے وسائل استعمال کریں۔

اس یونٹ میں کوشش کی گئی ہے کہ زکوۃ کے بارے میں آپ علیہ السلام نے ہمیں جو کچھ بتایا ہے اس کا مختصراً تذکرہ ہو اور صدقات کے بارے میں آپ علیہ السلام نے جو ترغیب دی ہے۔ اس کی ایک جھلک بھی سامنے آئے۔ امید ہے اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ کو زکوۃ کے بنیادی احکام سے واقفیت ہو جائے گی اور اس موضوع کا مزید مطالعہ کرنے کے لئے یہ یونٹ آپ کا ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اللہ جل شانہٗ ہم سب کو حضور علیہ السلام کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- زکوٰۃ کی فضیلت اور اہمیت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈال سکیں۔
- زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر مبنی گفتگو کر سکیں۔
- 'حولان حول' اور 'زیورات پر زکوٰۃ' کے موضوع پر ایک جامع نوٹ قلم بند کر سکیں۔
- زکوٰۃ کے مصارف بتا سکیں اور ہر ایک مصرف کی احادیث کی روشنی میں وضاحت کر سکیں۔
- مالی صدقات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے امت مسلمہ کو جو ترغیب دی ہے۔ اس کے بارے میں بحث کر سکیں۔
- صدقہ کرنے کے فوائد اور وسائل کو خرچ نہ کرنے کے نقصانات پر تجزیاتی تبصرہ کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① زکوٰۃ کی فضیلت، اہمیت اور بنیادی احکام

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ ﷺ بعث معاذاً الی الیمن فقال: انک تأتی قوماً اھل کتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و انّ محمّدا رسول اللہ فان ھم اطاعوا لذالک فاعلمھم ان اللہ قد فرض علیھم خمس صلوات فی الیوم واللیۃ 'فان ھم اطاعوالذ الک فاعلمھم انّ اللہ قد فرض علیھم صدقۃ تؤخذ من اغنیاء ھم فترد علی فقراء ھم فان ھم اطاعوالذالک فایاک وغرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین اللہ حجاب)).

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور رخصت کرتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو اہل کتاب ہیں یمن پہنچ کر آپ سب سے پہلے انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔ جب وہ آپ کی یہ بات تسلیم کر لیں تو انہیں بتا دیجیے کہ اللہ جل شانہٗ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ آپ کی یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتا دیجیے کہ اللہ جل شانہٗ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے۔ جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔ جب وہ آپ کی یہ بات بھی مان لیں تو زکوٰۃ وصول کرتے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اموال میں سے نفیس اور عمدہ مال چھانٹ لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا اس لئے کہ ان کی دعا براہ راست اللہ جل شانہٗ کے ہاں تک پہنچتی ہے''۔

یہاں حضور علیہ السلام نے حضرت معاذؓ کو بتایا کہ وہ اہل یمن کو تین چیزوں کی دعوت دیں پہلے ایمان کی، پھر نماز کی اور پھر زکوٰۃ کی۔ ایمان اور نماز کے بعد زکوٰۃ کا تذکرہ کرنا اس بات کی علامت ہے کہ حضور علیہ السلام کے ہاں اسلام کے اس رکن (زکوٰۃ) کی بہت بڑی اہمیت ہے جس طرح عبادات میں نماز کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اسی طرح زکوٰۃ کو بھی بہت اہم مقام حاصل ہے قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں کئی مقامات پر ساتھ ہی زکوٰۃ دینے کا بھی حکم دیا گیا ہے

زکوٰۃ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے حضرت معاذؓ کو یہ بھی بتایا کہ اہل یمن کے سامنے اس بات کی وضاحت کریں کہ زکوٰۃ والی اور حاکم اپنی ذات کے لئے نہیں لیتا بلکہ معاشرہ کے غریب طبقہ کے لئے لیتا ہے۔ حاکم کی چونکہ منصبی ذمہ داری ہے کہ وہ غریب افراد کی ضرورتوں کا خیال رکھے اس لئے اسے حق دیا گیا کہ مالدار لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور غریب افراد میں اسے تقسیم کرے۔

آپ علیہ السلام کی اس ہدایت میں یہ راز مضمر ہے کہ جب زکوٰۃ دینے والوں کو پہلے سے بتا دیا جائے کہ زکوٰۃ میں برسر اقتدار طبقہ کا کوئی حصہ نہیں بلکہ یہ معاشرہ کے غریب افراد کے ساتھ تعاون کے لیے لی جارہی ہے تو وہ بہ طیب خاطر اسے ادا کریں گے۔

اس وقت ہمارے ہاں سرکاری سطح پر جو زکوٰۃ وصول کی جارہی ہے۔ اس کی تقسیم کے بارے میں عوام کو کوئی اعتماد نہیں یہی وجہ ہے کو زکوٰۃ کی کٹوتی کا دن آنے سے پہلے لوگ اپنی رقمیں بنکوں سے نکال لیتے ہیں اور وہ گزر جانے کے بعد رقم پھر بنکوں میں جمع کر لیتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ کیطرف سے زکوٰۃ کی رقم کی تقسیم کے لئے باقاعدہ نظام ہوتا اور لوگوں کو یقین ہوتا کہ ان کی زکوٰۃ صحیح مصرف میں خرچ ہو گی تو لوگ پوری رغبت کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتے اور اس کا بہت مثبت نتیجہ سامنے آتا۔ زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے موجودہ نظام کے بارے میں علماء حضرات کی تجاویز کو اگر مدنظر رکھا جائے اور اسے صحیح خطوط پر چلایا جائے تو معاشرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر معاشی لحاظ سے بڑی فارغ البالی آ سکتی ہے۔

آپ علیہ السلام نے حضرت معاذؓ کو یہ تاکید بھی فرمائی کہ زکوۃ کی وصولی میں پورے انصاف سے کام لیں۔لوگوں کے مویشی اور پیداوار میں سے چھانٹ چھانٹ کر بہترین مال نہ لیں بلکہ توازن اوراعتدال کے ساتھ زکوۃ وصول کریں۔یعنی نہ تو بالکل گھٹیا اور نہ بالکل بڑھیا۔

آخر میں حضور علیہ السلام نے حضرت معاذؓ کو نصیحت فرمائی کہ آپ ایک علاقہ کے حاکم اور والی بن کر جارہے ہیں ظلم وزیادتی سے بچنا اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ کا مظلوم بندہ جب ظالم کے حق میں بددعا کرتا ہے تو وہ سیدھی عرش پر پہنچتی ہے۔

1.1 زکوۃ نہ دینے والے کے لئے سزا

حضور علیہ السلام نے اس شخص کیلئے وعید بتائی ہے جو صاحب نصاب ہوتے ہوئے زکوۃ ادا نہیں کرتا آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

۲۔ ((عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من اتاہ اللہ مالاً فلم یؤد زکوۃ مثّل لہ یوم القیامۃ شجاعاً اقرع لہ زبیبتان یطوّقہ یوم القیامۃ ثم یأخذ بلھزمتیہ (یعنی شدقیہ) ثم یقول:انا مالک انا کنزک ثم تلا: ﴿ولا یحسبنَّ الذین یبخلون...... الآیۃ﴾))

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ جل شانہٗ نے مال دیا ہوا اور وہ اس میں سے زکوۃ ادا نہ کرلے تو قیامت کے دن وہ مال اس کے سامنے ایسے زہریلے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دوسفید نقطے ہوں (اس قسم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سانپ زہریلا ہوتا ہے) پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر سانپ کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں یہ کہہ کر حضور علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿ولايحسبنّ الذين يبخلون بما اتاهم الله من فضله هو خيراً لهم بل هو شرٌّلهم، سيطوّقون مابخلوابه يوم القيامة﴾

"یعنی جن لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے (مال) دیا ہے (اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے) ایسے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں بہتر ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ انجام کے لحاظ سے یہ دولت ان کے لئے بدتر ہے۔ قیامت کے دن وہ مال ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا جس میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہو اسکی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو"۔

اس حدیث میں ان افراد کیلئے اخروی سزا بتائی گئی ہے۔ جو مالدار ہونے کے باوجود بخل سے کام لیتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے وہ حصہ نہیں نکالتے جس کا نکالنا اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ان کے اوپر فرض قرار دیا گیا ہے۔

اسلام نے انفاق (خرچ کرنے) پر بہت زور دیا ہے (حضور علیہ السلام نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعہ اس بات کی ترغیب دی ہے کہ مال خرچ کرنے کے لیے حاصل کیا جائے بچانے اور جمع کرنے کے لئے نہیں۔ جو لوگ دولت کماتے ہیں اور ساتھ ساتھ صحیح مصارف میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی زندگی بڑے آرام اور سکون سے گزرتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ دولت بچاتے ہیں اور جمع کرتے ہیں انہیں دنیا ہی میں اس کی حفاظت وغیرہ کی فکر ہر وقت لگی رہتی ہیں۔ دولت کی ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ جس کے پاس ہوتی ہے وہ اس میں مزید اضافہ کرنے کے لئے ہر وقت سوچتا ہے۔ بعض مرتبہ یہ سوچ اور خواہش اتنی بڑھ جاتی ہے کہ انسان اپنے ضمیر، دل اور ایمان کے تقاضوں کو بالکل نظر انداز کر لیتا ہے وہ دولت کی محبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اندھا ہو جاتا ہے اور ایسے کام کرنے لگ جاتا ہے جو اس کی ذات اور معاشرہ کی لئے قطعاً مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔ ایسے افراد کی دولت دنیا میں ان کے لئے مصیبت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے باعث عذاب ہوگی۔

جو لوگ اپنی دولت میں اضافہ کرنے کیلئے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ دنیا ہی میں وہ دولت ان کیلئے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص دنیا میں بظاہر اس قسم کی پریشانی سے بچ کر چلا جائے تو آخرت کی سزا سے وہ ہرگز نہیں بچ سکے گا۔

اس حدیث میں 'یوم القیامۃ' کا جو لفظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذاب دوزخ یا جنت کے فیصلہ سے پہلے محشر میں ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک دوسری حدیث میں زکوۃ ادا نہ کرنے والے ایک خاص طبقہ کے ایک خاص عذاب کے بیان کے ساتھ آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((حتی یقضی بین العباد فیری سبیله امّا الی الجنة وامّا الی النار)).

''یعنی اس عذاب کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ حساب کتاب کے بعد بندوں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جائے۔ اس فیصلہ کے بعد یہ آدمی یا جنت کیطرف چلا جائے گا یا دوزخ کی طرف''۔

مقصد یہ ہے کہ جتنا عذاب وہ آخری فیصلہ سے پہلے اٹھا چکے گا اگر اس کی بداعمالی کی سزا کے لئے اللہ جل شانہٗ کے نزدیک وہی کافی ہوگا تو اس کے بعد اس کو نجات مل جائے گی اور جنت میں بھیج دیا جائے گا اور اگر محشر کے عذاب سے اس کا حساب بے باق نہ ہوا ہوگا تو مزید سزا اور عذاب پانے کے لئے دوزخ میں بھی بھیجا جائے گا۔

بعض مرتبہ دنیا میں اللہ جل شانہٗ اپنے بندوں کو اس قسم کی سزاؤں کے نمونے دکھا دیتے ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔ اتفاق کی بات ہے کہ مذکورہ بالا روایت نقل کر لینے کے بعد پرسوں جب میں گھر گیا تو عصر کی نماز کے بعد میرے پاس ایک شخص آیا اس کا رنگ پیلا زرد تھا اس کے چہرہ پر خوف کے آثار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہنے لگا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ ہمارا ایک قریبی رشتہ دار چند دن پہلے وفات پا چکا ہے تدفین کے بعد دوسرے دن جب ہم اس کی قبر پر گئے تو اس کے اوپر ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا تھا جس کی لمبائی آٹھ فٹ سے بھی زیادہ تھی اور موٹا پا بھی حیران کن تھا۔ جب ہم نے اس کی طرف پتھر پھینکا تو اس پر کوئی اثر نہ ہوا بعد میں وہ قبر کے اندر چلا گیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ وہ سانپ مسلسل اس قبر کے اندر رہ رہا ہے۔ کبھی قبر کے اندر ہوتا ہے اور کبھی باہر ہوتا ہے۔ ہم جب بھی جاتے ہیں تو وہ خاموشی کے ساتھ اندر چلا جاتا ہے اور کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ آپ بتائیں اسکی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اس کی بات سن کر میں نے پوچھا کہ وہ غریب تھا یا امیر۔ کہنے لگا اس کے پاس بڑی دولت تھی میں نے پوچھا کہ بخیل تھا یا سخی۔ کہنے لگا کہ بہت بخیل تھا میں نے پوچھا کہ وہ زکوۃ وغیرہ ادا کرتا تھا یا نہیں؟ کہنے لگا زکوۃ نہیں دیتا تھا۔ میں نے پوچھا اور اسکے اندر کیا خامی تھی؟ کہنے لگا کہ وہ مالدار ہونے کے باوجود لوگوں سے قرض لیتا تھا اور پھر واپس نہیں کرتا تھا میں نے کہا یہ سانپ اس کا وہ مال اور وہ دولت ہے جو اس نے دنیا میں جمع کر رکھی تھی اور جس میں سے وہ اپنے رب کے نام کچھ بھی نہیں دینا چاہتا تھا۔ پھر میں نے حضور علیہ السلام کا مذکورہ بالا ارشاد سنایا اور بتایا کہ اب اس کی دولت میں سے اللہ جل شانہ کے نام پر کچھ دیں اور اس کی مغفرت کیلئے دعا کریں الہٰ العالمین! ہمیں اپنے ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رکھ (آمین)

1.2 زکوۃ ادا کرنے سے مال کی تطہیر ہوتی ہے

۳۔ ((عن ابن عباسؓ قال لما نزلت هذه الا ية:﴿والذين يكنزون الذهب والفضة ......الاية﴾ كبر ذلك على المسلمين فقال عمر: انا افرّج عنكم فانطلق فقال يانبيّ الله! انه كبر على اصحابك هذه الاية' فقال ان الله لم يفرض الزكوة الا ليطيب ما بقى من اموالكم وانما فرض المواريث وذكر كلمة لتكون لمن بعد كم فقال فكبّر عمر. ثم قال: الا اخبرك ما يكنز المرأ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المرأة الصالحة اذا نظر اليها سرته واذا امرها اطاعته' اذا غاب عنها حفظته)).

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب (سورۃ توبہ) کی یہ آیت نازل ہوئی:﴿والذين يكنزون الذهب والفضة وَلا ينفقو نها في سبيل الله فبشِّرهم بعذاب اليم' يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ماكنزتم لأنفسكم فذوقوا العذاب بما كنتم تكنزون﴾

''یعنی جو لوگ سونے چاندی (مال ودولت) کے خزانے بنانے اور جمع کرنے میں مصروف ہیں اور ان خزانوں میں سے اللہ جل شانہٗ کی راہ میں خرچ نہیں کرنا چاہتے انہیں بتایئے کہ ان کے لئے بہت دردناک عذاب ہے۔ یہ عذاب انہیں اس دن دیا جائے گا جس دن ان کی یہ جمع کردہ دولت دوزخ کی آگ میں تپائی جائے گی اور اس سے ان کے ماتھے، ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمھاری وہ دولت ہے جس کو تم نے اپنے لئے جوڑا تھا سو اب ان خزانوں اور ذخیروں کا مزا چکھو۔ (جب یہ آیت نازل ہوئی) تو صحابہ کرامؓ کو بڑی تشویش ہوئی اور ان پر بڑا بوجھ پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ میں تمہاری اس فکر اور پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کرنے لگے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! صحابہ کرامؓ پر اس آیت کا بڑا بوجھ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ جل شانہٗ نے زکوۃ اس لئے فرض کی ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد جو مال رہ جائے وہ پاک ہو جائے اور میراث کا قانون اس لئے مقرر کیا ہے کہ ابن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباسؓ کہتے ہیں کہ یہاں آپؐ نے کچھ ارشاد فرمایا تھا جو مجھے یاد نہیں رہا لیکن میراث کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ میراث کا قانون اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ تمھارے پسماندگان کے لیے سہارا ہو۔ حضرت عمرؓ نے حضور علیہ السلام کا یہ جواب سن کر خوشی میں کہا اللہ اکبر اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں تم کو بہترین دولت بتاؤں جو حاصل کرنے کی مستحق ہے اور جو قابلِ قدر بھی ہے۔ فرمایا: وہ نیک خصلت اور صالح بیوی ہے جس کو دیکھنے سے دل اور روح کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنے شوہر کی ہر بات مانتی ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرتی ہے"۔

سورۃ توبہ کی جس آیت کا تذکرہ اس حدیث میں ہوا ہے اس کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے یہ مطلب اخذ کیا کہ اپنی کمائی میں سے کچھ بھی نہ بچایا جائے اور جو بھی دولت ہو اسے راہِ خدا میں خرچ کر دیا جائے۔ ایسا کرنا ظاہر ہے انسان کے لئے آسان نہیں اس لئے صحابہ کرامؓ کو تشویش ہوئی حضرت عمرؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس لئے عرض کیا کہ آپؐ کو صحابہ کرام کی حالت کا اندازہ ہو گیا تھا حضور علیہ السلام نے اس آیت کے مطلب کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ اس کی زد میں صرف وہ لوگ آتے ہیں جو مال و دولت جمع کرتے ہیں اور اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو اپنی دولت میں سے زکوۃ ادا کرتے ہیں تو ان کے لئے ایسی کوئی بات نہیں اس لئے کہ زکوۃ کی ادائیگی سے مال و دولت کی تطہیر اور تزکیہ ہو جاتا ہے اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں پر زکوۃ اس لئے فرض کی ہے کہ ان کے اموال پاک رہیں آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ قانون میراث کا مقصد یہی ہے کہ پسماندگان کو اپنے سرپرست کے اٹھ جانے کے بعد مالی سہارا ملے۔ یہاں آپ علیہ السلام نے بتایا کہ اگر مال بچانا اور کمانا شریعت میں ممنوع ہوتا تو زکوۃ کا حکم اور میراث کا قانون ہی نہ ہوتا۔ زکوۃ کا واضح حکم اور میراث کا تفصیلی قانون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شریعت میں مال کمانا اور بچانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.3 زکوۃ کا نصاب

زکوۃ اس مال پر ادا کرنی پڑتی ہے جو بچایا گیا ہو اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مال و دولت کے خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لیا جائے۔ قرآن مجید نے پرہیزگاروں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بتائی ہے کہ ﴿ ومِمَّا رزقنهم يُنفِقون ﴾ یعنی ''ہم نے ان کو جو وسائل دیئے ہیں یہ ان میں سے خرچ کرتے ہیں'' اس کے ساتھ ساتھ قرآن نے فضول خرچی سے روکا ہے اور ایسا کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ اب ظاہر ہے جو شخص فضول خرچی نہیں کرے گا اور اس کے پاس دولت ہوگی تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اللہ جل شانہٗ نے اس قسم کی دولت میں اپنا ایک خاص حصہ مقرر فرمایا ہے جسے ہم اصطلاح میں زکوۃ کہتے ہیں۔ اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں اس کے تفصیلی احکام نہیں تھے۔ مجمل حکم تھا بعد میں اس کے تفصیلی ضوابط مقرر ہوئے۔ مثلاً یہ کہ مال کی کن اقسام پر زکوۃ واجب ہوگی کم از کم کتنے مقدار پر زکوۃ واجب ہوگی، کتنی مدت گزر جانے کے بعد واجب ہوگی، کن کن راہوں میں وہ خرچ ہو سکے گی۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کے چند ارشادات ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

۴۔ ((عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ليس فيما دون خمسة اوسق من التمر صدقة، وليس فيما دون خمس اواق من الورق صدقة، وليس فيما دون خمس ذود من الابل صدقة)).

''حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ راس اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے''۔

یہاں حضور علیہ السلام نے تین جنسوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کی کم سے کم مقدار بتائی ہے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے عرب میں جو لوگ خوشحال اور دولت مند ہوتے تھے ان کے پاس دولت زیادہ تر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں جنسوں میں سے کسی ایک جنس کی صورت میں ہوتی تھی۔

کھجوروں کے بارے میں آپ علیہ السلام نے بتایا کہ پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی ایک وسق تقریباً چھ من ہوتا ہے اس لحاظ سے پانچ وسق کھجوریں تیس من کے قریب ہوں گی۔ چاندی کے بارے میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ ہوتب اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم کے برابر ہوتی ہے اس حساب سے پانچ اوقیہ دوسو درہم کے برابر ہوگی۔ جس کا وزن ساڑھے باون تولے ہوتا ہے۔ اونٹوں کے متعلق آپؐ نے بتایا کہ پانچ راسوں سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں زکوٰۃ کے وجوب کے لئے جو مقدار بتائی گئی ہے یہ ہر لحاظ سے ایک معقول مقدار ہے۔ تیس من کھجوروں کی آج کے دور میں جو بھی حیثیت ہو لیکن اس دور میں یہ ایک مختصر خاندان کے گزارہ کے لئے سال بھر کافی ہوسکتی تھیں۔ اسی طرح دوسو درہم کا بھی اچھا خاصا وزن تھا اور پانچ اونٹوں کی تو اس وقت بھی ٹھیک ٹھاک قیمت ہے جس شخص کے پاس دولت کی اتنی مقدار ہو وہ خوشحال اور دولت مند کہلانے کا مستحق ہے۔

ایک اور موقع پر آپ علیہ السلام سے غنی کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس پچاس درہم ہوں وہ غنی ہے۔

۵۔ ((عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ من سأل الناس وله ما يغنيه جاء يوم القيامة و مسئلته في وجهه خموش او خدوش او كدوخ قيل يا رسول الله! ما يغنيه؟ قال خمسون درهما او قيمتها من الذهب)).

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی حالت میں لوگوں سے سوال کرے کہ اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اس کے لئے کافی ہو تو وہ قیامت کے دن محشر میں اس حال میں آئے گا کہ اس کا سوال اس کے چہرہ میں ایک گھاؤ کی صورت میں ہوگا (خموش، خدوش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کدوخ تینوں لفظ زخم کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں راوی کو شک ہے کہ حضور علیہ السلام نے کون سا لفظ استعمال کیا تھا)۔ آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد سن کر کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! دولت کی وہ کتنی مقدار ہے جس کو آپ ﷺ نے کافی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ علیہ السلام نے فرمایا: پچاس درہم یا ان کے برابر سونا۔ یہاں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے پاس پچاس درہم ہوں وہ غنی ہے اور اس کو کسی سے مانگنا نہیں چاہیے''۔

مال کی وہ مقدار جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے حضور علیہ السلام نے متعین فرمائی ہے لیکن وہ مقدار جس کے حاصل ہوتے ہوئے سوال نہیں کرنا چاہیے آپ علیہ السلام نے مختلف اوقات میں اس کے معیار مختلف بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً سنن ابوداؤد میں ایک روایت ہے جس کے راوی سہل بن الحنظلہ ہیں۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے سوال ہوا:

((ما الغِنی الذی لا تنبغی معه المسئلة؟))

آپ ﷺ نے فرمایا:

((قدر ما يُغَدّيه ويعشيّه))

یعنی ''اتنا کہ اس سے دن کا کھانا کھا سکے اور رات کا کھانا کھا سکے''

علامہ ابن قیم زکوۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کی مقدار متعین فرمادی اور ان چیزوں کی نشاندھی بھی کر دی ہے جن پر زکوۃ فرض ہے آپ علیہ السلام نے یہ بھی بتا دیا کہ زکوۃ کب واجب ہوگی۔ آپ علیہ السلام نے ان چیزوں کی چار قسمیں کی ہیں اور یہ چاروں ایسی ہیں جن سے تقریباً ہم سب کو واسطہ پڑتا ہے۔ پہلی قسم کاشت اور باغات۔ دوسری قسم مویشی (اونٹ گائے اور بکری وغیرہ) تیسری قسم وہ ہے جس پر مالیات کا سارا نظام قائم ہے۔ یعنی سونا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاندی اور چوتھی قسم تجارت کا مال اپنی تمام قسموں اور شعبوں کے ساتھ ہے''۔(زادالمعاد ج:۱ ،ص:۱۴۵)

شاہ ولی اللہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''پھر اس کی ضرورت ہوئی کہ زکوۃ کی مقدار مقرر کر دی جائے۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس میں بہت سے افراط وتفریط اور حدود سے تجاوز کا خطرہ ہے یہ نہ اتنی کم ہونی چاہیے کہ ان پر اس کا کوئی اثر ہی محسوس نہ ہو اور نہ ان کے بخل کا کوئی علاج ہو سکے۔ نہ اتنی زیادہ کہ اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے۔ اسی طرح زکوۃ کی مدت کا بھی معاملہ ہے نہ یہ مدت اتنی مختصر مناسب تھی کہ بار بار زکوۃ ادا کرنے کی نوبت آتی نہ اتنی طویل کہ بخیلوں کو پوری چھوٹ مل جاتی اور محتاجوں اور ضرورتمندوں کا کوئی بھلا نہ ہو سکتا۔ مناسب یہی تھا کہ اس کا ایسا قانون بنا دیا جاتا جس طرح عام طور پر بادشاہ اپنی رعایا کے لئے ٹیکس کی حد مقرر کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ عرب وعجم اس کے عادی ہیں اور اس کو ایک ناگزیر چیز سمجھتے ہیں اور ان کے احساس کو اس سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی خاص طور پر مسلمان جو کلفت کی بجائے الفت کا عادی اور خوگر ہے اس حکم کی تابعداری میں سب سے پیش ہوگا''۔(حجۃ اللہ البالغہ ج:۲،ص:۳)

ایک اور روایت میں بھی حضور علیہ السلام نے نصاب زکوۃ کی مقدار بتاتے ہوئے فرمایا کہ دوسو درہم سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

۶۔ ((عن علیّ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: قد عفوت عن الخیل والرقیق، فھا تواصدقة الرقة من کل اربعین درھما درھم، ولیس فی تسعة وتسعین ومائة شئی، فاذا بلغت مأتین ففیھا خمسة دراھم)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: گھوڑوں اور غلاموں میں زکوٰۃ واجب نہیں کی گئی ہے اسلیئے چاندی کے ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم زکوٰۃ ادا کرو۔ درہم اگر ۱۹۹ (ایک سوننانوے) ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہاں جب دوسو ہوجائیں تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے''۔

گھوڑے اور غلام اگر صرف سواری اور خدمت کے لئے ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہاں اگر تجارت کے لئے ہوں تو پھر ان میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اس بارے میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

۷۔ ((عن سمرة رضی الله عنه، انّ رسول الله ﷺ كان يأمرنا ان نخرج الصدقة من الذی تعد للبيع)).

''حضرت سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ہم کو حکم تھا کہ ہم ہر اس چیز میں زکوٰۃ نکالیں جو ہم نے تجارت کے لئے رکھی ہو''۔

1.4 حولان حول

مال پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے جب اس پر ایک سال کی مدت گزر جائے اس بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

۸۔ ((عن ابن عمرؓ قال:قال رسول الله ﷺ: من استفاد مالاً فلا زكوٰة فيه حتى يحول عليه الحول))

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص نے مال حاصل کیا تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر ایک سال کا عرصہ گزر نہ جائے''۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل شدہ دولت پر ایک سال کا عرصہ گزر جانا ضروری ہے لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کل ہمارے ہاں بنکوں میں جوزکوٰۃ کاٹی جاتی ہے۔اس میں اس بات کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔زکوٰۃ کی کٹوتی کے دن سے اگر دو دن پہلے بھی کسی نے رقم جمع کرائی ہوتو بنک والے اس کی بھی زکوٰۃ کاٹ دیتے ہیں حالانکہ یہ اصولاً غلط ہے۔

1.5 زیورات پرزکوٰۃ

زیورات پر زکوٰۃ ہے یانہیں؟ اس بارے میں علماء کا آپس میں اختلاف ہے ایک جماعت کے نزدیک زیورات خواہ استعمال کے لئے ہوں یاتجارت کے لئے دونوں صورتوں میں ان پرزکوٰۃ ہے۔دوسری جماعت کا مسلک یہ ہے کہ زیورات اگر استعمال کے لئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔ ہاں اگر تجارت کیلئے ہوں تو پھراس پرزکوٰۃ ہے۔جوحضرات زیورات پرزکوٰۃ کے قائل ہیں۔وہ حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشاد سے استدلال کرتے ہیں:

۹- ((عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده انّ امراة اتت النبیّ ﷺ بابنة لها فی ید ابنتها مسکتان غلیظتان من ذهب فقال: اتعطین زکوٰة هذا؟ قالت: لا. قال: اتسرّی ان یسورّک الله بهما یوم القیامة سوارین من النار. فخلعتهما فالقتهما الی النبیّ ﷺ وقالت: هما لله ورسوله)).

’’حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے۔آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم ان کنگنوں کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟اس نے عرض کیا کہ میں تو ان کی زکوٰۃ ادانہیں کرتی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتی ہو کہ ان دو کنگنوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن تجھے آگ کے دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنگن پہنائے جائیں۔ یہ سن کر اس نے دونوں کنگن اتار دیئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیئے اور عرض کیا کہ اب یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہیں''۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زیورات اگر استعمال کے لئے ہوں تو بھی ان پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے۔ امام شافعیؒ امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک زیورات پر زکوۃ صرف اس صورت میں فرض ہے جب وہ تجارت کے لئے ہوں۔ یا مال کو محفوظ کرنے کے لیے ہوں ان حضرات کے نزدیک ان پر زکوۃ واجب نہیں۔

ہمارے ہاں آج کل جو لوگ زیورات بنواتے ہیں ان میں ایسے افراد بہت کم ہوں گے جو محض آرائش اور استعمال کے لئے بنواتے ہوں گے۔ وہ خواتین جو دن بھر امور خانہ داری میں مصروف رہتی ہیں انہیں زیور پہننے کا موقع کب ملتا ہے۔ زیادہ تر لوگ اس مقصد کے لئے زیور بنواتے ہیں کہ کسی خاص موقع پر آرائش کے لئے استعمال ہوں گے اور ویسے مال کی حفاظت کے لئے ہوں گے۔ زیور بنوانے اور سنبھال کر رکھنے کا رجحان معاشرہ کے لئے قطعاً مفید نہیں بعض گھروں میں لاکھوں کا سونا زیورات کی شکل میں سالہا سال سے پڑا رہتا ہے۔ یہ حضرات نہ تو اس کی زکوۃ ادا کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں اس کا احساس ہوتا ہے۔

زیورات کی شکل میں سونے کا جمع کرنا کنز ہے اور اہل کنز کے لئے قرآن مجید میں سخت وعید آئی ہے۔ ہاں اگر ان زیورات کی زکوۃ ادا کی جائے تو پھر یہ کنز نہیں اس ضمن میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

۱۰ – ((عن ام سلمة قالت: كنت البس اوضاحاً من ذهب فقلت: يارسول الله! اكنز هو؟ فقال ما بلغ ان تودّى زكوٰة فزكى فليس بكنز)). (رواه مالک)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں سونے کے اوضاح (زیور کا نام ہے) پہنتی تھی۔ ایک دن میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ کے رسول! کیا یہ بھی اس کنز میں داخل ہے؟ (جس پر سورۃ توبہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ﴿والذین یکنزون الذھب والفضۃ ......الایۃ﴾ میں دوزخ کی وعید آئی ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو مال اتنا ہو جائے کہ اس کی زکوۃ ادا کرنے کا حکم ہو اور پھر اس کی زکوۃ ادا کی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔ یعنی ایسے مال پر وعید نہیں ہے''۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ استعمال والے زیورات پر زکوۃ واجب ہے امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ظاہری نصوص سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

خود آزمائی ①

۱- زکوۃ کی فضیلت اور اہمیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پیش کیجیے۔

۲- زکوۃ نہ دینے والے کے لئے حدیث میں جس سزا کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی نشاندہی کیجیے اور متعلقہ حدیث پر تشریحی نوٹ قلم بند کیجیے۔

۳- زکوۃ کے نصاب سے کیا مراد ہے؟ اس موضوع پر احادیث کی روشنی میں ایک جامع اور واضح نوٹ تحریر کیجیے۔

۴- ''حولان حول'' کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

۵- زیورات پر زکوۃ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احادیث کو مدنظر رکھ کر گفتگو کیجیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② زکوٰۃ کے مصارف

زکوٰۃ کی جو رقم بیت المال میں جمع ہوتی ہے وہ معاشرہ کے ہر فرد کو نہیں دی جا سکتی بلکہ ان لوگوں میں تقسیم ہوتی ہے جن کا تعین قرآن مجید نے کیا ہے۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

۱ ا۔ ((عن زیاد بن الحارث قال اتیت النبی ﷺ فبایعته فذکر حدیثاً طویلاً فاتاه رجل فقال: اعطنی من الصدقة، فقال له رسول الله ﷺ: ان الله لم یرض بحکم نبی ولا غیره فی الصدقات حتی حکم هو فجزّاءَ هاثما نیة اجزاء فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک)). (رواه ابو داؤد)

''حضرت زید بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ علیہ السلام سے بیعت کی۔ زیاد نے اس موقع پر ایک طویل حدیث ذکر کی اور اسی سلسلہ میں یہ واقعہ نقل کیا کہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ مجھے عنائیت فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ تو کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر کی مرضی پر بلکہ خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے اور ان کے آٹھ حصے یعنی آٹھ قسمیں کر دی ہیں اب اگر آپ کا تعلق ان آٹھ قسم کے لوگوں میں سے کسی ایک قسم سے ہو تو میں تجھے زکوٰۃ دے سکتا ہوں''۔

آپ علیہ السلام نے یہاں زکوٰۃ کے جن مصارف کا تذکرہ فرمایا ہے وہ سورۃ توبہ کی اس آیت میں ذکر کئے گئے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿انما الصّدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلّفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل......﴾

(التوبہ)

''زکوٰۃ فقراء اور مساکین کا حق ہے اس کی وصولی کا کام کرنے والوں کا حق ہے اس کی رقم تالیف قلب کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے خرچ کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ مقروض ہوں ان کی مدد کے لئے صرف کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالٰی کی راہ میں لڑنے والوں اور مسافروں کو دی جاسکتی ہے''۔

زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصرف ہیں ذیل میں ان کی مختصراً وضاحت کیجاتی ہے۔

2.1 فقراء

فقیر کی جمع ہے۔ فقیر کا لفظ غنی کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے جس کے معنی غریب اور مفلس کے ہیں۔ فقراء سے مراد معاشرہ کے وہ جملہ افراد ہیں جو غریب ہوں اور جن کے پاس اتنا سرمایہ نہ ہو جس پر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ یعنی زکوٰۃ ہر اس شخص کو دی جاسکتی ہے جو صاحب نصاب نہ ہو۔

2.2 مساکین

مسکین کی جمع ہے۔ مسکین وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے کچھ نہ ہو۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ معاشرہ کے ایسے افراد کی سرپرستی کرے اور ان کی ضروریات کا انتظام کرے۔ زکوٰۃ کی رقم ایسے لوگوں پر خرچ کی جاسکتی ہے۔

2.3 عاملین

عامل کی جمع ہے۔ عامل وہ شخص کہلاتا ہے جو صاحب نصاب لوگوں سے زکوۃ وصول کرتا ہے۔ عاملین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات چونکہ زکوٰۃ جمع کرنے کیلئے محنت کرتے ہیں اور اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔اس لئے زکوٰۃ کی رقم سے انہیں محنت اور وقت کا معاوضہ دیا جا سکتا ہے ایسے افراد اگر غنی بھی ہوں تو بھی زکوٰۃ کی رقم لے سکتے ہیں۔

2.4 مئولفۃ القلوب

ایسے افراد جن کی دلجوئی دینی مصالح کے لئے ضروری ہو۔یعنی ان کو خوش کر کے دین کے لئے ان سے کام لیا جا سکے۔ایسے لوگ اگر غنی ہوں تو بھی ان پر زکوٰۃ خرچ کی جا سکتی ہے۔

2.5 رقاب

غلاموں اور باندیوں کو چھڑانے کے لئے زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔اسلام یہ نہیں چاہتا کہ معاشرہ کے اندر غلامی رہے اور لوگ آزادی کے ساتھ اپنی زندگی نہ گزار سکیں۔اس مقصد کیلئے غلام کو چھڑانا عبادت قرار دیا گیا ہے۔اور مخیرّ حضرات کو ترغیب دی گئی کہ وہ غلامی کے خاتمہ کے لئے اپنی دولت خرچ کریں۔کفارات کی ادائیگی کے سلسلہ میں بھی یہ اختیار دیا گیا کہ جو لوگ غلام آزاد کرا سکتے ہیں۔وہ غلام چھڑائیں اور زکوٰۃ کے مصارف میں بھی یہ ایک مستقل مصرف رکھ دیا گیا کہ اس کی رقم کے ذریعہ غلام کو چھڑایا جا سکتا ہے جو لوگ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے غلامی کے نظام کو رواج اور تحفظ دیا ہے۔انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اسلام نے نہ تو غلامی کے نظام کو شروع کیا ہے اور نہ اسے رواج دیا ہے اسلام نے اس نظام کی بیخ کنی کی ہے اور اس کے خاتمہ کے لئے کئی ذرائع استعمال کئے ہیں۔قرون اولیٰ میں اگر غلامی کے نظام کا تذکرہ ملتا ہے تو وہ نظام پہلے سے موجود تھا۔اسلام کے آنے کے بعد شروع نہیں ہوا۔اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا اور انہیں معاشرہ میں جو حیثیت حاصل تھی آپ علیہ السلام نے اس سلوک کو بہت ناپسندیدہ قرار دیا اور غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا۔آپ علیہ السلام نے خود کئی غلاموں کو آقاؤں سے چھڑایا۔اور اپنے صحابہ کو ترغیب دی کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ غلاموں کو ان کے مجازی آقاؤں سے چھڑائیں جو لوگ اس وقت اسلام پر غلامی کے تحفظ اور ترویج کا الزام لگاتے ہیں ان کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ پوری دنیا کے اقوام کو غلام بنانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ امت مسلمہ کو ان کے اس قسم کے عزائم سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

2.6 غارمین

وہ لوگ کہلاتے ہیں جو ایسے مالی بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہوں جس کا اٹھانا ان کی طاقت سے باہر ہو مثلاً کسی پر اتنا قرض ہو کہ اس کا ادا کرنا اس کیلئے مشکل ہو یا کسی پر اتنا مالی تاوان آ چکا ہو کہ وہ اسے ادا نہ کر سکتا ہو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے۔

2.7 فی سبیل اللہ

فی سبیل اللہ کے معنی ہیں۔ اللہ کی راہ میں۔ مقصد یہ ہے کہ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر جو لوگ کام کر رہے ہیں خواہ وہ میدان جنگ میں لڑ رہے ہوں یا معاشرہ کے افراد کی صحیح تعلیم وتربیت میں مصروف ہوں یا دین کی ترویج واشاعت کسی اور شکل میں کر رہے ہوں، ایسے افراد اور اداروں کو زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے

2.8 ابن السبیل

ابن السبیل محاورہ میں مسافر کو کہتے ہیں۔ مسافر جب گھر سے نکلتا ہے تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا اس کی جیب کٹ سکتی ہے، اس کا سامان (زادسفر) چوری ہو سکتا ہے۔ وہ بیمار ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ بالکل محتاج ہو سکتا ہے احتیاج کی صورت میں مسافر کو زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے۔ مسافر اپنے قیام کی حالت میں غنی ہو لیکن سفر کی حالت میں محتاج ہو جائے تو زکوٰۃ کا مستحق ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں جن صاحب کے متعلق بتایا گیا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ انہیں زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ دیا جائے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زکوٰۃ کے تو آٹھ مصارف ہیں جو اللہ جل شانہٗ نے خود مقرر فرمائے ہیں اگر آپ ان میں سے کسی ایک مصرف میں آتے ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ ویسے میں آپ کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مالی صدقات

((عن فاطمة بنت قيس قالت قال رسول الله ﷺ: ان فى المال لحقاً سوى الزكوة ثمّ تلا: ﴿ليس البرّ ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب......﴾)). (رواه الترمذى والدارمى)

''فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ جل شانہٗ کا حق ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ليس البرّ ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البرّ من آمن بالله واليوم الاخر والملائكة والكتاب والنبيّن' وآتى المال على حبّه ذوى القربى واليتمىٰ والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب واقام الصلوة وَآتى الزكوة﴾ (البقرة ۲۳۴) یعنی اصل نیکی اور بھلائی کا معیار یہ نہیں کہ تم عبادت میں مشرق و مغرب کیطرف اپنا رخ کر لیا کرو۔ بلکہ اصل نیکی کی راہ ان لوگوں کی ہے جو اللہ جل شانہٗ کو مانتے ہیں آخرت کے دن کو تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کے فرشتوں' کتابوں اور نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اپنے عزیز و اقارب، یتیم بچوں اور معاشرہ کے غریب و محتاج لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں ضرورت مند مسافروں کی مالی اعانت کرتے ہیں۔ مانگنے والوں کو دیتے ہیں۔ غلاموں کو چھڑواتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں''۔

3.1 محض زکوٰۃ کی ادائیگی کافی نہیں

مقصد یہ ہے کہ بندہ کے پاس جو مال و دولت ہے اس میں سے محض زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ جل شانہٗ کے حق کی پوری پوری ادائیگی نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی معاشرہ کے دولت مند افراد کی یہ ذمہ داری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ اپنے عزیز واقارب کا خیال رکھیں۔ اگر رشتہ دار غریب ہیں تو بھی ان کے حق کا خیال رکھیں۔ تحفہ اور ہدیہ کی شکل میں انہیں کچھ نہ کچھ دیا کریں۔ ان کو گھر بلا کر کھلائیں' پلائیں اور خاطر تواضع کریں تاکہ ان کے مراسم اور رابطہ میں اضافہ ہو اور معاشرہ کے اندر استحکام پیدا ہو۔ یتیم بچوں پر شفقت اور ان کی مالی مدد بھی مخیر حضرات کی ذمہ داری ہے ہمارے معاشرے میں عام طور سے یتیم بچے بغیر تعلیم وتربیت اور راہنمائی کے پل اور بڑھ جاتے ہیں جن میں سے بعض بعد میں پورے سماج کے لئے دردسر بن جاتے ہیں ایسے بچوں کی تعلیم وتربیت اور کفالت اہل ثروت کی ذمہ داری ہے اور اسے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہر ایک مالدار کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے پڑوس میں کتنے افراد ہیں جن کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں' پینے کے لیے کچھ نہیں رہنے کیلئے کچھ نہیں اوڑھنے اور بچھونے کے لئے کچھ نہیں ایسے شخص کی عبادت اور ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں جو خود اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھ کر خوب کھائے پیے' اور اس کے پڑوسی کے بچے خالی پیٹ یا سوکھی روٹی کھا کر سو جائیں موجودہ حالت میں ہمارے معاشرہ کے اہل ثروت حضرات کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بارے میں سوچیں اس وقت غریب' غریب تر ہوتا جارہا ہے اور امیر امیر تر ہوتا جارہا ہے اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو معلوم نہیں کہ اس کے نتائج کتنی گھمبیر شکل میں سامنے آئیں گے ضرورت اس بات کی ہے کہ جن حضرات کے پاس وسائل ہیں وہ ان وسائل کو منجمد نہ رکھیں بلکہ انہیں خرچ کریں اور غریب افراد کیلئے کچھ حاصل کرسکنے کا موقع دیں۔ اہل اقتدار طبقہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ سرمایہ کاری کرنے والوں کو تحفظ فراہم کریں اور انہیں یقین دلائیں کہ ان کا سرمایہ ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس وقت ہمارے ملک میں اہل سرمایہ اس لیے سرمایہ کاری نہیں کرتے کہ ان کے سامنے غیر یقینی حالات ہیں لوگ دولت باہر کے ممالک میں لے جاکر وہاں کے بنکوں میں محفوظ کرلیتے ہیں یا اس کے ذریعہ مزید دولت حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں کو اس مقصد کے لیے قطعاً وسائل نہیں دیئے۔

3.2 سائلین کے ساتھ سلوک

اس وقت ہمارے معاشرہ میں ہزاروں افراد ایسے ہیں جو بھیک مانگ کر زندگی گزارتے ہیں بھیک مانگنا اگر غور سے دیکھا جائے تو بہت مشکل کام ہے کوئی بھی شخص آسانی سے یہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہا جائے کہ بھکاریوں کو بھیک مانگنے کی عادت ہوتی ہے اوراس لئے ان کے نزدیک یہ کوئی مشکل کام نہیں تو یہ کہنا اسلئے صحیح نہیں کہ شروع میں تو وہ عادی نہیں ہوتے۔ عادت تو بعد میں بن جاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگ حالات سے مجبور ہوتے ہیں جب ان کیلئے اور کوئی راستہ نہیں ہوتا تو وہ لوگوں سے مانگنے کے لئے نکل آتے ہیں۔ قرآن نے سائلین (مانگنے والوں) کو دینا نیکی قرار دیا ہے اور یہ واقعی بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ مانگنے پر مجبور کیوں ہوئے۔ اگر معاشرہ کے مخیر حضرات کے سامنے ان کی ضروریات ہوں اور وہ ان کی طرف توجہ دیں تو یہ کبھی باہر نہ آئیں۔ حکومت کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرے اوران کی کفالت کرے بیت المال سے ان پر خرچ کرے۔

3.3 انفاق کی ترغیب

آپ علیہ السلام نے صدقہ کرنے کی بہت ترغیب دی ہے ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔

۱۳ - ((عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ قال الله تعالىٰ: انفق يابن آدم انفق عليک)). (رواه البخاری ومسلم)

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بندے کو اللہ جل شانہٗ کا پیغام ہے کہ اے آدم کے فرزندا! تو میرے ضرورت مند بندوں پر اپنی کمائی خرچ کر، میں اپنے خزانے سے تجھ کو دیتا رہوں گا''۔

یہاں حضور علیہ السلام نے اللہ جل شانہٗ کے اس ارشاد کو پوری وضاحت کے ساتھ بتا دیا ہے کہ جو لوگ اللہ جل شانہٗ کی راہ میں خرچ کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں مزید عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اپنے رب کے اس فرمان پر پورا یقین ہوتا ہے اور اس فرمان کو پیش نظر رکھ کر وہ اپنے وسائل کو خرچ کرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کے خزانوں سے مزید دولت حاصل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں قلبی سکون بھی ملتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴- ((عن ابی امامة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: یا ابن آدم ان تبذل الخیر خیر لک وان تمسکه شرٌّ لک ولا تلام علی کفاف وابداء بمن تعول)). (رواہ مسلم)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے آدم کے بیٹو! اللہ جل شانہٗ کی دی ہوئی دولت جو اپنی ضرورت سے فاضل ہو اس کا راہ خدا میں صرف کر دینا تمھارے لئے بہتر ہے اور اس کا روکنا تمھارے لئے بُرا ہے ہاں گزارے کے مطابق رکھنے پر کوئی ملامت نہیں اور سب سے پہلے ان پر خرچ کرو جن کی تم پر ذمہ داری ہے''۔

یہاں بھی آپ علیہ السلام نے یہی بتایا کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو اسے خرچ کر دینا خرچ کرنے والے کیلئے بہت بہتر ہے خرچ کرنے کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ خرچ کرنے کا مصرف اور مقصد صحیح ہونا چاہیے خواہ مخواہ بلاضرورت خرچ کرنا صحیح نہیں اسلام نے اسراف اور تبذیر سے بہت سختی کے ساتھ روکا ہے۔ دولت کو اپنے پاس روکے رکھنا آپ ﷺ کے نزدیک ناپسندہ فعل ہے اس لئے روایت مذکورہ میں آپ ﷺ نے بتایا کہ جو شخص مال کو اپنے پاس رکھے گا اور اسے خرچ نہیں کرے گا تو اس کے لئے کبھی بھی مفید ثابت نہیں ہوگا۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں انسان نے جو کچھ کھایا' پہنا اور اللہ کی راہ میں دیا وہ اس کا ہے اور جو اس سے رہ گیا وہ اس کا نہیں بلکہ اس کے ورثا کا ہے آپ ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دینے کیساتھ ساتھ اس کی برکتیں بھی بتائی ہیں۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۵- ((عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ان الصدقة لتطفیٔ غضب الرّب وتدفع میتة السوء)). (رواہ الترمذی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: صدقہ اللہ جل شانہٗ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.4 صدقہ کرنے کے فوائد

جس طرح دنیا کی مادی چیزوں، جڑی بوٹیوں تک کے خواص اور اثرات ہوتے ہیں اسی طرح انسانوں کے اچھے بُرے اعمال اور اخلاق کے بھی خواص اور اثرات ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہی معلوم ہوتے ہیں اس حدیث میں صدقہ کی دو (۲) خاصیتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر بندے کی کسی لغزش اور معصیت کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ کا غضب اس کی طرف متوجہ ہو تو صدقہ اس غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے بندہ بجائے اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کے اس کی رضا اور رحمت کا مستحق بن جاتا ہے اور دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بری موت سے آدمی کو بچاتا ہے۔ یعنی صدقہ کی برکت سے اس کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح کی موت سے بچاتا ہے جس کو دُنیا میں بُری موت سمجھا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث ج ۴ ص ۷۰)

ایک اور موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

۱۶ – ((عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله بعفو الا عزاً وما تواضع احد لله الا رفعه الله)). (رواه مسلم)

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کا سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی بخشے گا''

قرآن کریم میں ہے:

﴿لئن شكرتم لأزيدنّكم﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم نعمت میں اضافہ کریں گے''۔

پروردگار عالم اپنے بندوں کو دو طرح آزماتے ہیں۔ ایک صورت میں بہت کچھ دے کر اور دوسری صورت میں سب کچھ لے کر۔

3.5 وسائل کے ذریعہ آزمائش

اللہ جل شانہٗ اپنے بعض بندوں کو خوب وسائل دے کر دیکھتے ہیں کہ وہ ان وسائل کو کس طرح استعمال کرتے ہیں اور ان وسائل کی موجودگی میں اپنے رب کو کتنا یاد رکھتے ہیں اب جب ایسے افراد وسائل کو استعمال کرتے وقت اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو ان کا رب ان سے خوش ہوتا ہے اور انہیں مزید وسائل عطا فرماتا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وسائل کا شکریہ ادا کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ان وسائل میں پروردگار کا جو حق ہے وہ ادا کیا جائے اور اللہ جل شانہٗ نے جس طرح اور جن مصارف میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ان کو مدنظر رکھا جائے اہل ثروت حضرات کے لئے محض زبان سے الحمدللہ کہنا کافی نہیں بلکہ عملاً بھی الحمد للہ کہنا ضروری ہے۔ بعض لوگ خوب مالدار ہونے کے باوجود لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہیں، تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں لیکن جہاں خرچ کرنے کا موقع آتا ہے وہاں فرار کا راستہ اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے اصل فرض میں کوتاہی کر رہے ہیں اور یہ ایسی کوتاہی ہے جو ان کی دیگر عبادات پر پانی پھیر سکتی ہے اللہ جل شانہٗ کے ہاں ایسے شخص کی نماز اور تسبیح کی کیا قیمت ہو سکتی ہے جس کے محلّہ میں لوگ ننگے ہوں، بھوکے ہوں، بیمار اور نادار ہوں اور اسے ان کی کوئی پروا نہ ہو اس نے تمام وسائل اپنے گھر میں سمیٹ کر رکھے ہوں اور ان میں سے کسی پر کچھ خرچ کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

۱۷- ((عن ابی ذر رضی اللہ عنه قال: انتهیت الی النبیّ ﷺ وهو جالس فی ظلّ الکعبة فلما رآنی قال هم الاخسرون وربّ الکعبة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقلت فداک ابی وامّی من هم ؟ قال هم الاکثرون اموالا الّا من قال هکذا وهکذا من بین یدیه ومن خلفه وعن یمینه وعن شماله وقلیل ما هم)). (رواه البخاری)

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت کعبہ کے نیچے اس کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! کون لوگ ہیں جو بڑے خسارے میں ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جو بڑے دولت منداور سرمایہ دار ہیں۔ ان میں سے وہی لوگ خسارے سے محفوظ ہیں جو اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں (ہر طرف خیر کے مصارف میں) اپنی دولت کشادہ دستی کے ساتھ صرف کرتے ہیں مگر دولت مندوں اور سرمایہ داروں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں''۔

3.6 دولت ناپائیدار ہوتی ہے

یہاں آپ علیہ السلام نے جن دولت مندوں کو خسارہ میں بتایا ہے ظاہر ہے ان سے مراد وہی لوگ ہیں جو مالدار ہونے کے باوجود اپنے مال میں سے خرچ نہیں کرتے اس میں سے اللہ جل شانہٗ کا حق ادا نہیں کرتے۔ اسے اپنی خواہشات اور ترجیحات کے مطابق صرف کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دولت ان کے پاس ہمیشہ رہے گی۔ دولت کے سلسلہ میں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اس کا اصل مالک اللہ جل شانہٗ ہے۔ انسان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ بطور امانت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہیں بڑے بڑے امیروں سے ان کی دولت چھین لیتے ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں چلتا اور جب چاہیں مانگنے والے فقیروں کو اتنی دولت دے دیتے ہیں کہ وہ اسے سنبھال بھی نہیں سکتے۔ ظاہر بین نگاہیں ان مناظر کو دیکھ کر حیران اور پریشان ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہیں۔ درحقیقت اللہ جل شانہٗ نے یہ پورا نظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ فرماتے ہیں ﴿نحن قسمنا بینھم معیشتھم......﴾ جس شخص نے اللہ جل شانہٗ کی اس شان کو سمجھ لیا وہ کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیتا۔ اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ نیکی اور بھلائی کے مواقع پر زیادہ سے زیادہ صرف کرے اور جس کی سمجھ میں یہ حقیقت نہیں آئی تو وہ ہمیشہ مال ودولت کو اپنے سینہ کے ساتھ لگائے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی ختم ہوجاتی ہے وہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے اور وہ ساری دولت یہیں رہ جاتی ہے ہم نے بارہا ایسے افراد کو دیکھا ہے جو اپنی زندگی میں جمع کرتے رہے وہ نہ اپنے اوپر خرچ کرتے اور نہ اپنی اولاد پر خرچ کرتے تھے لیکن جب وہ مرگئے تو ان کی اولاد نے عملاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس دولت کو دونوں ہاتھوں سے خرچ کیا۔ خوب لطف اندوز ہوئے اور ان کے ایصال ثواب کیلئے کچھ بھی نہیں دیا۔

الٰہ العالمین! ہمیں مال ودولت کے فتنہ سے محفوظ رکھ۔ (آمین)

خود آزمائی

۱۔ زکوٰۃ کی مصارف کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ ہر ایک مصرف کی وضاحت کے ساتھ نشاندہی کیجیے۔

۲۔ مالی صدقات سے کیا مراد ہے؟ کیا زکوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ صدقات کا دینا ضروری ہے۔ بحث کیجیے۔

۳۔ سائلین کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ اس موضوع پر ایک نوٹ قلم بند کیجیے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے فوائد کا تذکرہ فرمایا ہے اس ضمن میں متعلقہ احادیث کو مدنظر رکھ کر بحث کیجیے۔

۵۔ وسائل کے ذریعہ آزمائش کس طرح ہوتی ہے؟ بیان کیجیے۔

۶۔ دولت ناپائیدار ہوتی ہے اس ضمن میں روایات کی روشنی میں تبصرہ کیجیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑦

کتاب الصّوم

تحریر: معین الدین ہاشمی
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	285
یونٹ کے اغراض ومقاصد	286
① کتاب الصوم (روزہ)	287
1.1 روزہ کا مفہوم اور اس کی حقیقت	287
1.2 روزہ کی اقسام	287
1.3 ماہ رمضان کی خصوصیت	288
1.4 روزہ کی فضیلت	288
② چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرنا	292
③ رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزے رکھنے کا حکم	294
④ روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا	295
⑤ رمضان کے درمیان یا روزہ کے درمیان میں کسی پر روزہ واجب ہو جانا	296
⑥ جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑنا	298
⑦ روزے میں قے کا حکم	300
⑧ روزے میں بھول کر کھانا پینا	301
⑨ غروب آفتاب سے قبل بھول کر روزہ افطار کر لینا	302
⑩ روزہ دار کا جنابت کی حالت میں صبح کرنا	303

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11	روزہ میں غیبت اور بیہودہ باتوں سے بچنا	306
12	روزہ دار کا گرمی کی وجہ سے کلی یا غسل کرنا	308
13	روزہ کی حالت میں بوسہ لینا	309
14	افطار اور سحری کے آداب	310
15	سفر میں روزہ رکھنا	312
16	بیمار، بوڑھے مرد اور عورت، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا روزہ ترک کرنا	313
17	روزہ کی قضاء کا حکم	315
18	عاشورہ کا روزہ	317
19	ایام بیض کے روزے	320
20	لگاتار روزے رکھنے کی کراہت	321
	خود آزمائی	322

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

صوم کے لئے اردو میں معروف لفظ روزہ استعمال کیا جاتا ہے۔لغت کی اصطلاح میں اس کے معانی، رک جانے کے ہیں۔شریعت کی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک تین اشیاء سے اپنے آپ کو مکمل طور پر روکنے کا نام صوم (روزہ) ہے۔

۱- کھانے سے رکنا

۲- پینے سے رکنا

۳- وظیفہ زوجیت ادا کرنے سے رکنا

عام طور پر صبح سے شام تک ان اشیاء سے رکے رہنے والا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس نے فرض کو بطریق احسن ادا کر دیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان مذکورہ بالا تین اشیاء کے ذیل میں بھی کئی ایک ضروری احکام ومسائل ہیں جن کی صحیح بجا آوری کے بغیر روزہ کا فرض صحیح طور پر ادا نہیں ہوسکتا۔

اس یونٹ میں روزہ سے متعلق اہم احکام پر مبنی احادیث کے مطالعہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان احادیث کے ذیل میں تشریح ومطالب بیان کئے گئے ہیں مختلف فقہا کے نقطہ نظر کو بھی واضح کیا گیا ہے۔امید ہے کہ اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ روزہ سے متعلق ضروری احکام ومسائل سمجھ سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے:

- روزہ کے لغوی اور شرعی مفہوم سے آگاہی حاصل کرسکیں۔
- روزہ سے متعلق احکام ومسائل کے حدیثی دلائل کا مطالعہ کریں۔
- روزہ کے احکام سے متعلق مختلف فقہا کی آراء کا مطالعہ کرسکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① کتاب الصوم

1.1 روزہ کا مفہوم اور اسکی حقیقت

لفظ صوم کا لغوی معنی ہے ''امساک'' یعنی کسی شے سے رک جانا۔ شریعت کی اصطلاح میں نیت کے ساتھ تین چیزوں سے دن صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک رکے رہنے کو 'صوم' کہتے ہیں۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱- امساک عن الطعام (کھانے سے رکنا)

۲- امساک عن الشرب (پینے سے رکنا)

۳- امساک عن الجماع (وظیفہ زوجیت ادا کرنے سے رکنا)

رمضان کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے۔ اس سے قبل عاشورہ کا روزہ فرض تھا صوم رمضان کی فرضیت کے بعد اس (عاشورہ) کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔

قرآن مجید میں امت محمد ﷺ کو روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

﴿یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾.

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے (روزہ کا یہ حکم) تم کو اس لئے دیا گیا ہے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو''۔

1.2 روزہ کی اقسام

روزے کی تین اقسام ہیں: ۱- فرض ۲- واجب ۳- سنت

۱- فرض: رمضان المبارک کے مہینے کے روزے ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- واجب: نذر ماننے سے جو روزے لازم آتے ہیں وہ واجب ہیں۔

۳- نفل: مندرجہ بالا دونوں اقسام کے علاوہ جو بھی روزہ ہے وہ نفلی ہوگا۔

1.3 ماہ رمضان کی خصوصیت

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جونہی رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتا ہے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے جملہ دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جنت کا ایک بھی دروازہ بند نہیں رہتا اور دوزخ کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور ایک روایت میں آتا ہے کہ مسلمان کی نیکی کے ثواب میں اضافہ کر دیا جاتا ہے نفل ادا کرنے والے کو فرض کے برابر اجر دیا جاتا ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کی رات میں قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔

1.4 روزہ کی فضیلت

رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے روزے رکھنے کے سبب تمام گناہ مٹ جاتے ہیں چنانچہ حدیث رسول کے الفاظ ہیں:

((من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه))

''یعنی جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں''۔

ایک روایت میں روزہ کو ڈھال قرار دیا گیا ہے چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((الصوم جنة))

''یعنی روزہ ڈھال ہے''۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے دار کے لئے خصوصی انعام کا اعلان فرمایا ہے چنانچہ حدیث قدسی کے الفاظ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((الصوم لی وانا اجزی به))

''یعنی روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں خود دوں گا''۔

درج ذیل میں ہم رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ پیش کرتے ہیں جس سے روزے کی اہمیت اس کی حقیقت اور اس کی حکمتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

((عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ ﷺ علیه وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال: یا ایها الناس قد أَظَلَّكم شهرٌ فیه لیلة خیرٌ من الف شهرٍ جعل الله صیامه' فریضة و قیام لیله تطوعاً من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادیٰ فریضة فیما سواه ومن ادیٰ فریضة فیه کان کمن ادیٰ سبعین فریضة فیما سواه و هو شهر الصبر والصبر، ثوابه الجنة و شهر المواساة و شهر یزاد فیه زرق المومن،من فطر فیه صائماً کان له' مغفرة لذنوبه و عتق رقبته من النار و کان له' مثلُ اجره من غیر ان ینتقص من اجره شئی قلنا یا رسول اللہ ﷺ لیس کلّنا یجد مایفطّر به الصائم فقال رسول الله ﷺ یعطی الله هٰذا الثواب، من فطّر صائماً علی مَذقَةِ لبن او شربةٍ من ماءٍ و من اشبع صائماً سقاه الله من حوضی شربةً لا یظما حتی یدخل الجنة و هو شهرا أوّله' رحمة واوسطه' مغفرة واخره' عتق من النار و من خفف عن مملوکه فیه غفر الله له واعتقه من النار)).

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا...... اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدری اور غم خواری کا مہینہ ہے، اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہنے میں کسی روزہ دار کو اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے ......
آپ سے عرض کیا گیا ہے: - یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا...... اس کے بعد آپ نے فرمایا: اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الصوم لرویة الهلال والافطار لرؤیته

(چاند دیکھ کر روزہ شروع کرنا اور چاند دیکھ کر افطار کرنا)

۱۔ ((اخبرنا مالک حدثنا نافع وعبداللہ بن دینار عن ابن عمران رسول اللہ ﷺ ذکر رمضان فقال لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدرو له))

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور چاند دیکھے بغیر روزہ افطار نہ کرو اگر آسمان ابر آلود ہو تو تم (تیس دن) مکمل کرلو''۔

۲۔ ((وعن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب أنه خطب فی الیوم الذی یشک فیه، فقال: ألا انی جالست اصحاب رسول اللہ ﷺ وساء لتهم و انهم حدثونی ان رسو ل اللہ ﷺ قال: صوموا لرویته، وافطروا لرویته، وانسکوا لها. فان غم علیکم فاتموا ثلاثین. فان شهد شاهدان مسلمان، فصوموا وافطروا)).

''حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے اس دن تقریر کی جس دن شک تھا اور فرمایا میں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے پاس بیٹھا ہوں اور ان سے (یہ معاملہ) پوچھا ہے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر موقوف کرو اور چاند دیکھ کر ہی قربانی کرو۔ اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس دن پورے کرلو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر مسلمان (دو مسلمان) گواہی دے دیں تو روزے رکھو اور روزے موقوف کرو''۔

۳- ((وعن عمار بن یاسر قال: من صام الیوم الذی یشک فیه، فقد عصی ابا القاسم، محمد ﷺ (رواه الخمسة الا احمد، وصححه الترمذی)

''حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم (محمد ﷺ) کی نافرمانی کی''۔

فقہی نکات

⇦ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی مہینہ کی ابتداء کا دارومدار رویت ہلال پر ہے۔ اگر انتیس دن کے بعد چاند نظر آ گیا تو گزشتہ مہینہ ختم اور اگلا مہینہ شروع ہو جائے گا۔ اگر کسی وجہ سے چاند نظر نہ آ سکا تو تیس دن پورے ہونے پر بھی اگلا مہینہ شروع ہو جائے گا۔

⇦ جمہور فقہاء کرام کے نزدیک رمضان المبارک کے چاند کے لئے دو اچھے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہؒ امام جعفر صادقؒ اور بعض دوسرے آئمہ کے نزدیک اگر مطلع صاف ہو تو بہت سے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے اگر مطلع ابر آلود ہو تو ایک آدمی کی گواہی سے بھی چاند کا اعتبار کر لیا جائے گا کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ بادلوں کی وجہ سے چاند دوسرے لوگوں کو نظر نہ آیا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجآء فی استقبال رمضانَ بالیومِ والیومَین

(رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنے کا حکم)

۱۔ ((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:
لا یتقدمنّ احدکم رمضان بصوم یومٍ او یومین، الا ان یکون
رجلا کان یصوم صوما فلیصمه)). (رواه الجماعة)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ ہاں اگر کوئی ان دنوں کے روزے رکھنے کا عادی ہو تو اور بات ہے''۔

فقہی نکات

⇦ اگر کسی وجہ سے رمضان المبارک کا چاند نہ دیکھا جاسکے تو پھر شعبان کے مہینے کے تیس دن مکمل کرنے کے بعد رمضان کی ابتدا کرنی چاہئے۔ یہ جائز نہیں کہ شعبان کے آخری دن کو شک کا دن قرار دے کر روزہ رکھ لیا جائے۔

⇦ رمضان سے ایک دو دن قبل ملا کر روزہ رکھنا مکروہ ہے اس سے شک کے دروازے کھلتے ہیں۔ البتہ اگر کسی کی پرانی اور مستقل عادت ہے تو اس کے لئے جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب وجوب النیة من اللّیل

(روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا)

۱ — ((عن ابن عمر عن حفصة عن النبی ﷺ انه قال "من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له)). (رواه الخمسة)

''حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں''۔

((قال محمد ومن اجمع ایضاً علی الصیام قبل نصف النهار فهو صائمٌ وقدروی ذلک غیر واحدٍ وهو قول ابی حنیفة والعامّة قبلنا)). (موطا امام محمد)

''امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص نے زوال سے قبل روزے کی نیت کر لی اس کا روزہ درست ہے۔ یہ روایت کثیر لوگوں سے مروی ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ اور ہمارے سابقہ فقہاء کا قول ہے''۔

فقہی نکات

⇦ نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے۔ اگر رات کو سوتے وقت دل میں یہ بات تھی کہ صبح روزہ رکھنا ہے اور صبح سحر بھی کی تو گویا روزے کی نیت ہو چکی چاہے زبان سے نہ بھی کہے۔

⇦ نفلی روزے کے لئے رات کو نیت کی ضرورت نہیں صبح اگر طلوع فجر کے بعد کھایا پیا نہیں تو دن میں کسی بھی وقت نفلی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے۔ جمہور فقہاء کرام کا یہی مسلک ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من وجب علیہ الصّومُ فی ثناء الشّھرأوالیوم

(رمضان کے دوران یا دن کے کسی حصہ میں روزہ واجب ہو جاتا)

۱۔ ((عن الربیع بنت معوذ قالت: ارسل رسول اللہ ﷺ غداة عاشوراء الی قری الانصار التی حول المدینة من کان اصبح صائما فلیتم صومه، ومن کان اصبح مفطراً فلیتم بقیة یومه، فکنا بعد ذلک نصومه، و نُصَوِّمُ صبیاننا الصغار منهم، ونذهب الی المسجد فنجعل لهم اللُّعبة من العهن، فاذا بکی احدهم من الصعام اعطیناها ایاه، حتی یکون عند الافطار)).

''حضرت ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء (محرم کی دس تاریخ) کے دن انصار کے دیہاتوں میں جو مدینے کے آس پاس تھے ایک آدمی بھیج کر اعلان کرایا کہ جس نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے وہ تو روزہ پورا کر لے اور جس نے روزہ نہ رکھنے کی حالت میں صبح کی ہے وہ باقی دن پورا کر لے (کھائے پئے نہیں) اس (اعلان) کے بعد ہم خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے۔ ہم مسجد میں جاتے اور بچوں کے لیے روئی کے کھلونے بنا دیتے۔ اگر کوئی بچہ کھانے کے لئے روتا تو وہ کھلونا اسے دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا''۔

۲۔ ((وعن سفیان بن عبداللہ بن ربیعة قال : حدثنا وفدُنا الذین قدِموا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی رسول اللہ ﷺ باسلام ثقیف. قال: وقدموا علیه فی رمضان، وضرب علیهم قبّة فی المسجد. فلما اسلموا صاموا مابقی علیهم من الشهر))(رواه ابن ماجه)

''سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں اس وفد نے حدیث بیان کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنو ثقیف کے اسلام کے لیئے آیا تھا۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں یہ وفد آپ ﷺ کے پاس رمضان میں آیا تھا۔ اور آپ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ نصب کرا دیا تھا۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے رمضان کے باقی مہینے کے روزے رکھے''۔

فقہی نکات

- بلوغت سے قبل روزہ فرض نہیں لیکن اگر بچوں کو عادی کرنے کیلیے روزہ رکھوا لیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔
- اگر رمضان کے مہینے میں کوئی آدمی اسلام لے آئے تو وہ رمضان کے باقی ایام کے روزے رکھے گا بلکہ اگر دن کے کسی حصے میں کافر مسلمان ہو گا تو بقیہ دن کھانے پینے سے احتراز کرے گا اور اس دن کے روزے کی قضا بھی کرے گا۔
- رمضان میں دن کے کسی حصے میں اگر حائضہ یا نافسہ (نفاس والی) عورت پاک ہو جائے یا بچہ بالغ ہو جائے تو بقیہ دن احترام رمضان کے طور پر ان کے لئے کھانا پینا جائز نہیں نیز اس دن کے روزے کی قضا کرنی بھی ضروری ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من أفطر متعمداً فی رمضان

(جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑنا)

۱- ((اخبرنا مالک حدثنا الزهری عن حمید بن عبدالرحمن عن ابی هریرة ان رجلا افطرفی رمضان فامر رسول الله ﷺ ان یکفّر بعتق رقبةٍ او صیام شهرین متتابعین او اطعام ستین مسکیناً قال لا اجدفأُتی رسول الله ﷺ بعرَقٍ من تمرٍ فقال خذ هذا فتصدّق به فقال یا رسول الله ﷺ ما اجد احداً احوج الیه منی قال کلْه)).

''حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رمضان المبارک میں روزہ توڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بطور کفارہ غلام آزاد کرنے یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ اس شخص نے عرض کیا: حضور میں تو کوئی چیز بھی نہیں پاتا۔ بارگاہ رسالت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ طباق پکڑ لو اور اسے تقسیم کردو۔ اس نے عرض کیا حضور ﷺ! مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہی کھالو''۔

فقہی نکات

⇦ مذکورہ بالا حدیث کے پیش نظر جمہور فقہاء کا یہ مسلک ہے کہ جس شخص نے رمضان کے روزہ میں جان بوجھ کر کھایا پیا یا مجامعت کر لی تو اس کے ذمہ روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ قضا کے طور پر تو ایک روزہ رکھے گا اور کفارہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⇦ روزہ کے کفارے میں ترتیب ضروری ہے۔ مثلاً سب سے پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو مسلسل ساٹھ روزے رکھے۔ یاد رہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے یا جان بوجھ کر درمیان میں کوئی روزہ چھوٹ گیا تو نئے سرے سے کفارے کے روزے رکھنے ضروری ہیں۔ اگر کوئی آدمی نہایت بوڑھا ہے یا ایسا بیمار ہے کہ اس کی بیماری ختم ہونے کا امکان نہیں تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کر سکتا ہے۔

⇦ جمہور فقہا کا مسلک یہ ہے کہ اگر بھول کر مجامعت (ہم بستری) کر لی تو روزہ کا کفارہ لازم نہیں آئے گا صرف روزہ کی قضا ضروری ہوگی۔

⇦ رسول اللہ ﷺ نے حالت روزہ میں مجامعت کرنے والے شخص کو حکم دیا کہ "یہ کھجوریں گھر والوں کو کھلا دو" جمہور فقہاء کے نزدیک گھر میں کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا اس سلسلہ میں حدیث کی کئی توجیہات کی گئی ہیں۔

ا: بعض نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت پر محمول کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ عام حکم نہیں۔

ب: بعض نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو گھر والوں کو کھلانے کا حکم دیا وہ بطور کفارہ کے نہیں تھا بلکہ مطلب یہ تھا کہ فی الحال گھر کی ضروریات پوری کر لو جب توفیق ہو تو کفارہ ادا کر دینا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاءٰ فی القئی

(روزہ میں قے کا حکم)

۱۔ ((عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال: من ذَرعہ القئی فلیس علیہ قضاء، ومن استقاء عمدا فلیقض)). (رواہ الخمسۃ الا النسائی)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جسے خود بخود قے آ جائے اس کے لئے روزہ کی قضا نہیں اور جس نے جان بوجھ کر قے کی وہ (روزہ) قضا کرے''۔

۲۔ ((اخبرنا مالک اخبرنا نافع ان ابن عمر کان یقول من استقآء وھو صائمٌ فعلیہ القضآءُ ومن ذَرعہ القئی فلیس علیہ شئیٌ)).

''حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے روزے کی حالت میں عمداً (جان بوجھ) قے کی تو اس پر اس کی قضا واجب ہے اور جس کو از خود قے آئے تو اس پر کوئی چیز نہیں''۔

فقہی نکات

⇦ قے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ اختیاری ۲۔ غیر اختیاری

⇦ اگر اختیاری (جان بوجھ) کر قے کی اور وہ قے منہ بھر کر ہوگئی تو روزہ ٹوٹ جائے اور اس کی قضا لازم ہوگی۔

⇦ اگر غیر اختیاری طور پر قے ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من اكل وشرب ناسياً

(روزے میں بھول کر کھانا پینا)

۱۔ ((عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ "من نسی وهو صائمٌ. فاكل او شرب، فليتم صومه، فانما اطعمه الله وسقاه)). (رواه الجماعة الا النسائی)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا تو وہ روزہ پورا کرلے کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے''۔

۲۔ وفی لفظٍ "اذا اكل الصائمُ ناسياً او شرب ناسياً فانما هو رزقٌ ساقه الله اليه، ولا قضاءً عليه ولا كفارة (رواه الدار قطنی)

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ''اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اللہ نے اسے روزی پہنچائی ہے اس پر روزے کی قضا نہیں''۔

فقہی نکات

- بھول کر کھانے پینے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- بھول کر اگر عورت سے مجامعت کر بیٹھے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الرجل یفطر قبل المساء یظن انہ قد مسٰی

(غروب آفتاب سے قبل بھول کر روزہ افطار کر لینا)

۱۔ ((اخبرنا مالک اخبرنا زید بن اسلم ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ افطر فی یوم رمضان فی یوم غیمٍ ورای انہ قد امسیٰ اوغابت الشمس فجآء ہ رجل فقال یا امیر المؤمنین قد طلعت الشمس قال الخطبُ یسیر وقد اجتھدنا)).

''حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے بادل کے دن (ابر آلود دن) یہ گمان کرتے ہوئے کہ شام ہو چکی ہے یا سورج غروب ہو چکا ہے، روزہ افطار کر لیا آپ (عمر فاروقؓ) کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین سورج ظاہر ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا قضا آسان ہے بیشک ہم نے کوشش کی''۔

فقہی نکتہ

⇦ ایک آدمی نے رمضان میں یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ وقت افطار ہو چکا ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ افطاری کا وقت نہیں ہوا تھا تو ایسی صورت میں روزہ کی قضا لازم آئے گی۔ اس کا تعلق بھول چوک سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے ہے۔ لہذا دونوں کے احکام میں بھی فرق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من اصبح جنباً و هو صائم

(روزہ دار کا جنابت کی حالت میں صبح کرنا)

۱ — ((اخبرنا مالک حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن بن معمرٍ عن ابی یونس مولیٰ عآئشة ان رجلاً قال لرسول اللہ ﷺ: وھو واقف علی الباب وانا اسمع انی اصبحت جنباً و انا ارید الصوم فقال رسول اللہ ﷺ وانا اصبح جنباً ثم اغتسل فاصوم فقال الرجل انک لست مثلنا فقد غفر اللہ لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر فغضب رسول اللہ ﷺ وقال واللہ انی لارجوا ان اکون اخشاکم اللہ عزوجل واعلمکم بما اتّقیٰ)).

''ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے دروازے پر کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا جبکہ میں سن رہی تھی (اس شخص نے کہا) کہ میں نے جنابت کی حالت میں صبح کی اور میں روزہ رکھنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں جنابت کی حالت میں صبح کرتا ہوں میں غسل کرلیتا ہوں اور میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری مثل نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈروں اور تقویٰ کے بارے میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں''۔

www.KitaboSunnat.com

فقہی نکات

⇦ ((قال محمد و بھذا ناخذ من اصبح جنباً من جماعٍ من غیر احتلام فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شهر رمضان ثم اغتسل بعد ما طلع الفجر فلا باس بذلک وكتاب الله تعالىٰ يدلّ على ذلک قال الله عزوجلّ احل لكم ليلة الصيام الرّفث الىٰ نسآء كم هن لباس لكم وانتم لباس لهن علم الله انكم كنتم تختانون انفسكم فتاب عليكم و عفا عنكم فالان باشروهن(يعنى الجماع) وابتغوا ما كتب الله لكم (يعنى الولد) وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود (يعنى حتى يطلع الفجر) فاذا كان الرجل قد رخّص له لن يجامع ويبتغى الولد وياكل ويشرب حتى يطلع الفجر فمتىٰ يكون الغسل الا بعد طلوع الفجر فهذالا باس به وهو قول ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ.))

''حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں کہ جس شخص نے احتلام کے علاوہ جماع کے نتیجے میں رمضان کے مہینے میں حالت جنابت میں صبح کی پھر اس نے غسل کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کتاب اللہ (قرآن) اسے بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿احل لكم ليلة الصيام الرفث الىٰ نسآء كم هن لباس لكم وانتم لباس لهن علم الله انكم كنتم تختانون انفسكم فتاب عليكم و عفا عنكم فالان باشروهن وابتغوا ما كتب الله لكم و كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الا سود الفجر﴾ یعنی تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی سے جماع کرنا حلال قرار دیا جاتا ہے وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے اس نے تمہاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ قبول کر لی اور تمہیں معاف فرما دیا۔ اب تم ان سے جماع کر سکتے ہو تم طلب کرو وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متعین کر دی ہے (یعنی اولاد)۔ تم کھاؤ اور پیو حتی کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے (یعنی فجر کے طلوع ہونے تک)۔ جب مرد کو اجازت دی گئی ہے کہ جماع کر سکتا ہے، اولاد طلب کر سکتا ہے تو طلوع فجر تک کھا اور پی سکتا ہے۔ تو طلوع فجر کے علاوہ غسل کب ممکن ہو سکتا ہے؟ لہٰذا غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

⇦ معلوم ہوا کہ اگر کسی نے جنابت کی حالت میں صبح کی تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے کیونکہ جنبی ہونا روزے کے منافی نہیں ہے۔ خواہ یہ جنابت احتلام کے سبب ہو یا جماع کے باعث۔ البتہ یہ بات ضرور ملحوظ خاطر رہے کہ طلوع فجر کے بعد غسل کرتے وقت جب حلق میں یا ناک میں پانی ڈالے تو نہایت احتیاط سے کام لیا جائے کہ کہیں پانی حلق سے نیچے پیٹ میں نہ اتر جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب التحفّظ من الغیبة واللّغو

(روزہ میں غیبت اور بیہودہ باتوں سے بچنا)

۱۔ ((عن ابی هریرة ان النبی ﷺ قال: اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث یومئذ ولا یصخب، فان شاتمه احد او قاتله فلیقل: انی امرؤٌ صائم. والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسک، وللصائم فرحتان یفرحهما: اذا افطر فرح بفطره واذا لقی ربه فرح بصومه)). (متفق علیه)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا روزے کے دن کوئی بیہودہ نہ بکے اور نہ جھگڑا کرے۔ اگر کوئی اسے گالیاں دے یا لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ اس کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔ روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک تو روزہ کھولتے وقت اسے مسرت ہوتی ہے اور دوسری مسرت اس وقت ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا''۔

۲۔ ((وعن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال "من لم یدع قول الزور والعمل به، فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه)). (رواه الجماعة الا مسلما والنسائی)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جھوٹی باتوں اور (بے ہودہ) کاموں سے نہیں بچتا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑنے (روزہ) کی کوئی حاجت نہیں''۔

فقہی نکات

⇦ روزہ کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے ایک آدمی اگر رمضان میں بھی بری باتوں سے باز نہیں آتا تو گویا وہ مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا جب مقصد کا حصول ہی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کے بھوکا پیاسا رہنے کی کیا حاجت ہے۔

⇦ روزہ کی حالت میں غیبت، لڑائی، جھگڑا اور دیگر بیہودہ کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے روزہ کے فرض کی محض ادائیگی ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الصّائم يتمضمض او يغتسل فى الحرّ

(روزہ دار کا گرمی کی وجہ سے کلی یا غسل کرنا)

۱ — ((عن عمر قال: هششت يوماً، فقبّلت وانا صائم، فاتيت النبی ﷺ فقلت: صنعت اليوم امراً عظيماً، قبّلت و انا صائمٌ فقال رسول الله ﷺ: ارأيت لو تمضمضت بماء وانت صائمٌ؟ قلت: لا باس بذلک. فقال رسول الله ﷺ: ففيم؟)). (رواه احمد وابو داود)

''حضرت عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ایک دن مجھے شوق ہوا چنانچہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ آج میں نے ایک بہت بڑا کام کرلیا ہے کہ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا بتاؤ اگر تم روزے کی حالت میں پانی سے کلی کرلو تو؟ میں بولا کلی میں کیا حرج ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کس میں حرج ہے (یعنی بوسے میں کوئی حرج نہیں)''۔

۲ — ((وعن ابی بکر بن عبدالرحمن عن رجل من اصحاب النبی ﷺ رايت النبی ﷺ يصبُّ الماء على راسه من الحرّ، وهو صائمٌ)).
(رواه ابو داود)

''ایک صحابیؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ روزے میں گرمی کی وجہ سے سر پر پانی بہا رہے تھے''۔

فقہی نکات

⇦ روزہ کی حالت میں گرمی سے بچنے کیلئے غسل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کلی کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں البتہ احتیاط ضروری ہے تاکہ معدہ میں پانی نہ جائے کیونکہ اسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء لازم آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب القُبلة للصائم

(روزہ کی حالت میں بوسہ لینا)

۱ - ((عن ام سلمة ان رسول الله ﷺ کان یقبّلها وهو صائم)).

(متفق علیه)

''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے''۔

فقہی نکات

⇦ روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا اوراس کو اپنے ساتھ لپٹانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔حضرت عائشہؓ سے ایک روایت منقول کہ رسول اللہ ﷺ اپنے روزہ کی حالت میں (اپنی ازواج) کا بوسہ لیتے تھے اورانہیں اپنے بدن سے لپٹاتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کو اپنی حاجت پر تم سے زیادہ قابو کر سکتے تھے۔ (بخاری و مسلم نیز ملاحظہ ہو گزشتہ باب کی پہلی روایت)......جمہور آئمہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے لیکن وہ آدمی جس کو اپنے نفس کے بے قابو ہو کر صحبت کر لینے کا خدشہ ہو وہ ایسا نہ کرے۔

⇦ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اوراپنی زوجہ کے بوسہ لینے کی اجازت مانگی۔آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ اس کے بعد ایک دوسرا شخص حاضر خدمت ہوا اوراس نے اسی اجازت کے سلسلہ میں عرض کی۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت نہیں دی۔ پہلا آنے والا عمر رسیدہ تھا وہ بوسہ کے وقت اپنے نفس پر مکمل طور پر قابو پا سکتا تھا۔ اس لئے اسے اجازت دے دی۔دوسرا نوجوان تھا اسے اس لئے اجازت نہ دی تاکہ وہ جماع (مباشرت) تک نہ پہنچ جائے۔معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہو۔زوجہ کا بوسہ لینا اس کے لئے جائز ہے اور جو قابو نہ پا سکے اس کے لئے مکروہ ہے۔(صحیح مسلم،ابوداؤد،کتاب الصوم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب آداب الافطار والسّحور

(افطار اور سحری کے آداب)

۱۔ ((عن ابن عمر قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول "اذا اقبل اللّیل وادبر النّهار، وغابت الشّمس، فقد افطر الصّائم))

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جب رات آ جائے اور دن چلا جائے اور سورج چھپ جائے تو روزہ دار روزہ کھول لے''۔

۲۔ ((وعن سهل بن سعدٍ ان النبی ﷺ قال: لا یزال الناس بخیر ما عجّلوا الفطر)). (متفق علیه)

''حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگ اس وقت تک برابر خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک روزہ کھولنے میں جلدی کرتے رہے ہیں''۔

۳۔ ((وعن ابی هریرة ان النبی ﷺ قال: یقول الله عزوجل: ان احب عبادی الیّ اعجلهم فطرا)). (رواه احمد والترمذی)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ عزّ وجل فرماتا ہے' مجھے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو (افطاری کا وقت ہو جانے پر) بہت جلد روزہ کھولنے والے ہیں''۔

۴۔ ((وعن معاذ بن زهرة :انه بلغه' ان النبی ﷺ کان اذا افطر قال: اللهم لک صمت، وعلی رزقک افطرت)). (رواه ابو داود)

''حضرت معاذ بن زہرہؓ سے مروی ہے ان کو خبر پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب روزہ کھولنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ''اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت'' اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیری ہی روزی سے کھولا''۔

۵- ((وعن ابی ذر ان النبی ﷺ كان يقول: "لا تزال امتی بخير ما اخروا السحور وعجلوا الفطر)). (رواه احمد)

''حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی جب تک وہ سحری دیر سے کھاتی رہے گی اور روزہ جلد کھولتی رہے گی''۔

۶- ((وعن انس ان النبی ﷺ قال: تسحروا، فان فی السحور بركة)). (رواه الجماعة الا ابا داود)

''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ سحری میں برکت ہے''۔

فقہی نکات

- دیر سے سحری کرنا اور روزہ جلد افطار کرنا نہایت پسندیدہ عمل ہے۔ اس کی فضیلت میں کئی احادیث منقول ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ روزہ کا وقت کم ہو جائے اور روزہ دار زیادہ تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے 'الدین سھل' یعنی ''دین آسان ہے'' خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشکل میں مبتلا کرنا اسلامی روح کے منافی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہود اس وقت روزہ افطار کرتے تھے جب کہ ستارے آسمان پر نظر آنے لگتے چنانچہ یہود سے فرق کرنے کی خاطر بھی یہ حکم دیا۔
- مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری میں کچھ کھانا پینا نہایت افضل ہے۔ بھوکا روزہ رکھنے سے سحری والا روزہ زیادہ افضل ہے اور باعث ثواب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الصّوم فی السّفر

(سفر میں روزہ رکھنا)

۱- ((وعن جابر قال: کان رسول اللہ ﷺ فی سفر، فرای زحاماً ورجلا قد ظلّل علیہ. فقال ما ھذا؟ فقالوا صائم، فقال: لیس من البر الصوم فی السفر)).

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے ہجوم دیکھا۔ لوگ ایک شخص پر سایہ کئے ہوئے تھے آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی ایک روزہ دار ہے۔ فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں''۔

۲- ((وعن ابی سعیدٍ و جابر قالا: سافرنا مع رسول اللہ ﷺ،فیصوم الصائم ویفطر المفطر،فلا یعیب بعضھم علی بعضٍ)). (رواہ مسلم)

''حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ ہم میں روزے دار بھی تھے اور غیر روزے دار بھی، کوئی کسی کو برا نہ کہتا تھا''۔

فقہی نکات

⇦ مسافر کو حالت سفر میں اختیار ہے چاہے روزہ رکھے چاہے نہ رکھے۔ روزہ نہ رکھنے کی صورت میں وہ بعد میں قضا کرے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ﴿ومن کان مریضاً او علی سفرٍ فعدّۃٌ من ایّام اُخر﴾ (البقرۃ:۱۸۵) یعنی ''جو شخص بیمار ہو یا مسافر ہو وہ بعد میں روزوں کی قضا کرلے''۔

⇦ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک اگر مسافر کا سفر مشقت کا ہو تو روزہ نہ رکھنا اور اگر مشقت کا نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاء فی المریض والشیخ والشیخة والحامل والمرضع

(بیمار بوڑھے مرد اور عورت، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا روزہ ترک کر دینا)

۱- ((عن انس بن مالک الکعبی ان رسول الله ﷺ قال: ان الله وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلاة، وعن الحبلی والمرضع الصوم)). (رواه الخمسة)

''حضرت انس بن مالک کعبیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزے اور نصف نماز کی رخصت دی ہے۔ حاملہ اور مرضعہ کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے''۔

۲- ((وعن عطاء سمع ابن عباس یقرأ (وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین) قال ابن عباس: لیست بمنسوخةٍ، وهو الشیخ الکبیر والمراة الکبیرة، لا یستطیعان ان یصوما، فیطعمان مکان کل یوم مسکیناً)). (رواه البخاری)

''حضرت عطاؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا آپ پڑھ رہے تھے: ﴿وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین﴾ ''جو لوگ رمضان میں روزے کی طاقت رکھتے ہیں (وہ روزہ نہ رکھنا چاہیں تو ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دے دیں''۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ یہ آیت بوڑھے مردوں اور بوڑھی عورتوں کے لئے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلا دیا کریں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- ((وعن عكرمة ان ابن عباسٍ قال أثبتت للحبلى والمرضع)). (ابو داؤد)

''حضرت عکرمہؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس آیت سے حاملہ اور مرضعہ کے لئے رخصت ثابت ہوتی ہے''۔

فقہی نکات

⇦ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾(البقرة: ۱۸۴)

''جو لوگ رمضان میں روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزہ نہ رکھنا چاہیں تو وہ ایک روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں''۔

بہت سے فقہاء و مفسرین کے نزدیک اس آیت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ذکر کیا گیا ان کے خیال میں اس آیت سے مراد ایسے بوڑھے مرد و عورتیں ہیں جو روزہ نہ رکھ سکتے ہوں وہ فدیہ دے سکتے ہیں۔

جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ حاملہ عورت اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) اگر یہ محسوس کرے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنے آپ یا بچے کو تکلیف ہونے کا خدشہ ہے تو روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ بعد میں ان پر قضا لازم آئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب القضاء

(روزوں کی قضا کا حکم)

۱ — ((عن عائشةؓ قالت کان یکون علی الصوم من رمضان فما استطیع ان اقضی الا فی شعبان)).

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میرے ذمہ رمضان کے روزوں کی قضاء لازم ہوتی لیکن (نبی ﷺ کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے) میں شعبان میں ہی ان کی قضا کرتی''۔

۲ — ((اخبرنا مالک حدثنا نافعٌ ان ابن عمر کان یقول لا یفرَّق قضاء رمضان)).

''حضرت نافعؒ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ قضا رمضان کے روزے متفرق طور پر نہ رکھے جائیں''۔

۳ — ((اخبرنا مالک اخبرنا شهاب ان ابن عباسٍ و ابا هريرة اختلفا فی قضآء رمضان قال احدهما یفرَّق بینه' وقال الاخر لا یفرَّق بینه')).

''حضرت ابن شہابؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے درمیان قضاء رمضان کے مسئلہ میں اختلاف ہو گیا ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ وہ متفرق طور پر رکھے جائیں اور دوسرے نے کہا کہ متفرق طور پر نہ رکھے جائیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- ((عن ابن عمر ان النبی ﷺ قال:قضاء رمضان ان شاء فرّق، وان شاء تابع)). (رواه الدار قطنی)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر کوئی رمضان کے روزوں کی قضا کرنا چاہے تو متفرق طور پر یا لگاتار کرسکتا ہے''۔

فقہی نکات

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ:

⇦ رمضان المبارک کے فوت شدہ روزوں کی قضا سال میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔شروع سال میں بھی اوراخیر سال میں یعنی آئندہ رمضان سے پہلے بھی۔

⇦ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا میں اختیار ہے چاہے تو لگاتار روزے رکھ کر قضا کرے چاہے الگ الگ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوم عاشوراء

(عاشوراء کا روزہ)

۱- ((وعن عائشة قالت: كان يوم عاشوراء يوما تصومه قريش في الجاهلية وكان رسول الله يصومه. فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما فرض رمضان قال: من شاء صامه ومن شاء تركه)).

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ عاشوراء کے دن جاہلی دور میں قریش بھی روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے خود بھی اس کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے (عاشوراء کا) روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے''۔

فقہی نکات

⇦ ایام جاہلیت سے مراد عرب کا وہ دور ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے قبل گزرا۔

⇦ عاشوراء: ماہ محرم اگرچہ پورا ہی حرمت و عظمت کا مہینہ ہے مگر اس کی دسویں تاریخ یعنی یوم عاشوراء خصوصی برکات اور سعادتوں کا دن ہے۔ اس دن کی عظمت اور اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ سے متعدد روایات منقول ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایات ہے کہ نبی ﷺ جب مدینے طیبہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس روز اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا اس لئے ہم تعظیماً اس دن کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((نحن اولیٰ بموسیٰ منکم و امر بصیامه)). (ابو داود)

''ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں''

اور آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرۃؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے اور ہم کو بھی اس دن روزہ کی رغبت دلاتے، اور ہم سے اس کا اقرار لیتے لیکن رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد آپ ﷺ نے عاشورہ کے روزے کا حکم نہیں دیا اور ممانعت بھی نہیں فرمائی اور نہ ہم سے اس کا کوئی قول و قرار لیا۔

⇦ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کے روزے کو دوسرے ایام کے روزوں پر اور رمضان کے مہینہ کو دوسرے مہینوں پر ترجیح دیتے تھے۔ مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ عاشوراء کا روزہ اگرچہ اب واجب یا فرض تو نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت اور بہت اجر و ثواب کا باعث ہے۔

⇦ یوم عاشورہ کے سلسلے میں روزہ کے علاوہ دوسری جس چیز کا ثبوت روایات میں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن اہل و عیال پر خورد و نوش میں فراخی اور کشادگی کی ترغیب فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ)

⇦ یوم عاشوراء کے سلسلہ میں عوام میں بہت سے دوسری باتیں بھی مشہور ہیں جس کا صحیح روایات میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ مثلاً:

...... عاشوراء کے دن اللہ تعالیٰ نے جبرئیل، ملائکہ، آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

...... عاشوراء کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے نجات دی۔

...... عاشوراء کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو رفیع الدرجات بنایا۔

...... عاشوراء کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...... عاشوراء کے دن قیامت برپا ہوگی۔

...... عاشوراء کے دن جس نے غسل کیا وہ مرض الموت کے علاوہ کبھی بیمار نہیں ہوگا۔

...... عاشوراء کے دن جس نے سرمہ لگایا اس کی پورے سال آنکھیں نہیں آئیں گی۔

...... عاشوراء کے دن جس نے ایک گھونٹ شربت پلایا تو گویا اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔

...... عاشوراء کے دن جس نے اہل بیت کے مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھلایا تو وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔

...... عاشوراء کے دن جس نے روزہ رکھا اس کے چالیس سال کے گناہ معاف ہو گئے۔

...... عاشوراء کی شب میں جس نے عبادت کی اس نے ساتوں آسمان کی مخلوق جیسی عبادت کی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی روایات کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ موضوع اور بے اصل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب صوم ایّام البیض

(ایام بیض کے روزے)

۱ — ((عن ابی ذر رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: یااباذر اذا صمت من الشهر ثلاثة فصم ثلاث عشرة واربعَ عشرة، وخمس عشرة)). (رواه احمد والنسائی والترمذی)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جب تم مہینے کے تین روزے رکھو تو تیرہ، چودہ پندرہ کے روزے رکھو''۔

۲ — ((وعن ابی ذر رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من صام من کل شهر ثلاثة ایام، فذلک صیام الدهر فأنزلَ الله تصدیق ذلک فی کتابه (من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) الیوم بعشرة)). (رواه ابن ماجه والترمذی)

''حضرت ابوذر سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر مہینے کے تین روزے رکھ لئے تو وہ عمر بھر کے روزے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق اپنی کتاب میں اتار دی: ﴿من جآء بالحسَنة ......الایة﴾ کہ ''ایک نیکی کرنے والے کے لئے دس نیکیاں ہیں'' کیونکہ ایک دن دس دن کے برابر ہوا''۔

فقہی نکات

⇦ ایام بیض سے مراد مہینے کی تیرھویں، چودھویں، اور پندرھویں تاریخ ہے مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں روزے رکھنا نہایت افضل عمل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب کراھة صوم الوصال

(لگاتار روزے رکھنے کی کراہت)

۱ – ((اخبرنا مالکؒ اخبرنی ابو الزنادعن الاعرج عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال ایاکم والوصال قالو انک تواصل یا رسول الله ﷺ قال انی لَستُ کھیئاتکم أبیتُ یطعمنی ربی و یسقینی فاکلفوا من الاعمال مالکم به طاقة)).

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم وصال کے روزوں سے بچو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم جیسا نہیں ہوں میں اپنے پروردگار کے حضور رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی اور پلاتا بھی ہے تم اپنی طاقت کے مطابق کام کیا کرو''۔

فقہی نکات

⇦ صوم وصال سے مراد وہ روزے ہیں جو بغیر کسی وقفہ کے، تسلسل کے ساتھ رکھے جائیں۔ بعض فقہاء کے نزدیک صوم وصال مناسب امر نہیں ہے۔ لیکن ابن حزم کے علاوہ تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صوم وصال کا ثواب ملے گا۔

⇦ آپ ﷺ نے صوم وصال کی بجائے صوم داؤدی یعنی ایک دن روزہ اور دوسرے دن افطار کرنے کو ترجیح دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ①

- درج ذیل سوالوں کے جواب تحریر کیجئے۔

۱- صوم کے لغوی واصطلاحی مفاہیم تحریر کریں۔

۲- ایک اسلامی مہینہ ختم ہونے اور نیا اسلامی مہینہ شروع کرنے کے کیا لوازمات ہیں۔

۳- باب من وجب علیه الصوم فی اثناء الشهر او الیوم کے تحت بیان ہونے والے دو اہم مسائل کی تفصیل ذکر کریں۔

۴- رمضان کے روزے کی قضا اور کفارے سے متعلق اہم مسائل تحریر کیجئے۔

۵- صوم عاشوراء کے پس منظر اور اس کی فضیلت پر روشنی ڈالیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑧

حج کے احکام ومسائل

تحریر: ڈاکٹر علی اصغر چشتی
نظرثانی: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	327
یونٹ کے اغراض و مقاصد	329
① حج بیت اللہ	330
1.1 مناسک حج	338
1.2 احرام کا لباس	339
1.3 ممنوعات احرام	343
1.4 عمرہ	345
1.5 طواف میں ذکر اور دعا	349
1.6 غار حرا	351
1.7 جبل ثور	351
1.8 مسجد عائشہؓ	352
1.9 جنت المعلیٰ	352
1.10 مولد النبی ﷺ	352
② حج	354
2.1 ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ	354
2.2 ذی الحجہ کی نویں تاریخ	354
2.3 ذی الحج کی دسویں تاریخ	355
2.4 ایام تشریق کا پہلا دن	356

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.5	ایام تشریق کا دوسرا دن	357
2.6	ایام تشریق کا آخری دن	357
2.7	رسول اللہ ﷺ کا حج	358
	فضائل حرمین	375
3.1	حرم مکہ کی عظمت	375
3.2	مدینہ منورہ کی عظمت	378
3.3	مسجد نبوی ﷺ کی عظمت وفضیلت	380
3.4	زیارت روضۂ مطہرہ	381

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

اس وقت آپ جس یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس کا تعلق اسلام کے ایک بنیادی رکن ''حج'' سے ہے۔

حج وہ عبادت ہے جس میں مال، بدن اور وقت تینوں چیزیں خرچ ہوتی ہیں اور ان تینوں چیزوں کو ایک خاص عرصہ کیلئے محض اللہ جل شانہٗ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کے مطابق خرچ کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ انسان اپنی طبیعت کے لحاظ سے چاہتا ہے کہ وہ جو مال خرچ کرے اپنی مرضی سے کرے۔ بدن استعمال کرے تو اپنی خواہش سے کرے وقت گزارے تو اپنی خواہش سے گزارے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حج ایک بہت بڑی قربانی ہے جو حج کرنے والا اپنے رب کے حضور پیش کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس عمل کی بہت فضیلت بتائی ہے۔ اس یونٹ میں حج کی فضیلت سے متعلق آپ چند روایات کا مطالعہ کریں گے۔

یونٹ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ پہلے آپ کو حج کرنے کا طریقہ بتایا جائے اور ضمناً ان روایات کو پیش کیا جائے جو حج کے اہم اعمال سے متعلق ہیں۔ حج کے طریقہ پر گفتگو کرتے ہوئے خطاب کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ آپ اسے بسہولت سمجھ سکیں۔

یونٹ کے آخر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کر دی گئی ہے۔ جس میں آپ ؓ نے حضور علیہ السلام کے حج کی تفصیلات بتائی ہیں۔ یونٹ کے پہلے حصہ میں حج کرنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے یہ دراصل اسی روایت سے ماخوذ ہے۔ اس روایت کے بعض مقامات تشریح طلب تھے لیکن خوف طوالت کی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تشریح نہیں کی گئی۔ آپ اگر یونٹ کا پہلا حصہ غور سے مطالعہ کریں تو روایت بآسانی سمجھ سکیں گے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ کئی اور روایات بھی پیش نظر تھیں لیکن ان کے درج کرنے سے یونٹ کی ضخامت بہت بڑھ جاتی اس روایت کا انتخاب اس لئے کیا کہ حج کے موضوع پر یہ ایک جامع اور مستند روایت ہے۔

یونٹ کو ترتیب دیتے وقت کوشش کی گئی ہے کہ متعلقہ موضوع پر مواد آسان، سلیس اور عام فہم انداز میں پیش کیا جائے تاکہ طلبہ کو اسے سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہو۔ آپ اس یونٹ کا پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ مطالعہ کریں۔ امید ہے اسے دلچسپ اور مفید پائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حج بیت اللہ کی اہمیت اور فضیلت پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔
- احرام کے لباس اور ممنوعات احرام کے بارے میں وضاحت کر سکیں۔
- عمرہ کرنے کا طریقہ بتا سکیں۔ اور اس کی پوری ترتیب پر بحث کر سکیں۔
- ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سے لے کر دسویں تاریخ تک حج کرنے والے کی مصروفیات بتا سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے بارے میں جو حدیث آپ نے مطالعہ کر لی ہے اس کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- فضائل حرمین سے متعلق بنیادی احادیث بیان کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① حج بیت اللہ

انسان دو چیزوں کو بہت عزیز سمجھتا ہے اور ان کا بہت خیال رکھتا ہے۔ ایک اپنی جان کا اور دوسرے اپنے مال کا۔ انسان کی پوری کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ اس کو وہ تمام وسائل حاصل ہوں جن کی وجہ سے وہ سکون کی زندگی گزارے اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو وہ سمجھتا ہے کہ سکون کی زندگی گزارنے کیلئے مال اور دولت کی ضرورت ہے۔ اس لئے وہ مال اور دولت حاصل کرتا ہے اور پھر اس کی حفاظت کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے انسان کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں ادا فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾

''انسان مال و دولت کی محبت میں بہت پکا ہے''۔

اللہ جل شانہٗ نے انسان کی فطرت میں محبت کا جذبہ اور مادہ ودیعت فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اس دنیا میں آتے ہی محبت کرتا ہے اور اس کے ساتھ محبت کی جاتی ہے۔ جب وہ معصوم ہوتا ہے۔ اس کی روح میں لطافت ہوتی ہے۔ اس کو پوری طرح سعادت حاصل ہوتی ہے تو وہ ان افراد کے ساتھ محبت کرتا ہے جو اس پر احسان کرتے ہیں وہ اپنے والدین سے تھوڑی دیر کے لئے دور رہنا نہیں چاہتا بعض مرتبہ اس کی والدہ تنگ آ کر اس پر سختی کرتی ہے لیکن وہ اس کے باوجود اس کی گود کی طرف لپکتا ہے۔ اس کو قرار ملتا ہے، آرام ملتا ہے تو ماں کی گود میں ملتا ہے۔ انسان جب سلیم الفطرت ہوتا ہے تو اس کا رجحان اور میلان اچھے لوگوں کی طرف ہوتا ہے وہ ان حضرات کو کبھی بھی نہیں بھلاتا جنہوں نے اس کے ساتھ بھلائی کی ہو اور جس ذات نے اس کو وجود دیا ہو۔ اس کو زندگی دی ہو، اس کو خوب صورت جسم دیا ہو، اس کو ظاہری اور باطنی صلاحیتیں دی ہوں، اس کو دل جیسی عظیم نعمت عطا کی ہو، اس کی یاد سے تو وہ لمحہ بھر کے لئے غافل نہیں رہ سکتا وہ زبان حال اور قال دونوں سے کہتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ ربِّ العلمین﴾

''میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میری موت اس ذات کے لئے ہے جو پوری کائنات کا رب ہے''۔

جس طرح معصوم بچے کو ماں کی گود میں قرار اور سکون ملتا ہے، ماں کے علاوہ کتنی ہی خوبصورت اور نفیس خاتون کیوں نہ ہو وہ اس کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ اسی طرح سلیم الفطرت انسان کو رب العزت کے پاس رہ کر سکون اور اطمینان ملتا ہے۔ وہ کائنات کی ظاہری خوبصورتی سے متاثر نہیں ہوتا۔ اگر پوری کائنات اس کے ہاتھ میں دی جائے تو وہ کہتا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں میں اپنے رب کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔ خاقانی کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی تو کہہ اٹھا۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

یعنی تیس سال کے بعد خاقانی پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ جل شانہٗ کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے رہنا حضرت سلیمان علیہ السلام کی پوری سلطنت سے زیادہ بہتر اور قیمتی ہے۔

انسان شروع میں معصوم ہوتا ہے لیکن جوں جوں اس کی عمر بڑھتی ہے اس کی معصومیت میں کمی آتی ہے اور وہ دنیاوی ماحول میں رہ کر اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی خواہش ہے کہ انسان دنیاوی ماحول میں رہ کر دنیا کا بندہ بن کر نہ رہے بلکہ اپنے رب کا بندہ ہو کر رہے۔ اس لئے کہ اس کی کامیابی اسی میں ہے اور اس کی روح اور قلب کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اس مقصد کے لئے اللہ جل شانہٗ نے انسان کو احکام دیئے ہیں اور ہر ایک حکم کے بارے میں بتایا ہے کہ جو شخص بھی اس پر عمل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور اس کے نتیجہ میں اللہ جل شانہٗ اس کو اپنی عنایات سے نوازیں گے حج بیت اللہ کا حکم انہی احکام میں سے ایک ہے اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿وللہ علی النّاس حِجُّ البیت مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ جل شانہٗ نے لوگوں میں سے ہر اس شخص پر بیت اللہ کا حج فرض کر دیا ہے جو بیت اللہ تک جا سکے اور آ سکے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

((یاایّھا الناس قد فرض علیکم الحجّ فحجُوا، فقال رجل: اکل عام یا رسول اللہ؟ فسکت حتی قالھا ثلاثاً، فقال: لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ماترکتکم، فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیاء ھم، فاذا امرتکم بشئی فأتوا منہ ما استطعتم و اذا نھیتکم عن شئی فدعوہ)).(رواہ مسلم)

''اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے لہٰذا اس کو ادا کرنے کی کوشش کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! کیا ہر سال ہم پر حج کرنا فرض کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنا سوال دہرایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا'' تو اسی طرح فرض ہو جاتا اور تم ادا نہ کر سکتے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے حکم لینے کی کوشش نہ کرو۔ تم سے پہلی امتوں کے لوگ اسی لئے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے اور پھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ اس لئے تمہارے لئے یہ ہدایت ہے کہ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کرو اور جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو''۔

جامع ترمذی میں اسی مضمون کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔اس میں مذکور ہے کہ آپ علیہ السلام نے یہ خطبہ اس وقت دیا تھا جب سورۃ آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی:﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا﴾۔

امام احمد نے اپنی مسند میں اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ دوران خطبہ آپ علیہ السلام سے سوال کرنے والے اقرع بن حابس تمیمی تھے۔سنن دارمی اور سنن نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

اقرع بن حابس ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا ان کو تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا ابھی پورا موقع نہیں ملا تھا اس لئے ان سے یہ لغزش ہوئی کہ ایسا سوال کر بیٹھے اور جب آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا تو دوبارہ اور سہ بارہ سوال کیا۔

اللہ جل شانہٗ کے ہر حکم کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ اس پر بغیر چوں و چرا کے عمل کیا جائے۔اس کے بارے میں مختلف قسم کے سوال کرنا مناسب نہیں۔یہاں آپ ﷺ نے فرمایا''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پھر ہر سال حج کرنا ضروری ہو جاتا'' اور ہر سال حج کرنا امت کے افراد کے لئے مشکل ہوتا۔نبی کی یہ منصبی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ جل شانہٗ کا حکم اللہ جل شانہٗ کے بندوں تک من وعن پہنچاتا ہے۔اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا۔اگر حج کے بارے میں کوئی ایسی بات ہوتی تو آپ علیہ السلام خود اس کی وضاحت فرما دیتے اور سوال کرنے والے کے جواب میں اگر آپ علیہ السلام کی زبان مبارک سے ''ہاں'' نکل جاتا تو یہ لوگوں کیلئے حکم ہوتا اور نبی کے حکم پر عمل کرنا ضروری ہوتا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ گزشتہ امتوں کے افراد اسی لئے احکام خداوندی کی تعمیل کے سلسلے میں ناکام رہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء سے پوچھ پوچھ کر اپنے لئے احکام کو بوجھل اور بھاری بنا دیا اور بعد میں اس بوجھ کے اٹھانے سے قاصر رہے۔

آخر میں رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کے افراد کو بتایا کہ اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول کے ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حکم پر اپنی طرف سے پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تم جتنا عمل کرو گے اللہ جل شانہٗ اسے قبول فرمائیں گے۔ تمہاری کمزوری کی وجہ سے عمل میں نقص اور کمی رہے گی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔

((عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ: من حجّ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امّه)). (رواہ البخاری)

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ جل شانہٗ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر واپس ہو گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا''۔

یہاں حضور علیہ السلام نے ہمیں دو باتیں بتائی ہیں۔ ایک حج کے دوران احتیاط کی ضرورت سے متعلق اور دوسری حج کی فضیلت سے متعلق۔

حج ایک ایسا عمل ہے جس کی ابتداء ہی نفس کی خواہش ترک کرنے سے ہوتی ہے جب انسان حج کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد کے لئے اسے ایک لاکھ کی رقم الگ کرنی پڑے گی۔ اس کا نفس یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اتنی ساری رقم وہ رب کی رضا کیلئے خرچ کرے۔ نفس اس کو سمجھاتا ہے کہ یہ رقم اگر وہ کاروبار میں لگائے تو بڑی مفید ثابت ہوگی۔ اپنی اولاد پر خرچ کرے تو وہ بہت خوش ہو جائے گی۔ معاشرے کے لوگوں پر خرچ کرے تو اس کی معاشرتی حیثیت بڑھ جائے گی اور اسی طرح قسم قسم کی تدابیر اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ کا یہ بندہ نفس کی کوئی بات نہیں مانتا وہ اسے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میرا رب بہت بڑا ہے۔ میں اس کے حکم کو اپنی ہر ایک خواہش پر ترجیح دیتا ہوں۔ اس لئے میں حج ضرور کروں گا۔ یہاں سے یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور آخر تک جاری رہتا ہے ہر ایک مرحلہ پر حاجی کو اپنے نفس کے خلاف کام کرنا پڑتا ہے اب جو شخص ان تمام مراحل پر کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یہ انعام دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اس کے تمام گناہوں کو زائل فرما دیتے ہیں اور وہ اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح دنیا میں اس کے وجود کا پہلا دن تھا۔ والد مرحوم نے ایک مرتبہ حج کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا کہ حج تیز و تند سیلاب کی طرح ہے جس طرح تیز بارش کی وجہ سے چھوٹے نالوں اور گھاٹیوں میں خوب پانی آ جاتا ہے اور وہاں جو بھی گندگی ہوتی ہے۔ اسے بہا لے جاتا ہے۔ پھر وہ نالے اور گھاٹیاں بالکل صاف اور ستھری ہو جاتی ہیں اور ان کی طرف دیکھنے والے کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ان میں پہلے اتنی گندگی تھی۔ اسی طرح حج سے پہلے انسان کے جسم اور روح میں گناہوں کی وجہ سے جو کثافت آ چکی ہوتی ہے وہ حج کرنے سے بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسان کو وہ لطافت حاصل ہوتی ہے جو اسے دنیا میں پہلے دن حاصل تھی۔

((عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ تابعوا بین الحج والعمرہ فانھا یُنفیان الفقر و الذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ، ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ)). (رواہ الترمذی، والنسائی)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو اس لئے کہ حج اور عمرہ دونوں فقر محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور (مقبول) کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے"۔

اللہ جل شانہٗ نے اپنے بندوں کو جتنے احکام دیئے ہیں ان پر عمل کرنے سے انسان کو جہاں باطنی اور روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں اس کو ظاہری ثمرات بھی ملتے ہیں۔ یہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اخلاص اور آداب کے ساتھ جو شخص اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حج کرتا ہے تو اس کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ اسکے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی تنگ دستی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غربت بھی دور کر دیتے ہیں۔

حج کے دوران چونکہ انسان کو جانی اور مالی دونوں قسم کی قربانی دینی پڑتی ہے اور اچھی خاصی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو لوہار اور سنار کی بھٹی کے ساتھ تشبیہہ دی۔ خام لوہا جب بھٹی میں ڈالا جاتا ہے تو وہ آگ کی حرارت اور تپش کی وجہ سے اتنا سرخ ہو جاتا ہے کہ دیکھنے والا اسے دیکھ کر ڈر محسوس کرتا ہے لیکن جب وہ باہر نکالا جاتا ہے تو وہ خاص لوہا فولاد کہلاتا ہے۔ اس کی قیمت پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح جب خام سونا آگ میں رکھا جاتا ہے تو بہ ظاہر آگ کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ پگھل کر ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے لیکن جب اسے باہر نکالا جاتا ہے تو وہ کندن بن چکا ہوتا ہے اور اب وہ بہت قیمتی دھات شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص حج کے لئے جاتا ہے وہاں دیوانہ وار مناسک حج ادا کرتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ اپنی عقل اور ہوش کھو بیٹھا ہے۔ لیکن جب وہ حج سے فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کو اتنا نوازتے ہیں کہ اس کا شمار مقربین اور خواص میں ہونے لگتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ:

> ''ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ جل شانہٗ کے مہمان ہیں اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے''۔ (رواہ ابن ماجہ)

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہو کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

ان تمام روایات سے اس بات کی پوری طرح تائید ہوتی ہے کہ حج کرنے والے پر اللہ جل شانہٗ کی خصوصی عنایت ہوتی ہے جس شخص کا حج بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جاتا ہے اس کو ظاہری اور باطنی ہر لحاظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک خاص قسم کا سکون حاصل رہتا ہے۔ اس کی توجہ دنیا سے ہٹ جاتی ہے اور اپنے رب کی طرف ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس جس شخص کے حج کو قبولیت کا شرف نہیں ملتا۔ وہ بیت اللہ سے واپس آنے کے بعد دنیاوی مسائل کے حصول میں مزید منہمک ہو جاتا ہے۔ اس کے پاس سکون اور قناعت کی دولت نہیں ہوتی جو دولت اس نے حج کے دوران خرچ کی ہوتی ہے اسے اس کا قلق ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ رقم اس کے ہاتھ لگے۔ آج کل ہمارے معاشرہ میں ایسے حاجیوں کی تعداد کم نہیں جو معاشرہ کے لئے مصیبت بنے رہتے ہیں۔ لوگ حاجی کے مقابلہ میں غیر حاجی پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ظاہری حاجیوں کا رویہ اور سلوک ہے۔

بیت اللہ کی مثال سنار کی بھٹی کی ہے۔ سنار کی بھٹی میں جو سونا رکھ دیا جاتا ہے تو اس کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بھٹی میں اگر پیتل وغیرہ رکھ دی جائے تو وہ کالا سیاہ ہو جاتا ہے۔ بھٹی میں رکھنے سے پہلے اس کی جو قیمت تھی وہ بالکل ختم ہو جاتی ہے اور سیاہ ہونے کی وجہ سے اسے کوئی مفت بھی لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب ایک سعید (روح والا) شخص بیت اللہ کے قریب جاتا ہے۔ اس کا طواف کرتا ہے۔ وہاں اپنے رب کے سامنے روتا ہے اور گڑگڑاتا ہے۔ اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتا ہے۔ معافی مانگتا ہے۔ پروردگار عالم کی عظمت اور قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس طرح اس کو مزید سعادت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ واپس آتا ہے تو بے انتہا سعادت سمیت آتا ہے۔ لیکن شقی اور بدبخت انسان جب وہاں جاتا ہے تو اس عظیم مقام کو کوئی اہمیت نہیں دیتا وہ اسے زیادہ سے زیادہ ایک مسجد کی حیثیت سے دیکھتا ہے یا ایک تاریخی مقام کے طور پر اس کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ وہاں اپنے اوقات ولمحات کو غیر سنجیدہ انداز میں گزار کر واپس آجاتا ہے۔ اس نے صحیح معنوں میں نہ بیت اللہ کا طواف کیا ہوتا ہے نہ تلبیہ کا اہتمام کیا ہوتا ہے۔ نہ اسکی آنکھوں سے اپنے رب کی خاطر آنسو کا ایک قطرہ باہر آیا ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو وہاں شقاوت ملتی ہے، قساوت ملتی ہے۔ جب وہ واپس آتا ہے تو اتنا شقی ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کے چہرہ پر بدبختی کے آثار بالکل نمایاں ہوتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے بیت اللہ کی طرف جانے والے کے بارے میں بتایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر وہ دوران سفر انتقال کر جاتا ہے تو اللہ جل شانہ' اسے غازی اور حاجی کا مقام عطا فرماتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سفر خالص اللہ جل شانہ' کی رضا کے حصول کیلئے ہو۔

1.1 مناسک حج

عمرہ اور حج ایک ایسی سعادت ہے جو خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ قدم بہت مبارک ہیں جو اللہ رب العزت کے گھر کی جانب حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں گرد آلود ہوں۔

حج در اصل وقوف عرفات کا نام ہے۔ لیکن حج کی صحیح ادائیگی کیلئے مناسک حج کا صحیح طریقہ سے ادا کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے مناسک حج کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے تاکہ اس عبادت کو اس کی صحیح روح کیساتھ ادا کیا جاسکے۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر سب سے پہلے آپ کو عمرہ ادا کرنا ہے۔ عمرہ کے لئے ضروری ہے کہ آپ حالت احرام میں ہوں۔ احرام میقات سے باندھا جاتا ہے۔ بحری جہاز سے جانیوالے عازمین کے لئے میقات یلملم ہے۔ ہوائی جہاز سے جانے والوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ کراچی یا اسلام آباد ہی سے احرام باندھ کر جہاز پر سوار ہوں کیونکہ ہوائی جہاز میں آپ کو اتنا وقت نہیں ملے گا کہ آپ میقات پر سے گزرتے ہوئے احرام باندھ سکیں۔ بحری جہاز سے جانے والے عازمین کی سہولت کے لئے حدود میقات کا اعلان جہاز میں کر دیا جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر احرام باندھ لینا چاہئے۔ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا افضل ہے ورنہ وضو کر لیں۔ اس کے بعد احرام باندھ لیں۔ اس ضمن میں حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں:

((انّه رأى النبيّ ﷺ تجرّد لا هلاله واغتسل)). (رواه الترمذى)

''انہوں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ نے کپڑے اتارے اور احرام باندھنے کے لئے غسل فرمایا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی حدیث کی بناء پر احرام سے پہلے غسل کو سنت کہا گیا ہے لیکن اگر کسی نے دوگانہ احرام پڑھنے کے لئے وضو کرلیا تب بھی کافی ہے اور اس کا احرام صحیح ہوگا۔

1.2 احرام کا لباس

احرام کے لئے دو عدد بغیر سلی سفید چادریں یا تولئے درکار ہوں گے۔ جن کی لمبائی اڑھائی گز اور چوڑائی سوا گز ہونی چاہئے۔ عورتوں کے لئے صرف سوا گز لمبا اور سوا گز چوڑا رومال بالوں کو باندھنے کے لئے اور عام لباس کے ساتھ ایک بڑی چادر جو لباس کو چھپانے کے لئے اوپر سے اوڑھی جائے گی۔ یہی ان کا احرام ہے۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ رومال سر پر اس طرح باندھیں کہ ایک بال بھی نظر نہ آئے۔ حالت احرام میں صرف چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھے جا سکتے ہیں۔ گلا اور بال مکمل طور پر ڈھکے ہونے چاہئیں۔

مردوں کے لئے احرام کی ایک چادر ناف سے گھٹنوں تک باندھی جاتی ہے اور دوسری چادر اس طرح اپنے جسم کے گرد لپیٹ لی جاتی ہے کہ کندھے، پشت اور سینہ ڈھک جائیں۔ چپل ایسی پہنی جائے کہ پاؤں کے اوپر والی ابھری ہوئی ہڈی نہ ڈھکے۔ اس ضمن میں امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔

((عن عبداللہ بن عمر انّ رجلا سأل رسول اللہ ﷺ ما یلبس المحرم من الثیاب؟ فقال رسول اللہ ﷺ: لا تلبسوا القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف اِلاّ احد لایجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعھما اسفل من الکعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیئاً مسّتہ زعفران ولا ورسٌ)).

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: حالت احرام میں نہ تو کرتا، قمیص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنو اور نہ سر پر عمامہ باندھو، نہ شلوار پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ پاؤں میں موزے پہنو۔ سوائے اس کے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لئے چپل جوتا نہ ہو تو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لئے موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کے جوتا سا بنا لے آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ حالت احرام میں ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا رس لگی ہو''۔

یہاں رسول اللہ ﷺ نے قمیص، شلوار اور عمامہ وغیرہ ان چند کپڑوں کا نام لیا ہے جن کا اس وقت رواج تھا۔ یہی حکم ان تمام کپڑوں کا ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف قوموں اور ملکوں میں ان مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں یا آئندہ استعمال ہوں گے۔ جن مقاصد کے لئے قمیص، شلوار عمامہ وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ زعفران تو مشہور ہے ورس بھی ایک خوشبودار زرد رنگ کی پتی ہے یہ دونوں چیزیں خوشبو کے لئے استعمال ہوتی تھیں۔ اس لئے حالت احرام میں ایسے کپڑے کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے جس کو زعفران یا ورس لگی ہو۔ مردوں کی طرح خواتین کو بھی بعض قسم کے کپڑوں سے روکا گیا ہے۔

اس ضمن میں امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ روایت نقل کی ہے:

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انّہ سمع رسول اللہ ﷺ ینھی النساء فی احرامھن عن القفازین والنقاب وما مسّ الورس والزعفران من الثیاب والتلبس بعد ذلک ماأحبت من الوان الثیاب معصفرٍ او خزٍ او حلیّ او سراویل او قمیص او خف)).

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے، چہرہ پر نقاب ڈالنے اور زعفران یا ورس لگی ہوئی کپڑوں کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ ان کے بعد اور ان کے علاوہ جو رنگین کپڑے وہ چاہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہن سکتی ہیں۔ سوتی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن
سکتی ہیں اور شلوار قمیص اور موزے بھی پہن سکتی ہیں''۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ احرام کی حالت میں قمیص، شلوار وغیرہ سلے کپڑے پہننے کی ممانعت صرف مردوں کو ہے عورتوں کو پردہ کی وجہ سے ان سب کپڑوں کے استعمال کی اجازت ہے اور موزے پہننے کی بھی اجازت ہے۔ ہاں دستانے پہننے اور منہ پر نقاب ڈالنے کی ان کو بھی ممانعت ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں۔ حدیث میں چہرہ پر باقاعدہ نقاب ڈالنے کی ممانعت ہے لیکن جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہئے۔ سنن ابوداؤد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ:

''ہم عورتیں حج میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ احرام کی حالت میں تھیں۔ (تو احرام کی وجہ سے ہم چہرہ پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں) جب ہمارے سامنے مرد گذرتے تو ہم اپنی چادر سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں۔ پھر جب وہ مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول لیتی تھیں''۔

حضرت عائشہؓ کے اس بیان سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ احرام کی حالت میں عورتوں کو نقاب کے استعمال کی ممانعت ہے لیکن جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہئے۔ (معارف الحدیث ج ۴۔ص ۲۰۶)

احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کریں۔ سلام پھیرتے ہی عمرہ کی نیت کریں۔ اب آپ حالت احرام میں ہیں حالت احرام میں مرد اپنا سر نہیں ڈھکیں گے۔ نیت عموماً عربی زبان میں کی جاتی ہے۔ اگر عربی زبان کے الفاظ یاد نہ ہوں تو اردو میں نیت کریں اور یوں کہیں۔ اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں یا کرتی ہوں اس کو میرے لئے آسان کر اور قبول فرما لے اور اس کے ادا کرنے میں میری مدد فرما اور اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے لئے بابرکت فرما۔ نیت کی میں نے عمرہ کی اور احرام باندھا اللہ جل شانہٗ کے لئے۔ اس کے بعد تین مرتبہ اس طرح تلبیہ کہیں:۔

((لبیّک اَللّٰھم لبیّک، لا شریک لک لبیک اِنَّ الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک))

''میں حاضر ہوں، یا اللہ حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں آپ کیلئے ہیں اور ملک بھی بیشک آپ کا ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں:

((سمعت رسول اللہ ﷺ یھل ملبِّداً یقول:لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک، لا یزید علی ھولاء الکلمات.))(رواہ البخاری ومسلم)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا اس حال میں کہ آپ کے بال جمے ہوئے اور مرتب طور پر لگے ہوئے تھے (جیسا کہ غسل کے بعد سر کے بالوں کا حال ہوتا ہے) آپ اس طرح تلبیہ پڑھتے تھے: ((لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک'' آپ علیہ السلام بس یہی کلمات تلبیہ میں پڑھتے تھے ان پر کسی اور کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے''۔

علمائے حدیث نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے اپنے بندوں کو حج یعنی اپنے دربار کی حاضری کا بلاوا دلوایا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے تو حج کو جانے والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ جب احرام باندھ کے یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو گویا وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار' ور اللہ جل شانہ' کے اس بلاوے کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ خداوند! تو نے اپنے دربار کی حاضری کیلئے بلوایا تھا اور اپنے خلیل علیہ السلام سے ندا دلوائی تھی۔ میں حاضر ہوں اور سر کے بل حاضر ہوں: ((لبیک اللّٰھم لبیک)).

تلبیہ کے کلمات پڑھ لینے کے بعد خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے فریضہ حج کی کامیابی اور بہتر ادائیگی کی دعا مانگیں۔

تلبیہ کو زبانی یاد کر لینا بہت ضروری ہے یہ آپ کو حالت احرام میں سفر حج کے دوران کثرت سے پڑھنا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے سواری پر سوار ہوتے چلتے پھرتے کثرت سے دل لگا کر پڑھنا ہے۔ مرد اونچی آواز سے تلبیہ پڑھیں اور عورتیں ہلکی آواز میں احرام باندھنے کے بعد۔

1.3 ممنوعات احرام

عمرہ کی نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے کے بعد آپ حالت احرام میں آ گئے ہیں اب چند چیزیں جو پہلے حلال اور مباح تھیں آپ پر حرام ہو گئی ہیں:

۱- حالت احرام میں نہ تو آپ شکار کر سکتے ہیں نہ شکاری کی مدد کر سکتے ہیں۔

۲- درخت گھاس پودے وغیرہ نہیں کاٹ سکتے۔

۳- مچھر، مکھی، جوں وغیرہ مارنے کی اجازت نہیں ہے۔

۴- ناخن تراش سکتے ہیں نہ جسم سے کوئی بال توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں کاٹ سکتے ہیں۔

۵- کسی خوشبو کے استعمال کی اجازت نہیں۔

۶- مرد سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا۔

۷- عمامہ نہیں باندھ سکتے، موزے نہیں پہن سکتے، سر اور چہرہ نہیں ڈھانپ سکتے۔

۸- ایسا جوتا نہیں پہن سکتے جس سے پاؤں کے اوپر کی جانب ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے۔

۹- میاں بیوی ازدواجی تعلقات ادا نہیں کر سکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب باتیں جو حالت احرام سے پہلے جائز تھیں حالت احرام میں حرام کر دی گئی ہیں۔

مکہ مکرمہ میں اپنی رہائش گاہ پہنچنے کے بعد اپنے معلم اور گروپ کے ہمراہ عمرہ کے لئے حرم شریف میں تلبیہ پڑھتے ہوئے جائیں۔

حرم شریف میں آپ کسی بھی دروازہ سے داخل ہوں لیکن کعبۃ اللہ پر نظر پڑے تو اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر پڑھ کر نہایت عجز و نیاز سے دین و دنیا کی جائز اور نیک خواہشات کی دعا مانگئے دعا قبول کرنے والے کا گھر آپ کی نظروں کے سامنے ہے یہ ساعت مقبولیت دعا کی ساعت مانی جاتی ہے۔

ایک مسلمان جو پہلی مرتبہ کعبۃ اللہ کو دیکھتا ہے تو دل پر اللہ جل شانہٗ کی محبت اور خوف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دعا کی قبولیت کا بہترین موقع ہوتا ہے۔ اس لئے دل کھول کر اللہ جل شانہٗ سے اس کے گھر میں دعا مانگیں۔ دعا کرتے ہوئے خانہ کعبہ کی سادہ اور سیاہ غلاف میں لپٹی ہوئی عمارت کی طرف بڑھیں اور عمرہ کیلئے حرم شریف کے چاروں طرف طواف کا آغاز حجر اسود کو استلام یا اگر موقع مل سکے تو حجر اسود کو ہاتھ سے مس کر کے یا بوسہ دے کر کریں۔ طواف کا آغاز کرنے کیلئے جب حجر اسود کا استلام کریں یا بوسہ دیں یا چھوئیں تو تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔ حرم شریف میں داخل ہوتے وقت اپنا دایاں پاؤں پہلے بڑھائیں اور یہ دعا پڑھیں: ((اللھم افتح لی ابواب رحمتک و سھّل علینا ابواب رزقک)) اگر عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو اردو میں یوں کہیں: ''اے اللہ! میرے لئے رحمت اور رزق کے دروازے کھول دیجئے اور میرے لئے آسانیاں پیدا کر دیجئے''۔

آپ علیہ السلام جب مکہ تشریف لے گئے تو سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا پھر طواف کیا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں:

((انّ رسول اللہ ﷺ لما قدم مکۃ اتی الحجر فاستلمہ ثم مشی علیٰ یمینہ فرمل ثلاثاً و مشی اربعا))

''رسول اللہ ﷺ جب مکہ پہنچے تو سب سے پہلے حجر اسود پر آئے اور اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استلام کیا۔ پھر آپ نے دائیں طرف سے طواف کیا جس میں پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور اس کے بعد چار چکروں میں آپ اپنی عادی رفتار سے چلے''۔

1.4 عمرہ

عمرہ سے مراد زیارت بیت اللہ ہے لیکن اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کا استلام یعنی کچھ فاصلہ سے عین حجر اسود کی سیدھ میں کھڑے ہو کر حجر اسود کی جانب ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر طواف کا آغاز کیا جائے۔ حج کے دوران شدید ہجوم میں حجر اسود تک پہنچنا اور اسے بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا خاصا مشکل ہوتا ہے اس لئے آپ فرش پر نگاہ دوڑائیں خانہ کعبہ کے جس کونے پر حجر اسود نصب ہے بالکل اسی کونے سے فرش پر سیاہ پتھروں کی ایک لکیر بنی ہے یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حجر اسود کی سیدھ میں ہیں۔ اسی مقام پر کھڑے ہو کر بسم اللہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ استلام کے لئے اٹھائیں اور طواف شروع کریں۔ طواف شروع کرتے وقت نیت کریں اور کہیں:

''اے اللہ آپ بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ میں نیت کرتا ہوں آپ کے مقدس گھر کا طواف کرنے کی میرے طواف کے ساتوں چکروں کو قبول فرمائیے۔ میں صرف آپ کی خوشنودی چاہتا ہوں''۔

اگر نیت کے الفاظ عربی زبان میں ادا کر سکیں تو بہت اچھا ہے۔

طواف کے لئے آپ کو سات چکر لگانے ہیں طواف کے پہلے تین چکروں کے دوران مرد احرام کی اوپر والی چادر اس طرح اوڑھیں کہ دایاں کندھا کھلا رہے اسے اضطباع کہتے ہیں اور یہ سنت ہے۔ ان تین چکروں کے دوران مردوں کے لئے تیز رفتاری سے چلنا افضل ہے۔ اس دوران تیز رفتاری سے چلنے کو رمل کہتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے۔ طواف کے دوران کثرت سے جو دعائیں آپ کو یاد ہوں انہیں دہرائیں مثلاً ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' کے کلمات بار بار دہراتے رہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: رمل، تیز چال کے ساتھ چلنے کو کہتے ہیں جس میں طاقت وقوت کا اظہار ہوتا ہے روایات میں ہے کہ ۷ھ میں جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کے لئے مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے آپس میں کہا کہ یثرب یعنی مدینہ کی آب و ہوا کی خرابی اور بخار وغیرہ کی بیماریوں نے ان لوگوں کو کمزور اور دبلا پتلا کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کی چال چلی جائے اور اس طرح طاقت وقوت کا مظاہرہ کیا جائے چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اس وقت کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس کو مستقل سنت قرار دے دیا گیا۔ اب یہی طریقہ جاری ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والا جو پہلا طواف کرتا ہے جس کے بعد اس کو صفا ومروہ کے درمیان سعی بھی کرنی ہوتی ہے اس کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جاتا ہے اور باقی چار چکر اپنی عادی رفتار سے کئے جاتے ہیں۔

طواف کرتے ہوئے جب آپ رکن یمانی پر پہنچیں تو بسم اللہ اکبر کہہ کر رکن یمانی کو ہاتھ سے چھوئیں۔ اگر ہجوم کی بناء پر یہ ممکن نہ ہو تو صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہیں۔ اسکے بعد رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان فاصلہ میں کثرت سے قرآنی دعا:

﴿ربّنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار﴾

کو حضور قلب کے ساتھ دہرائیں۔ یہ دعا آپ دوران سفر میں یاد کرلیں تاکہ حرم شریف میں بار بار اسے بآسانی دہرا سکیں اس دعا کا مفہوم ذہن میں رکھیں:

''اے اللہ! ہم آپ سے دنیا اور آخرت میں بھلائی اور اچھائی کی طلب کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ سے بچا''۔

یہ دعا بار بار پڑھیں حتیٰ کہ آپ حجر اسود تک پہنچ جائیں اور فرش پر آپ کو سیاہ پتھر کی جو لکیر حجر اسود کی سیدھ کو ظاہر کرتی ہے نظر آ جائے۔ اب آپ کا ایک چکر مکمل ہو گیا۔ آپ کو ابھی طواف کے سات چکر مکمل کرنے کیلئے چھ چکر مزید کرنے ہیں۔ ہر چکر کا آغاز ہاتھ اٹھا کر استلام کر کے یا حجر اسود کو چھو کر کرنا ہو گا۔ یاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھئے طواف کرتے وقت خانہ کعبہ آپ کی بائیں جانب ہوگا ہر چکر کی دعائیں یاد کر کے دھراتے رہیں۔ اگر یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو

((سبحان الله، الحمدلله الله اکبر، لا اله الا الله))

درود شریف اور اللہ تعالیٰ کے نام مثلاً العزیز، الرحیم، الحیّ، القیوم دھراتے رہیں۔

جب آپ اس طرح سات چکر مکمل کرلیں تو آپ کا طواف مکمل ہوگیا۔ اب آپ ملتزم پر آجائیں۔ یہ حجر اسود کے برابر اور بیت اللہ کے دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے دیوار کا نام ہے۔ یہ اعلیٰ مقام ہے اور دعا قبول ہونے کی جگہ ہے۔ لاکھوں آدمیوں کے ہجوم میں آپ کو خود دیوار کو ہاتھ لگا کر دعا کرنے کا موقع ملنا مشکل ہوگا۔ اگر ہجوم میں موقع میسر نہ آئے تو دور کھڑے ہوکر اس کی طرف رخ کر کے اپنی نگاہ اس پر جما کر دعا مانگ لیں۔ خانہ کعبہ میں یہ نہایت عظمت اور برکت والا مقام ہے۔

مقام ملتزم پر دعا مانگنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعت نماز ادا کریں۔ سلام پھیرنے کے بعد خشوع وخضوع سے دعا مانگیں۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد پیٹ بھر کر آب زم زم پئیں اور یہ دعا مانگیں:

((اللهم انی اسئلک رزقاً واسعا وقلبا خاشعا وعلماً نافعاً وشفاء من کل داء))

"اے اللہ! میں تجھ سے وسیع رزق ڈرنے والے دل، مفید علم اور ہر ایک بیماری سے شفا کا طلب گار ہوں"۔

آب زم زم کا کنواں حرم شریف کے صحن میں نیچے تہہ خانہ میں ہے۔ مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ راستے اس تک جانے کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ حج کے زمانے میں اس کے فرش پر خاصی پھسلن ہوتی ہے۔ اس لئے احتیاط سے چلنا چاہئے۔

اب آپ سعی کے لئے جو عمرہ کا حصہ ہے صفا کی پہاڑی کی طرف جائیں یہ مسجد حرم میں حجر اسود کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابل تھوڑے فاصلے پر ہے اور اس پر پہچان کے لئے ایک گنبد بنا دیا گیا ہے اور صفا سے مروہ تک سنگ مرمر کا دو منزلہ برآمدہ تعمیر کر دیا گیا ہے۔ عموماً نچلی منزل میں سعی کی جاتی ہے مگر حج کے زمانے میں حجاج کے ہجوم کے باعث اوپر کی منزل میں بھی سعی کی جا سکتی ہے۔

صفا کی پہاڑی پر پہنچ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے سعی کی نیت اس طرح کریں:

''اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیانی سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں۔ محض آپ کی بزرگ ذات کیلئے۔ اسے میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمائیے''۔

پھر کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھیں:

((بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد))

اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں:

((اقبل رسول اللہ ﷺ فدخل مكة فاقبل الى الحجر فاستلمه ثم طاف بالبيت ثم اتى الصفا فعلا حتى ينظر الى البيت فرفع يديه فجعل يذكر الله ماشاء ويدعو)). (رواه ابو داؤد)

''رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے حجر اسود کے قریب پہنچ کر آپ نے اس کا استلام کیا پھر آپ نے طواف کیا پھر صفا پہاڑی پر آئے اور اس کے اتنے اوپر چڑھ لے کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور پھر جتنی دیر تک آپ نے چاہا اللہ جل شانہ کے ذکر اور دعا میں مشغول رہے''۔

صفا کی پہاڑی پر پہنچ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے سعی کی نیت کریں اور کہیں:

''اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔محض آپ کی بزرگ ذات کے لئے۔اسے میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمالیجئے"۔

پھر کعبۃ اللہ کیطرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھیں:

((بسم اللہ اکبر وللہ الحمد))

یہ کہہ کر صفا سے مروہ کی طرف چلیں اور تیسرے کلمہ کا ورد کرتے جائیں۔صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے چند قدموں کے فاصلے پر دو سبز ستون نظر آئیں گے۔یہاں سے مرد دوڑ کر گزریں۔عورتوں کیلئے دوڑنے کا حکم نہیں۔

جب آپ صفا سے مروہ پر پہنچیں گے تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا پھر مروہ سے صفا تک آئیں تو دوسرا چکر پھر صفا سے مروہ تک تیسرا چکر مکمل ہوگا۔اسطرح ساتواں چکر مروہ پر آکر ختم ہوگا۔

اب آپ یا تو سر کے بال مکمل طور پر منڈھوالیں یا چھوٹے کرالیں۔بال منڈھوانا افضل ہے۔خواتین کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ انگلی کی پور کے برابر ایک لٹ تراش لیں یا ترشوالیں۔اب آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا اور آپ حالت احرام سے باہر آ گئے۔اب آپ روزمرہ کے کپڑے پہن کر اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر اور عبادت میں ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ تک مشغول رہیں۔

اس عرصہ میں آپ مزید عمرہ کرنا چاہیں تو حرم پاک سے میقات تک بس کے ذریعہ جا کر وہاں پر مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر کے دوبارہ عمرہ کی نیت کریں اور احرام باندھ کر حرم تشریف لے آئیں۔اگر مزید عمرہ نہ کرنا چاہتے ہوں تو حرم میں بار بار طواف کریں۔طواف کے لئے نہ وقت کی قید ہے نہ مقدار کی۔

1.5 طواف میں ذکر اور دعا

طواف کرنے والے پر اللہ جل شانہ کی خاص عنائیت ہوتی ہے یہ ایسا وقت ہے جس میں دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔آپ علیہ السلام طواف کے دوران دعا فرماتے تھے۔اس ضمن میں حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مابین الرکنین: ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار))

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو (طواف کی حالت میں) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (کی مسافت میں) یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا''۔

((ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار)).

(رواہ ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

((وکل به سبعون ملکا یعنی الرکن الیمانی فمن قال: اللھم انی اسئلکَ العفو والعافیة فی الدنیا والا خرة ربنا اتنافی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار. قالوا: آمین)).

''رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دعا پر امین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دعا کرے کہ: ((اللھم انی اسئلک العفو والعافیة فی الدنیا والاخرة ربنا اتنافی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار)). (ابن ماجه) اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا''۔

قرآن کریم میں اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ مسجد حرام کو قیام' رکوع' سجود اور اعتکاف کی جگہ بنالو۔ حدیث شریف میں بھی مسجد حرام میں ادا کی ہوئی نماز کی بہت فضیلت بتائی گئی ہے اس لئے اس بات کا اہتمام کیجیے کہ آٹھ ذوالحجہ تک انتظار کے دنوں میں زیادہ وقت آپ حرم پاک میں نماز' تلاوت قرآن' اللہ جل شانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذکر اور طواف بیت اللہ میں صرف کریں۔

جن حضرات کو تاریخی مقامات سے دلچسپی ہو وہ حرم کے قرب وجوار میں کئی اہم تاریخی مقامات کی زیارت کر سکتے ہیں لیکن افضل ترین عبادت مسجد حرام میں نماز اور اللہ جل شانہٗ کا ذکر ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ حرم شریف میں حاضری طویل سے طویل تر ہو۔

حج کے دوران ایک چھوٹی سی نیکی کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔ اپنے ہم سفر حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی ضیافت، اکرام اور خاطر تواضع کیجئے۔ اس کا بہت اجر ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی راہ میں خرچ کیجئے، ضرورت مندوں کو دل کھول کر دیجئے کہ یہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ گنا ہے۔ اسی طرح گناہ اور اللہ جل شانہٗ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کا عذاب بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کسی کو تکلیف پہنچانا، بری بات کا کہنا، جھگڑا کرنا، نیکیوں کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔ نماز، تلاوت اور طواف کے علاوہ درود شریف بھی کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ اس سے بہت سکون اور اطمینان ملتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے اہم تاریخی مقامات میں سے چند یہ بھی ہیں۔ اگر آپ انہیں دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔

1.6 غار حرا

یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل پر جبل نور کی بلندی پر واقع ہے۔ اس غار میں رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا گیا۔

1.7 جبل ثور

مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی پہاڑی کے ایک غار میں حضور ﷺ نے ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ تین دن تک قیام فرمایا تھا۔ دونوں پہاڑیوں کا راستہ دشوار گذار ہے۔ اس لئے کمزور اور بیمار حضرات پہاڑیوں پر چڑھنے کی احتیاط کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.8 مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ مسجد حدود حرم کے باہر کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ اگر آپ مکہ میں قیام کے دوران بار بار عمرہ کرنا چاہتے ہوں تو ہر مرتبہ حالت احرام میں داخل ہونے کے لئے اس مسجد تک جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کی نیت کرنی ہوگی اور احرام باندھنا ہوگا۔ اس مسجد تک بسیں جاتی ہیں۔ اس لئے آپ کو وہاں جانے میں کوئی خاص زحمت نہیں ہوگی۔

1.9. جنّت المعلیٰ

یہ مکہ مکرمہ کا تاریخی قبرستان ہے اور اس میں بہت سے صحابہ کرامؓ اور اللہ جل شانہٗ کے مقبول بندے دفن ہیں۔

1.10 مولد النبی ﷺ

خانہ کعبہ سے تھوڑے فاصلے پر وہ مکان واقع ہے جہاں پر روایات کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اب اس مقام پر ایک کتب خانہ اور مدرسہ قائم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود آزمائی ①

۱- حج بیت اللہ کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر مبنی ایک مضمون قلم بند کیجئے۔

۲- مناسک حج سے کیا مراد ہے؟ حج کے دوران حج کرنے والا جو لباس پہنتا ہے اس کی وضاحت کیجئے۔

۳- عمرہ کرنے کا طریقہ ترتیب کیساتھ لکھئے اور اس کی فضیلت کے بارے میں جو روایات آئی ہیں ان کا ترجمہ تحریر کیجئے۔

۴- طواف میں جو مسنون دعائیں کی جاتی ہیں، ان دعاؤں کے کلمات ترجمہ کے ساتھ قلم بند کیجئے۔

۵- غار حرا، جبل ثور، مسجد عائشہ، جنت المعلیٰ کہاں کہاں واقع ہیں؟ ان مقامات کی نشاندہی کیجئے۔

۶- ذی الحج کی آٹھویں تاریخ کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟ اس تاریخ کو حج کرنے والا کون سا عمل کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② حج

حج کا آغاز ۸ ذی الحجہ سے ہوتا ہے چنانچہ حضور علیہ السلام ۸ ذی الحجہ کو مکہ سے منیٰ تشریف لے گئے اور منیٰ میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ رات گذارنے کے بعد فجر کی نماز ادا کر کے طلوع آفتاب کے بعد عرفات روانہ ہوئے۔

2.1 ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ

۸ ذی الحجہ کو علی الصبح مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی میں غسل کیجیے (اگر غسل کے لئے پانی نہ مل سکے تو وضو کیا جا سکتا ہے) جسم پر خوشبو ملئے اور چادریں پہن کر احرام میں دوبارہ داخل ہو جائیں۔ حج کی نیت کر لیں اور تلبیہ دوبارہ شروع کر دیں۔

احرام میں داخل ہونے کے بعد آپ خوشبو کا استعمال نہیں کر سکتے نہ احرام کے لباس پر کوئی خوشبو لگا سکتے ہیں۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد وہ تمام باتیں منع ہیں جو عمرہ کے احرام میں منع ہیں۔

منیٰ کے دوران قیام میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز عام طور پر قصر کی جاتی ہیں۔ یعنی بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا قیام مکہ میں پندرہ دن سے زیادہ ہو تو پوری نماز پڑھیں۔ یہ نمازیں مسجد میں یا اپنے خیمے کے قریب پڑھی جا سکتی ہیں۔

2.2 ذی الحجہ کی نویں تاریخ (یوم العرفہ)

۹ ذی الحجہ کو آفتاب نکلنے کے بعد آپ منیٰ سے عرفات کی طرف تلبیہ بلند کرتے ہوئے روانہ ہوں گے۔ یہاں پر جبل رحمت کے ارد گرد دور دور تک خیمے لگے ہوتے ہیں اور میدان عرفات میں قیام ہی کا نام حج ہے۔ یہیں پر امام الحج خطبہ حج دیتا ہے اور امام الحج کی قیادت میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر یعنی دو دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعتیں ظہر کے وقت ادا کی جاتی ہیں۔ ان نمازوں میں اذان ایک ہوتی ہے۔ لیکن دو رکعت ظہر پڑھنے کے بعد دوبارہ اقامت کہی جاتی ہے۔ میدان عرفات میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ اس لئے عرفہ کے میدان میں کچھ نہ کچھ کھانا پینا چاہئے۔

نماز ظہر اور عصر یک جا پڑھ لینے کے بعد اس بات کی کوشش کریں کہ چھتری یا کسی بھی سائیدار چیز کے نیچے جبل رحمت کے دامن میں قبلہ رو کھڑے ہو کر بیٹھ کر، لیٹ کر یا جس شکل میں بھی ممکن ہو دعا، ذکر اور استغفار میں مصروف رہیں۔ اس دوران میں ((اللھم لبیک ...... الخ)) کہنا بھی افضل ہے یہ وہ کلمات ہیں جو پورے دوران حج میں بلندی پر چڑھتے ہوئے، ڈھلوان پر جاتے ہوئے کہنا سنت کی پیروی کرنا ہے۔

نماز مغرب کی ادائیگی سے قبل مزدلفہ کی طرف سکون اور اطمینان کے ساتھ روانہ ہونا چاہئے۔ میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز، ظہر کے وقت پڑھی گئی۔ اب مغرب اور عشاء کی نماز تاخیر کر کے مزدلفہ پہنچنے کے بعد ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ چنانچہ پہلے مغرب ادا ہوگی اور اس کے بعد نماز عشا کی دو رکعتیں ادا کی جائیں گی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ قصر صرف ظہر، عصر اور عشا کی نمازوں میں ہے اس لئے وتر پورے پڑھے جائیں گے اور مغرب کی نماز بھی پوری پڑھی جائے گی مزدلفہ میں صلاۃ عشاء اور وتر پڑھنے کے بعد رات کو آرام کرنا سنت ہے اس لئے کچھ دیر کے لئے لازمی طور پر نیند پوری کی جائے۔ یہاں سے فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کے بعد دوبارہ منٰی جانا ہوگا۔ ہاں اگر خواتین، بیمار اور کمزور افراد مزدلفہ میں رات گذارنے میں زحمت محسوس کریں تو رات ہی کے دوران منٰی جا سکتے ہیں۔

فجر کی نماز کے بعد مزدلفہ میں اجالا ہونے تک دعا اور استغفار کرنا مسنون ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منٰی جاتے ہوئے شیطانوں کو مارنے کے لئے کنکریاں اٹھانا اچھا ہے۔

2.3 ذی الحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر)

منٰی پہنچ کر سب سے پہلے بڑے شیطان پر کنکریاں مارنی ہوں گی۔ یہ کنکریاں سورج طلوع ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ماری جائیں گی اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا جائے گا۔ جس علاقہ میں بڑے، درمیانے اور چھوٹے شیطان کے ستون بنے ہوئے ہیں۔ حجاج کی سہولت کے لئے بالائی سطح پر بھی جگہ بنا کر یہ گنجائش پیدا کر دی گئی ہے کہ کچھ لوگ شیطانوں پر نچلی سطح سے کنکر مارلیں اور کچھ اوپر کی سطح سے۔ اس کے باوجود یہاں پر غیر معمولی ہجوم ہوتا ہے اور بیمار یا ضعیف افراد کو احتیاط کی ضرورت ہے۔ کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ یا مکہ میں قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔

قربانی کے موقع پر ہجوم اور حاجیوں کی زحمت کو کم کرنے کی غرض سے اب قربانی کے جانور کی قیمت پہلے سے متعلقہ بنک میں جمع کر دی جاتی ہے اور متعلقہ بنک کے افسران دس ذی الحجہ کی صبح کو اپنی نگرانی میں قربانی کروا دیتے ہیں۔ قربانی ہونے کے بعد حاجی اپنے سر کے بال منڈھوا سکتا ہے یا ترشوا سکتا ہے۔ منڈھوانا بہرصورت افضل ہے۔ جب بال تراش دیئے جائیں یا مونڈ دیئے جائیں تو شخص احرام سے باہر آ سکتا ہے لیکن ابھی ازدواجی تعلق قائم کرنے کی پابندی اس پر سے نہیں اٹھی۔ احرام سے باہر آ کر اپنے عام لباس میں مکہ مکرمہ جا کر طواف کرے۔ اس طواف میں رمل نہیں ہوگا۔ مقام ابراہیم میں حسب معمول دو رکعت پڑھی جائیں گی طواف کی تکمیل پر پیٹ بھر کر زم زم پینا اور سر پر بہانا سنت ہے۔ اس طواف کے بعد حاجی پر سے احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو گئیں۔ لیکن ابھی اسے واپس آ کر منیٰ میں رات گذارنی ہے۔ اور ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہیں۔

2.4 ایام تشریق کا پہلا دن

۱۱ ذی الحجہ کو زوال کے وقت کے بعد یعنی ظہر کے لگ بھگ سب سے پہلے چھوٹے شیطان کو سات کنکریاں ماری جائیں گی۔ کنکریاں مارنے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرنا مسنون ہے چھوٹے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد درمیانی شیطان کو سات کنکریاں ماری جائیں گی۔ اس کے بعد بھی دعا، ذکر اور اللہ جل شانہ کی بزرگی اور پاکیزگی بیان کرنا افضل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے آخر میں بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہوں گی لیکن کنکریاں مارنے کے بعد وہاں پر کوئی دعا نہیں کی جائے گی۔

۱۱ ذی الحجہ کو یہی ایک کام کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ بقیہ وقت قرآن پاک کی تلاوت، دینی معلومات میں اضافہ کے لئے مطالعہ اور نوافل کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ منیٰ میں قیام کے دنوں کو امت مسلمہ کے مسائل کو سمجھنے اور باہمی تعارف پیدا کرنے کا ایک بہترین موقع سمجھنا چاہیے۔

2.5 ایام تشریق کا دوسرا دن

۱۲ ذی الحجہ کو جس ترتیب سے ایام تشریق کے پہلے دن (یعنی گیارھویں تاریخ کو) کنکریاں ماری گئی تھیں۔ بالکل اسی طرح آج بھی کنکریاں ماری جائیں گی۔ اگر کسی مجبوری کے سبب کسی حاجی کو منیٰ سے ۱۲ ذی الحجہ کو نکلنا ہو تو اس بات کی گنجائش ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے اور ایام تشریق کے تیسرے دن یعنی ۱۳ ذی الحجہ کی کنکریاں قبل از وقت نہ ماریں اور ۱۲ ذی الحجہ کی کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ کو چھوڑ دیں۔ جن حضرات کو منیٰ سے جلد نکلنا ہو وہ منیٰ سے روانہ ہونے کے بعد طواف وداع کریں گے۔ جس کے لئے یہ قید نہیں کہ وہ ۱۳ ذی الحجہ کو ہی کیا جائے بلکہ جب بھی وطن واپس روانہ ہو رہے ہیں، کر سکتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص منیٰ میں ۱۲ ذی الحجہ کو مغرب کی نماز تک روانہ ہو یا مقیم رہے تو پہلے دونوں دنوں کی طرح تیسرے دن بھی کنکریاں مارنی ضروری ہیں۔

2.6 ایام تشریق کا آخری دن

۱۳ ذی الحجہ منیٰ میں قیام کا آخری دن ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک ایک شخص جتنے جانور چاہے ذبح کر کے اپنے قرب و جوار کے افراد کو کھلا سکتا ہے۔ ایام تشریق کے آخری دن تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے بعد ایک شخص وطن واپسی کے لئے روانہ ہو سکتا ہے۔ اب صرف طواف وداع رہ گیا جو کہ روانگی کے وقت کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.7 رسول اللہ ﷺ کا رخصتی حج (حجۃ الوداع)

سن ۸ ہجری میں مکہ معظّمہ میں اسلامی اقتدار قائم ہو جانے کے بعد ۹ھ میں حج کی فرضیت کا حکم آیا۔ اس سال رسول اللہ ﷺ نے خود تو حج نہیں فرمایا۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور ان کی امامت میں اس سال حج ادا ہوا اور آئندہ کے لئے چند اہم اعلانات کئے گئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آئندہ کوئی مشرک اور کافر حج میں شرکت نہیں کر سکے گا اور جاہلیت کے گندے اور مشرکانہ طور طریقوں کی کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ غالباً رسول اللہ ﷺ کے اس سال خود حج نہ کرنے کی خاص حکمت یہ بھی تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ آپ کا حج ایک مثالی حج ہو جو پورے اہتمام کے ساتھ ہو اور آپ کی دعوت و تربیت کے نتائج کا صحیح آئینہ ہو۔ اس طرح گویا سن ۹ ہجری کا یہ حج جو صدیق اکبرؓ کی امارت میں ادا ہوا اگلے سال ہونے والے آپ کے حج کا پیش خیمہ اور اس کی تیاری کے سلسلہ ہی کا ایک قدم تھا۔

پھر اگلے سال سن ۱۰ ہجری میں جو آپ کی حیات مبارکہ کا آخری سال ہے۔ آپ علیہ السلام نے حج کا ارادہ فرمایا اور چونکہ آپ کو یہ اشارہ مل چکا تھا کہ اب دنیا میں آپ کے قیام اور کام کا وقت تھوڑا ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے آپ نے اپنے اس ارادہ حج کی خاص اہتمام سے اطلاع اور تشہیر کرائی تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس مبارک سفر میں آپ کے ساتھ رہ کر مناسک حج اور دین کے دوسرے مسائل و احکام سیکھ سکیں اور سفر حج کی صحبت و رفاقت کی خاص برکات حاصل کر سکیں۔ چنانچہ دور و قریب کے ہزار ہا ہزار مسلمان جن کو اس کی اطلاع ہوئی ... ران کو کوئی خاص مجبوری نہیں تھی مدینہ طیبہ آ گئے۔ ۲۴ ذیقعدہ کو جمعہ تھا اس دن آپ علیہ السلام نے خط... حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایتیں دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ہفتہ کے دن نماز ظہر کے بعد مدینہ طیبہ سے یہ عظیم الشان قافلہ روانہ ہوا اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جا کر پڑھی جہاں آپ علیہ السلام کو پہلی منزل کرنی تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا۔ رات بھی وہیں گذاری اور اگلے دن اتوار کو ظہر کی نماز کے بعد آپ علیہ السلام نے اور صحابہ کرامؓ نے احرام باندھا اور مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور نویں دن یعنی ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجۃ الوداع کے سلسلہ میں جو روایات کتب حدیث میں ہیں ان سے حج کے مناسک واحکام اور اس کا تفصیلی طریقہ معلوم ہونے کے علاوہ دین اور شریعت کے دوسرے بہت سے ابواب اور شعبوں کے بارے میں نہایت اہم تعلیمات اور ہدایات بھی امت کو مل جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قریباً ایک مہنیہ کے اس سفر میں دین کی تعلیم، تبلیغ اور ہدایت وارشاد کا اتنا کام ہوا اور اتنے وسیع پیانے پر ہوا کہ اس کے بغیر برسوں میں بھی انجام نہ پاسکتا۔ اسی سے بعض اکابر امت نے سمجھا ہے کہ دین اور برکات دین حاصل کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ دینی سفروں کی رفاقت اور صحبت ہے۔

حجۃ الوداع کے سلسلہ میں سب سے طویل روایت کے راوی حضرت جابرؓ ہیں اس روایت کو امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ ذیل میں ہم اسے چند ٹکڑوں میں پیش کرتے ہیں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو:

((عن جعفر بن محمد عن ابيه قال دخلنا على جابر بن عبدالله فسأل عن القوم حتى انتهى اليّ فقلت: انا محمد بن على بن حسين فأهوىٰ بيده الى رأسى فنزع زرى الاعلىٰ ثم نزع زرى الاسفل ثم وضع كفه بين ثديي وانا يومئذٍ غلامٌ شاب فقال: مرحباً بک يابن اخى سل عما شئت، فسألته وهو اعمى و حضر وقت الصلاة فقام فى نساجة ملتحفاً بها كلما وضعها على منكبيه رجع طرفا ها اليه من صغرها، ورداءه على جنبه على المشجب، فصلىّ بنا، فقلت: اخبرنى عن حجة رسول الله ﷺ، فقال بيده فعقد تسعاً فقال ان رسول الله ﷺ مكث تسع سنين لم يحج ثم اذّن فى الناس فى العاشرة انّ رسول الله ﷺ حاج فقدم المدينه بشر كثير كلهم يلتمس ان ياتمّ برسول الله ﷺ ويعمل مثل عمله فخرجنا معه حتى اتينا ذالحليفة، فولدت اسماء بنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عميس محمد بن ابى بكر، فارسلت الىٰ رسول اللهﷺ كيف اصنع؟ قال: اغتسلي واستثفرى بثوب واحرمى، فصلّى رسول اللهﷺ في المسجد ثم ركب القصواء حتى اذا استوت به ناقته على البيداء نظرت الى مدّ بصرى بين يديه من راكبٍ وماش وعن يمينه مثل ذلك وعن يساره مثل ذلك وخلفه مثل ذالك ورسول الله ﷺ بين اظهرنا وعليه ينزل القرآن وهو يعرف تاويله' وما عمل من شئى عملنا به فاهلّ بالتوحيد لبيك اللّهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، اِنَّ الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك، اهلّ الناس بهذا الذى يهلون به فلم يرّد رسول الله عليهم شيئا منه وُالزم رسول اللهﷺ تلبيته))

''جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) اپنے والد ماجد محمد بن علی (امام باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چند ساتھی جابر بن عبداللہ کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے ہم سے دریافت کیا کہ ہم کون کون ہیں۔ یہاں تک کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی بن حسینؓ ہوں۔ وہ اس وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے انہوں نے شفقت اور محبت سے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر میرے کرتے کی اوپر والی گھنڈی کھولی۔ اس کے بعد نیچے والی گھنڈی کھولی۔ پھر اپنا ہاتھ کرتے کے اندر لے جا کر میرے بیچ سینہ پر رکھا اور میں ان دنوں بالکل نوجوان تھا اور میرے آنے پر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے فرمایا:

اے میرے بھتیجے! میرے بھائی حسینؓ کی یادگار! جو کچھ تمہیں مجھ سے پوچھنا ہو بے تکلف پوچھو امام باقر کہتے ہیں کہ اس اثنا میں نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابرؓ ایک چھوٹی سی چادر لپیٹے ہوئے تھے اور اسی میں لپٹے ہوئے نماز کے کیلئے کھڑے ہو گئے اور اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے حالت یہ تھی کہ جب وہ اسکو اپنے مونڈھوں پر رکھتے تو اس کے کنارے اٹھ کر ان کی طرف آ جاتے۔ حالانکہ ان کی رداء یعنی بڑی چادر ان کے قریب ہی لٹکن پر رکھی ہوئی تھی مگر انہوں نے اس کو اوڑھ کر نماز پڑھنا ضروری نہیں سمجھا بلکہ وہی چھوٹی سی چادر لپیٹ کر ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کی تفصیلات بتایئے انہوں نے ہاتھ کی انگلیوں سے نو کی گنتی کا اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں رہ کر نو سال تک کوئی حج نہیں کیا۔ پھر دس ہجری میں آپ نے اعلان کروایا کہ اس سال آپ ﷺ کا ارادہ حج کرنے کا ہے یہ اطلاع پا کر لوگ بہت بڑی تعداد میں مدینہ آ گئے۔ ہر ایک کی خواہش اور آرزو یہ تھی کہ اس مبارک سفر میں آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی پوری پوری پیروی کرے اور آپ کے نقش قدم پر چلے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جب روانگی کا دن آیا تو رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں یہ پورا قافلہ مدینہ سے روانہ ہو کر ذوالحلیفہ آیا اور اس دن یہیں قیام کیا۔ یہاں پہنچ کر ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ اسماء بنت عمیس (جو ابوبکر صدیقؓ کی بیوی تھیں اور وہ بھی اس قافلہ میں تھیں) ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ یعنی محمد بن ابی بکر۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرایا کہ ایسی حالت میں میں کیا کروں؟۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسی حالت میں احرام کے لئے غسل کر لیں اور جس طرح عورتیں ایسی حالت میں کپڑے کا لنگوٹ استعمال کرتی ہیں۔ اسی طرح استعمال کریں اور احرام باندھ لیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں آخری نماز (ظہر کی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی پھر آپ اپنی ناقہ قصواء پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب ناقہ (مسجد ذوالحلیفہ سے کچھ آگے بڑھ کر) بیداء پر پہنچی (جو ذوالحلیفہ کے قریب ہی ذرا بلند اور ہموار میدان سا تھا) تو میں نے اس بلندی سے ہر طرف نگاہ دوڑائی تو آگے پیچھے دائیں بائیں حد نظر تک سوار اور پیادے آدمی ہی آدمی نظر آئے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے اور آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ اس کی حقیقت اور اس کا صحیح مطلب و مدعا جانتے تھے۔ (اس لئے آپ جو کچھ بھی کرتے تھے اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق کرتے تھے) اور ہمارا رویہ یہ تھا کہ جو کچھ آپ کو کرتے دیکھتے تھے وہی ہم بھی کرتے تھے (تو جب آپ کی ناقہ بیداء پر پہنچی اس وقت آپ نے بلند آواز سے توحید کا یہ تلبیہ کہا "لبیک اللهم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک، لا شریک لک" اور آپ کے رفقاء صحابہؓ جو تلبیہ پڑھتے تھے (جس میں بعض الفاظ کا اضافہ بھی ہوتا تھا) انہوں نے اپنا وہی تلبیہ بلند آواز سے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے تلبیہ کی کوئی تردید اور تغلیط نہیں کی اور خود اپنا تلبیہ پڑھتے تھے۔ (مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعض صحابہؓ تلبیہ میں بعض تعظیمی اور تعبدی کلمات کا اضافہ کرکے پکارتے تھے اور چونکہ اس کی اجازت اور گنجائش ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے تلبیہ میں کوئی کمی زیادتی نہیں فرمائی"۔

((قال جابر: لسنا ننوی الاالحج، لسنا نعرف العمرة حتیٰ اذا اتینا البیت معه استلم الرکن فرمل ثلاثا ومشی اربعا، ثم تقدم الیٰ مقام ابراهیم فقرأ: واتخذوا من مقام ابراهیم مصلیٰ فجعل المقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بینه و بین البیت وکان ابی یقول ولا اعلمه ذکره الا عن النبیّ ﷺ کان یقرأ فی الرکعتین قل هو الله احد وقل یایّها الکٰفرون، ثم رجع الی الرکن فاستلمه ثم خرج من الباب الی الصفا کلمادنا من الصفا قرأ: انّ الصفا و المروة من شعائر الله. ابداء بمابدأ الله به فبداء بالصفا فرقی علیه حتیٰ رأی البیت فاستقبل القبلة فوحّد الله وکبّره قال: لااله الا الله وحده لا شریک لهٗ، له الملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر، لا اله الا الله وحدهٗ انجز وعدهٗ ونصر عبدهٖ و هزم الاحزاب وحده ثم دعا بین ذلک قال مثل هذا ثلاث مرّات. ثم نزل و مشی الی المروة ففعل علی المروة کما فعل علی الصفا حتیٰ اذا کان اٰخر طواف علی المروة نادی وهو علی المروة والناس تحته فقال انی استقبلت من امری ماستد برت لم اسق الهدی وجعلتها عمرة، فمن کان منکم لیس معه هدی فلیحل ولیجعلها عمرة فقام سراقه بن مالک ابن جعثم فقال یا رسول الله! ألعامنا هذا ام لأبد؟ فشبک رسول الله ﷺ اصابعه واحدة فی الاخری وقال: دخلت العمرة فی الحج لا بل لابدٍ ابد)).

''حضرت جابرؓ نے (حجۃ الوداع کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے) بتایا کہ اس سفر میں ہماری نیت (اصلاً) صرف حج کی تھی (مقصدِ سفر کی حیثیت سے) عمرہ ہمارے ذہن میں نہیں تھا یہاں تک کہ جب ہم سفر پورا کر کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ پر پہنچ گئے تو آپ نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا۔ (یعنی قاعدہ کے مطابق اس پر ہاتھ رکھ کر اس کو چوما پھر آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف شروع کیا) جس میں تین چکروں میں آپ نے رمل کیا (یعنی وہ خاص چال چلے جس میں قوت اور شجاعت کا اظہار ہوتا ہے اور باقی چار چکروں میں اپنی عادت کے مطابق چلے پھر (طواف کے سات چکر پورے کر کے) آپ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ''واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى'' اور مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو۔ پھر اس طرح کھڑے ہو کر کہ مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا آپ نے نماز پڑھی (یعنی دوگانہ طواف ادا کیا) حدیث کے راوی امام جعفر صادقؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپ نے ''قل یایها الکافرون اور قل هو الله احد ......'' کی قرات کی اور اس کے بعد آپ پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام کیا۔ پھر ایک دروازہ سے سعی کے لئے صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''ان الصفا والمروة من شعائر الله'' (بلا شبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں) جن کے درمیان سعی کا حکم ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ''میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ جل شانہٗ نے اس آیت میں پہلے کیا ہے'' چنانچہ آپ پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس کی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ آپ کی نظر کے سامنے آ گیا اس وقت آپ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے اور اللہ کی توحید اور تکبیر و تمجید میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے کہا: ((لا اله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير لا اله الا الله وحده انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده)) (اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں، وہی تنہا معبود و مالک ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، ساری کائنات پر اس کی فرمانروائی ہے، اور حمد و ستائش اسی کا حق ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی تنہا مالک و معبود ہے۔ اس نے (مکہ پر اور سارے عرب پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سربلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرما دیا، اپنے بندہ کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور کفر و شرک کے لشکروں کو اس نے تنہا شکست دی، آپ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اور ان کے درمیان میں دعا مانگی اس کے بعد آپ اتر کر کے مروہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ جب آپ کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ کچھ دوڑ کے چلے پھر جب نشیب سے اوپر آ گئے تو پھر اپنی عام رفتار کے مطابق چلے، یہاں تک کہ جب آپ آخری پھیرہ پورا کر کے مروہ پر پہنچے' آپ نے اپنے رفقاء صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر پہلے سے میرے خیال میں وہ بات آ جاتی جو بعد میں آئی تو میں قربانی کے جانور مدینہ سے ساتھ نہ لاتا اور اس طواف وسعی کو جو میں نے کیا ہے عمرہ بنا دیتا۔ تو اب میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم میں سے جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں آئے ہیں وہ اپنا احرام ختم کر دیں اور اب تک جو طواف وسعی انہوں نے کی اس کو عمرہ بنا دیں۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر سراقہ بن مالک نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ حکم کہ اشہر حج میں (حج کے مہینوں میں) عمرہ کیا جائے۔ خاص اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ یہی حکم ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر فرمایا کہ: "دخلت العمرة في الحج لابل لأبد ابد" (عمرہ حج میں داخل ہو گیا خاص اسی سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے'' ۔

((قدم عليّ من اليمن ببدن النبي ﷺ فوجد فاطمة ممن حلّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولبست ثیابا صبیغاً، واکتحلت، فانکر ذلک علیها فقالت: ان ابی امرنی بهذا، فقال له رسول الله ﷺ ماذاقلت حین فرضت الحج قال، قلت: اللهم انی اهل بما اهل به رسولک قال: فان معی الهدی فلا تحل قال: فکان جماعة الهدی الذی قدم به علیّ من الیمن والذی اتی به النبیّ ﷺ مائة، قال فحل الناس کلهم وقصروا الا النبیّ ﷺ ومن کان معه هدی .....))

''حضرت علی مرتضیٰؓ (جو زکوۃ اور دوسرے مطالبات کی وصولی وغیرہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے یمن گئے ہوئے تھے) وہاں سے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے لئے مزید جانور لے کر مکہ معظّمہ پہنچے۔ انہوں نے اپنی بیوی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ احرام ختم کر کے حلال ہو چکی ہیں اور رنگین کپڑے پہنی ہوئی ہیں اور سرمہ بھی استعمال کیا ہے تو انہوں نے ان کے اس رویہ کو بہت غلط سمجھا اور ناگواری کا اظہار کیا کہ تم کو کس نے یہ کہا تھا کہ تم احرام ختم کر کے حلال ہو جاؤ) حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ مجھے ابا جان (رسول اللہ ﷺ) نے یہ حکم دیا تھا۔ (میں نے اس کی تعمیل میں ایسا کیا ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جب تم نے حج کی نیت کی اور تلبیہ کہہ کر احرام باندھا تو اس وقت تم نے کیا کہا تھا؟۔ (یعنی افراد کے طریقہ پر صرف حج کی نیت کی تھی یا تمتع کے طریقہ پر صرف عمرہ کی یا قِران کے طریقہ پر دونوں کی ساتھ ساتھ نیت کی تھی)۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے نیت اس طرح کی تھی کہ: ((اللهم انی اهل بما اهل به رسولک)). ''اے اللہ میں احرام باندھتا ہوں اس چیز کا جس کا احرام باندھا ہو تیرے رسول ﷺ نے''۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے جانور لایا ہوں اور اس کی وجہ سے اب حج سے' پہلے احرام ختم کرنے کی میرے لئے گنجائش نہیں ہے اور تم نے میرے جیسے احرام کی نیت کی ہے اس لئے تم بھی میری طرح احرام ہی کی حالت میں رہو۔ آگے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے جو جانور رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور جو بعد میں آپ کے لئے حضرت علیؓ یمن سے لے کر آئے ان کی مجموعی تعداد سو تھی بعض روایات سے تفصیل یہ معلوم ہوتی ہے کہ تریسٹھ اونٹ آپ علیہ السلام کے ساتھ آئے تھے اور سینتیس حضرت علیؓ یمن سے لائے تھے) حضرت جابرؓ نے آگے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق تمام ان صحابہؓ نے احرام ختم کر دیا جو قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائے تھے اور صفا مروہ کی سعی سے فارغ ہونے کے بعد اپنے سروں کے بال ترشوا کر وہ سب حلال ہو گئے اور جو طواف وسعی انہوں نے کی تھی اس کو مستقل عمرہ قرار دے دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ اور وہ صحابہؓ حالت احرام میں رہے جو اپنی قربانیاں ساتھ لائے تھے"۔

((فلمّا کان یوم الترویه توجهوا الی منی فاهلّوا بالحج ورکب النبیّ ﷺ فصلّی بها الظهر و العصر والمغرب والعشاء والفجر ثم مکث قلیلاً حتی طلعت الشمس وامر بقبة من شعر تضرب له بنمرة فسار رسول الله ﷺ ولا تشک قریش الا انه واقف عند المشعر الحرام کما کانت قریش تصنع فی الجاهلیة فاجاز، رسول الله ﷺ حتی اتی عرفة فوجد القبة قد ضربت له بنمرة فنزل بها......))

"پھر جب یوم ترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ کا دن) ہوا تو سب لوگ منیٰ جانے لگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے صفا ومروہ کی سعی کر کے اپنا احرام ختم کر چکے تھے اور حلال ہو گئے تھے) انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر منیٰ کو چلے پھر وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے مسجد خیف میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچوں نمازیں پڑھیں۔ پھر فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آپ منیٰ میں اور ٹھہرے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو آپ عرفات کی طرف روانہ ہوئے اور آپ نے حکم دیا تھا کہ صوف کا بنا ہوا خیمہ آپ کے لئے نمرہ میں نصب کیا جائے (نمرہ دراصل وہ جگہ ہے جہاں سے آگے عرفات کا میدان شروع ہوتا ہے) آپ کے خاندان قریش کے لوگوں کو اس کا یقین تھا اور اس کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ آپ ''مشعر حرام'' کے پاس قیام کریں گے۔ جیسا کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے (لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ) آپ مشعر حرام کی حدود سے آگے بڑھ کر عرفہ پہنچ گئے اور آپ نے دیکھا کہ (آپ کی ہدایت کے مطابق) نمرہ میں آپ کا خیمہ نصب کر دیا گیا تو آپ اس خیمہ میں اتر گئے''۔

((...... حتی اذا زاغت الشمس امر با لقصواء فرحلت له فاتی بطن الوادی فخطب الناس وقال انّ دماء کم و اموالکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذاألا کل شئی من امر الجاهلیة تحت قدمی موضوع، دماء الجاهلیة موضوعة وان اوّل دم اضع من دماء نادم ابن ربیعة ابن الحارث وکان مسترضعا فی بنی سعد فقتله هذیل وربٰوا الجاهلیة موضوع اول ربا اضع من ربانا رباء عباسٌ بن عبدالمطلب فانه موضوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كله' فاتقوا الله في النساء وانكم اخذتموهن بامان الله، واستحللتم فروجُهنّ بكلمة الله ولكم عليهن ان لا يؤطين فرشكم احداً تكرهونه فان فعلن ذلك، فاضربوهن ضرباً غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف، وقد تركت فيكم مالن تضلوا بعده ان اعتصمتم به كتاب الله﴾ وانتم يسألون عني فما انتم قائلون؟ قالوا: نشهد انك قد بلغت و اديت و نصحت فقال باصبعه السبابة: يرفعها الى السما، وينكبها الى الناس: اللّهم اشهد، اللّهم اشهد، ثلاث مرات، ثم اذن بلال ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ولم يصلىٰ بينهما شيئاً......))

''یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ نے اپنی ناقہ قصواء پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر وادی (عرفہ) کے درمیان آئے اور آپ نے اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا کہ لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے سے کسی کا مال لینا تمہارے لئے ہمیشہ کیلئے حرام ہے) بالکل اسی طرح جس طرح کہ آج عرفہ کے دن ذی الحج کے اس مبارک مہینہ میں اپنے مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور اس کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کرلو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں۔ (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانہ جاہلیت کے خون بھی ختم ہیں معاف ہیں (یعنی اب کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان زمانہ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لے گا) اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے فرزند کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں۔ جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کے لئے رہتے تھے۔ ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا۔ (ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم۔ بدلہ نہیں لیا جائے گا) اور زمانہ جاہلیت کے سارے سودی مطالبات جو کسی کے کسی کے ذمہ ہیں وہ سب بھی ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے) ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کر دیئے گئے۔ اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ تمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (تنبیہ اور آئندہ سدّ باب کے لئے اگر کچھ سزا دینا مناسب اور مفید سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے، پہننے کا بندوبست کرو اور میں تمہارے لئے وہ وہ سامان ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہو اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہوگے۔ وہ ہے کتاب اللہ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ کہ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیئے اور راہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کردیا اور نصیحت وخیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس پر آپ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف سے اس سے اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: ((اللّٰھم اشھد، اللّٰھم اشھد، اللّٰھم اشھد)) یعنی ''اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیغام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کررہے ہیں''۔ اس کے بعد (آپ کے حکم سے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی''۔

((...... ثم رکب حتی اتی الموقف فجعل بطن ناقته القصواء الی الصخرات وجعل حبل المشاط بین یدیه استقبل القبلة فلم یزل واقفاً حتی غربت الشمس و ذھبت الصفرة قلیلاً حتی غاب القرص واردف اسامة ودفع حتی اتی المزدلفة فصلی بھا المغرب والعشاء باذان واحد واقامتین ولم یسبح بینھما شیئا ثم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضطجع حتی طلع الفجر فصلّی الفجر حین تبین له الصبح باذان واقامة ثم رکب القصواء حتی اتی المشعر الحرام فاستقبل القبلة فدعاه وکبره وهلله ووحده فلم یزل واقفا حتی اسفر جداً فدفع قبل ان تطلع الشمس وارد ف الفضل بن عباس حتی اتی بطن محسرفحرک قلیلا ثم سلک الطریق الوسطیٰ التی تخرج علی الجمرة الکبری حتی اتی الجمرة التی عند الشجرة فرماها بسبع حصیات یکبّر مع کل حصات منها مثل حصی الخذف رمی من بطن الوادی ثم انصرف الی المنحر فنحر ثلاثاً وستین بدنة بیده ثم اعطی علیّا فنحر ماغبر واشرکه فی هدیه ثم امرمن کل بدنة ببضعة فجعلت فی قدر فطبخت فا کلا من لحمها و شربا من مرقها ثم رکب رسول الله ﷺ فافاض الی البیت فصلّی بمکة الظهر فاتی علی بنی عبدالمطلب یسقون علی زمزم فقال انزعوا بنی عبدالمطلب فلو لا ان یغلبکم الناس سقایتکم لنزعت معکم فناولوه دلواً فشرب منه))

’پھر (جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلافصل پڑھ چکے) تو اپنی ناقہ پر سوار ہوکر آپ میدان عرفات میں خاص وقوف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصواء کا رخ آپ نے اس طرف کر دیا جدھر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع آپ نے اپنے سامنے کرلیا اور آپ قبلہ رو وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت آ گیا اور (شام کے آخری وقت میں فضا جو زرد ہوتی ہے وہ) زردی بھی ختم ہوگئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا تو آپ (عرفات سے مزدلفہ کے لئے) روانہ ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسامہ بن زید کو آپ نے اپنی ناقہ پر اپنے پیچھے سوار کر لیا تھا یہاں تک کہ آپ مزدلفہ آ گئے (جو عرفات سے قریباً تین میل ہے) یہاں تک پہنچ کر آپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ (یعنی اذان ایک ہی دفعہ کہی گئی اور اقامت مغرب کیلئے الگ کہی گئی اور عشاء کے لئے الگ کہی گئی) اور ان دونوں نمازوں کے درمیان بھی آپ نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل نہیں پڑھیں اس کے بعد آپ لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی اور نماز فجر کا وقت آ گیا تو آپ نے صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد آپ مشعر حرام کے پاس آئے (یہ مزدلفہ کی حدود میں ایک بلند ٹیلہ سا تھا، (اب بھی یہی صورت ہے یہاں نشان کے طور پر ایک عمارت بنا دی گئی ہے) یہاں آ کر آپ قبلہ رو کھڑے ہو گئے اور دعا اور اللہ جل شانہٗ کی تکبیر وتہلیل اور توحید وتمجید میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا پھر طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپ وہاں سے منٰی کے لئے روانہ ہو گئے اور اس وقت آپ نے اپنی ناقہ کے پیچھے فضل بن عباس کو سوار کر لیا اور چل دیئے یہاں تک کہ جب وادی محسر کے درمیان پہنچے تو آپ نے اونٹنی کی چال کچھ تیز کر دی پھر اس سے نکل کر اس درمیان والے راستہ سے چلے جو بڑے جمرہ پر پہنچتا ہے۔ پھر اس جمرہ کے پاس پہنچ کر جو درخت کے پاس ہے آپ نے اس پر رمی کی، سات سنگ ریزے اس پر پھینک کے مارے جن میں سے ہر ایک کیساتھ آپ تکبیر کہتے تھے یہ سنگ ریزے ''خذف کے سنگ ریزوں کی طرح کے تھے یعنی چھوٹے چھوٹے تھے جیسے کہ انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں جو قریباً چنے اور مٹر کے دانے کے برابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں) آپ نے جمرہ پر یہ سنگ ریزے (جمرہ کے قریب والی) نشیبی جگہ سے پھینک کے مارے اور اس رمی سے فارغ ہو کر قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں آپ نے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی، پھر جو باقی رہے وہ حضرت علیؓ کے حوالے فرما دیئے ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک پارچہ لے لیا جائے، یہ سارے پارچے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طواف زیارت کے لئے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپ کو زمزم کا ایک ڈول بھر کر دیا آپ نے اس میں سے نوش فرمایا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ فضائل حرمین

3.1 حرم مکہ کی عظمت:

خانہ کعبہ کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا پاکیزہ گھر قرار دیا ہے اور اسی نسبت سے شہر مکہ کو جس میں بیت اللہ واقع ہے بلد اللہ الحرام قرار دیا گیا ہے گویا جس طرح دنیا بھر کے گھروں میں کعبہ مکرمہ کو اللہ جل شانہٗ سے خاص نسبت ہے اسی طرح دنیا بھر کے شہروں میں مکہ معظّمہ کو اللہ جل شانہٗ کی نسبت کا خاص شرف حاصل ہے پھر اسی نسبت سے اس کی ہر سمت میں کئی کئی میل کے علاقہ کو حرم (واجب الاحترام) قرار دیا گیا ہے اور اس کے خاص آداب و احکام مقرر کئے گئے ہیں اور ادب و احترام ہی کی بنیاد پر بہت سی ان باتوں کی بھی وہاں ممانعت ہے جن کی باقی ساری دنیا میں اجازت ہے۔ مثلاً ان حدود میں کسی کو شکار کی اجازت نہیں، جنگ و قتال کی اجازت نہیں، درخت کاٹنے اور درختوں کے پتے جھاڑنے کی اجازت نہیں۔ اس محترم علاقہ میں ان سب چیزوں کو ادب و احترام کے خلاف گنہگارانہ جسارت قرار دیا گیا ہے۔

اس علاقہ حرم کی حدود پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے متعین کی تھیں پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد میں انہی کی تجدید فرمائی اور اب وہ حدود معلوم و معروف ہیں۔ گویا یہ پورا علاقہ بلد الله الحرام کا صحن ہے اور اس کا وہی ادب و احترام واجب ہے جو اللہ جل شانہٗ کے مقدس شہر مکہ معظّمہ کا......

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ ہم خوف طوالت کی بناء پر ان میں سے چند کا تذکرہ ذیل میں کریں گے:

((عن ابن عباس رضی الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: یوم فتح مکة: لا هجرة ولکن جهاد ونية فاذا استنفرتم فانفروا وقال یوم فتح مکة ان هذا البلد حرمه یوم خلق السموت والارض فهو حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحرمة الله الى يوم القيامة وانه لم يحل القتال فيه لاحد قبلي ولم يحل لي الا ساعة من نهار فهو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة، لا يعضد شوكه، ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته الا من عرفها ولا يختلي خلاها قال العباس: يارسول الله ﷺ الا الاذخر فانه لقينهم ولبيوتهم، فقال: الا الاذخر))(رواه البخاری ومسلم)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب ہجرت کا حکم نہیں رہا لیکن جہاد ہے اور نیت۔ تو جب تم سے راہ خدا میں کوچ کرنے کو کہا جائے تو چل دو اور اسی فتح مکہ کے دن آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ یہ شہر مکہ اللہ جل شانہٗ نے اس کو اسی دن سے محترم قرار دیا ہے جس دن کہ زمین وآسمان کی تخلیق ہوئی (یعنی جب اللہ جل شانہٗ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اسی وقت زمین کے اس قطعہ کو جس پر مکہ معظمہ آباد ہے اور اس کے آس پاس کے علاقہ حرم کو واجب الاحترام قرار دیا۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ کے اس حکم سے قیامت تک کے لئے اس کا ادب واحترام واجب ہے اور مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو یہاں قتال فی سبیل اللہ کی بھی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن کے تھوڑے وقت کے لئے اس کی عارضی اور وقتی اجازت دی گئی تھی اور وہ وقت ختم ہو جانے کے بعد اب قیامت کے لئے یہاں قتال اور ہر وہ اقدام اور عمل جو اس مقدس جگہ کے ادب واحترام کے خلاف ہو حرام ہے، اس علاقہ کے خار دار جھاڑ بھی نہ کاٹے چھانٹے جائیں۔ یہاں کے کسی قابل شکار جانور کو پریشان بھی نہ کیا جائے اور اگر کوئی گری پڑی چیز نظر پڑے تو اس کو وہی اٹھائے جو قاعدے کے مطابق اس کا اعلان اور تشہیر کرتا رہے اور یہاں کی سبز گھاس بھی نہ کاٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکھاڑی جائے (اس پر آپ کے چچا) حضرت عباسؓ نے عرض کیا: اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرمایا جائے کیونکہ یہاں کے لوہار اس کو استعمال کرتے ہیں اور گھروں کی چھتوں کے لیے بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کے اس عرض کرنے پر اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرما دیا''۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((لا یحل لاحد ان یحمل بمکة السلاح))

''کسی مسلمان کے لیئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے''۔

مطلب یہ ہے کہ مکہ اور حدود حرم میں کسی مسلمان کو دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھانا اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ اس مقام مقدس کے ادب و احترام کے خلاف ہے یہ مطلب نہیں کہ کسی کو ہتھیار ہاتھ میں لینے کی اجازت ہی نہ ہو۔ (معارف الحدیث ج ۴' ص ۲۷۵)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مکہ مکرمہ سے بہت پیار تھا ایک بار آپ نے مکہ کو مخاطب کیا اس کی تعریف کی اور دنیا بھر میں اسے پسندیدہ قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

((رأیت رسول اللہ ﷺ واقفا علی الحزرة فقال؟ واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ، ولو لا انی اخرجت منک ماخرجت)).

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ مکہ میں حزورہ (ایک ٹیلے) پر کھڑے تھے اور مکہ سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے: خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں سب سے بہتر جگہ ہے اور اللہ جل شانہٗ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر مجھے یہاں سے نکلنے اور ہجرت کرنے پر مجبور نہ کیا گیا ہوتا تو میں ہرگز تجھے چھوڑ کے نہ جاتا''۔ (جامع ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.2 مدینہ منورہ کی عظمت

مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کی عظمت کے بارے میں بھی حضور علیہ السلام کے کئی ارشادات ذخیرہ حدیث میں ملتے ہیں جن میں سے چند بنیادی روایتیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

((عن ابی سعیدعن النبیّ ﷺ قال: ان ابراهیم حرم مکة فجعلها حرام وانی حرمت المدینة حراما مابین مازمیها ان لا یهراق فیها دم ولا یحمل فیها سلاح ولا یخبط فیها شجرة الا لعلف))(رواه مسلم)

''حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے حرم ہونے کا اعلان کیا تھا (اور اسکے خاص اداب واحکام بتائے تھے)۔ اور میں مدینہ کے ''حرم'' قرار دیئے جانے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے دونوں طرف کے دروں کے درمیان کا پورا رقبہ واجب الاحترام ہے اس میں خون ریزی نہ کی جائے کسی کے خلاف ہتھیار نہ اٹھایا جائے (یعنی اسلحہ کا استعمال نہ کیا جائے) اور جانوروں کے چارے کی ضرورت کے سوا درختوں کے پتے بھی نہ جھاڑے جائیں''۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:

((کان الناس اذا رأ و اول الثمرة جاء وابه الی النبی ﷺ، فاذا اخذه قال: اللّهم بارک لنا فی منبتنا وبارک لنا فی صاعنا وبارک لنا فی مُدّنا، اللّهم ان ابراهیم عبدک و خلیلک ونبیّک و انی عبدک و نبیّک وانه دعاک لمکة وانا ادعوک للمدینه بمثل ما دعاک لمکة و مثله معه ثم قال یدعوا اصغر ولید له فیعطیه ذلک الثمر)). (رواه مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگوں کا دستور تھا کہ جب وہ درخت پر نیا پھل دیکھتے تو اس کو لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے۔ آپ اس کو قبول فرما کر اس طرح دعا فرماتے۔ اے اللہ! ہمارے پھلوں میں اور پیداوار میں برکت دے اور ہمارے شہر مدینہ میں برکت دے اور ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت دے۔ الٰہی! ابراہیم علیہ السلام تیرے خاص بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لئے تجھ سے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے تجھ سے ویسی ہی دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ اتنی ہی مزید۔ پھر آپ کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ نیا پھل اس کو دے دیتے''۔

پھلوں اور پیداوار میں برکت کا مطلب تو ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیداوار ہو اور فصل بھرپور ہو اور شہر مدینہ میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوب آباد ہو اور اس کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور صاع اور مد دو پیمانے ہیں۔ اس زمانہ میں غلہ وغیرہ کی خرید و فروخت ان پیمانوں ہی سے ہوتی تھی ان میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ ایک صاع یا ایک مد جتنے آدمیوں کیلئے یا جتنے دنوں کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کے لئے کافی ہو۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی دعا کا ذکر جو آپ نے اپنی بیوی اور بچے کو مکہ کی غیر آباد اور بے آب و گیاہ وادی میں بسا کر اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے کی تھی:

''اے اللہ! تو اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت و مودت ڈال دے اور ان کو ان کی ضرورت کا رزق اور پھل وغیرہ پہنچا اور یہاں کے لئے امن اور سلامتی مقدر فرما''!

رسول اللہ ﷺ بطور نظیر اس ابراہیمی دعا کا ذکر کر کے اللہ جل شانہ سے مدینہ کے لئے وہی دعا' بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید اضافے کیساتھ کرتے تھے' اس دعا کا یہ ثمرہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے جن ایمان والے بندوں کو مکہ سے محبت ہے ان سب کو مدینہ طیبہ سے بھی محبت ہے اور اس محبوبیت میں تو اس کا حصہ مکہ مکرمہ سے یقیناً زیادہ ہے۔ (معارف الحدیث ج ۴۔ ص ۲۸۴)

3.3 مسجد نبوی صلی اللہ کی عظمت وفضیلت

مسجد نبوی ﷺ جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں رکھی۔ پھر جس میں آپ نے عمر بھر نمازیں پڑھیں اور جو آپ کی ساری دینی سرگرمیوں' تعلیم وتربیت' ہدایت وارشاد اور دعوت وجہاد کا مرکز بنی رہی۔ اللہ جل شانہ نے اس کو اپنے مقدس گھر خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے ماسوا دنیا کے سارے معبدوں پر عظمت وفضیلت بخشی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صلاة فی مسجدی هذا خیر من الف صلاة فیما سواه الا المسجد الحرام)). (رواه مسلم)

''میری اس مسجد میں (مدینہ کی مسجد نبوی میں) ایک نماز' دوسری تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے' سوائے مسجد حرام کے''۔

امام احمد نے اپنی مسند میں ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہیں آپ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صلاة فی مسجدی هذا افضل من الف صلاة فیما سواه من المساجد الا المسجد الحرام و صلاة فی المسجد الحرام افضل من مائة صلاة فی هذا)).

''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے' اور مسجد حرام کی ایک نماز میری اس مسجد کی سو نمازوں سے افضل ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد ہی میں ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھیں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لئے دوزخ کی آگ سے عذاب اور نفاق سے نجات اور برات لکھ دی جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مابین بیتی ومنبری روضة من ریا ض الجنة ومنبری علی حوض)). (رواہ البخاری)

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے''۔

3.4 زیارت روضہ مطہرّ ہ

روضہ مطہرہ کی زیارت اگرچہ حج کا رکن یا جز نہیں۔ تاہم حج کرنے والے کو چاہیے کہ اس سعادت کو بھی بہر حال حاصل کرے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ عقیدت اور محبت کا یہ لازمی تقاضہ ہے کہ ان کی قبر مبارک کی زیارت کی جائے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی قبر کی زیارت کی فضیلت بتائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

((من حج فزارقبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی)).

(رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

''جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں) انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے حیات میں میری زیارت کی''۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنی قبر مبارک میں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی منور قبور میں زندہ ہونا جمہور امت کے مسلمات میں سے ہے اگرچہ حیات کی نوعیت میں اختلاف ہے اور روایات اور خواص امت کے تجربات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو امتی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں ایسی صورت میں وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور بالمشافہ سلام کا شرف حاصل کرنے ہی کی ایک صورت ہے اور بلاشبہ ایسی سعادت ہے کہ اہل ایمان ہر قیمت پر اس کو حاصل کرنے کو کوشش کریں۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر ہیں آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من زار قبری وجبت له شفاعتی))

''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی''۔

اس روایت کی سند پر علماء حضرات نے کلام کیا ہے اور بعض نے اسے کمزور بتایا ہے شیخ تقی الدین سبکی شافعیؒ نے اپنے رسالہ ''شفاء السقام'' میں زیارت روضۂ مطہرہ کی فضیلت وترغیب میں متعدد حدیثیں نقل کی ہیں جن میں سے سب سے پہلی حضرت عبداللہ عمرؓ کی یہی حدیث ہے:

((من زار قبری وجبت له شفاعتی))

پھر شیخ سبکی نے اس کی سند اور اس کے متعدد طرق پر بسیط کلام کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ضرور ہے۔

حافظ ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد حافظ ابوعبداللہ الہادی حنبلیؒ نے شفاء السقام کی مندرجہ تمام احادیث پر محدثانہ کلام کر کے دکھایا ہے کہ یہ سب حدیثیں ضعیف یا منکر ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت موجب برکات ہے اور لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابن تیمیہ کا مسلک بھی یہی ہے اور جو لوگ ان کی طرف اس کے خلاف منسوب کرتے ہیں وہ شیخ پر افترا کرتے ہیں بلکہ انہوں نے شیخ ابن تیمیہ کے مناسک کے حوالہ سے زیارت نبوی ﷺ کے پورے آداب اور محبت وتوقیر سے بھرپور اور ایمان افروز ایک سلام بھی نقل کیا ہے جو حافظ ابن تیمیہ نے زائرین ہی کے لئے لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت مذکورہ کی اسنادی حیثیت کے متعلق معتدل رائے حافظ ذہبیؒ کی معلوم ہوتی ہے ملا علی قاری نے شرح شفا میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

((وله طرق وشواهد حسنه' الذهبي لاجلها))

''اس حدیث کے بہت سے طرق اور شواہد ہیں جن کی وجہ سے اس کو ذہبی نے حسن قرار دیا ہے''۔

اس عاجز کے نزدیک اگر اس روایت کو ضعیف مان بھی لیا جائے تو بھی کوئی ایسی بات نہیں اس لئے کہ حدیث بہر حال حدیث ہے خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اگر روایت موضوع ہوتی تو پھر اس پر عمل کرنا جائز نہ ہوتا اور علماء حدیث اس کی تصریح کر چکے ہوتے۔

روزہ مطہرہ کی زیارت کے وقت زائر کے قلب پر جو انوار پڑتے ہیں اور ان کی وجہ سے اس کو جو کیفیت ملتی ہے اور اس کیفیت کے نتیجہ میں اسے جو انابت الی اللہ حاصل ہوتی ہے یہ ایسی چیز ہے جو شفاعت نبوی بلکہ مغفرت خداوندی کو بھی واجب کر دیتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ زائر کے دل میں حضور علیہ السلام کی پوری عقیدت اور محبت ہو۔ عقیدت کے ساتھ جو وہاں پہنچے گا وہ اپنے دل میں بہت کچھ پائے گا اور اسے کہنا پڑے گا کہ:

ان آنکھوں نے نہ دیکھا گرچہ 'ان' کو
مگر دل میں تو 'وہ' آیا بہت ہے

اللہ جل شانہ ہم سب کو روضہ مطہرہ کی زیارت کرنے کا بار بار موقع نصیب فرمائے (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑨

خرید وفروخت کے احکام

تحریر :ڈاکٹر علی اصغر چشتی
نظر ثانی: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	389
یونٹ کے اغراض و مقاصد	391
① خرید وفروخت سے متعلق بنیادی احکام	392
1.1 فصل کب بیچی یا خریدی جائے	392
1.2 ہر قسم کے فریب کی ممانعت	394
1.3 ''من غشّنا فلیس منّا'' کا مفہوم	397
1.4 قسمیں کھانا	399
1.5 ناپ تول میں کمی کرنا	399
1.6 چوری کا مال خریدنا جائز نہیں	400
1.7 معاملہ فسخ کرنے کا اختیار	401
1.8 خیار عیب	402
1.9 اقالہ	404
1.10 قیمتوں سے کھیلنا	404
1.11 ذخیرہ اندوزی	406
1.12 مشترکہ کاروبار اور دیانتداری	408
1.13 تجارت میں وکیل بنانا	409

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.14 عاریۃ 410

1.15 غصب 411

② تجارت کے بنیادی اصول 413

2.1 جانبین سے تعاون کا وجود 413

2.2 باہمی رضا 413

2.3 فریقین کی اہلیت ضروری ہے 414

2.4 معاملہ میں فریب، خیانت وغیرہ کا دخل 414

③ تجارت میں فساد کے عوامل 416

3.1 باہمی تعاون کا فقدان 416

3.2 فریقین میں سے کوئی ایک فریق راضی نہ ہو 417

3.3 کاروبار کی بنیاد معصیت پر ہو 418

3.4 معاملہ میں نزاع کی صورت باقی رہے 418

3.5 معاملہ کی بنیاد فریب پر ہو 419

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اس یونٹ میں آپ نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات کا مطالعہ کریں گے جن کا تعلق خرید وفروخت کے احکام اور اس بارے میں بنیادی ہدایات سے ہے۔

اسلام نے جہاں انسان کی کامیابی اور کامرانی کے لئے عبادات کی ترغیب دی ہے وہاں اس سے بڑھ کر معاملات کو درست رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ عبادات کا تعلق انسان کی ذات سے ہوتا ہے۔ عبادت کرنے کا اثر اس کی روح اور قلب پر مرتب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے بھی اس کی روح متاثر ہوتی ہے۔ لیکن معاملات میں صحت نہ ہونے کی وجہ سے معاشرہ کے وہ تمام افراد متاثر ہوتے ہیں جن کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک دکاندار کم تولتا ہے تو اس کے اس فعل کا اثر ان تمام لوگوں پر پڑے گا جو اس سے چیزیں خریدتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ کے ہاں ایسے شخص کی عبادت کی کوئی قیمت نہیں جو لوگوں کو دھوکہ دیتا ہو، جھوٹ بولتا ہو، ناقص چیزیں بیچتا ہو۔ جس کے دل میں اللہ جل شانہٗ کے بندوں کے ساتھ تعاون، ہمدردی اور نیک سلوک کا جذبہ نہ ہو۔ جو تاجر محض زراندوزی کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کر کے تجارت کرتے ہیں ان کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

((التُّجار يحشرون يوم القيامة فُجّاراً الا من اتّقٰى و برّ وصدق))

''تاجر لوگ، سوائے ان کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی اور سچائی کا رویہ اختیار کیا، قیامت میں فاجر اور بدکار اٹھائے جائیں گے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں جن تاجروں نے آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھا سچائی اور دیانتداری کی پابندی کی تو ان کے بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ قیامت میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہدائے کرام کے ساتھ ہوں گے۔

اسلام نے تجارت کی ترغیب دی ہے اور اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اس کی حدود بتائی ہیں اور اصول بھی دیئے ہیں۔ یونٹ میں تفصیلاً لکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اسلئے مختصراً بنیادی باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے یونٹ کے آخر میں ترتیب کے ساتھ کاروبار کے بنیادی اصول بتائے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے متعلقہ موضوع پر آپ کو ایک خاکہ مل جائے گا۔

امید ہے آپ اس یونٹ کا بغور مطالعہ کریں گے اور اسے سمجھنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ نیز اس کی بنیاد پر مزید مطالعہ بھی کریں گے۔

موضوع سے متعلق جو روایات جمع کی گئی ہیں وہ بنیادی، مستند اور قابل اعتماد مصادر سے ماخوذ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- فصل کی خرید وفروخت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی بنیاد پر گفتگو کر سکیں۔
- ((من غشنا فليس منّا)) کا مفہوم بیان کر سکیں اور دوکانداروں کی جھوٹی قسمیں کھانے کے بارے میں اصول بتا سکیں۔
- خرید وفروخت کے معاملہ کو فسخ کرنے کے اختیارات کے بارے میں بتا سکیں اور خیار عیب کی وضاحت کر سکیں۔
- 'اقالہ' اور قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے حوالہ سے احادیث کی روشنی میں ایک مضمون قلم بند کر سکیں۔
- تجارت کے بنیادی اصولوں پر بحث کر سکیں۔
- تجارت میں فساد کے عوامل کی نشاندہی کر سکیں اور ان عوامل کا تجزیہ کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① خرید وفروخت سے متعلق بنیادی احکام

1.1 فصل کب بیچی یا خریدی جائے

جب تک فصل پوری طرح پک کر تیار نہ ہو جائے اس وقت تک اس کا بیچنا اور خریدنا جائز نہیں اس لئے کہ اس کے مستقبل کے بارے میں نہ بیچنے والے کو علم ہے اور نہ خریدنے والے کو۔ ممکن ہے کہ فریقین معاملہ طے کرلیں اور بعد میں فصل کسی وجہ سے تباہ ہو جائے۔ اب مشتری بائع کو برا کہے گا اور سمجھے گا کہ اس نے اسے جو فصل دی ہے وہ خراب ہوگئی ہے اس لئے اس کا قصور نہیں اور ذمہ داری بھی نہیں۔ اس طرح ایسے معاملہ میں جھگڑے اور فساد کی ٹھیک ٹھاک گنجائش موجود ہوسکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری دونوں کو اس قسم کا معاملہ کرنے سے روکا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

((نهى رسول الله ﷺ عن بيع الثمار حتى يبد صلاحها نهى البائع والمشتري)). (رواه البخاري)

''رسول اللہ نے پک کر تیار ہونے سے پہلے پھلوں کے بیع سے منع فرمایا ہے بیچنے والے کو بھی اور خریدنے والے کو بھی''۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((نهى رسول الله عليه وسلم عن بيع الثمارحتى تزهي قيل وما تزهي؟ قال حتى يحمر وقال ارأيت اذا منع الله الثمرة، بما يأخذ احدكم مال اخيه)). (رواه البخاري و مسلم)

''رسول اللہ علیہ وسلم نے رونق آجانے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا: کسی نے پوچھا کہ رونق آجائے کا کیا مقصد؟ آپ علیہ السلام نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: پکنے کی وجہ سے پھلوں پر سرخی آ جانا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا: بتایئے اگر اللہ تعالیٰ پھل عطا نہ فرمائے (کسی وجہ سے پھل ضائع ہو جائیں) تو بیچنے والا کس کے عوض (خریدنے والے) اپنے بھائی سے مال وصول کرے گا؟

ہر وہ معاملہ بیع جس میں مال کے مجہول ہونے یا دھوکہ کی صورت ہو جانے یا ایک فریق کے دوسرے فریق کو گھاٹا دینے کی بناء پر نزاع کے لئے گنجائش پیدا ہوتی ہو سد ذریعہ کے طور پر ممنوع ہے مثلاً نر کی صلب (پیٹھ) میں یا اونٹنی کے بطن میں جو بچہ ہو اس کا سودا کرنا یا اڑتے ہوئے پرندے یا پانی میں مچھلیوں اور اس قسم کی ہر مجہول چیز کی خرید وفروخت''۔

آپ علیہ السلام کے زمانہ میں پھلوں کو کھیتوں اور باغوں میں ان کے پختہ ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دیا جاتا تھا اور معاملہ طے ہو جانے کے بعد بھی ایسا ہوتا کہ آفت سماوی کی وجہ سے پھل تباہ ہو جاتے اور ایسی صورت میں بائع اور مشتری کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جاتا۔ بائع کہتا کہ میں سودا مکمل کر چکا ہوں اور خریدار کہتا تو نے پھل فروخت کئے ہیں اور پھل ہی غائب ہیں۔ اس لئے آپ علیہ السلام نے منع فرمایا کہ پھلوں کو ان کی پختگی ظاہر ہونے سے پہلے فروخت نہ کیا جائے۔ الّا یہ کہ معاملہ فوری طور سے پھل توڑنے کی شرط پر کیا جائے اس طرح آپ علیہ السلام نے خوشوں کی بیع کی بھی ممانعت فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ توڑنے کی شرط پر کیا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ تم نے یہ بھی سوچا کہ جب اللہ جل شانہٗ نے پھلوں کو روک دیا ہو تو تمھارے لئے اپنے بھائی کا مال لینا کس طرح جائز ہو گا۔

ہر مجہول چیز ممنوع نہیں ہے کیونکہ بعض چیزیں اس سے خالی نہیں ہوتیں مثلاً اگر کوئی شخص مکان خریدتا ہے تو اس کی بنیاد اور دیواروں کے اندر کا حال اسے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو چیز ممنوع ہے وہ کسی چیز کا صریح (بالکل) مجہول ہونا جس کے باعث نزاع یا باطل طریقہ پر لوگوں کا مال کھانے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی چیز معمولی درجہ میں مجہول ہو تو اس کی بیع حرام نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ان چیزوں کی بیع جو زمین کے اندر ہوتی ہیں جیسے مولی گاجر اور پیاز وغیرہ۔ اسی طرح لکڑی اور خربوزے کے کھیتوں کی بیع جو امام مالک کے مسلک کے مطابق ہے۔ امام موصوف ان تمام چیزوں کی خرید وفروخت کو جائز کہتے ہیں جو بہ تقاضائے ضرورت ہوں اور جن میں مجہول ہونے کا پہلو معمولی ہو۔

امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:

> ''بیع کے سلسلہ میں امام مالک کے اصول دوسرے فقہاء کے اصولوں کے مقابلہ میں بہتر ہیں کیونکہ ان کا مسلک سعید میبّب کے مسلک سے ماخوذ ہے جو بیع کے مسائل میں سب سے بڑے فقیہ مانے جاتے ہیں۔ امام احمد کا مسلک بھی قریب قریب یہی ہے''۔

1.2 خرید وفروخت کے سلسلہ میں ہر قسم کے فریب کی ممانعت

((عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ لا تلقو الجلب فمن تلقاه فاشترى منه، فاذا اتى سيده السّوق فهو بالخيار)). (رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلہ وغیرہ لانے والے قافلے سے مال خریدنے کیلئے آگے جا کر نہ ملو جس تاجر نے آگے جا کر راستہ ہی میں سودا کیا اور خرید لیا تو مال کا مالک جب بازار پہنچے گا تو اس کو اختیار ہوگا چاہے وہ معاملہ فسخ کر دے۔

دورِ رسالت میں ایسا ہوتا تھا کہ لوگ غلہ وغیرہ باہر سے لا کر شہروں کے بازاروں میں فروخت کرتے تھے اور یہ چھوٹے بڑے کاروانوں کی شکل میں آتے تھے ان تجارتی کاروانوں کو اصطلاح میں جلب کہا جاتا ہے۔ ہوشیار تاجر ایسا کرتے تھے کہ بازاروں اور منڈی پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں ان کے پاس پہنچ کر مال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سودا کر لیتے تھے اس میں اس بات کا بہت امکان ہوتا تھا کہ بازار کے نرخ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے مال لانے والے اپنا مال ان تاجروں کے ہاتھوں سستے داموں بیچ دیں اور اس سے ان کو نقصان پہنچے اور اس سے بڑی دوسری خرابی اس طریقہ میں یہ تھی کہ باہر سے آنے والا سارا غلہ ان زیرک سرمایہ دار تاجروں کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ پھر یہ اس کو عام صارفین کے ہاتھ من مانے داموں پر بیچتے اور زیادہ سے زیادہ نفع کماتے۔ اگر مال بازار میں آ کر بکتا تو لانے والوں کو بھی مناسب قیمت ملتی اور عام ضرورت مند بھی مناسب داموں پر خرید سکتے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ غلہ لانے والوں سے بازار پہنچنے سے پہلے راستہ میں جا کر خریداری نہ کیجائے اور اگر اس طرح کسی نے سودا کیا تو مال لانے والا اگر پہنچ کر محسوس کرے کہ بازار کے نرخ سے بے خبری کی وجہ سے اس کو دھوکہ اور نقصان ہو گیا تو اس کو معاملہ فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔

آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر خرید وفروخت کے سلسلے میں چند ہدایات دیں جو بنیادی اہمیت کی حامل ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لاتلقوا الركبان لبيع، ولايبع بعضكم على بيع بعض ولا تناجشوا ولا يبع حاضرٌ لباد ولا تصرّوا الا بل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلك فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضيها امسكها وان سخطهاردّ ها وصاعا من تمر)). (رواه البخاری ومسلم)

”غلہ وغیرہ لانے والے کاروانوں سے مال خریدنے کیلئے آگے جا کر نہ ملو اور تم میں سے کوئی اپنے دوسرے بھائی کے بیع کے معاملہ میں اپنے معاملہ بیع سے مداخلت نہ کرے اور کسی سودے کے نمائشی خریدار بن کر اس کی قیمت بڑھانے کا کام نہ کرو اور شہری تاجر دیہاتیوں کا مال اپنے پاس رکھ کر بیچنے کا کام نہ کریں اور بیچنے کے لئے اونٹنی یا بکری کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کرو۔ اگر کسی نے ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹنی یا بکری خریدی تو اس کا دودھ دوہنے کے بعد اس کو اختیار ہے اگر پسند ہے تو اپنے پاس رکھے اور اگر ناپسند ہو تو واپس کر دے اور جانوروں کے مالک کو ایک صاع (چار سیر) کھجوریں بھی دے دے"۔

اس روایت میں پہلی ہدایت تو وہی ہے جو اس سے پہلی والی روایت میں دی گئی ہے کہ غلہ وغیرہ باہر سے لانے والے تجارتی قافلوں سے بازار اور منڈی میں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں جا کر ان سے مال نہ خریدا جائے بلکہ وہ جب بازار اور منڈی میں مال لے آئیں تو ان سے خرید وفروخت کا معاملہ کیا جائے۔

دوسری ہدایت کے الفاظ یہ ہیں کہ: ((**لا یبع بعضکم علی بیع بعض**)) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی خریدار ایک دوکاندار سے کوئی چیز خرید رہا ہے تو دوسرے دوکاندار کو نہیں چاہیے کہ وہ معاملہ میں مداخلت کرے اور خریدار سے کہے کہ یہی چیز تم مجھ سے خریدلو ظاہر ہے کہ اس سے دوکانداروں میں باہم عداوت اور ایک دوسرے کی بدخواہی پیدا ہوگی۔

تیسری ہدایت یہ ہے: ((**لاتناجشوا**)) بازار کے ماحول میں یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی دوکاندار سے کوئی چیز خریدنے کی بات چیت کر رہا ہے تو کوئی صاحب اسی چیز کے صرف نمائشی خریدار بن کر کھڑے ہو گئے اور زیادہ قیمت لگا دی تا کہ جو اصل اور واقعی خریدار ہے وہ زیادہ قیمت دینے پر آمادہ ہو جائے ظاہر ہے کہ خریدار کے ساتھ یہ ایک طرح کا فریب ہے یہاں اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

چوتھی ہدایت کے الفاظ ہیں: ((**لایبع حاضر لباد**)) اس کا مطلب یہ ہے کہ شہر کے تاجروں کو چاہیے کہ دیہات کے لوگ جو سامان غلہ وغیرہ فروخت کرنے کے لئے لائیں تو ان کا وہ مال اپنے پاس اس غرض سے نہ رکھیں کہ جب نرخ بڑھیں گے۔ اس وقت فروخت کریں گے بلکہ دیہات کے لوگ جب مال لائیں تو اس کی فروخت ہو جانا چاہیے۔ اس صورت میں ان اشیاء کی قلت نہیں ہوگی۔ عوام کے لئے قیمتیں نہیں چڑھیں گی اور گرانی نہیں بڑھے گی اور دیہات سے مال لانے والوں کو جبکہ دن کے دن اور ہاتھ کے ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مال کی قیمت مل جائیگی تو جلد ہی وہ بازار میں دوسرا مال لائیں گے اس طرح ان کی تجارت بڑھ جائیگی اور نفع بھی بڑھے گا۔

پانچویں ہدایت آپ علیہ السلام نے یہ فرمائی: ((لاتصرّوا الا بل والغنم)) اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسا نہ کرے کہ جب اس کو اپنا دودھ دینے والا جانور اونٹنی بکری وغیرہ بیچنا ہو تو ایک دو وقت پہلے اس کا دودھ دوہنا چھوڑ دے تاکہ خریدار اس کے بھرے ہوئے تھن دیکھ کر سمجھے کہ جانور بہت دودھ دینے والا ہے اور زیادہ قیمت میں خرید لے۔ ظاہر ہے یہ ایک طرح کا دھوکہ فریب ہے۔ آگے اس ضمن میں فرمایا کہ اگر کسی نے ایسا جانور خریدا تو اس کو اختیار ہے کہ اپنے گھر میں دوہنے کے بعد اگر جانور کو ناپسند کرے تو واپس کر دے اور پسند کرے تو اپنے پاس رکھ لے اور واپس کرنے کی صورت میں ایک صاع کھجوریں بھی جانور کے مالک کو پیش کر دے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ((فھو بالخیار ثلاثة ایام)) کے الفاظ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا جانور خریدنے والے کو تین دن تک واپسی کا اختیار رہے گا یعنی اس کے بعد واپسی کا حق نہ ہوگا اور ((صاعاً من تمر)) کے بجائے ((صاعاً من طعام)) کے الفاظ ہیں اس لئے ایک صاع کھجوروں کی جگہ کوئی بھی غلہ دینا صحیح ہوگا۔

جانور کی واپسی کی صورت میں اس کے مالک کو ایک صاع کھجور وغیرہ پیش کرنے کی ہدایت کی حکمت و مصلحت شاید یہ ہو کہ خریدنے والے نے ایک دن یا دو دن یا تین دن اس کا دودھ دوہا اور استعمال کیا۔ ساتھ ہی اس کے کھلانے پر خرچ بھی کیا اس طرح حساب برابر ہوگیا۔ پھر بھی جو کسر رہی ہو اور واپسی سے جانور کے مالک کی جو دل شکنی ہوئی ہو اس کی مکافات اور واپسی کے معاملہ کی ناخوشگواری ختم کرنے یا کم کرنے کیلئے یہ ہدایت کر دی گئی ہو۔ (معارف الحدیث ج ۷، ص ۱۳۴)

1.3 من غشّنا فلیس منّا

اسلام نے فریب اور دھوکہ کی تمام صورتوں کو حرام ٹھہرایا ہے خواہ خرید وفروخت سے متعلق ہوں یا دوسرے انسانی معاملات سے متعلق۔ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ مسلمان ہر معاملہ میں سچائی اختیار کریں۔ دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیمخلصانہ پیروی کریں۔ دین کی پیروی ہر دنیوی مفاد کے مقابلہ میں زیادہ قیمتی ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((البیّعان بالخیار مالم یتفرقا ' فان صدقاوبیّنابورک لھما فی بیعھماوان کذبا وکتما محقت برکۃ بیعھما))

''بائع اور مشتری دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہو جاتے اگر دونوں سچائی سے کام لیں اور کھل کر بات کریں تو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں اور کچھ دل میں رکھ کر بات کریں تو سودے کی برکت اٹھا دی جاتی ہے''۔

((مرّ رسول اللہ ﷺ برجل یبیع طعاماً فاعجبه فادخل یده فیه فرأی بللاً فقال : ما ھذا یا صاحب الطعام ؟ قال: اصابته السماء. فقال ﷺ: فھلاّ جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس من غشّنا فلیس منّا)).

''رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک غلہ فروش کے پاس سے ہوا۔ آپ علیہ السلام کو وہ غلہ بہت پسند آیا لیکن جب ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اس میں نمی محسوس ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے اس تاجر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اس غلہ میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس میں بارش کی وجہ سے نمی پیدا ہوگئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ایسی بات ہے تو پھر نمدار غلہ کو اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ دیکھنے والا صحیح اندازہ لگا سکے۔ اس موقع پر آپ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: جو ہمارے ساتھ دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

ہمارے اسلاف معاملہ کرتے وقت مال کا عیب بیان کر دیتے تھے سچ بولتے اور جھوٹ سے پرہیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔خلوص کا ثبوت دیتے اور دھوکہ دہی سے اجتناب کرتے۔چنانچہ ابن سیرینؒ کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے ایک بکری فروخت کی تو خریدار سے کہا کہ میں اس کا عیب بیان کر کے بری الذمہ ہوتا ہوں یہ بکری پاؤں سے چارہ ادھر ادھر پھیلا دیتی ہے اسی طرح حسن بن صالح کا قصہ ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی فروخت کی تو خریدنے والے سے کہا کہ اس لونڈی نے ایک بار خون تھوکا تھا۔

1.4 قسمیں کھانا

جب دھوکہ دہی کے ساتھ جھوٹی قسم بھی کھائی جائے تو اس کی حرمت شدید ہو جاتی ہے۔آپ علیہ السلام نے تاجروں کو بکثرت قسمیں کھانے سے اور خاص طور سے جھوٹی قسمیں کھانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((الحلف منفقة للسلعة ممحقه للبركة)). (رواه البخاری)

''قسم کھانے سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن برکت اٹھ جاتی ہے''۔

1.5 ناپ تول میں کمی کرنا

دھوکہ دہی کی ایک قسم ناپ تول میں کمی ہے۔قرآن نے معاملہ کے اس پہلو کا بڑے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔

﴿واوفو الكيل والميزان بالقسط لا نكلّف نفساً الّا وسعها﴾

(الانعام)

''ناپ تول میں پورا انصاف کرو ہم کسی شخص پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اوفو الكيل اذا كلتم وزنوابا لقسطاس المستقيم ذٰلك خيرٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحسن تاویلا﴾ (بنی اسرائیل).

''جب تم ناپو تو ناپ بھر کر دو اور صحیح ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے''۔

﴿ویلٌ للمطفّفین الّذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون' الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم 'یوم یقوم الناس لربّ العالمین﴾.

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے تباہی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے کہ انہیں ایک بڑے دن اٹھایا جائے گا جس دن کہ لوگ رب کائنات کے حضور کھڑے ہوں گے''۔

1.6 چوری کا مال خریدنا جائز نہیں

اسلام نے جرم کی مخالفت اور جرم کو مشکل بنانے کی غرض سے ایسی چیز کا خریدنا بھی حرام ٹھہرایا ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ غصب شدہ یا چوری کا مال ہے یا اصل مالک سے ناروا طریقہ پر حاصل کر لیا گیا ہے کیونکہ اس صورت میں غاصب، چور اور زیادتی کرنے والے شخص کے ساتھ غصب چوری اور زیادتی کے معاملہ میں تعاون ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((من اشتری سرقة وھویعلم انھا سرقة فقد اشترک فی اثمھا وعارھا)). (رواہ البیھقی)

''جس نے چوری کا مال خریدا اور اسے معلوم تھا کہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کے گناہ اور برائی میں شریک ہوا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.7 خرید وفروخت کا معاملہ فسخ کرنے کا اختیار

خرید وفروخت کے معاملہ میں اگر دونوں فریق یا دونوں میں کوئی ایک یہ شرط کر لے کہ ایک دن یا دو تین دن تک مجھے اختیار ہوگا کہ میں چاہوں تو معاملہ فسخ کردوں تو شرعاً یہ جائز ہے اور شرط کرنے والے فریق کو فسخ کر دینے کا اختیار ہوگا۔ فقہ کی اصطلاح میں اس کو خیار شرط کہا جاتا ہے اس کا حدیث میں صراحتہً ذکر ہے اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

امام شافعیؒ اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک اس طرح کی شرط کے بغیر فریقین کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ دونوں اسی جگہ رہیں جہاں سودا طے ہوا ہے۔ اگر کوئی ایک بھی اس جگہ سے ہٹ جائے تو یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔ اس کو فقہ کی اصطلاح میں ''خیار مجلس'' کہا جاتا ہے امام ابوحنیفہؒ اور بعض دوسرے فقہاء اس خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں اس سلسلے میں ان کا مسلک یہ ہے کہ خرید وفروخت کی بات جب فریقین کی طرف سے بالکل طے ہوگئی اور سودا پکا ہوگیا اور لین دین بھی ہوگیا تو اگر پہلے سے کسی فریق نے بھی فسخ کے اختیار کی شرط نہیں لگائی ہے تو اب کوئی فریق بھی یکطرفہ طور پر معاملہ فسخ نہیں کرسکتا''۔ ہاں باہمی رضا مندی سے معاملہ فسخ کیا جاسکتا ہے جس کو فقہ کی اصطلاح میں 'اقالۃ' کہا جاتا ہے اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((المتبایعان کل واحد منهما بالخیار علی صاحبه مالم یتفرقا الا بیع الخیار)). (رواہ البخاری)

''معاملہ بیع کے دونوں فریقوں کو فسخ کرنے کا اختیار ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں۔ خیار شرط والی بیع کے سوا''۔

امام شافعیؒ اور ان کے ہم خیال ائمہ نے اس حدیث کے لفظ ((مالم یتفرقاً)) سے خیار مجلس سمجھا ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ہم خیال فقہاء نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ جب تک بات بالکل طے نہ ہو جائے اس وقت تک ہر فریق کو اختیار ہے کہ وہ اپنی پیش کش واپس لے لے۔ اس کے بعد کسی کو فسخ کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اختیار نہ رہے گا۔ آپؒ تفرق سے مکانی علیحدگی نہیں بلکہ معاملاتی اور قولی جدائی مراد لیتے ہیں۔

1.8 خیار عیب

اگر خریدی ہوئی چیز میں کوئی عیب معلوم ہو جائے جو پہلے معلوم نہیں تھا تو اس صورت میں خریدار کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس بارے میں امام ابوداؤد اور امام نسائی نے اپنے ہاں یہ روایت نقل کی ہے:

((عن عائشة رضی الله عنها ان رجلاً ابتاع غلاماً فاقام عنده ماشاء الله ثم وجدبه عيبا فخاصمه الى النبیّ ﷺ فرده عليه. فقال الرجل یارسول الله! قد استغل غلامی فقال ﷺ الخراج بالضمان))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے کسی دوسرے سے ایک غلام خریدا اور وہ (کچھ دن) جتنے اللہ نے چاہا اس کے پاس رہا پھر اسے معلوم ہوا کہ غلام میں عیب ہے تو وہ شخص اس معاملہ کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ علیہ السلام سے فیصلہ چاہا تو آپ علیہ السلام نے (اس عیب کی بناء پر) غلام واپس کر دینے کا فیصلہ فرمادیا۔ مدعاعلیہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس شخص نے اتنے دن تک میرے غلام سے کام لیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے (اس لئے مجھے اس کا صلہ ملنا چاہیئے) آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: **الخراج بالضمان** یعنی نفع کا مستحق وہی ہے جو نقصان کا ضامن ہے''۔

((**الخراج بالضمان**)) شریعت کے ان اصولی قواعد میں سے ہے جن سے فقہاء حضرات نے سینکڑوں مسائل کا حکم نکالا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ منفعت کا مستحق وہی ہوتا ہے جو نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر بالفرض غلام خریدنے والے کے پاس یہ غلام مرجاتا یا کسی حادثہ سے اس کا عضو ٹوٹ جاتا یا وہ بیمار ہو جاتا تو یہ نقصان خریدنے والے ہی کا ہوتا۔ اس لیے ان دنوں میں جو فائدہ خریدنے والے نے غلام سے اٹھایا وہ اس کا حق تھا اس لئے اس معاوضہ کا کوئی سوال نہیں۔

خود آزمائی ①

۱- فصل کی خرید وفروخت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں اس موضوع پر گفتگو کیجئے۔

۲- لین دین کے معاملات میں فریب اور دھوکہ دہی کے موضوع پر ایک جامع نوٹ قلم بند کیجئے۔

۳- دوکاندار قسمیں کیوں کھاتے ہیں اور ناپ تول میں کمی کیوں کرتے ہیں۔ اس بارے میں تبصرہ کیجئے۔

۴- کیا چوری کا مال خریدنا جائز ہے۔ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات بیان کیجئے۔

۵- لین دین کا معاملہ کیوں فسخ کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں فسخ کرنے کا اختیار کس کو حاصل ہے۔ وضاحت کیجئے۔

۶- خیار عیب سے کیا مراد ہے۔ اس بارے میں متعلقہ روایات کو پیش نظر رکھ کر ایک نوٹ تحریر کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.9 اقالہ

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ فریقین کوئی معاملہ طے کر لیتے ہیں لین دین بھی ہو جاتا ہے۔ بعد میں کسی ایک فریق کو پچھتاوا ہو جاتا ہے اور وہ اس معاملہ کو فسخ کرنا چاہتا ہے اس صورت میں اگرچہ اسے بیع فسخ کرنے کا حق نہیں تاہم اگر دوسرا فریق راضی ہو جائے اور اس کی بات مان لے تو یہ بہت اچھی بات ہوگی۔ اس ضمن میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من اقال مسلماً اقاله الله عثرته یوم القیامة))(رواہ ابو داؤد)

''یعنی جو بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے ساتھ اقالہ کا معاملہ کرے (اسکی بیچی یا خریدی ہوئی چیز کی واپسی پر راضی ہو جائے) تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی غلطیاں بخش دے گا''۔

اقالہ کی صورت میں عام طور پر جو فریق پچھتاتا ہے اسے نقصان ہوا ہوتا ہے اور دوسرے فریق کو فائدہ ہوا ہوتا ہے اب اگر فائدہ میں رہنے والا فریق محض اپنے ساتھی کے کہنے پر معاملہ کو فسخ کرنے کیلئے تیار ہو جائے تو یہ واقعی اس کی طرف سے بڑی قربانی ہوگی اس لئے حضور علیہ السلام نے اسے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے گناہ بخش دینگے۔

1.10 قیمتوں سے کھیلنا

اسلام نے بازار (Market) کو آزاد چھوڑ ناپسند کیا ہے کہ طبعی قوانین اپنا کام کرتے رہیں۔ بازار میں اشیاء کی آمد اور ان کی مانگ کی مناسبت سے قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت میں جب قیمتیں چڑھ گئیں اور لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے لئے اشیاء کے نرخ مقرر کر دیجئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((ان الله هو المسعر القابض الباسط الرزّاق وانّی لا رجوان القی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله ولیس احد منکم لیطالبنی بمظلمة فی دمٍ و لا مالٍ)). (رواه احمد و الترمذی)

''اللہ جل شانہ' قیمتوں کا مقرر کرنے والا ہے گرانی اور ارزانی وہی پیدا کرتا ہے اور رزق دینے والا بھی وہی ہے میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ تم میں کوئی شخص بھی خون یا مال کے سلسلے میں مجھ سے کوئی مطالبہ نہ کرے''۔

آپ علیہ السلام نے اس حدیث کے ذریعے اعلان فرمایا کہ افراد کی آزادی میں بلاضرورت مداخلت کرنا ظلم ہے لیکن اگر بازار میں غیر طبعی عوامل داخل ہو جائیں مثلاً ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں سے کھیلنا' تو ایسی صورت میں اجتماعی مصلحت کو افراد کی آزادی کے مقابلہ میں مقدم سمجھنا چاہیے اور ایسی صورت میں نرخ مقرر کرنا سماج کی ضرورت کا تقاضا ہے تاکہ نفع اندوزی کرنے والے حریصوں سے سماج کو بچایا جا سکے۔

روایت مذکورہ کا مطلب یہ نہیں کہ نرخ مقرر کرنا ہر حال میں ممنوع ہے خواہ رفع حرج اور صریح ظلم سے روکنے کیلئے کیوں نہ کئے جائیں بلکہ علماء اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ نرخ مقرر کرنا بعض حالات میں تو حرام اور ظلم ہے لیکن بعض حالات میں منصفانہ اور جائز کام ہے لہذا اگر ناروا طریقہ پر ظلم اور زیادتی کر کے لوگوں کو ایسی قیمت پر چیزیں فروخت کرنے کے لئے مجبور کر دیا جائے جس سے وہ راضی نہیں یا مباحات سے روکا جائے تو یہ حرام ہوگا اور اگر لوگوں کے درمیان عدل قائم کرنے کی غرض سے نرخ مقرر کئے جائیں مثلاً مروجہ قیمت (Market rate) کے مطابق معاوضہ لیکر فروخت کرنے کیلئے انہیں مجبور کر دیا جائے یا معروف معاوضہ سے زیادہ معاوضہ وصول کرنے سے انہیں روکا جائے تو ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہوگا۔ پہلی صورت کے بارے میں مذکورہ حدیث وارد ہوئی اس لئے جب لوگ معروف طریقہ پر ظلم وزیادتی کے بغیر مال فروخت کرتے ہیں اور اشیاء کی قلت یا آبادی میں اضافہ کی وجہ سے قیمتیں چڑھ جائیں تو معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرنا چاہیے۔ ایسی صورت میں لوگوں کو مجبور کرنا کہ وہ مقررہ قیمت پر چیزیں فروخت کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناحق کی زیادتی ہوگی۔

رہی دوسری صورت کہ لوگوں کے ضرورت مند ہونے کے باوجود تاجر حضرات اشیاء فروخت نہ کریں اور معروف قیمت سے زیادہ کا مطالبہ کریں تو ایسی صورت میں مروجہ نرخ کے مطابق اشیاء فروخت کرنا واجب ہے اور نرخ مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مروجہ نرخ کو ان پر لازم کر دیا جائے ایسے موقع پر قیمتوں کے تعین کا مطلب بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے جس عدل کو لازم کر دیا اس پر کار بند ہونے کے لئے تاجروں کو مجبور کر دیا جائے۔ (الطرق الحکمیۃ لحافظ ابن قیم ص ۲۱۴)

1.11 ذخیرہ اندوزی

اسلام اگرچہ افراد کو خرید وفروخت اور فطری مقابلہ کی آزادی دیتا ہے لیکن اسے اس بات سے شدید انکار ہے کہ لوگ خود غرضی اور لالچ میں مبتلا ہو کر اپنی دولت میں اضافہ کرتے چلے جائیں خواہ غذائی اجناس اور قوم کی دیگر اشیائے ضرورت ہی کے ذریعہ کیوں نہ دولت سمیٹی جا سکے یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ذخیرہ اندوزی کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

((من احتکر الطعام اربعین لیلۃ فقد براء اللہ منہ))(رواہ احمد

''جس نے چالیس دن تک غلہ روکے رکھا اس سے اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہے''۔

آپ علیہ السلام نے ایک اور موقع پر فرمایا:

((لا یحتکر الا خاطئ)). (رواہ مسلم)

''ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے''۔

آپ علیہ السلام نے ذخیرہ اندوزی کرنے والے شخص کی نفسیات اس طرح بیان کی ہے:

((بئس العبد المحتکر ان سمع برخص ساءہ وان سمع بغلاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرح))۔ (رواہ رزین)

''وہ ذخیرہ اندوز شخص بہت برا ہے کہ جب اسے قیمتوں میں کمی کی اطلاع ملتی ہے تو تکلیف محسوس کرتا ہے اور جب قیمتیں چڑھتی ہیں تو خوش ہوتا ہے''۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

((الجالب مرزوق والمحتکر ملعون))۔ (رواہ ابن ماجہ)

''بازار میں مال لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ رکھنے والے پر لعنت بھیجی جاتی ہے''۔

تاجر کے نفع کمانے کی دو صورتیں ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ اشیاء تجارت جمع کر رکھے تاکہ مہنگے داموں فروخت کر سکے۔ یعنی جب چیزوں کی مانگ بڑھ جائے اور رسد میں کمی آ جائے تو ضرورت مند لوگ منہ مانگے دام دے کر خریدنے کیلئے مجبور ہو جائیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تاجر اشیائے ضرورت بازار میں لے آئے اور تھوڑے نفع کے ساتھ فروخت کر دے۔ پھر دوسرا مال لے اور تھوڑے نفع کیساتھ اسے بھی فروخت کر دے۔ اسطرح اپنا کاروبار جاری رکھے اس منافع میں سماجی اور مدنی مصلحت بھی ہے اور برکت بھی اور ایسا تاجر رزق بھی پاتا ہے جس کی خوشخبری رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔

ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں کے ساتھ کھیلنے سے متعلق ایک حدیث حضرت معقل بن یسارؓ سے مروی ہے آپؓ جب بیمار ہوئے تو بیمار پرسی کے لئے اموی حاکم عبیداللہ بن زیاد ان کے ہاں تشریف لائے حضرت معقلؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مسلمانوں کے لئے گرانی پیدا کرنے کی غرض سے قیمتوں میں مداخلت کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسے آگ پر بٹھائے (رواہ احمد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کی روایات کو مدنظر رکھ کر علماء حضرات نے کہا کہ ذخیرہ اندوزی کی حرمت دو باتوں کے ساتھ مشروط ہے ایک یہ کہ کسی ایسی جگہ ایسے وقت ذخیرہ کیا جائے جبکہ وہاں کے باشندوں کو اس سے تکلیف پہنچے دوسرے اس سے مقصود قیمتیں چڑھانا ہوتا کہ خوب نفع کمایا جا سکے۔

1.12 مشترکہ کاروبار اور دیانت داری

کاروبار میں دو یا دو سے زیادہ افراد کا اشتراک جائز ہے شریک حضرات جب دیانتداری کے ساتھ کاروبار چلاتے ہیں تو اس میں بڑی برکت اور کامیابی ہوتی ہے۔ اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إنّ اللہ عزوجل یقول: انا ثالث الشریکین مالم یخن احد هما صاحبہ فاذا خانتہ خرجتُ من بینهما)). (رواہ ابوداؤد)

''اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ جو دو لوگ شرکت میں کاروبار کریں تو تیسرا میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں (میری رحمت اور تائید انہیں حاصل ہوتی ہے اور اس وقت تک ہوتا ہوں جب تک ان میں سے کوئی اپنے شریک کے حق میں خیانت اور بددیانتی نہ کرے۔ پھر جب کسی شریک کی طرف سے خیانت اور بددیانتی کا صدور ہوتا ہے تو میں ان سے الگ ہو جاتا ہوں اور وہ میری تائید کی برکت سے محروم ہو جاتے ہیں''۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تجارت اور کاروبار کی شرکت ہی کے باب میں زہرہ بن معبد تابعی کی روایت سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام کو ان کے بچپن ہی میں ان کی والدہ (زینب بنت حمید) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ حضور! میرے اس بچے کو بیعت فرمالیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ((ھو صغیر)).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ابھی بہت کم عمر ہے اور آپ علیہ السلام نے اس کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی ۔ (حضرت زہرہ کہتے ہیں کہ) پھر میرے یہ دادا عبداللہ بن ہشام جب تجارت اور کاروبار کرنے لگے تو میں ان کیساتھ بازار اور منڈی جایا کرتا تھا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ وہ تجارت کے لئے غلہ کی خریداری کرتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان کو ملتے اور ان سے کہتے کہ ہم کو بھی شریک کرلو اور حصہ دار بنالو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی میرے دادا عبداللہ سودے میں ان دونوں حضرات کو بھی شریک کر لیتے تھے اکثر وبیشتر اتنا ہوتا کہ پورا ایک اونٹ بھرا غلہ نفع میں بچ جاتا جس کو یہ اپنے گھر بھیج دیتے ۔ (صحیح بخاری ۔ کتاب الشرکۃ)

1.13 تجارت میں وکیل بنانا

اگر بیچنے والے یا خریدنے والے کے پاس خود معاملہ طے کرنے کے لئے وقت نہ ہو یا وقت ہو لیکن وہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے وکیل بنانا چاہے تو اس کا ایسا کرنا جائز ہے اس سلسلے میں امام بخاریؒ نے اپنے ہاں یہ روایت نقل کی ہے:

((عن عروۃ بن ابی الجعد البارقی ان رسول اللہ ﷺ اعطاہ دیناراً لیشتری شاۃ، فاشتری لہ شاتین، فباع احد ھما بدینار واتاہ بشاۃ ودینار فدعا لہ رسول اللہ ﷺ بیعہ بالبرکۃ فکان لواشتری تراباً لربح فیہ)).

''حضرت عروۃ رضی اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس لئے ایک دینار دیا کہ وہ آپ علیہ السلام کے لئے ایک بکری خرید لائیں وہ گئے اور اس دینار کی دو بکریاں خرید لیں ۔ پھر ان میں سے ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور واپس آ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک بکری بھی پیش کر دی اور دینار بھی اور باقی تفصیل بھی بتائی ۔ آپ علیہ السلام نے ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن عبداللہ بن عمرو قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: مامن غازیۃ تغزوا فی سبیل اللہ، فیصیبون غنیمۃ الا تعجّلوا ثلثی اجرھم من الآخرۃ، ویبقی لھم الثلث، وان لم یصیبوا غنیمۃ ثم لھم اجرھم)) (رواہ الجماعۃ. الاالبخاری والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا مجاہدوں کی جس جماعت کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے مال غنیمت مل جائے اس نے آخرت میں ملنے والے اجر کا دو تہائی حاصل کرلیا اور ایک تہائی باقی رہ گیا اور اگر مال غنیمت نہ ملے تو آخرت میں پورا پورا اجر ملے گا''۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی امامۃ قال: جاء رجلٌ الی النبی ﷺ فقال: ارایت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر، مالہ؟ فقال النبی ﷺ((لا شئی لہ)) فاعداھا ثلاث مراتٍ، یقول لہ رسول اللہ ﷺ ((لاشئی لہ)) ثم قال ((ان اللہ لا یقبل من العمل الا ماکان لہٗ خالصاً وابتغی بہ وجھہ)) (رواہ احمد والنسائی)

1.4 جہاد میں غیر مسلموں سے تعاون لینا

جہاد کے لئے منافقین، فاسقین وغیرہ سے مدد لینا درست ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر۱

((عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: خرج النبی ﷺ قبل بدر، فلما کان بحرۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الوبرة ادركه، رجلٌ قد كان يذكر منه جراةٌ ونجدةٌ ففرح به اصحاب رسول الله ﷺ، حين راوه، فلما ادركه، قال جئت لا تبعك واصيب معك، فقال له رسول الله ﷺ ((تومن بالله ورسوله؟، قال: لا، قال: فارجع، فلن استعين بمشرك، قالت: ثم مضى، حتى اذا كان بالشجرة ادركه الرجل، فقال له كما قال اول مرةٍ فقال له النبى ﷺ كما قال فى اول مرةٍ، فقال لا قال: فارجع فلن استعين بمشركٍ، قالت: فرجع، فاردكه بالبيداء فقال له كما قال اول مرةٍ: تؤمن بالله ورسوله؟، قال نعم، فقال له: فانطلق)) (رواه احمد ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کے لئے جانے کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ سے باہر حرہ وبرہ کی بستی کے قریب پہنچے تو ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا جو اپنی بہادری اور شرافت کے لئے مشہور تھا۔ تو اسے دیکھ کر صحابہ کرامؓ بڑے خوش ہوئے۔ لیکن جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور کہا کہ وہ اس لئے آیا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ دشمن کے خلاف جہاد میں شریک ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے کہا کہ وہ واپس چلا جائے ہم جہاد میں مشرکوں کی مدد حاصل نہیں کرتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وہ شخص چلا گیا لیکن جب رسول اللہ ﷺ شجرہ کی بستی کے قریب پہنچے تو وہ شخص پھر حاضر خدمت ہو گیا۔ اور پہلے کی طرح جہاد میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے کی طرح اس سے پوچھا کہ کیا وہ اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان رکھتا ہے تو اس نے پھر نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اسے پہلے کی طرح فرمایا کہ وہ واپس چلا جائے۔ ہم جہاد میں مشرک لوگوں سے مدد نہیں لیتے۔ تو وہ شخص دوبارہ واپس چلا گیا۔ لیکن جب آپ ﷺ بیداء کی بستی کے قریب پہنچے تو پھر اس نے اپنی خدمات پیش کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پہلے کی طرح کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمین کی وجہ سے زمین کے ساتوں طبق تک دھنسایا جائے گا''۔

اور حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من انتهب نهبة فليس منا)). (رواه الترمذی)

''جس نے کسی کی کوئی چیز چھین لی اور لوٹ لی وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② تجارت کے بنیادی اصول

اسلام کے معاشی نظام میں تجارت اور باہمی کاروبار کی صحت اور درستی کا مدار حسب ذیل اصولوں پر مبنی ہے۔

2.1 جانبین سے تعاون کا وجود

تجارت کا جواز چونکہ باہمی تعاون پر قائم ہے اس لئے تمام معاملات میں جانبین سے تعاون کا وجود ضروری ہے یعنی یہ نہ ہونا چاہیے کہ فریقین میں سے ایک کا نفع دوسرے کے زیادہ سے زیادہ نقصان پر موقوف ہو۔

قرآن پاک کہتا ہے:۔

﴿تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ (المائدۃ)

''بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وظلم پر کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو''۔

2.2 باہمی رضا

معاملہ میں فریقین کی حقیقی رضا ضروری ہے اضطراری رضا معتبر نہیں یعنی یہ نہ ہو کہ ایک شخص برضا ورغبت اس معاملہ کے لئے آمادہ نہیں مگر اس کی اضطراری کیفیت اس کی رضا کی قائم مقام بن گئی ہے۔

اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿یایھا الذین امنوا لا تاکلوا موالکم بینکم بالباطل اِلَّا ان تکون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② جہاد میں حربی چالیں

2.1 باہم مشورہ

جنگ کے علاوہ بھی اگرچہ مشورہ کی بہت اہمیت ہے لیکن جنگ میں تو خاص طور پر یہ بہت ضروری ہے۔ اس لئے قائد لشکر کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مشورہ کیا کرے اور ان کی رائے کا احترام کرے اور اپنی رائے زبردستی ان پر نہ ٹھونسے اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وشاورهم فی الامر﴾

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن ابی هريرة قال: مارايت احداً قط كان اكثر مشورة لا صحابه من رسول الله ﷺ)) (رواه احمد والشافعی)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب سے مشورہ لیتا ہو''۔

حدیث نمبر ۲

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جنگ بدر کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس بارے میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مشورہ کیا لیکن آپ ﷺ نے ان کے مشورہ کو تسلیم نہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو اسے بھی آپ ﷺ نے پسند نہ کیا۔ اس پر انصار مدینہ میں سے حضر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اس بارے میں ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس اللہ تعالیٰ کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آپ ﷺ اگر حکم دیں گے کہ ہم اپنے گھوڑوں سمیت سمندر میں کود جائیں تو ہم ایسا کریں گے اور اگر آپ ﷺ کہیں گے کہ ہم اپنی سواریوں کو دریا کے دوسرے کنارے پر لے جائیں تو ہم ایسا کرنے میں ہچکچائیں گے نہیں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اکٹھا کیا اور وہ دشمن کے مقابلے کے لئے چل نکلے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے''۔

حدیث نمبر ۳

((وعن معقل بن يسار: قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: مامن عبد يسترعيه الله، يموت يوم يموت، وهو غاشّ لرعيته الا حرم الله عليه الجنة)) (متفق عليه)

ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ حاکم بنائے پھر جب وہ مرے اور اپنی رعیت سے خیانت کرتے ہوئے مرے تو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام فرما دیتا ہے''۔

2.2 امیر کی اطاعت

جس طرح امیر لشکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشورہ کرے اسی طرح لشکر یعنی جنود کے لئے بھی لازمی ہے کہ وہ اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر نظم وضبط ممکن نہیں ہے اور نظم وضبط کے بغیر جنگ میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اس ضمن میں احادیث حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ تجارت میں فساد کے عوامل

ان مذکورہ بالا بنیادوں کے مقابلہ میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو تجارت کے مقصد کو فاسد اور باطل کرنے والی ہیں۔اس لئے اسلام کے معاشی نظام میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے جس تجارت کی بنیاد ان باتوں پر ہو اسلام اسے فاسد اور باطل قرار دیتا ہے ذیل میں ہم مختصراً ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔

3.1 باہمی تعاون بالکل نہ ہو

حصول نفع کا ایسا معاملہ جس میں باہمی تعاون قطعاً مفقود ہو اور ایک جانب کا فائدہ دوسری جانب کے یقینی نقصان پر مبنی ہو مثلاً جوا، سٹہ اور لاٹری کے تمام انواع و اقسام۔ س لئے کہ ان کی بنیاد بلاشبہ ایسے معاملہ پر مبنی ہے کہ فریقین میں سے ایک جانب کا نفع دوسری جانب ے سرتا سر نقصان کا سبب بنتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿یسألونک عن الخمر والمیسر، قل فیھما اثم کبیر﴾. (البقرۃ)

''یہ لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔آپ ﷺ فرمادیجیے کہ ان دونوں باتوں میں بہت بڑا گناہ ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾. (المائدۃ)

''بے شک شراب، جواء بت اور پانسے شیطان کے کام ہیں ان سے بچو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.2 معاملہ میں فریقین کی حقیقی رضا نہ پائی جائے

حصول نفع کا وہ معاملہ جس میں جانبین سے کسی ایک جانب حقیقی رضا نہ پائی جاتی ہو بلکہ اضطراری اور جبری رضا کو حقیقی رضا کے قائم مقام رکھا گیا ہو مثلاً سود یا کسی اجیر کی اس محنت کے مقابلہ میں غیر واجبی اجرت اس ضمن میں قرآن کہتا ہے:

﴿ احلّ الله البيع وحرّم الربوٰا ﴾

''اللہ جل شانہ نے بیع (جائز تجارت) کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے''۔

آپ علیہ السلام نے زبردستی کی بیع کو ناجائز قرار دیا ہے:

((نهى رسول الله ﷺ عن بيع المضطر))

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ جبری اور اضطراری رضا کو اسلامی نقطہ نظر سے غیر معتبر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وان المفلس يضطر ان التزم ما لا يقدر على ايفاء وليس رضاه رضا فى الحقيقة فليس من العقود المرضية ولا الاسباب الصالحة وانما هو باطل وسحت)). (حجة الله البالغة: ج:۲، ص۱۰۳)

''اس لئے کہ مفلس مضطر اور مجبور ہوتا ہے کہ جس چیز کے پورا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا اس کو اپنی بے بسی کی وجہ سے اپنے ذمہ لازم کرے اور یہ رضا ہرگز حقیقی رضا نہیں ہے اس لیے ربوا جیسا معاملہ نہ پسندیدہ معاملات میں سے ہے اور نہ کاروبار کے صالح اور درست معاملات میں سے بلکہ بلاشبہ یہ معاملہ باطل اور ظلم ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکن غضبہ، فطفت النار فلما رجعوا ذکروا ذلک لرسول اللہ ﷺ، فقال((لو دخلوھا ما خرجوا منھا ابداً: وقال: لا طاعة فی معصیة اللہ، انما الطاعة فی المعروف)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک فوجی دستہ کسی مہم پر بھیجا آپ ﷺ نے اس پر ایک انصاری صحابیؓ کو امیر جیش مقرر کیا آپ نے دستہ کے ارکان کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرنا اور اس کی بات کو سننا تو کسی معاملے میں انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ سخت غصے ہوا۔ چنانچہ اس نے ایندھن کی لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دیا پھر ان کو آگ لگا کر بھڑکایا اور اپنے دستے کے لوگوں سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میرے ہر حکم کو ماننے اور سننے کا حکم نہیں دیا تھا۔ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ پھر اس جلتی آگ میں داخل ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس لئے کی تھی کہ آگ سے بچ جائیں چنانچہ ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ پس جب وہ لوگ مہم سے واپس آئے تو انہوں نے اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر زندگی بھر اس سے نہ نکل سکتے اور فرمایا کہ جس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، اسے ماننے کی ضرورت نہیں اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں''۔

2.3 دشمن کے عزائم کی خبر رکھنا اور خفیہ بندوبست

جنگ میں دشمن کی چالوں کو جانے بغیر کامیابی ممکن نہیں، دشمن کی چالوں کی جاننے اور اپنے اخبار کو دشمن سے پوشیدہ رکھنا قدیم جنگی اسالیب میں سے ہے۔ اسلام نے بھی اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر۱

((عن کعبِ بن مالکٍ عن النبی ﷺ: انه کان اذا اراد غزوةً وریٰ بغیرها))
(متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت کعب بن مالکؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اس کے راستے کی بجائے کسی دوسرے راستے کو اختیار فرماتے۔

حدیث نمبر۲

((وعن جابرٍ رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: الحرب خدعةٌ))

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑائی داؤ ہوتا ہے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن جابرٍ قال: قال رسول الله ﷺ: من یاتینی بخبر القوم؟، یوم الاحزاب، قال الزبیر: انا ثم قال: من یاتینی بخبر القوم؟: قال الزبیر: انا فقال النبی ﷺ: لکل نبی حواریٌ و حواریَّ الزبیر)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب میں فرمایا میرے پاس کون دشمن کی خبر لائے گا؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی، میں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ پھر حضرت زبیرؓ نے عرض کی میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں''۔

حدیث نمبر۴

((عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: خیر الصحابة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کی ہے:

((نهى رسول الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وبيع الغرر))

''رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ کے معاملہ کو حرام قرار دیا ہے اور کنکری پھینک کر کسی شے کی خریداری کو بھی''۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے:

((نهى رسول الله ﷺ عن النجش))

''رسول اللہ ﷺ نے لین دین میں کھوٹ اور بدمعاملگی کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے''۔

چونکہ اس قسم کے دوسرے معاملات میں یا قمار کے جرائم پائے جاتے ہیں اور یا فریقین میں سے کسی ایک کے ضرر ونقصان کا باعث بن کر بدمعاملگی کا سبب بنتے ہیں اس لئے اسلام کے معاشی نظام نے اس قسم کے تمام معاملات اور کاروبار کو فاسد اور باطل کہہ کر ممنوع قرار دیا ہے۔

امام بخاری نے اپنے ہاں یہ روایت نقل کی ہے:

((نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تلقي الركبان))

''رسول اللہ ﷺ نے شہر سے باہر نکل کر تجارت کے قافلوں سے جا ملنے کو منع فرمایا ہے''۔

اس ممانعت کا مطلب ہے کہ کسی شہر میں غلہ کی کمی ہے اور اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے یہ دیکھ کر چند ارباب دولت شہر سے نکل کر کسانوں، کاشتکاروں اور دیہاتی تاجروں کے پاس پہنچے اور غلہ کو سستی قیمت پر خرید لیا تاکہ شہر میں من مانی قیمت پر فروخت کریں۔ ناواقف کاشتکاروں اور تاجروں کو شہر کے نرخ کا پتہ نہ دیتے ہوئے باہر ہی سستے سے سستے داموں غلہ خرید لیا اور جب وہ فروخت کرنے والے شہر میں داخل ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھ فریب کیا گیا۔ اسلام کے اقتصادی نظام کی اصطلاح میں اس کو 'تلقی جلب'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور "تلقی رکبان" کہتے ہیں اور اس کے نزدیک خرید وفروخت کا یہ طریقہ چونکہ بے جا نفع خوری پر مبنی ہے اس لئے ممنوع ہے۔

علمائے احناف نے اس ممانعت کی حکمت وعلت پر بحث کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ ممانعت جب مؤثر ہوتی ہے کہ ایسے کاروبار سے اہل شہر اور کسب کو نقصان پہنچتا ہو اور بازار کے نرخ پر برا اثر پڑتا ہو یا فروخت کرنے والوں کو دھوکہ میں ڈالا اور بازار کے نرخ کے بارے میں ان کو مغالطہ دیا گیا ہو اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو پھر یہ بے جا نفع خوری میں داخل نہیں ہوگا اور اس قسم کی ایک شکل کو نبی اکرم ﷺ نے یوں بھی ظاہر فرمایا ہے:

((نهى رسول الله ﷺ ان يبيع حاضر لباد))

''رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ شہری گاؤں والوں کے لئے بیع وشرا کا معاملہ کرے''۔

اسلام کے اقتصادی نظام کی اصطلاح میں بیع حاضر لبادی کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کا تجارتی مال شہر میں موجود ہے مگر وہ بے جا نفع خوری کے لئے شہر والوں کی ضرورت کے باوجود ان کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا بلکہ سادہ لوح دیہاتیوں میں جا کر مہنگی قیمت پر فروخت کرتا ہے یا شہریوں اور دیہاتیوں کے درمیان خرید وفروخت میں مانع ہو کر دیہاتیوں کی جانب سے خود ذمہ دار بن جاتا ہے اور گراں قیمت پر اشیاء خرید کراتا ہے پس اگر یہ معاملہ جانبین میں کسی کے لئے بھی نقصان اور ضرر کا باعث ہے تو اس قسم کا کاروبار ممنوع ہے ورنہ اگر یہ محض سمسار (دلال) کی حیثیت سے نفع مقصود ہے اور فریقین کے لئے باعث مضرت نہیں ہے تو درست ہے جن حضرات کا تعلق تجارت سے ہے انہیں چاہیے کہ محض زراندوزی اور نفع خوری کو مد نظر نہ رکھیں بلکہ معاشرہ کے افراد کی خدمت، ہمدردی اور تعاون کے جذبہ سے کام کریں۔ ہمارے ہاں عوام کو تاجر برادری سے شکایات ہیں اور یہ شکایات ایک حد تک بجا بھی ہیں جن دوکانداروں کا براہ راست تعلق عام طبقہ سے ہے ان میں سے اکثریت کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ گاہک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ لے جس چیز کی قیمت سو روپیہ ہوتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر اس کو دیکھنے لگے اور اس کے حسن پر تعجب کرنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں اپنی سواری پر آ گئے۔ صحابہؓ نے ہٹ کر آپ کو جگہ دے دی۔ آپ ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ تو جنگ کرنے کے لائق بھی نہ تھی۔ پھر ایک شخص سے کہا خالد سے جا کر کہو عورتوں، بچوں اور مزدوروں کو قتل نہ کرو''۔

حدیث نمبر ۳

((وعن انسٍ ان رسول الله ﷺ قال: انطلقوا بسم الله، وبالله، وعلى ملة رسول الله، لا تقتلوا شيخاً فانياً، ولا طفلاً صغيراً، ولا اِمرَاۃً، ولا تغلوا، وضموا غنائمكم، وأصلحوا، وأحسِنُوا ان الله يحب المحسنين)) (رواه ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اللہ کی توفیق سے اللہ کے رسول کے مذہب پر آگے بڑھو۔ انتہائی بوڑھے کو، چھوٹے بچے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا اور نہ چوری کرنا اور مال غنیمت جمع کر دینا اور اصلاح کرنا اور احسان کرنا کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن الاسود بن سريع قال: قال رسول الله ﷺ: لا تقتلوا الذرية في الحرب: قالوا يارسول الله أوَلَيس هم اولاد المشركين؟ قال: اوليس خياركم اولاد المشركين؟)) (رواهن احمد)

ترجمہ: ''حضرت اسود بن سریعؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑائی میں بچوں کو قتل نہ کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ مشرکوں کی اولاد نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے بہترین لوگ مشرکوں کی اولاد نہیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵

((عن صفوان بن عسالٍ قال: بعثنا رسول الله ﷺ فی سرية، فقال: سيروا باسم الله وفی سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله، ولا تمثلوا، ولا تغدروا، ولا تقتلوا وليداً)) (رواه احمد و ابن ماجه)

((وعن ابی هريرة قال: بعثنا رسول الله ﷺ فی بعث، فقال: ان وجدتم فلانا وفلانا. لرجلين من قريش، سمّاهما فأحرقوهما بالنار: ثم قال، حين اردنا الخروج: انی كنت امرتكم ان تحرقوا فلاناً، وفلاناً، وان النار لا يعذب بها الا الله: فان وجدتموهما فاقتلوهما)) (رواه احمد والبخاری وابوداود والترمذی وصححه)

((وعن يحيى بن سعيد ان ابا بكر الصديق رضی الله عنه: بعث جيوشاً الى الشام، فخرج يمشی مع يزيد بن ابی سفيان، وكان يزيد اميرَ ربع من تلك الارباع، فقال انی موصيک بعشر خلالٍ: لا تقتلوا امراةً، ولا صبياً ولا كبيراً هرما، ولا تقطع شجراً مثمراً، ولا تخربن عامراً، ولا تعقرن شاة، ولا بعيراً، الا لما كلة، ولا تغرقن نخلاً، ولا تحرقه، ولا تغلل، ولا يجبن)) (رواه مالک فی الموطا عنه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور نام لے کر فرمایا اگر فلاں فلاں کو پاؤ تو ان دونوں کو آگ میں جلا دینا۔ پھر جب ہم نے جانے کا ارادہ کیا تو فرمایا میں نے تمہیں حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ میں جلا دینا۔ آگ سے اللہ ہی عذاب دیتا ہے۔ اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو قتل کر دینا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے شام کی طرف لشکر بھیجے آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑩

خرید وفروخت کے احکام

تالیف: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی
ہدایت خان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف 427

یونٹ کے مقاصد 428

1 قرض کے بدلے مقروض کے مال پر تصرف،
صلح، مقروض کی ضمانت، شراکت اور توکیل کے احکامات 429

1.1 قرض کے بدلے مقروض کی جائیداد ضبط کرنے کے احکام 429

1.2 صلح 431

1.3 مقروض کی ضمانت 437

1.4 شراکت ومضاربت کے احکام 441

1.5 وکالۃ (التوکیل) کے احکام 446

1.6 خود آزمائی نمبر 1 451

2 آبپاشی، مزارعت، اجارہ داری، عاریۃ،
بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے اور غصب وغیرہ کے احکامات 452

2.1 آبپاشی اور مزارعت کے احکام 452

2.2 اجارہ یعنی اجرت پر کام کرنے کے احکام 461

2.3 کسی چیز کو ادھار لینے کے احکام 475

2.4 بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے کے احکام 481

2.5 کسی کا مال غصب کرنے کے احکام 486

2.6 خود آزمائی نمبر 2 490

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 شفعہ، ہدیہ، ھبہ، اور وقف کے احکام	491
3.1 حق شفعہ کے بارے میں احکام	491
3.2 کوئی چیز عطیہ یا تحفہ دینے کے احکام	496
3.3 وقف کے احکام (احکام الوقف)	503
3.4 خود آزمائی نمبر 3	508

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو زندگی گزارنے کے متعلق احکامات قرآن پاک میں عطا فرما دیئے اور اسوہ حسنہ ﷺ کو نمونہ قرار دیکر آپ ﷺ کی زندگی کو لوگوں کے لئے قیامت تک اسلوب عمل کا سرچشمہ قرار دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف معاملات کے متعلق جو تعلیمات ملتی ہیں انہی تعلیمات میں زندگی کے مختلف سماجی، کاروباری اور رسمی معاملات کے متعلق احکامات ہیں۔ ان احکامات میں مقروض، شراکت، وکالت، مزارعت، آبپاشی وغیرہ کے معاملات ہیں۔ انہی معاملات کے متعلق احادیث اور ان کی تشریح اس یونٹ میں شامل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ⇦ قرض کے متعلق سنت رسول اللہ ﷺ میں موجود احکام کو بیان کر سکیں۔
- ⇦ صلح کی احکام کو واضح کر سکیں۔
- ⇦ اسلام میں کاروبار کے طریقوں کو بیان کر سکیں۔
- ⇦ توکلیں، آبپاشی، اجارہ اور ہدیہ وغیرہ کے ضمن میں احکام کو جان سکیں۔
- ⇦ شفعہ، ہدیہ، ہبہ اور وقف کے ضمن میں احکام شرعیہ واضح کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① قرض کے بدلے مقروض کے مال پر تصرف، صلح، مقروض کی ضمانت، شراکت اور توکیل کے احکامات

1.1 قرض کے بدلے مقروض کی جائیداد ضبط کرنے کے احکام

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق مقروض پر یہ پابندی لگائی جا سکتی ہے کہ اس کا قرض اس کی جائیداد فروخت کر کے ادا کر دیا جائے اس ضمن میں مختلف روایات ہیں جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

حدیث نمبر ۱

((عن كعب بن مالك ان النبي ﷺ حجر على معاذ ماله' و باعه' في دين كان عليه)) (رواه الدارقطني)

ترجمہ: ''حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ پر اپنے مال میں تصرف کرنے پر پابندی لگا دی اور اسے فروخت کر کے اس کا قرض ادا کیا۔ اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن عبدالرحمن بن كعب بن مالك قال: كان معاذ بن جبل شاباً سخياً، وكان لا يمسك شيئاً فلم يزل يدّان حتى اغرق ماله' كله' في الدين، فاتى النبي ﷺ فكلمه ليكلم غرمآءه، فلو تركوا لاحد لتركوا لمعاذ لاجل رسول الله ﷺ فباع رسول الله ﷺ لهم ماله' حتى قام معاذ بغير شئي)) (رواه سعيد في سننه هكذا مرسلاً)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمن بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ بڑے سخی تھے اور جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ آتا اس میں سے کچھ بھی اپنے پاس نہ رکھتے۔ وہ قرض لیتے رہے یہاں تک کہ ان کا تمام مال قرضے کی نذر ہو گیا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ اس کے قرض واپس لینے والوں کو رعایت کرنے کیلئے کہیں۔ قرض واپس لینے والے اگر کسی سے رعایت برت سکتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی خاطر حضرت معاذؓ سے بھی رعایت کرتے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کا مال ومتاع فروخت کر کے ان کا قرض ادا کیا یہاں تک کہ حضرت معاذؓ کا کوئی مال نہ بچا۔ اس حدیث کو امام سعید نے اپنی سنن میں کسی صحابی کے حوالے کے بغیر روایت کیا ہے''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص نے قرض ادا کرنا ہو اس پر اس کے مال میں تصرف کرنے پر پابندی لگائی جا سکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت معاذ بن جبلؓ پر پابندی لگائی تھی۔ حاکم وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ایسے شخص پر پابندی لگانے کے بعد اس کے مال کو فروخت کر کے اس کا قرض ادا کرے۔ چاہے اس کے مال سے پورا قرض ادا نہ بھی ہو سکتا ہو۔ سب قرض واپس لینے والوں کو اس میں سے حصہ رسدی دے دیا جائے۔ آئمہ اہل بیت، امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مسلک تھا۔ اس کے برعکس امام ابو حنیفہؒ، زید بن علیؒ اور امام ناصرؒ کا مسلک یہ تھا کہ حکمران کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی پر اس کے اپنے مال میں تصرف کرنے پر پابندی لگائے یا اس کا مال فروخت کرے البتہ ایسے شخص کو اس وقت تک قید میں رکھا جا سکتا ہے جب تک کہ وہ تمام قرض واپس لینے والوں کا قرض ادا نہ کر دے۔

(ب) احادیث مستنبط ہونے والے فقہی احکام

ان احادیث سے درج ذیل احکام واضح ہوتے ہیں:

۱- قرض کی ادائیگی ضروری امور میں سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اگر مقروض قرض ادا کرنے سے اجتناب کر رہا ہو تو حکومت اسے قرض ادا کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

۳- حکومت کو مقروض کے مالی تصرفات پر نظر رکھنی چاہیے۔

۴- اگر مقروض کے متعلق حکومت کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ درست مالی تصرفات نہیں کر رہا تو حکومت اس کے مالی تصرفات نہیں کر رہا تو حکومت اس کے مالی تصرفات پر پابندی لگا سکتی ہے۔

۵- مالی تصرفات پر یہ پابندی اس وقت تک رہے گی جب تک مقروض قرض ادا نہیں کر دیتا۔

1.2 صلح

اسلام کا اصول یہ ہے کہ مسلمان آپس میں صلح صفائی سے رہیں ایک معاشرے میں رہتے ہوئے تنازعات کا پیدا ہونا لازمی چیز ہے۔ لیکن یہ تنازعات اس وقت خطرناک ہوتے ہیں جب ان کا حل نہ ہو اور ان کے درمیان صلح نہ کروا دی جائے اسی لئے سنت الرسول ﷺ میں ایسے احکام ملتے ہیں جن میں صلح کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس ضمن میں کچھ روایات حسب ذیل ہیں۔

(ا) صلح کے متعلق احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا:

((عن ام سلمة قالت: جاء رجلان يختصمان الى رسول الله ﷺ، في مواريث بينهما، قد درست، ليس بينهما بينة، فقال رسول الله ﷺ، انكم تختصمون الي، وانما انا بشرٌ ولعل بعضكم الحن بحجته من بعض وانما اقضي بينكم على نحو مما اسمع فمن قضيت له من حق اخيه شيئاً فلا ياخذه فانما اقطع له قطعة من النار، ياتي بها اسطاما في عنقه يوم القيامة، فبكى الرجلان وقال كل واحدٍ منهما: حقي لاخي، فقال رسول الله ﷺ اما اذا قلتما فاذهبا، فاقتسما ثم توخَّيا الحق ثم استهما ثم ليحلل كل واحدٍ منكما صاحبه)) (رواه احمد وابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وفی روایة لابی داود انما اقضی بینکما برائی، فیمالم ینزل علی فیه))

ترجمہ: ”حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ دو اشخاص نے مال کی وراثت کے بارے میں اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا وہ دونوں اپنے اپنے حصہ کے لئے جھگڑ رہے تھے لیکن ان کے پاس اپنے اپنے حصے کے لئے کوئی دلیل نہ تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے جھگڑے میرے پاس لے آتے ہو اور میں بھی ایک انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی باتیں کرنے میں دوسرے فریق سے زیادہ ماہر ہو اور میں بھی تو جو کچھ سنوں گا اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اگر اس طرح میں کسی کے حق میں ایسا فیصلہ کردوں کہ وہ اپنے بھائی کا مال لے لے لیکن وہ اس کے لئے جائز نہ ہو تو اسے وہ مال نہیں لینا چاہیے۔ اس بارے میں میرا فیصلہ ایسا ہوگا کہ گویا میں نے اس کے حق میں آگ کے ایک ٹکڑے کا فیصلہ دے دیا جو قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ آگ کو بڑھکانے والے آلے کی طرح لٹکا ہوگا۔ اس پر دونوں شخص رونے لگے اور ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ وہ اپنا حق بھی اپنے بھائی کو دیتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جیسا کہ تم لوگوں نے کہا ہے جا کر اپنا مال انصاف کے ساتھ تقسیم کرلو اور پھر اس پر قرعہ اندازی کرلو۔ پھر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی سے اگر کوئی زیادتی ہوگئی ہو تو اس کی معافی چاہے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابو داوٗدؒ نے روایت کیا ہے۔ امام ابو داود کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن معاملات میں مجھے وحی نہیں ہوتی ان معاملات میں میں اپنی رائے سے فیصلہ دیتا ہوں“۔

تشریح

اس حدیث کو امام ابو داوٗدؒ نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ امام ابن ماجہؒ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ تاہم دوسرے آئمہ حدیث نے اس کی صحت پر شک کا اظہار کیا ہے لیکن چونکہ اس سے ملتی جلتی احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت کی گئی ہیں اس لئے فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اس حدیث سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقدمے کا کوئی فریق اپنی زبان اور دلائل کے زور پر اپنے حق میں دلائل دے کر ناجائز فیصلہ کرا لے تو اس کے لئے یہ جائز نہ ہوگا اور اس طرح وہ اپنے بھائی جو مال دھوکے سے حاصل کرے گا وہ قیامت کے دن اس کے لئے باعث عذاب بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے جو مقدمے کے دو فریقوں کو اس حقیقت کا یقین دلا دیا تو وہ اپنی مقدمہ بازی پر شرمندہ ہوئے اور دونوں نے ایک دوسرے کا حق دینے کا اعلان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں ان کی مزید راہنمائی یوں کی کہ وہ متعلقہ مال کے حصے کر کے اس پر قرعہ اندازی کرلیں اور پھر جس کے حصے میں جو مال آئے اسے خوش دلی سے دے دیا جائے اور ساتھ ہی ایک دوسرے سے صلح صفائی کے لئے وہ یہ بھی کہیں کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے بھائی پر کوئی زیادتی کی ہو تو وہ اس کے لئے معافی کا خواستگار ہے۔

اس حدیث سے فقہاء نے قرعہ اندازی کے جواز کے بارے میں بھی استدلال کیا ہے اگرچہ بعض فقہاء نے اسے ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ تاہم پانچ صحیح احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے اور یہ کہ صحابہ کرامؓ اس پر عمل کرتے تھے، تو اس کی روشنی میں جمہور فقہاء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن عمرو بن عوف أنَّ النبیَّ ﷺ قال: الصلح جائزٌ بین المسلمین، الا صلحاً حرَّم حلالا، أو أحلَّ حراماً)) رواہ ابو داود و ابن ماجه و الترمذی، وزاد والمسلمون علی شروطهم الا شرطاً حرم حلالا، او احل حراماً)) (قال الترمذی: هذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے۔ لیکن جس صلح سے حلال، حرام ہو جائے یا حرام حلال ہو جائے تو وہ جائز نہیں۔ اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ، امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث جس سے حلال معاملات حرام ہو جائیں اور حرام معاملات حلال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے"۔

تشریح

آئمہ حدیث نے اس حدیث کے راوی کو بہت ہی غیر معتبر شخص قرار دیا ہے اور اسے جھوٹا کہا ہے ایسی ہی حدیث حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ تاہم امام ابن حزم اور کچھ دوسرے آئمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کردہ حدیث کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ جمہور فقہاء جن میں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ شامل ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کچھ فقہاء نے اس کے خلاف فتویٰ دیا لیکن اس کے لئے انہوں نے کوئی دلیل نہیں دی صرف ان کا یہ کہنا کہ حدیث باب ضعیف ہے کافی نہیں ہے۔ اگر یہ صلح ناجائز ہوتی تو پھر اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح ارشاد ہوتا۔

آئمہ اہل بیت امام شافعیؒ اور امام ابن لیلیٰ کا مسلک یہ ہے کہ اگر ایک فریق صلح کرنے سے انکار کر دے تو پھر ایسے فریقین کے درمیان صلح کرانا جائز نہ ہوگا۔

جھگڑا عام طور پر مالی معاملات میں ہوتا ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید میں بڑے واضح الفاظ میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کسی مسلمان بھائی کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔ تاہم صلح کرانے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ صلح کراتے وقت کوئی ایسی شرط قبول نہ کی جائے کہ جس سے حرام حلال ہو جائے اور حلال حرام میں تبدیل ہو جائے۔

حدیث نمبر۳

((وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ من كانت عنده مظلمة لاخيه، من عرضه او شئٌ فليتحلل منه اليوم، قبل ان لايكون دينارٌ ولا درهمٌ، ان كان له

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملٌ صالح اخذ منه بقدر مَظْلِمَتِهٖ وان لم يكن له حسناتٌ اخذ من سيئات صاحبِهٖ فَحُمِلَ عليه)) (رواه البخاری و کذلک احمد والترمذی، وصححه، وقال فيه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی شخص نے اپنے بھائی کی عزت یا مال کے سلسلے میں کوئی زیادتی کی ہو تو مرنے سے پہلے اس بارے میں متعلقہ بھائی سے معافی کی درخواست کرنی چاہیے اور جس طرح ہو سکے اس زیادتی کی تلافی کی جائے کیونکہ قیامت کے دن تو پھر دینار اور درہم کام نہیں آئیں گے۔ اس کی بجائے اس کے نیک اعمال کا ایک حصہ لے کر جو اس کی زیادتی کے برابر ہوگا، اس کے مظلوم بھائی کو دے دیا جائے گا اور اگر اس کا کوئی نیک عمل نہ ہوگا تو اس مظلوم کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔ امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ انہوں نے احادیث میں مال یا عزت کے بارے میں زیادتی کا ذکر کیا ہے۔

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور اس کی تائید میں اور بھی بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے بھائی کے ساتھ زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے تو وہ اس لئے اپنے بھائی سے معافی مانگ کر اسے راضی کرے وگرنہ قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس مظلوم بھائی کے پلڑے میں ڈال دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو اس مظلوم کے گناہ ظالم کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ ہاں اگر معافی مانگنے پر صلح صفائی ہو جائے تو پھر وہ قیامت کے دن اس قسم کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((عن عمرو بن شعيبٍ عن ابيه عن جده ان النبی ﷺ قال: من قتل متعمداً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفع الی اولیاء المقتول، فان شآء وا قتلوہ، وان شآوا اخذوا الدیة. وھی ثلاثون حقة، و ثلاثون جذعة، واربعون خلفةً، وذلک عقل العمد، وما صالحوا علیه فھو لھم. وذلک تشدید العقل)) (رواہ احمد و ابن ماجه والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ جب کوئی شخص کسی مسلمان بھائی کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس کے بدلے دیت قبول کر لیں اور ایسے قتل کی دیت تیس چار سالہ اونٹ، تیس پانچ سالہ اونٹ اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں۔ اگر اس کے وارث کے علاوہ کسی مال پر صلح کر لیں تو انہیں وہ مال دیا جائے گا اور یہ سخت قسم کی دیت ہے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے''۔

تشریح

امام ترمذیؒ نے اسے حدیث حسن قرار دیا ہے۔ لیکن دوسرے آئمہ نے اس کے ایک راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم کچھ دوسری احادیث سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ اس حدیث پر مفصل بحث تو دیت کے بیان میں ہوگی۔ یہاں اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ قتل عمد جیسے سخت جرم کے ارتکاب کے بعد بھی فریقین میں صلح ہو سکتی ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط ہونیوالے فقہی احکام

ان احادیث سے درج ذیل احکامات واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کو اپنے باہمی معاملات اس طرح طے کرنے چاہیے کے ان کے درمیان تنازعات نہ ہوں۔

۲۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ عدل وانصاف کے ساتھ ہی اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- اگر کوئی مسلمان زیادہ وزنی دلائل کے ذریعے کسی ایسی چیز کا اپنے حق میں فیصلہ کروالے جو اس کا حق نہیں بنتی تو عدالتی فیصلے کے باوجود وہ چیز اس کیلئے حرام ہوگی۔

۴- مسلمانوں کے درمیان صلح کروا دینا جائز ہے۔

۵- صلح کرواتے وقت ایسی شرائط نہیں رکھی جاسکتی جن سے حلال حرام ہو جائے اور حرام حلال ہو جائے۔

1.3 مقروض کی ضمانت

سنت الرسول ﷺ میں ایسے احکام بھی ملتے ہیں جن میں مقروض کی ضمانت ادا کرنے کے احکام ہیں۔ مقروض اگر وہ مال ضائع کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو تو یہ دوسرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کی مدد کریں۔ اس ضمن میں حضور ﷺ سے مروی احادیث اس طرح ہیں۔

حدیث نمبر ۱

((وعن جابر أن أباه قتل يوم احد شهيداً وعليه دينٌ فاشتد الغرمآء في حقوقهم، قال: فأتيت النبيَ ﷺ فسألهم أن يقبلوا ثمرة حائطي، ويُحلِّلوا أبي فأبوا، فلم يُعْطِهم النبيّ ﷺ حائطي، وقال سنغدو عليک فغدا علينا، حين أصبح فطاف في النخل، ودعا في ثمرها بالبركة. فجددتها فقضيتهم، وبقي لي من ثمرها))

ترجمہ: ”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور ان کے ذمے لوگوں کا کچھ قرض تھا ان کی شہادت کے بعد ان لوگوں نے اپنے قرض کی واپسی کا سختی سے مطالبہ کیا تو حضرت جابرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ قرض کی واپسی کا مطالبہ کرنے والوں کو حکم دیں کہ وہ ان کے باغ کا پھل قبول کرلیں اور اس کے والد کو قرض کی ذمہ داری سے بری کردیں۔ لیکن ان لوگوں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں میرے باغ کا پھل نہ دیا اور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ وہ کل خود باغ میں تشریف لائیں گے۔ پس جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور کھجور کے درختوں کے اردگرد چکر لگایا اور ان کے پھل میں برکت کے لئے دعا کی تو میں نے اس پھل کو درختوں سے اتارا اور اس سے ان لوگوں کا قرض بھی ادا کیا اور کچھ کھجوریں ہمارے لئے بچ بھی گئیں۔

((وفی لفظٍ: ان اباه توفی و ترک علیه ثلاثین و سقا لرجل من الیهود، فاستنظره جابرٌ فابی ان ینظره' فکلم جابر رسول الله ﷺ یشفع له الیه فجآء رسول الله ﷺ و کلم الیهودی لیاخذ ثمرة نخله بالذی له' فابی، فدخل النبی ﷺ النخل فمشی فیها ثم قال لجابرٍ جد له فاوف له الذی له فجده بعد مارجع رسول الله ﷺ، فاوفاه ثلاثین و سقاً وفضلت سبعة عشر و سقاً))

((رواهما البخاری))

ترجمہ: ''حضرت اس حدیث کے دوسرے متن کے مطابق حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ان کے والد نے وفات پائی تو انہوں نے کسی یہودی سے تین وسق کھجوریں قرضے میں لے رکھی تھیں۔ حضرت جابرؓ نے ان سے قرض کی ادائیگی کے لئے مہلت مانگی لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کردیا۔ تو انہوں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ آپ ﷺ اس کی یہودیوں سے سفارش کریں کہ وہ کچھ مہلت دے دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ اس یہودی کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ وہ اس قرض کے بدلے میں حضرت جابرؓ کے کھجور کے درختوں کا پھل لے لے۔ لیکن اس کے لینے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھجور کے درختوں میں باغ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ اس میں چلے پھرے پھر فرمایا کہ تم ان درختوں کا پھل خود اتارلو اور جس کا قرض ہے اسے ادا کردو۔ تو جب رسول اللہ ﷺ باغ سے چلے گئے تو حضرت جابرؓ نے کھجوریں اتاریں اور اس میں تیس وسق کھجوریں تو یہودی کو ادا کیں اور اس کے علاوہ سترہ وسق کھجوریں بچ بھی گئیں۔ ان دونوں احادیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے فقہاء نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ کسی معلوم شے کے لئے غیر معلوم شے تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود یہودی کو کہا کہ وہ اپنے قرض کے بدلے میں درختوں کا پھل قبول کر لے جس کے وزن کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ لیکن یہودی نے وزن کے مطابق قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تاہم فقہاء نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت جابرؓ کے انداز سے کے مطابق کھجوریں یہودی کے قرض کے مطابق تھیں اس لئے انہوں نے اس کی اسے پیش کش کی۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ قرض کی معلوم مقدار سے معلوم مقدار تبادلہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مقدار کا صحیح طور پر علم نہ ہو تو پھر ایسا تبادلہ جائز نہ ہوگا کیونکہ اس میں دھوکے کا امکان ہے۔ بعض فقہاء نے اسے سودی معاملہ قرار دیا ہے۔

اس باب کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرض لینے والے کو اندازہ ہو کہ درختوں کا پھل اس کے قرض کے مال کے برابر ہوگا تو پھر ایسا قرض چکانے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض فقہاء نے اس سے چاندی یعنی درہم کے قرض کے بدلے قرض کے علاوہ کچھ زیادہ دینے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ ان کی تصریح کے مطابق چونکہ یہ زیادہ درہم اپنی خوشی سے دیئے جائیں گے اس لئے وہ سود کی تعریف میں نہیں آئیں گے۔ کھجوروں کے معاملے میں ایک یہ قباحت تھی کہ تازہ کھجوروں اور خشک کھجوروں کے وزن میں فرق ہو جاتا تھا کیونکہ تازہ کھجوریں جب سوکھ جاتیں تو ان کا وزن کم ہو جاتا۔ اس لئے اس بارے میں فقہاء نے زیادہ احتیاط برتنے کی تاکید کی۔ انہوں نے تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں سے بدلنے کی بجائے یہ فیصلہ دیا کہ تازہ کھجوروں کو درہم کے عوض فروخت کر دیا جائے اور پھر ان سے جو رقم وصول ہو اس سے خشک کھجوریں خرید لی جائیں۔ اور ان کی مقدار کے مطابق قرض ادا کیا جائے۔ پھر کھجوروں کے سلسلے میں یہ بات بھی تھی کہ ان کی بعض اقسام عمدہ قسم کی تھیں جب کہ بعض گھٹیا۔ تو اس طرح تبادلے سے کسی فریق کا نقصان ہو سکتا تھا تو اس کے لئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ کھجوروں کو فروخت کر کے واپسی میں ویسی ہی کھجوریں خرید کر دی جائیں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض کے وقت لی گئی تھیں اس میں کسی دھوکے کا امکان نہیں۔ ویسے اگر فریقین فروخت کرنے کی بجائے تازہ اور خشک کھجوروں کے تبادلے پر راضی ہو جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(ب) احادیث سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام

ان احادیث سے ثابت ہونے والے احکام حسب ذیل ہیں:

۱- مقروض کے قرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ اگر کوئی فوت ہو جائے تو تب بھی اس پر واجب الادا قرض ادا کرنا لازمی رہتا ہے۔

۲- قرض سے مراد وہ مال ہے جو مقروض کو اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ اس کی مانند مال جب اس کے پاس ہو تو واپس کر دے۔

۳- شریعت اسلامیہ نے لوگوں کی ضروریات اور ان کے امور میں آسانی کی بناء پر قرض لینے دینے کو جائز قرار دیا ہے تاہم اس میں سود قطعاً حرام ہے۔

۴- قرض کو اگرچہ شریعت نے جائز قرار دیا ہے تاہم مقروض کیلئے ضروری ہے کہ جونہی اسے قرض کی واپسی پر قدرت ہو تو وہ اسے واپس کر دے۔

۵- کپڑوں اور جانوروں کا قرض لینا دینا بھی جائز ہے۔

۶- ہر ایسی چیز جو تولی یا ناپی جا سکے قرض کے طور پر اس کا لین دین بھی درست ہے۔

۷- قرض میں وہی چیز یا اس کا بدل واپس کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بدل میں کیا چیز ہو سکتی ہے اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک معلوم شے کے بدلے میں غیر معلوم شے لی جا سکتی ہے۔ جبکہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک ایسا ممکن نہیں ہے۔

۸- قرض کا بھی معاہدہ ہوتا ہے اور یہ معاہدہ عقد بیع کی طرح ہوتا ہے جس کے لئے ایجاب وقبول ضروری ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ قرض کی واپسی میں اگر کوئی چیز زیادہ واپس ہوگی تو وہ سود ہوگی اور سود متفقہ طور پر فقہاء کے ہاں حرام ہے۔

1.4 شراکت ومضاربت کے احکام

شراکت ومضاربت کاروباری طریقے ہیں جو عربوں کے ہاں اسلام سے قبل بھی موجود تھے۔اسلام نے ان کاروباری طریقوں میں بہتری کی اوران کے واضح اصول مرتب کئے۔شراکت ومضاربت سے متعلق کئی احکام سنت الرسولﷺ میں ملتے ہیں۔درج ذیل میں شراکت ومضاربت سے متعلق احادیث الرسولﷺ پیش کی جاتی ہیں:

(ا) احادیث الرسولﷺ

حدیث نمبر۱

((عن ابی هريرة رفعه قال: ان الله يقول ((انا ثالث الشريكين مالم يخن احدهما صاحبه، فاذا خان، خرجت من بينهما)) (رواه ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے اسے رسول اللہﷺ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ دو شریکوں میں کہ جب تک کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کریں، تیسرا شریک ہوتا ہوں۔لیکن جب ان میں سے کوئی خیانت کرے تو پھر میں ان سے نکل آتا ہوں''۔(اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے شرکت سے مراد کسی کاروبار میں برابر کے اصول پر شرکت کرنا ہے۔یعنی اگر کوئی کاروبار ہو تو اس میں دونوں فریق برابر سرمایہ لگائیں اور دونوں مل کر کام کریں جب کہ مضاربت میں سرمایہ ایک فریق کا ہوتا ہے۔اور کام دوسرا فریق کرتا ہے۔نفع کی صورت میں فریقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے شدہ شرائط کے مطابق اسے آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔لیکن نقصان کی صورت میں تمام نقصان کی ذمہ داری صاحب سرمایہ پر ہوتی ہے بلکہ اگر گنجائش ہوتو نقصان کے علاوہ کام کرنیوالے فریق کے معمول کے اخراجات بھی صاحب سرمایہ کے ذمہ ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراکت میں بشرطیکہ خیانت نہ کی جائے تو برکت ہوتی ہے۔لیکن اگر ایک فریق خیانت کرنے لگےتو پھر وہ برکت ختم ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن السائب بن ابی السائب، انه قال للنبیﷺ: کنت شریکی فی الجاهلیة، فکنت خیر شریک لا تدارینی، ولا تمارینی)) (رواه ابو داؤد وابن ماجه، ولفظه)

ترجمہ: ''حضرت سائب بن ابوسائبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہﷺ کو یاد دلایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ شراکت کا کاروبار کرتے تھے۔اورآپﷺ بہت ہی اچھے شراکت دار تھے نہ تو کبھی آپﷺ نے مجھے کسی کام کے کرنے سے منع کیا اور نہ ہی کوئی بحث کی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے بھی رسول اللہﷺ کا معاملہ لوگوں کے ساتھ نرمی اورحسن سلوک کا ہوتا تھا۔رسول اللہﷺ نے اپنی یہ تعریف سن کر خاموشی اختیار کئے رکھی ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی کی اس کے سامنے تعریف کی جائے تو اسے خوش ہونے کی بجائے خاموش رہنا چاہے۔

حدیث نمبر۳

۳۔ ((وعن ابی المنهال أن زید بن أرقم، والبراء بن عازب کانا شریکین فاشتریا فضة، بنقد ونسیئة فبلغ ذلک النبیﷺ، فامرهما ان ماکان بنقد فا جیزوه، وما کان بنسیئةٍ فردوه)) (رواه احمد والبخاری بمعناه)

ترجمہ: ''حضرت ابومنہال سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ارقمؓ اورحضرت براء بن عازبؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراکت میں کاروبار کرتے تھے وہ چاندی نقدی اور ادھار کے عوض خریدا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کاروبار نقدی کے ساتھ کرتے ہو وہ تو جائز ہے۔ لیکن ادھار کے ساتھ کاروبار کو منع فرمایا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے بھی اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے"۔

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون سا کاروبار جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے۔ اس حدیث کی تائید میں جو دوسری احادیث پیش کی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاروبار دست بدست اور نقد ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ادھار کے کاروبار کی صورت میں چونکہ سود کا شبہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے کاروبار سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کاروبار میں اور درہموں کے ذریعے بھی شراکت ہو سکتی ہے۔ تاہم اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہا اگر ایک فریق دینار دے اور دوسرا فریق درہم تو بعض فقہاء نے اس بنا پر اسے ناجائز قرار دیا ہے کہ درہموں کے مختلف وزن ہوتے ہیں جن کی وجہ سے شراکت کے کاروبار میں سود کا امکان ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس سے منع کر دیا۔ جب کہ جمہور فقہاء کے نزدیک ہر قسم کے مال میں شراکت کے اصول پر کاروبار میں سود کا کوئی امکان نہیں۔ بعض فقہاء نے جو خاص قسم کے مالوں میں شراکتی کاروبار میں احتیاط برتنے کیلئے کہا ہے تو اس لئے کہ ان کے نزدیک ایسے کاروبار میں سود کا امکان ہوتا ہے اگر سود کا امکان نہ ہو تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ایسے کاروبار کو بابرکت سمجھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((وعن حکم بن حزام. صاحب رسول اللہ ﷺ أنه کان یشترط علی الرجل، اذا اعطاه مالا مقارضةً، یضرب له به أن لا تجعل مالی فی کبد رطبة، ولا تحمله فی بحرٍ، ولا تنزل به بطن مسیل فان فعلت شیئاً من ذلک فقد ضمنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالی (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: ''حضرت حکیم حزامؓ سے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے، سے روایت ہے کہ جب کبھی وہ کسی کو مضاربت کے اصول پر کاروبار کرنے کیلئے سرمایہ دیتے تھے تو یہ شرط لگاتے تھے کہ اس سرمائے سے نہ تو جانور خریدے جائیں اور نہ ہی اس سے خریدا ہوا سامان، سمندر کے ذریعے لایا یا لے جایا جائے اور نہ ہی کسی ایسی جگہ قیام کیا جائے کہ جہاں پانی کی گزرگاہ ہو۔ اگر کاروبار کرنے والا فریق ان شرائط کی مخالفت کرے گا تو نقصان کی صورت میں وہ سرمایہ پورا کرنے کا ذمہ دار ہوگا''۔ (اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

مضاربت کے کاروبار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں ملتی اس بارے میں صحابہ کرامؓ کے عمل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ مضاربت کے کاروبار میں اگر نقصان ہو جائے تو وہ سرمایہ دار فریق کا نقصان ہوگا اور نفع ہوگا تو شرائط کے مطابق ان میں تقسیم ہوگا۔ صحابہ کرامؓ اس اصول پر کاروبار کیا کرتے تھے۔ حضرت عباسؓ کے بارے میں خصوصیت سے بعض واقعات کا ذکر ملتا ہے۔ کہ وہ اپنا مال مضاربت کے اصول پر کاروبار کے لئے دیا کرتے تھے۔ اس کاروبار کے بارے میں جو بھی احادیث روایت کی جاتی ہیں آئمہ حدیث نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

اس بارے میں جس واقعہ سے خاص طور پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے دو بیٹے حضرت عبداللہؓ اور حضرت عبیداللہؓ نہاوند کے غزوہ سے واپس آرہے تھے تو بصرہ کے والی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیت المال کا کچھ سامان ان کے حوالے کیا کہ وہ مدینہ منورہ جا کر اسے جمع کرا دیں۔ حضرت عمرؓ کے بیٹوں نے اس سے مال تجارت خرید لیا اور مدینہ منورہ میں نفع پر اسے فروخت کیا۔ لیکن جب وہ اصل مال بیت المال میں جمع کرانے گئے تو حضرت عمرؓ نے اصرار کیا کہ اس مال سے جو نفع حاصل ہوا ہے وہ بھی ساتھ ہی جمع کرا دیا جائے تو آپ کے بیٹوں نے کہا کہ اگر کاروبار میں نقصان ہو جاتا تو وہ ہر صورت میں بیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المال کا پورا مال جمع کرتے اور نقصان خود برداشت کرتے تو ہم نے اس کا نفع کیوں نہیں لے سکتے۔ ایک شخص جو وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ اگر اس کو مضاربت کا معاملہ بنا دیں تو آپ کے بیٹے اس کے نصف منافع کے حق دار قرار پاتے ہیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور ان سے اصل سرمایہ کے علاوہ نصف نفع بھی بیت المال کے لئے حاصل کیا۔

حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم جن کا کاروبار بڑے وسیع پیمانے پر تھا، کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا مال مضاربت کے اصول پر دوسرے لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ زمانہ جاہلیت کے کاروبار کا ایک طریقہ تھا لیکن چونکہ اس میں سود کا شبہ نہیں پایا جاتا تھا۔ اس لئے صحابہ کرامؓ اس کاروبار میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کے عمل کو سامنے رکھتے ہوئے جمہور فقہاء نے مضاربت کے اصول پر کاروبار کے جواز کا فتویٰ دیا۔

اس بارے میں امام ابن حزم جو ظاہری مذہب کے ایک بہت بڑے امام تھے، فرماتے ہیں کہ فقہ کے ہر باب کی اصل قرآن وسنت میں مل جاتی ہے۔ لیکن مضاربت ایک ایسا کاروبار ہے کہ جس کے لئے قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ لیکن اس کے باوجود جمہور فقہاء کا اس کی صحت پر اجماع ہے۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ اس قسم کا کاروبار کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کا علم ہوتا ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے صحابہ کو اس کاروبار سے منع نہیں کیا۔ مضاربت زمانہ جاہلیت میں کاروبار کا معروف طریقہ تھا، اس لئے بعض روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس کے جاری رہنے میں کوئی قباحت محسوس نہ کی۔

موجودہ زمانے کے بعض علماء نے اس بارے میں یہ دلیل دی ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مال میں جو تجارت کی وہ بھی مضاربت کے اصول پر تھی۔ لیکن سلف صالحین میں سے کسی نے اس قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ حضرت خدیجہؓ ہر تجارتی سفر کے لئے رسول اللہ ﷺ کا معاوضہ مقرر کرتی تھیں اور اگر نفع زیادہ ہو جاتا تو پھر آپ مقررہ معاوضہ سے بھی زیادہ رقم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط ہونیوالے احکام

ان احادیث سے ثابت ہونے والے احکام حسب ذیل ہیں:

۱- مضاربت کا لفظ ضرب سے نکلا ہے جس سے مراد تجارت کی غرض سے سفر کرنا ہے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللّٰہ﴾ (المزمل: ۲۰)

''اور دوسرے لوگ جو زمین میں سفر کرتے ہیں اور اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں''

۲- مضاربت کے ضمن میں فقہاء کا اجماع ہے کہ یہ جائز ہے۔

۳- آنحضرت ﷺ نے بھی مضاربت کے اصول کے تحت تجارت کی۔ چنانچہ آپ حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت اسی اصول کے تحت لیکر گئے تھے۔

۴- مضاربت کے علاوہ کاروبار کی دوسری صورت شراکت ہے۔ اس صورت میں دو فریقین ایک ہی کاروبار میں مال اور محنت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

۵- کاروبار کی یہ صورت بھی جائز ہے۔

۶- کاروبار کے شریکین کے لئے خیانت جائز نہیں ہے۔

۷- شراکت کے کاروبار میں فریقین شرائط بھی لگا سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس مال سے کوئی خاص قسم کا کاروبار ہی کیا جائے گا۔ اس قسم کی شرائط درست ہیں۔

۸- کاروبار کے شرکاء کو کوشش کرنی چاہیے کہ کاروبار نقد پر ہو کیونکہ ادھار کے کاروبار سے بعد میں پریشانیاں ہوتی ہیں۔ تاہم یہ حرام نہیں ہے۔

1.5 وکالت (توکیل) کے احکامات

وکالت کا لفظ عربی زبان میں وَكَلَ يُوَكِّلُ سے نکلا ہے جس کا معنی کسی کے ذمہ کوئی ذمہ داری سونپ دینا ہے جیسے کوئی کسی کو نکاح کرنے کے لئے وکیل کرے یا خریداری کے لئے وکیل کرے یا کوئی اور تصرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کیلئے وکیل کرے اس ضمن میں سنت الرسول ﷺ میں بہت سارے احکامات ملتے ہیں۔انہی احکامات پر مشتمل روایات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر۱

((قال ابو رافع:استسلف النبی ﷺ بکراً فجاء ت ابل الصدقة فأمرنی أن أقضی الرجل بکره))

ترجمہ: ''حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے ایک اونٹ ادھار پر لیا تھا۔پس جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس شخص کے اونٹ کے قرضے کی ادائیگی کے طور پر اسے ایک اونٹ دیا جائے۔

حدیث نمبر۲

((وقال ابن أبی أوفی: أتیت النبی ﷺ بصدقة مال أبی، فقال ((اللھم صل علی آل أبی اؤفی))

ترجمہ: ''حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے باپ کے مال کی زکوۃ لایا تو آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ ابواوفیؓ کے خاندان پر سلامتی بھیج۔

حدیث نمبر۳

((وقال النبی ﷺ أن الخازن الامین الذی یعطی ما أمر به کاملا موفرا طیبة به نفسه، حتی یدفعه الی الذی أمر له به أحد المتصدقین))

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خزانچی مال کا امین ہوتا ہے۔اس کو جو حکم دیا جاتا ہے اس کے مطابق ۔۔ اپنے دل کی خوشی کے ساتھ اپنا مال وہاں دیتا ہے۔جہاں کسی صدقہ دینے والے نے اسے دینے کے لئے کہا ہو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ ﷺ کی شادی حضرت میمونہؓ سے کرادی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے حج کے لئے احرام باندھنے سے پہلے نکاح کیا تھا جس کا حضرت ابن عباسؓ کو علم نہ تھا۔ اور انہوں نے احرام کی حالت میں نکاح کے بارے میں روایت بیان کی۔

حدیث نمبر ٦

((وعن جابرٍ قال: أردت الخروج الى خيبر، فقال النبى ﷺ اذا اتيت وكيلى، فخذ منه عشر وسقا، فان ابتغى منك آية فضع يدك على تُرقوته)) (رواه ابو داؤد والدارقطنى)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم وہاں ان کے وکیل کے پاس جاؤ تو ان سے پندرہ وسق کھجوریں لے لینا اور اگر اس بارے میں وہ آپ سے کوئی نشانی طلب کریں تو اپنا ہاتھ اس کے کندھے اور گردن کے درمیان کی ہڈی پر رکھ دینا۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وکیل سے اپنی یہ نشانی مقرر کرر کھی تھی'') ''اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور یہ کہ کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے بھی وکیل مقرر کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حکمران اپنے مختلف معاملات کی انجام دہی کے لئے وکیل مقرر کرسکتا ہے۔ جیسا کہ ان احادیث کے مطابق خود رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔ اس بارے میں اس امر کو بھی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے کہ وکیل مقرر کرنے والا اور وکیل کے درمیان کوئی نشانی مقرر کرسکتا ہے۔ تاکہ اس کی نشانی کے حوالے سے اس کے ارشادات کی تعمیل ہو سکے اور یہ کہ وکیل کے ذریعے کسی سے کوئی چیز ادھار بھی لی جاسکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۴

((وقال ابو هريرة وكلني النبي ﷺ في حفظ زكاة رمضان))

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں رمضان کے مہینے میں زکوٰۃ کے مال کا محافظ مقرر کیا''۔

تشریح

آئمہ حدیث نے انہیں صحیح تسلیم کیا ہے یہاں مصنف نے ان احادیث کو اس لئے بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے اپنے وکیل کی معرفت حکومت کو زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں حضرت علیؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کرنے والا بھی، قربانی کی کھالوں کی تقسیم کے لئے وکیل مقرر کر سکتا ہے وغیرہ۔ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل مقرر کرے اور وہ وکیل مال میں کچھ ایسا تصرف کرے جو بظاہر صحیح معلوم نہ ہو لیکن وکیل مقرر کرنے والا اس کی اجازت دے دے تو وکیل کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ مختصر یہ کہ یہ احادیث اس باب پر دلالت کرتی ہیں کہ وکالت جائز معاملہ ہے اور کوئی بھی شخص اپنے معاملات میں مدد لینے کے لئے کسی وکیل کی خدمات حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کا اس معاملے کے جائز ہونے پر کامل اتفاق ہے۔

حدیث نمبر۵

((وعن سليمان بن يسار أن النبي ﷺ بعث أبا رافع مولاه، ورجلا من الانصار، فزوجاه ميمونة بنت الحارث وهو بالمدينة قبل ان يخرج)) (رواه مالك في الموطا)

((وهو دليلٌ على ان تزوجه بها سبق احرامه، وانه خفي على ابن عباسٍ))

ترجمہ: ''حضرت سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافعؓ اور ایک انصاری شخص کو حضرت میمونہؓ کی طرف اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے اور حضرت میمونہؓ مدینہ سے باہر تھیں۔ تو ان دونوں وکیلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام

ان احادیث سے درج ذیل احکام مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ ہر انسان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے تمام کام خود کرے اس لئے اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ ایک انسان اپنے کام کے لئے دوسرے سے مدد لے سکتا ہے اور اپنا کام دوسرے کو تفویض کر سکتا ہے۔

۲۔ اس کی مشروعیت کی اہم دلیل حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے انہوں نے بادشاہ وقت سے کہا۔

﴿اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم﴾

''مجھے زمین کے خزانوں پر لگا دو میں ان کی حفاظت کرنے والا اور علم والا ہوں''

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرض کی ادائیگی حدود کے نفاذ وغیرہ میں توکیل جائز ہے۔

۴۔ توکلین ﴿تعاونوا علی البر والتقویٰ﴾ میں سے ہے اس لئے دوسرے معاملات زندگی میں بھی جائز ہے جیسے نکاح وغیرہ۔

۵۔ وکالۃ دوسرے معاملات کی طرح ایک معاہدہ ہے اس لئے اس میں ایجاب وقبول ضروری ہے تاہم اس میں کسی خاص لفظ کی شرط نہیں لگائی جاتی اور ہر وہ لفظ جس سے توکیل کے مقصد کی ادائیگی ہو جائے اس کی رو سے یہ درست ہے۔

۶۔ توکیل تبرعا یعنی نیکی کے طور پر بھی ہوسکتی ہے اور اجر کے ساتھ بھی [illegible] ہے۔

۷۔ 'وکالۃ' میں اس کی شرائط کا [illegible] کیا جانا ضروری ہے اس میں کچھ شرائط موکل (جو کام کو کسی کے سپرد کرے) کی ہیں اور کچھ وکیل (جس کے ذمہ کام سپرد کیا جائے) کی ہیں۔ وکیل کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ عاقل ہو اور بالغ ہو۔ بچہ اور دیوانہ نہ ہو۔ اسی طرح موکل فیہ (جس کام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ادائیگی سپرد کی گئی ہو) کی بھی کچھ شرائط ہیں۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ مؤکل کو اس کے بارے میں مکمل علم ہو۔

۸۔ جن معاملات میں وکالت جائز ہے ان کے بارے میں فقہاء کا کہنا ہے کہ ہر وہ معاملہ جس کی ادائیگی انسان خود کر سکتا ہے اس میں وکالت جائز ہے۔ اور ہر ایسا کام جس کا کسی دوسرے سے کروانا درست نہیں ہے۔ اور طہارۃ وغیرہ چونکہ یہ معاملات کسی دوسرے کے سپرد نہیں کیئے جا سکتے اس لئے ان میں وکالت بھی جائز نہیں ہے۔

۹۔ وکیل ایک امین ہے اس لئے اس کو کسی معاملہ کی ادائیگی میں افراط وتفریط کی اجازت نہیں ہے۔

۱۰۔ آجکل عدالتی معاملات میں جو وکیل کیا جاتا ہے اس کے لئے فقہ میں التوکیل بالخصومۃ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اور یہ جائز ہے۔

1.6 خود آزمائی نمبر ①

۱۔ قرض کی ادائیگی کے لئے مقروض پر کس قسم کی پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں؟

۲۔ بندوں کے تنازعات کو حل کرنے کیلئے فقہ السنۃ میں صلح کے کیا احکامات ہیں؟

۳۔ اسلام میں کاروبار کے جائز طریقے کون کون سے ہیں؟

۴۔ وکالۃ کے اسلامی تصور کو اس موضوع پر موجود حدیثوں کی روشنی میں واضح کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② آبپاشی، مزارعت، اجارہ، عاریۃ، بنجر زمین کو قابل کاشت اور غصب وغیرہ کے احکامات

2.1 آبپاشی اور مزارعت کے احکام
(احکام المساقاۃ والمزارعۃ)

زراعت اور فصلوں کو پانی دینے وغیرہ جیسے مسائل احکام المساقاۃ اور المزارعۃ کے ذیل میں آتے ہیں۔ مساقاۃ کا لفظ ساق یسوق سے نکلا ہے جس کے معنی پانی پانے وغیرہ کے ہیں المساقاۃ سے مراد فصلوں کو پانی وغیرہ دینے کے مسائل ہیں۔ المزارعۃ کا لفظ زرع سے نکلا ہے جس کے معنی کاشت کرنے کے ہیں 'المزارعۃ' سے مراد زراعت کے معاملات ہیں چونکہ فصلوں کو پانی وغیرہ سے سیراب کرنے کا معاملہ بھی زراعت کے ضمن میں آتا ہے اس لئے مساقاۃ اور مزارعۃ کے احکام مشترکہ طور پہ بیان کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں واردشدہ احادیث میں سے کچھ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

۱ - ((عن ابن عمر رضی الله عنهما، ان النبی ﷺ عامل اهل خیبر بشطر مایخرج من تمر او زرع))(رواه الجماعة)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ پیداوار کے ایک حصے پر زراعت کا معاملہ کیا''۔(اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر۲

((وعنه ایضا، ان النبی ﷺ لما ظهر علی خیبر، سالته الیهود ان یقرهم بها،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

على ان يكفوه عملها، ولهم نصف الثمرة فقال لهم:((نقركم بها على ذلك شئنا)) (متفق عليه) ((وهو حجة في انها عقد جائز))

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا علاقہ فتح کیا تو یہودیوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی انہیں ان کی زمینیں کاشت کرنے دی جائیں اور وہ اس کی نصف پیداوار بطور خراج حکومت کو ادا کریں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جب تک چاہیں گے ان زمینوں کو کاشت کرنے کیلئے آپ کے پاس رہنے دیں گے''۔ (اس حدیث کو امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مزارعت جائز ہے)

حدیث نمبر۳

((وعن عمر رضي الله عنه، ان النبي ﷺ عامل يهود خيبر، على ان يخرجهم متى شاء)) (رواه احمد والبخاري بمعنا)

ترجمہ: ''حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود خیبر کے ساتھ وہاں کی اراضی کی کاشت کا معاملہ اس شرط پر کیا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں وہاں سے نکال دیں گے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر۴

((وعن ابن عباسٍ ان النبي ﷺ دفع خيبر، ارضها و نخلها مقاسمة على النصف)) (رواه احمد، وابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کرنے کے بعد وہاں کی اراضی اور کھجوروں کے باغ پر یہودیوں پر خراج مقاسمہ مقرر کیا''۔ (اس حدیث کو امام احمد اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵

((وعن ابی ہریرۃ قال: قالت الانصار للنبی ﷺ: اقسم بیننا و بین اخواننا النخل، قال((لا)) فقالوا تکفونا العمل ونشرککم فی الثمرۃ فقالوا سمعنا و اطعنا)) (رواہ البخاری)

ترجمہ: ''حضرت حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ انصار نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ وہ ان کے کھجوروں کے باغ ان کے اور ان کے مہاجر بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو انصار نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ کام کریں تو ہم اپنے پھلوں میں انہیں شریک کر لیں گے تو مہاجرین نے کہا کہ یہ ہمیں منظور ہے''۔ (اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۶

((وعن طاؤس، أن معاذ بن جبل اکری الارض علی عہد رسول اللہ ﷺ، وأبی بکر وعمر و عثمان علی الثلث والربع، فہو یعمل بہ الی یومک ھذا)) (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ''طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کرایہ پر دی۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ایک تہائی یا ایک چوتھائی پر زمین کرایہ پر دیتے تھے۔ اور آج کے دن تک اس پر عمل ہو رہا ہے اور یہ کہ حضرت علیؓ، حضرت سعد بن مالکؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، امام قاسمؒ، امام عروہ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کے خاندان نے زراعت کا معاملہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کاشتکاروں سے یہ معاملہ کیا کہ اگر بیج ان کی جانب سے ہوگا تو پیداوار میں ان کا یہ حصہ ہوگا اور اگر بیج کاشتکاروں کی جانب سے ہوگا تو وہ حصہ ان کا ہوگا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

جہاں تک مختلف پھلوں کے درختوں کی آب پاشی کا تعلق ہے جسے شرعی اصطلاح میں ''مسافاۃ'' کہتے ہیں تو جمہور فقہاء نے ان درختوں کو اجرت پر پانی لگانے کو جائز قرار دیا ہے۔ جب کہ امام شافعیؒ نے صرف کھجور اور انگوروں کے درختوں کی صورت میں اس معاملے کو جائز قرار دیا ہے۔ امام داؤدؒ نے اس اجازت کو اور مختصر کر کے صرف کھجور کے درختوں تک محدود کر دیا۔ امام مالکؒ نے اسے زیادہ وسیع کر دیا کہ کھیتی اور باغوں کی آب پاشی تو اجرت پر جائز ہے۔ لیکن سبزیوں کی آب پاشی اُجرت پر جائز نہیں۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے تو اس کے لئے ایک دوسرا لفظ ''مخابرہ'' بھی استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی وہ معاملہ جو رسول اللہ ﷺ نے یہود خیبر کے ساتھ کیا تھا۔

امام شافعیؒ کے حوالے سے یہ کہا گیا ہے کہ باغات کے درختوں کو پانی دینا اور پیداوار کے ایک حصے پر زمین کی کاشت کرنا، ایک ہی چیز ہے۔ تاہم مزارعت کے ایسے معاملے سے رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا تھا کہ جس میں زمین کسی کو اس کی پیداوار کیا یک حصے کی شرط پر کاشت کے لئے دی جائے۔ بعض فقہاء نے مزارعت اور مخابرہ میں یہ فرق کیا ہے کہ مزارعت کی صورت میں بیج بھی مالک کو دینا ہوتا ہے جب کہ مخابرہ میں ایسا نہیں کیا جاتا۔ یعنی کاشتکار کو بیج نہیں دیا جاتا۔ یہود کے ساتھ کھجور کے درختوں کو مساقاۃ یعنی آب پاشی کا جو معاملہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا تو بعض فقہاء نے غیر معلوم مدت کے لئے ایسے معاملے کو جائز قرار دیا ہے۔ یہی ظاہری مذہب کے فقہاء کا مسلک ہے۔ لیکن جمہور فقہاء نے اس کی مخالفت کی ہے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ اس معاملے کے لئے مدت کا تعین ضروری ہے۔ طاؤس کی روایت میں جن صحابہ کرامؓ کے حوالے سے مزارعت کے جائز ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اول تو اس روایت کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم حدیث کے ایک دوسرے آئمہ ابی شیبہ نے دوسرے حوالوں سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حضرات مزارعت کے معاملے کو جائز قرار دیتے تھے۔ جب کہ مصنف نے طاؤس اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ وہ کرایہ پر مزارعت کی ہر صورت کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ ان کے نزدیک نہ تو غلہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض ایسا معاملہ کرنا جائز ہے اور نہ ہی سونے۔ اس کے برعکس امام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام آئمہ اہل بیت اور دوسرے بہت سے فقہاء نے سونے چاند اور طعام سمیت ہر وہ چیز جس کی خرید وفروخت کی جاسکتی ہو ان کے بدلے میں ان میں مزارعت کو جائز کہا ہے۔ امام ابن منذر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سونے اور چاند کے عوض زمین کرایہ پر دینے کے جواز پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے اور اکثر شہروں کے فقہاء کا اس پر اتفاق ہے جن فقہاء نے زمین کی مزارعت کو اس کی پیداوار کے ایک حصے کے عوض ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود خیبر کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا وہ روایت مزارعت کا نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو حکومت کا خراج تھا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا وہ بھی اسلامی حکومت کی ملکیت تھی۔ اسی سے استدلال کرتے ہوئے حضرت عمر نے بعد میں تمام مفتوح ممالک کی اراضی کو خراجی قرار دے دیا۔ وہ اراضی کسی فرد کی ملکیت نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ تمام مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت سمجھی جاتی تھیں۔ اور ان کی طرف سے جن کا انتظام اسلامی حکومت کرتی تھی۔ امام حازمی نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت اسید بن حضیرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت نافعؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلک قرار دیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کا جو معاملہ کیا تھا اور ان سے پیداوار کا جو حصہ لینا مقرر کیا تھا وہ حکومت کا خراج تھا نہ کہ عام مزارع۔

امام مالکؒ سے یہ روایت بھی کی جاتی ہے کہ غلہ اور پھلوں کے علاوہ دوسری چیزوں سے زمین کو کرایہ پر لیا دیا جاسکتا ہے جب کہ امام احمدؒ کے نزدیک اگر بیج زمین کے مالک کی جانب سے ہو تو پھر مزارعت کا معاملہ جائز ہے۔

حدیث نمبر:

((وفی روایة، عن رافع: ان الناس كانوا يكرون المزارع فی زمان النبی ﷺ بالماذیانات، وما يسقى الربيع، وشی من التين، فكره رسول الله كرا المزارع بهذا ونهى عنها)) (رواه احمد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت اس حدیث کی روایت کے مطابق حضرت رافع بن خدیجؓ نے فرمایا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کو اس شرط پر کاشت کے لئے دیتے تھے کہ اس کے خاص حصوں کی پیداوار مالک کی ہوگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے کو ناپسند کیا اور مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۸

((قال: انما كان الناس يؤاجرون على عهد رسول الله ﷺ بما على الماذيانات، واقبال الجد اول واشياء من الزرع، فيهلك هذا ويسلم هذا، ويسلم هذا، ويهلك هذا، ولم يكن للناس كراء الا هذا فلذلك زجر عنه، فاما شئى معلومٌ مضمونٌ فلا باس به)) (رواه مسلم و ابو داود والنسائى)

ترجمہ: ''اس حدیث کے متن کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ زمینوں میں پانی کی گزرگاہوں نالیوں کے آس پاس اگنے والی فصل کے عوض زمین کاشت پر دیا کرتے۔ تو کبھی ایسا ہوتا کہ ان جگہوں پر فصل نہ ہوتی جب کہ دوسری جگہوں پر ہوتی۔ یا ان جگہوں پہ ہوتی اور دوسری جگہیں بنجر رہ جاتیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بٹائی پر کاشت کے ایسے معاملے سے سختی سے منع کر دیا۔ لیکن اگر کسی ایسی چیز کے بدلے یہ معاملہ کیا جائے کہ دونوں فریقوں کو ان کے حق کی ضمانت دی جا سکے تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں''۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

عام طور پر مزارعت کا معاملہ پیداوار کی ایک تہائی اور ایک چوتھائی یا اس سے کم پر کیا جاتا تھا۔ تو اس قسم کی مزارعت سے رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا۔ پھر جو لوگ دوسری قسم کے مزارعت کے معاملات کو جائز قرار دیتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ پیداوار کے کچھ حصے کی شرط پر تو مزارعت حرام ہے۔ جب کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقدی یعنی سونے اور چاندی کے عوض یہ معاملہ جائز ہے۔ ان لوگوں کا استدلال ہے کہ مزارعت یعنی بٹائی پر کاشت کا معاملہ اس وقت حرام ہوگا جب اس معاملے میں کسی خاص جگہ کی پیداوار کو زمین کے مالک کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ سونے چاندی یعنی نقدی کے عوض ایسے معاملے کے بارے میں حضرت رافع سے متضاد روایت ملتی ہے ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ایسے معاملے سے منع نہیں کیا تھا۔ جب دوسری روایت کے مطابق اس کا سرے سے رواج ہی نہیں تھا۔

اس زمانے میں جو عام رواج تھا کہ اپنی زمین کے خاص حصوں جہاں پیداوار یقینا ہوتی تھی، اسے اپنے لئے مخصوص کر لیتے تھے۔ لیکن بعض اوقات زمین کے بقیہ حصے میں فصل خراب ہو جاتی جس سے کاشتکار کو نقصان اٹھانا پڑتا تو آپ ﷺ نے زمین کی بٹائی کے معاملے کو خاص سودی قرار دیا ہے۔ (اس کی تصدیق زمانہ جدید کی علمی تحقیق سے بھی ہوتی ہے کہ اس زمانے میں سود کی سب سے بڑی شکل یہی زمین کا کرایہ تھا۔ اس بارے میں مشہور ماہر معاشیات لارڈ کینز کی تحقیق سابقہ صفحات میں پیش کی جا چکی ہے۔ مترجم)

جو لوگ بٹائی پر کاشت کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں ان کی سب سے بڑی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے یہود خیبر کے ساتھ مزارعت کا معاملہ کیا تھا۔ اس بارے میں بعض جلیل القدر صحابہ جن میں حضرت رافع بن خدیج بھی شامل تھے کا مسلک نقل کیا جا چکا ہے۔ وہ اس معاملے کو بٹائی کا معاملہ نہیں کیا بلکہ خراج مقاسمہ قرار دیتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو ... فتح کیا تھا۔ اس لئے اہل خیبر کی اراضی بلکہ وہ کاشتکار بھی رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کی حیثیت رکھتے تھے لیکن آپ ﷺ نے ان سے نرم شرائط پر معاملہ کیا اور ان کی اراضی پیداوار کے ایک حصے کی اسلامی حکومت کی شرط پر ان کے پاس رہنے دی گئی۔

حدیث نمبر ۹

((وعن اسید بن ظهیر قال: كان أحدنا اذا استغنى عن ارضه، او افتقر اليها، اعطاها بالنصف والثلث، والربع، ويشترط ثلاث جداول، والقصارة، وما يسقى الربيع، وكان يعمل فيها عملا شديدا ويصيب منها منفعة. فاتانا رافع بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیج، فقال نهى النبی ﷺ عن امر کان لکم نافعاً، وطاعةُ رسول الله ﷺ خیرٌ لکمُ نهاکم عن الحقل)) (رواه احمد و ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت اسیر بن ظہیر سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کسی کو اپنی زمین کی خود کاشت کرنے کی ضرورت نہ رہتی تو ہم اسے نصف یا ایک تہائی ایک چوتھائی حصے پر دوسروں کو کاشت کے لئے دے دیتے تھے اور یہ شرط لگاتے تھے کے کھیت کی نالیوں کے اردگرد کی پیداوار گندم کی فصل کو اگانے کے بعد جو اناج بالیوں میں رہ جائے وہ مالک کا ہوگا۔ کاشتکار اس زمین میں بڑی سخت محنت کرتا اور اس معاملے سے فائدہ اٹھاتا۔ بعد میں حضرت رافع بن خدیج نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کے معاملے سے جو تمہارے لئے فائدہ مند تھا منع کر دیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمہارے لئے دوسرے تمام امور سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے تمہیں مزارعت کے اصول پر کھیتی کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں قصارہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی وہ اناج ہے جو گاہنے کے بعد گندم کے سٹے میں باقی رہ جاتا ہے۔

تشریح

اس حدیث کو کچھ دوسرے آئمہ حدیث نے بھی روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث تسلیم کیا ہے۔ اس زمانے میں زمین کو بٹائی کے اصول پر دوسروں کو کاشت کیلئے دینے کے کئی طریقے رائج تھے۔ سب سے سادہ طریقہ تو یہ تھا کہ عام طور پر نصف پیداوار کی شرط پر یہ معاملہ کیا جاتا۔ لیکن اگر زمین زیادہ زرخیز نہ ہوتی تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی پر بھی معاملہ کیا جاتا۔ بعض لوگوں کی زمین اگر زیادہ زرخیز ہوتی تو وہ اس مقررہ حصہ کے علاوہ کھیتوں کو پانی دینے والی نالیوں کی پیداوار کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے تھے۔ ان سب صورتوں میں ایک بات واضح تھی کہ زمین کا مالک اپنے سرمایہ جو زمین کی شکل میں دوسروں کے حوالے کرتا تھا۔ بغیر کسی محنت کے نفع حاصل کرتا تھا۔ اسلئے رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے کو سودی قرار دے کر حرام قرار دے دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج بھی ہر سوچنے والا یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ زمین کو بٹائی کے اصول پر کاشت کرانے کا معاملہ سود کی تعریف میں آتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں واضح طور پر اس طرح کے مزراعت کے معاملے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ آئندہ سطور میں آپ ﷺ کی وہ احادیث پیش کی جا رہی ہیں جس میں آپ ﷺ نے زمین کے مالکان کو اپنی ضرورت سے زائد زمین اپنے ضرورت مند مسلمان بھائیوں کو مفت دینے کا حکم دیا۔

(ب) احادیث سے مستنبط شدہ احکام

ان احادیث سے مستنبط احکام حسب ذیل ہیں:

۱- علامہ القرطبی کے نزدیک زراعت فرض کفایہ ہے اس لئے امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو زراعت کا کام کرنے کیلئے کہیں۔

۲- لغت میں زراعت سے مراد زمین کے معاملات کو اس طرح طے کرنا ہے کہ اس کی پیداوار کو تقسیم کرلیا جائے۔

اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ زمین اس شخص کو دے دی جائے جو اس پر کاشت کاری کرے اس شرط پر کہ کاشت کاری کرنے والے کو زمین میں سے حصہ ملے گا۔

۳- مزارعت ایک طرح سے صاحب زمین اور کاشت کار کے درمیان کا معاملہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کاشت کار اپنے کام میں ماہر ہو لیکن اس کے پاس زمین نہ ہو اور ہوسکتا ہے کہ صاحب زمین رکھنے کے باوجود کاشت کاری میں مہارت نہ رکھتا ہو تو اس بناء پر اسلام نے اسے مشروع قرار دیا ہے۔

۴- مزارعت نقدی کے ساتھ یا فصل کے ساتھ یا ان دونوں کے بغیر ایسی چیز سے کی جاسکتی ہے جو مال بن سکتی ہو۔

۵- صحیح مزارعت یہ ہے کہ زمین کسی کو اس غرض سے دے دی جائے کہ اس کیلئے پیداوار میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے شدہ حصہ ہو جیسے ایک تہائی ، ایک چوتھائی وغیرہ تو یہ مزارعت درست ہے لیکن اگر شرط یہ ہو کہ وہ مثلاً کل پیداوار جتنی بھی ہو اس میں سے مثلاً ۳۰ من لے گا۔ یا زمین کے خاص حصہ کی پیداوار حاصل کرے گا تو یہ درست نہ ہوگا اور مزارعت فاسد ہوگی کیونکہ اس سے فریقین کو نقصان پہنچنے اور ان کے درمیان تنازعات پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

2.2 اجارہ یعنی اجرت پر کام کرنے کے احکام (احکام الاجارۃ)

'اجارہ' کا لفظ 'اجر' سے مشتق ہے۔'اجر' سے مراد وہ معاوضہ ہے جسے کسی کام کا بدلہ قرار دیا جاتا ہے اور شرع میں 'اجارہ' سے مراد ایسا معاہدہ ہے جس میں عامل کو اس کے عمل کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

(الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن عائشة رضی الله عنها فی حدیث الهجرة، قالت: واستاجر النبی ﷺ وابو بکر رجلا من بنی الدیل، هاد یا خریتا والخریت الماهر بالهدایة وهو علی دین کفار قریش، وامناه، فدفعا الیه راحلتهما ووعداه غار ثور بعد ثلاث لیال، فاتاهما براحلتیهما صبیحة لیال ثلاث، فارتحلا)) (رواہ احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ نے ہجرت نبوی کے بارے میں حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے موقع پر بنودیل کے ایک شخص کو بطور راستے کے رہبر کے اجرت پر نوکر رکھا۔ یہ لوگ راستے کے رہبر کے طور پر مشہور تھے وہ شخص اس وقت کفار مکہ کے دین پر تھا لیکن اس کے باوجود اسے امانت دار بنایا گیا۔ آپ دونوں نے اپنی سواریاں اس کے حوالے کیں اور طے کیا کہ وہ تین دن کے بعد انہیں غار ثور کے پاس لے آئے تو وہ تیسری رات کی صبح سویرے ان کی سواریاں لے کر وہاں پہنچ گیا پس آپ دونوں نے اپنا سفر شروع کیا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ یہ دراصل ہجرت نبوی کے بارے میں ایک طویل حدیث کا حصہ ہے۔ ثور مکہ کے نزدیک ایک پہاڑی کا نام تھا جس کی ایک غار میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے موقع پر تین دن کے لئے قیام کیا تھا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان راستے کی رہبری کے لئے غیر مسلمان کو اجرت پر رکھ سکتا ہے۔ تاہم کسی مسلمان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرک کے پاس اجرت پر کام کرے۔ اس مسئلہ پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال: مابعث الله نبياً الا رعى الغنم، فقال اصحابه: وانت؟ قال ((نعم)) كنت ارعاها على قراريط لاهل مكة)) (رواه احمد والبخاری وابن ماجه وقال سويد بن سعيد: يعنی كل شاة بقيراط وقال ابراهيم الحربی: قراريط اسم موضع)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمائے، انہوں نے بھیڑ بکریوں کو چرایا، صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے بھی ایسا کیا تھا۔ تو آپ نے اثبات میں جواب دیا کہ وہ قراریط کے مقام پر مکہ والوں کی بھیڑ بکریوں کو اجرت پر چراتے تھے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام بخاریؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔ سوید بن سعید نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہاں قراریط سے مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ فی بکری ایک قراریط کی اجرت پر چراتے تھے جب کہ ابراہیم حربی نے کہا قراریط مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے)

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور انہوں نے ابراہیم حربی کی تشریح کو فوقیت دی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں جو الفاظ قراریط مذکور ہے وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اونٹوں اور بکریوں کے مالکوں نے اپنے ریوڑوں پر فخر کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو انہوں نے بکریاں چرائیاں، حضرت داود علیہ السلام نبی ہوئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا مجھے نبی بنایا گیا تو میں نے اپنے خاندان کی بکریوں کو جیاد کے مقام پر چرایا۔ بعض آئمہ حدیث نے یہ تصریح کی ہے کہ جیاد، قراریط کے موضع کا دوسرا نام تھا۔ جہاں آپ ﷺ اپنے خاندان کی بھیڑ بکریاں تو مفت چراتے تھے، جب کہ دوسرے لوگوں سے اس کی اجرت لیتے تھے۔

اہل علم نے کہا کہ نبوت سے پہلے بکریاں چرانے میں یہ حکمت ہے کہ ان کے چرانے سے انبیاء کی ایک قسم کی تربیت ہو جاتی تھی جوان کے اہم کام کیلئے ضروری تھی کیونکہ بکریاں چرانا بھی بڑے حوصلے کا کام ہے اور اس سے دل میں شفقت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ان کے چرانے اور بکھر جانے کے بعد انہیں اکٹھا کرنے میں بڑے صبر سے کام لیتے تھے۔ [illegible] کی مختلف طبیعتیں ہوتی ہیں اور اس سلسلے میں انبیاء کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا وہ ان [illegible] کمزور جانور کے ساتھ نرمی سے پیش آتے اور انبیاء کو بھیڑ بکریاں [illegible] اس لئے مامور کیا گیا [illegible] دوسرے جانوروں سے کمزور ہوتے ہیں اور گائیوں اور [illegible] کی نسبت یہ زیادہ بکھر جاتی [illegible] صبر کا مادہ پیدا ہوتا۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا [illegible] جانوروں کا چرانا بھی جائز ہی ہوگا۔

حدیث نمبر ۳

((وعن سويد بن قيس قال: جلبت انا و مخرمة العبدى بزّا من هجر، فأتينا به مكة، فجآ رسول الله ﷺ يمشي، فساومنا سراويل، فبعناه وثمّ رجلٌ يزنُ بالاجر، فقال له ((زن وارجح)) (رواه الخمسة وصححه الترمذی)

((وفيه دليل على ان من وكل رجلا في اعطاء شئ لاخر ولم يقدره جاز ويحمل على مايتعارفه الناس في مثله ويشهد لذلك حديث جابر في بيعه جمله))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت سوید بن قیسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت مخرمتہ عبدیؓ کے ساتھ مل کر ھجر کے علاقے سے کپڑا خریدا اور اسے مکہ مکرمہ میں لے آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ بھی چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ہم سے ایک سلوار کی قیمت دریافت فرمائی جو ہم نے آپ کو فروخت کر دی آپ ﷺ نے اس کی قیمت میں جو چاندی دی تو ایک آدمی اس کا وزن کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا وزن کر کہ جس میں قیمت میں وزن زیادہ چاندی دی جا سکے (اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نیروایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کو دوسرے شخص کی کوئی چیز دینے کو کہا جائے اور وہ اس میں کمی نہ کرے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اور ویسا عمل کرے جیسا کہ لوگوں میں عام طور پر رواج ہو۔

(اس کی تصدیق حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ خریدا تو حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اس کی قیمت ادا کر دو اور قیمت سے کچھ زیادہ بھی دے دو۔ انہوں نے چار دینار تو اونٹ کی قیمت کے طور پر دیئے اور ایک قیراط سونا اس پر زیادہ دیا''۔ (اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۴

((وعن رافع بن رفاعة قال: نهانا النبی ﷺ عن كسب الامة الا ما عملت بيديها، وقال هكذا باصابعه نحو الخبز والغزل، والنفس)) (رواه احمد وابو داود)

ترجمہ: ''حضرت رافع بن رفاعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں لونڈی کی کمائی حاصل کرنے سے منع کیا مگر سوائے اس کے جو وہ ہاتھ سے کمائے پھر آپ ﷺ نے انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جیسے روٹی پکانا، سوت کاتنا اور روئی یا اون وغیرہ کو پنجنا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابوداودؒ نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ حضرت سوید بن قیسؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک شلوار خریدی تو آپ نے کہا جو قیمت طے کی اس سے کچھ زیادہ دیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر خریدنے والا محسوس کرے کہ اس نے اچھا سودا کیا ہے اور وہ اگر طے شدہ قیمت سے کچھ زیادہ دے دے تو اچھا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بخشش کی نامعلوم مقدار کے لئے بھی وکیل مقرر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے شلوار کی قیمت میں زائد دیا اس کی مقدار یا مالیت معلوم نہیں تھی۔

حدیث نمبر ۵

((عن ابی هريرة ان النبي ﷺ ((نهى عن كسب الحجام، ومهر البغي، وثمن الكلب)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجام یعنی پچھنا لگانے والے کی کمائی، زنا کاری کے معاوضے اور کتے کی قیمت سے منع کیا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ٦

((وعن ابن عباس أن نفرا من اصحاب النبي ﷺ مروا بمآء فيهم لديغ، او سليمٌ، فعرض لهم رجلٌ من اهل المآء فقال هل فيكم من راق، فان في الماء رجلاً لديغا، او سليماً، فانطلق رجلٌ منهم، فقرا بفاتحة الكتاب، على شاء فجآء بالشاء الى اصحابه، فكرهوا ذلك، وقالوا: اخذت على كتاب الله اجرا، حتى قدموا المدينة، فقالوا، يارسول الله، اخذ على كتاب الله اجرا فقال رسول الله ﷺ ((أن احق ما اخذتم عليه اجراً كتاب الله)) (رواه البخاري)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرامؓ ایک بستی سے گزرے یہاں کسی شخص کو بچھو نے کاٹ کھایا تھا۔ پس اس بستی کا ایک آدمی ان صحابہ کرامؓ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا ان میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ بستی میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ کھایا ہے۔ تو صحابہ کرامؓ میں سے ایک آدمی اس کے پاس گیا اور اس نے اجرت کے بدلے میں اس شخص پر سورۃ فاتحہ کا دم کیا۔ تو وہ ٹھیک ہو گیا وہ شخص اجرت لے کر صحابہ کرامؓ کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ یہاں تک کہ وہ صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ میں واپس آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ فلاں شخص نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اجرت لی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں''۔ (اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۷

((وعن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما، قال: احتجم النبی ﷺ اعطی الحجام اجرہ، ولو کان سحتالم یعطہ))(رواہ احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی اجرت عطا کی۔ اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو آپ ﷺ اسے کبھی عطا نہ کرتے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۸

((حجم النبی ﷺ عبد لبنی بیاضۃ، فاعطاہ النبی ﷺ اجرہ، وکلم سیدہ، فخفف عنہ من ضریبتہ، ولو کان سحتالم یعطہ النبی ﷺ))

ترجمہ: ''حضرت اس حدیث کے دوسرے متن کے مطابق بنو بیاضہ کے ایک غلام نے رسول اللہ ﷺ کو پچھنا لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی اجرت دی اور اس کے مالک کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش کی کہ وہ اس سے جو ٹیکس لیتا ہے اس میں کمی کرے اس لئے اگر اس کام کی اجرت حرام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے کبھی عطا نہ کرتے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور کچھ دوسرے احادیث سے ان سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے۔ یہ دونوں احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ پچھنا لگانے کی اجرت جائز ہے۔ اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو پھر رسول اللہ ﷺ کسی صورت میں یہ نہ دیتے۔

حدیث نمبر ۹

((وعن عمر ان بن حصين عن النبی ﷺ قال ((اقرؤا القرآن وسألوا الله به، فان من بعدكم قوما يقرؤون القرآن يسألون الناس به)) (رواه احمد و الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرواور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے رزق چاہو کیونکہ آپ ﷺ لوگوں کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کی تلاوت کریں گے اور اس کے حوالے سے لوگوں سے مال مانگیں گے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۱۰

((وعن ابی بن كعب قال: عَلَّمتُ رجلاً القرآن، فاهدى لی قوساً، فذكرت ذلک للنبی ﷺ، فقال ان اخذتها اخذت قوساً من نارٍ فرددتها)) (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو قرآن مجید کی تعلیم دی تو اس نے ایک کمان انہیں تحفے میں دی تو میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کمان کو قبول کرو گے تو گویا کہ تم نے دوزخ کی آگ کی کمان کو قبول کیا۔ تو انہوں نے وہ کمان اس شخص کو واپس کردی۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے"۔ (امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہؒ نے ایسی ہی حدیث حضرت عبادہ بن صامتؓ سے بھی روایت کی ہے)

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے ان کی تائید اس موضوع پر دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا جائز نہیں۔ چنانچہ ان احادیث کی روشنی میں امام احمدؒ بن حنبل، ان کے شاگرد فقہاء امام ابوحنیفہؒ، امام ہادیؒ اور ان کے شاگرد فقہاء اور دوسرے بہت سے فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ بظاہر اس میں یہ کوئی فرق نہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم بچوں کو دی جائے یا بڑوں کو۔ تاہم امام ہادی اور ان کے شاگردوں نے یہ فرق کیا ہے کہ بڑوں کو قرآن کی تعلیم دینے کی اجرت لینا تو جائز نہیں۔ جب کہ بچوں کو اس پاک کتاب کی تعلیم دینے کی اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم ان کے علاوہ جو جمہور فقہاء ہیں انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس باب کی احادیث کی یہ تاویل کی ہے کہ جن اصحاب کو رسول اللہ ﷺ نے ایسی اجرت لینے سے منع فرمایا تو ان کی ذمہ داری ہی یہی تھی کہ وہ قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ لیکن اگر کوئی شخص بغیر طلب کیئے قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت دے تو ان کے نزدیک اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس سلسلے میں ان فقہاء نے ان احادیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ جن کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تعلیم کو عورتوں کا حق مہر قرار دے کر ان کی شادیاں کیں اور ظاہر ہے کہ حق مہر حقوق زوجیت کا معاوضہ ہوتا ہے۔ اگر کچھ لوگ اسے نقدی کی شکل میں ادا کرنے کے قابل نہ تھے تو آپ ﷺ نے قرآن کی تعلیم کو حق مہر قرار دے دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو قرآن کے اتنے حصے کی تعلیم دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۱۱

((عن ابی سعید رضی الله عنه قال: نهی رسول الله ﷺ عن استئجار الأجیر، حتی یتبین له أجر، وعن النجش،واللمس والقاء الحجر)) (رواہ احمد)

ترجمہ: ''حضرت حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک کسی کو اجرت پر رکھنے سے منع کر دیا جب تک کہ اس کی اجرت کو متعین نہ کر دیا جائے۔اسی طرح آپ ﷺ نے دھو کے چھونے اور پتھر پھینکنے کے ذریعے خرید وفروخت سے بھی منع کر دیا تھا''۔(اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۱۲

((وعن ابی سعیدٍ ایضا رضی الله عنه قال: نهی عن عسب الفحل وعن قفیز الطحان)) (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعیدؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نر جانور کے نطفے کی قیمت اور غلے کو اس کے ایک حصے کی اجرت پر پسوانے سے منع فرما دیا''۔(اس حدیث کو دار قطنیؒ نے روایت کیا)

حدیث نمبر ۱۳

((وعتبة بن الندر، قال: کنا عند النبی ﷺ فقرأ (طٰس) حتی بلغ قصة موسیٰ علیه السلام، فقال: ان موسیٰ اجر نفسه' ثمان سنین، او عشر سنین، علی عفة فرجه، وطعام بطنه)) (رواہ احمد و ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت عتبہ بن نذرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ ﷺ نے سورت طٰس کی تلاوت شروع کی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے تک پہنچے۔ پھر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ یا دس سال تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجرت پر کام کر کے شادی کی۔ اور اس دوران آپ غلے کو بھی پیتے تھے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کردہ دونوں احادیث کو تو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ جبکہ تیسری حدیث جو حضرت عتبہ بن نذرؓ سے روایت کی گئی ہے۔ اس کی صحت پر شک کا اظہار کیا ہے۔ فقہاء نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کسی کام کو کرایا جائے تو اس کی اجرت پہلے سے مقرر کر لی جائے۔ آئمہ اہل بیت امام شافعیؒ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہی مسلک تھا۔ لیکن امام مالکؒ، امام احمدؒ بن حنبل اور امام ابن شبرمہؒ اس بات کے قائل تھے کہ متعین اجرت مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ معاشرے میں اس بارے میں جو معروف طریقہ ہو جس پر لوگ عمل کرتے آ رہے ہوں تو اس کے مطابق اجرت متعین کئے بغیر کام کرایا جا سکتا ہے اور جو معروف اجرت ہو اسے ادا کیا جائے۔ حضرت ابو سعیدؓ کی پہلی حدیث میں دھوکے کی خرید وفروخت سے بھی منع کیا گیا۔ زمانہ جاہلیت میں اس کی مختلف صورتیں تھیں یعنی بیع کا فیصلہ کرنے کے لئے کبھی تو متعلقہ چیز کو چھوتے تھے یا اس کی طرف پتھر پھینک دیتے تھے چونکہ اس قسم کی خرید وفرخت میں دھوکے کا امکان تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ اسی طرح کسی کے پاس سانڈ یا کوئی دوسرا نر جانور ہوتا تو اس کے استعمال کی اجرت کو ناجائز قرار دیا۔ شافعی، حنفی فقہاء، اور آئمہ اہل بیت کا یہی مسلک ہے۔ جب کہ امام مالکؒ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے بیٹے اسے جائز قرار دیتے تھے۔ اسی طرح فقہاء نے نقدی یا کپڑوں کے عوض تو غلے کی پسائی کو جائز قرار دیا ہے جب کہ اس کے ایک حصے کی اجرت پر اسے ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ خیال رہے کہ یہ اس زمانے کے فیصلے ہیں کہ جب ناپ تول کا انتظام اپنی ابتدائی شکل میں تھا۔ اس لئے اس سے اجرت والے کی تلافی کا امکان ہوتا تھا۔ لیکن موجودہ زمانے میں یہ نظام کافی حد تک ترقی کر چکا ہے۔ اس لئے اس قسم کی حق تلفی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۴۹

((عن علی رضی اللہ عنه، قال: جعت مرة جوعاً شدیدا، فخرجت لطلب العمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی عوالی المدینة، فاذا انا بامراۃ قد جمعت مدراً فظننتها ترید بله' فقاطعتها کل ذنوب علی تمرۃ، فمددت ستة عشر ذنوبا، حتی مجلت یدای، ثم اتیتها، فعدت لی ستة عشر ثمرۃ، فاتیت النبی ﷺ فاخبرته، فاکل معی منها)) (رواہ احمد)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انہیں سخت بھوک لگی تو وہ مزدوری کی تلاش میں مدینہ کے باہر گاؤں میں گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت نے پاین کے بہت سے برتن اکٹھے کرر کھے ہیں اور وہ انہیں بھرنا چاہتی ہے پس میں نے اس عورت کے ساتھ ایک کھجور فی ڈول کی اجرت پر معاملہ طے کیا۔ تو جب میں نے پاین کے سولہ ڈول کھینچے تو میرے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے پھر میں اس عورت پاس آیا تو مجھے سولہ کھجوریں گن کر دیں۔ پس میں وہ کھجوریں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاملے کی تفصیل بتائی تو آپ ﷺ نے میرے ساتھ مل کر وہ کھجوریں کھائیں''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۱۵

((وعن انسٍ قال: لما قدم المهاجرون من مکة المدینة، فدموا ولیس بایدھیم شئیٌ، فکانت الانصار اھل الارض والعقار، فقاسمھم الانصار علی ان اعطوھم نصف ثمار اموالھم، کل عامٍ، ویکفوھم العمل والمؤُنة،(اخرجاہ)

((قال البخاری، وقال ابن عمر: اعطی النبی ﷺ خیبر بالشطرٍ، فکان ذلک علی عھد النبی ﷺ و ابی بکر وصدراًمن خلافة عمر، ولم یذکر، أن ابا بکرٍ جذدا الا جارۃ بعد ماقُبض النبی ﷺ))

ترجمہ: ''حضرت امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس پر مزید اضافہ کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کرنے کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں کے لوگوں سے نصف پیداوار کو بطور خراج دینے کی شرط پر ان سے معاملہ کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنی خلافت کے شروع کے دور میں ان سے ایسا ہی معاملہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کوئی نیا معاملہ نہیں کیا تھا''۔

تشریح

حضرت علیؓ سے روایت ہے کردہ اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ لیکن ایک ایسی ہی دوسری حدیث میں کسی یہودی کی کھیتی کو پانی دینے کا ذکر ہے اسے انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت علیؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کس طرح مشکل اوقات گزارتے تھے لیکن اس کے باوجود بھوک پر صبر سے کام لیتے تھے۔ پھر یہ کہ اجرت پر کام کرنے میں چاہے وہ کسی غیر مسلم کا کام ہی کیوں نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ جب کہ کام کرنے کی بجائے مانگ کر کھانا، ناپسندیدہ عمل ہے۔ حضرت علیؓ نے اجرت کا جو معاملہ کیا اس میں پورے کام کے بارے میں تو علم نہیں تھا۔ لیکن آپ نے اس اجرت کا نرخ مقرر کر دیا کہ جس سے کسی کی حق تلفی کا امکان نہیں تھا۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ نصف پھل کی اجرت میں باغات وغیرہ میں اجرت پر کام کیا جا سکتا ہے اور یہی کچھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس میں انہوں نے یہود کو اس کی پیداوار کے نصف پر دینے کے معاملے کا ذکر ہے۔ اس معاملے کے بارے میں صحابہ کرامؓ اور فقہاء کا یہ مسلک بیان کیا جاچکا ہے کہ وہ اس معاملے کو حکومت کا خراج قرار دیتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶

((عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: يقول الله عز وجل: ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة، رجل اعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرا فأكل ثمنه، ورجل استاجر اجيرا فاستوفى منه، ولم يوفه اجره)) (رواه احمد والبخاري)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن میں تین قسم کے لوگوں سے جھگڑوں گا اور جن سے اللہ تعالیٰ جھگڑے گا میں بھی ان سے جھگڑوں گا پہلا وہ شخص جس نے میرے نام پر کچھ عطا کیا لیکن پھر دھوکا دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کیا اور پھر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص کہ جس نے کسی کو اجرت پر کام کرنے کیلئے رکھا۔ اس مزدور نے تو کام پورا کر دیا ہو لیکن وہ اسے پوری اجرت نہ دے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۱۷

((وعن ابی هريرة فی حديث له،عن النبی ﷺ: انه يغفر لامته فی آخر ليلة من رمضان، قيل: يارسول اللهﷺ اهی ليلة القدر؟ قال: لا ولكن العامل، انما يوفی اجره اذا قضی عمله)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی امت کے بعض لوگوں کو رمضان المبارک کی آخری رات کو بخش دیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ رات لیلۃ القدر کی رات ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن یہ وہ مزدور ہوگا کہ جس نے اپنا کام پورا کر دیا تو اسے اس کا پورا معاوضہ دیا جائے گا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۱۸

((وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن النبی ﷺ قال: من تطبب ولم يعلم منه طب، فهو ضامن)) (رواه ابو داود والنسائی وابن ماجه)

ترجمہ: ''عمرو شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ جس جھوٹے طبیب نے حکمت کا کام کیا حالانکہ وہ علم طب کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو تو اس کے علاج سے جو نقصان ہوگا وہ اس کا ذمہ دار ہوگا''۔ (اس حدیث کو امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان میں سے پہلی حدیث میں جن تین جرائم کا ذکر کیا گیا ہے۔ فقہاء نے انہیں گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ ان سے بعض حضرات نے تو کسی آزاد مسلمان کو غلام بنا کر بیچنے والے کے ہاتھ تک کاٹنے کا حکم دیا۔ اگر چہ بعض دوسرے فقہاء نے ان سے اختلاف کیا ہے۔ تاہم اس عمل کے سنگین جرم ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی مزدور اپنا کام مکمل کر لے تو وہ اجرت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی اجرت فوراً اسے ادا کر دینی چاہیے۔ اس طرح سے ناتجربہ کار طبیب کے علاج سے اگر کسی کو کوئی نقصان پہنچے تو وہ اس نقصان کے پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ فقہاء نے اس بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ طب کا پیشہ صرف تجربہ کار لوگوں کو ہی اپنانا چاہیے۔

(ب) احادیث سے مستنبط شدہ احکام

۱- اجارہ قرآن وسنت کی بنیاد پر مشروع ہے۔ اس ضمن میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿**قالت احدهما يا ابت استاجره ان خير من استاجرت القوى الامين**﴾

''ان میں سے ایک نے کہا کہ اے والد صاحب اسے ملازم رکھ لیں۔ بے شک بہترین ملازم وہ ہے جو طاقتور اور امین ہو''۔

۲- اجارہ اس لئے مشروع ہے کہ اس سے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے کیونکہ لوگ اپنے کاموں کے لئے کاروبار کے لئے معیشت کے لئے اور زراعت وغیرہ کے امور کے لئے لوگوں کو ملازم رکھنے پر مجبور ہیں۔

۳- عقد اجارہ ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے اور اس کے لئے اجارہ، کراء یا ان سے مشتق دوسرے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

۴- عقد اجارہ کے لئے ضروری ہے کہ عاقدین میں یہ عقد کرنے کی اہلیت ہو۔ ان میں سے ہر ایک عاقل وبالغ ہو۔ اگر کوئی ایک عاقل وبالغ نہ ہو تو عقد نہیں ہو سکتا۔

۵- عقد اجارہ کے درست ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس میں درج ذیل شروط موجود ہوں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف: عاقدین اپنی رضامندی سے عقد کریں اگر عاقدین میں سے کوئی ایک دوسرے پر جبر کرے تو یہ عقد درست نہ ہوگا۔

ب: ملازم کو اپنی تنخواہ کا واضح طور پر علم ہو، اگر تنخواہ واضح طور پر معلوم نہ ہو تو یہ عقد درست نہ ہوگا۔

ج: ملازم کی مدت عمل مقرر ہو جیسے ایک مہینہ، ایک سال یا کم وبیش۔

د: عامل کو جس کام کیلئے رکھا گیا ہو وہ واضح طور پر معلوم ہو۔

و: عامل جس کام کیلئے رکھا گیا ہے وہ اس کام کی ادائیگی کر سکتا ہو۔

ھ: عامل کو ایسا کام کرنے کیلئے رکھا گیا ہو جو جائز ہو اور مشروع ہو۔ اگر کسی نے کسی کو اس کام کے لئے کہ وہ کسی کو ظلم کرتا ہو اقتل کرے یا اس سے شراب فروخت کروائے یا اس کے ذریعے جوا کھیلے تو اس قسم کی اجارہ فاسد ہوگی۔

ء: تمام، روزہ وغیرہ فرائض عینیہ ہیں ایسے فرائض افراد سے اس وقت تک ادا نہیں ہوتے جب تک کہ وہ ان کو ادا نہ کر دیں اس لئے ایسے کاموں کے لئے اجارہ جائز نہیں ہے۔

ی: قرآن پاک کی تعلیم، آذان کی ادائیگی اور اقامت صلوٰۃ وغیرہ میں اجارہ کے ضمن میں فقہاء کے درمیان اختلافات ہیں۔ کچھ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور کچھ نے نہیں۔ ان کے اختلاف کا سبب فہم حدیث میں اختلاف ہے۔ اس ضمن میں احادیث کا بیان ہو چکا ہے۔

2.3 کسی چیز کو ادھار لینے کے احکام

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده، ان النبی ﷺ قال: لا ضمان علی .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتمن)) (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: ''عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھی جائے اور وہ ضائع ہو جائے تو جس شخص کے پاس امانت رکھی جائے گی وہ اسکے نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا''۔ (اس حدیث کو امام دار قطنی نے روایت کیا ہے)

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام دار قطنیؒ نے اس بارے میں ایک دوسری حدیث بھی روایت کی ہے لیکن آئمہ حدیث نے اسے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم اس حدیث سے آئمہ حدیث نے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی کے پاس سے امانت کا مال ضائع ہو جائے تو وہ اس کے نقصان کے پورا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ علم ہو جائے کہ امانت دار نے خیانت سے مال ضائع کیا ہے تو پھر وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح سے استعمال کیلئے اگر کسی سے کوئی چیز ادھار لی جائے اور وہ ضائع ہو جائے تو ادھار پر استعمال کرنے والا اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ یہ آئمہ اہل بیت، حنفی اور مالکی فقہاء کا فتویٰ ہے۔ جب کہ دوسرے جمہور فقہاء کے نزدیک اگر کسی نے کوئی چیز استعمال کے لئے ادھار لی اور وہ اس کے پاس ضائع ہوگئی تو وہ اس کے نقصان کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ ہاں اگر استعمال کرنے والے سے اس قسم کی شرط طے نہ کی گئی ہو تو پھر ان کے نزدیک بھی وہ اس کے نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ امام حسن بصری، امام نخعی، امام اوزاعی، قاضی شریح اور حنفی فقہاء کا اس بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ اگر کسی نے استعمال کیلئے کوئی چیز ضمانت کی شرط پر دی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو پھر بھی استعمال کرنے والا اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ جب کہ آئمہ اہل بیت، امام قتادہ اور امام عنبری کے نزدیک اگر اس کے استعمال کے لئے ضمانت کی شرط عائد کی گئی ہو تو پھر استعمال کرنے والا اس کے نقصان کے پورے کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ امام مالکؒ اور امام بتیؒ کے نزدیک اگر کوئی جانور استعمال کیلئے ادھار لے گا تو اس کا ذمہ دار نہ ہوگا جبکہ دوسری چیزوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضائع ہونے کی صورت میں وہ ان کے نقصان کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ اس سلسلے میں ان فقہاء نے مختلف احادیث سے استدلال کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: اد الا مانة الی من ائتمنک، ولا تخن من خانک)) (رواه ابو داؤد والترمذی، وقال: حدیثٌ حسنٌ)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی تمہارے پاس امانت رکھے تو اسکی امانت کو ادا کرو۔ اور جو آپ سے خیانت کرے آپ اسکے ساتھ خیانت نہ کرو''۔ (اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے حدیث حسن قرار دیا ہے)

تشریح

اس حدیث کو کچھ دوسرے آئمہ حدیث نے روایت کیا اور اسے صحیح حدیث تسلیم کیا ہے۔ اس کی تائید میں کچھ دوسری احادیث بھی ملتی ہیں۔ جن میں سے اکثر کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم نہیں کیا۔ اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی خیانت کرے تو تمہیں بدلے کے طور پر ایسا نہیں کرنا چاہیے حالانکہ یہ اس قرآنی حکم کے مطابق نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ جو تمہارے ساتھ ظلم وزیادتی کرے تو تم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ قرآن مجید میں تین آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی آدمی کا مال، جان اور عزت دوسرے آدمی پر حرام ہے اور اس بارے میں جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان میں بھی اسی امر پر زور دیا گیا ہے کہ عام حالات میں تو ایک مسلمان کا مال، عزت اور خون دوسرے شخص کے لئے حرام ہے۔ لیکن اگر کسی نے اس قسم کے جرم کا ارتکاب کیا ہو تو پھر اس سے بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی نے خیانت کی ہو تو اس سے بدلہ لینا جائز نہیں اور خیانت امانت کے مال میں ہوتی ہے۔ اس لئے فقہاء نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص امانت کا مال، ضائع ہو جانے کی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو اسے قید میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ لیکن اگر یہ تعین ہو کہ کسی نے جان بوجھ کر یا دھوکہ دے کر خیانت کی ہو تو اس سے ہر صورت میں بدلہ لیا جائے گا اور اگر وہ اس امانت کی تلافی نہ کرے تو اسے قید بھی کیا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن صفوان بن امیه ان النبی ﷺ استعار منه، یوم حنین ادراعاً، فقال: اغصبا یا محمد؟ بل عاریةٌ مضمونة، قال: فضاع بعضها، فعرض علیه النبی ﷺ ان یضمنها له، فقال: انا الیوم فی الاسلام ارغب)) (رواہ احمد ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت صفوان بن امیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر ان سے کچھ زرہ بکتریں عاریتاً یعنی ادھار لیں تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول تم یہ زرہ بکتریں زبردستی لو گے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا صرف استعمال کے لئے عاریتاً لیں گے اور اس کے بعد واپس کر دیں گے اور اگر کوئی نقصان ہوا تو اس کی تلافی کریں گے۔ جن میں ان میں سے کچھ زرہ بکتریں ضائع ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے پیش کش کی کہ وہ نقصان کی تلافی کریں گے۔ لیکن میں جواب دیا کہ اب میں اسلام میں زیادہ راغب ہو چکا ہوں۔ اس لئے کچھ نہ لوں گا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر۴

((وعن انس بن مالک، قال: کان فزع بالمدینة، فاستعار النبی ﷺ فرساً من ابی طلحة، یقال له المندوب، فرکبه، فلما رجع قال: مارأینا من شیءٍ، ان وجدناه لبحراً)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مدینہ میں دشمن کا خوف پیدا ہوا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ سے گھوڑا عاریتاً لیا۔ اس گھوڑے کا نام مندوب تھا آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے پس جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے گھوڑے کی بڑی تعریف کی اور اسے طاقت میں سمندر سے تشبیہ دی''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور ان کی تائید میں کچھ دوسری احادیث بھی پیش کی ہیں۔ جن میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے اسی زرہ بکتریں عاریتاً لی تھیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عاریتاً لیا ہوا سامان تلف ہو جائے تو لینے والا اس کی تلافی کرنے کا ذمہ دار ہے۔

حدیث نمبر ۵

((وعن ابی مسعود، قال: کنا نعد الماعون علی عهد رسول الله ﷺ عارية الدلو والقدر)) (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم عام استعمال کی چیزیں مثلاً ڈول اور ہانڈیاں وغیرہ ایک دوسری کے عاریتاً استعمال کیلئے دیتے تھے''۔ (اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور اسے قرآن مجید کی سورت الماعون کی ایک طرح کی تفسیر قرار دیا ہے کہ اگر ضرورت کے وقت کوئی ضرورت مندی کی چیزوں کو استعمال کے لئے عاریتاً مانگے تو اسے دے دینی چاہیے۔ انکار نہیں کرنا چاہیے۔ دوسری احادیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ پانی اور نمک عام استعمال کی چیزیں اس لئے کسی کو ان چیزوں کے دینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح استعمال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری چھوٹی موٹی چیزیں مثلاً کلہاڑی پتھروں سے بنی ہوئی استعمال کی چیزیں جو عام استعمال میں آتی ہوں وہ ایک دوسرے کو دینے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہے۔

حدیث نمبر٦

((وعن عائشة، انها قالت: وعليها درعٌ قطري ثمن خمسة دراهم، كان لي منهن درعٌ على عهد رسول الله فما كانت امراةٌ تقين بالمدينة، الا ارسلت الى تستعيرهٌ)) (رواه احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے اور اس وقت انہوں نے قطر کے علاقے کی بنی ہوئی ایک قمیص پہنی ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی ان کی ایک ایسی ہی قمیص تھی۔ تو مدینہ منورہ کی کوئی عورت اپنے آپ کو زینت دینا چاہتی تو وہ ان سے وہ قمیص عاریتاً لے لیتی تھی''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور اس حدیث کے بیان کرنے سے حضرت عائشہؓ کا مقصد یہ ہے کہ شروع میں مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور تھی یہاں تک کہ وہ اپنی دلہنوں کے لئے بھی معمولی سے کپڑے جن کی قیمت صرف پانچ درہم تھی، عاریتاً مانگ لیتے تھے اور پھر واپس کر دیتے تھے۔ یہ اس زمانے کا عام رواج تھا اور اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی تھی۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام فقیہہ

ان احادیث کی روشنی میں درج ذیل احکام ثابت ہوتے ہیں:

١- عاریۃً کے لغوی معنی نیکی کے کاموں میں سے کوئی کام کرنا ہے۔ اس ضمن میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿تعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان﴾ (المائدة: ٢)

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو، گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کے نزدیک عاریۃ سے مراد کسی چیز کے مالک کی طرف سے دوسرے کو اپنی چیز سے بغیر کسی عوض کے استفادہ کرنے کا حق دینا ہے۔

۲۔ عقد عاریہ ایسے افعال اور اقوال سے منعقد ہوتا ہے جو اس کے انعقاد پر دلالت کریں۔

۳۔ عاریہ کی شروط درج ذیل ہیں:

الف: 'معیر' (جو چیز ادھار دی جائے) تبرع کے لئے جائز ہو۔

ب: 'ادھار' لینے پر اس چیز کو سلامت رکھتے ہوئے اس سے استفادہ کر سکتا ہو۔

ج: ایسی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہو۔

۴۔ 'معیر' (ادھار دینے والا) کا حق ہے کہ وہ جب چاہے اپنی چیز واپس لے لے۔ ہاں البتہ اگر فوری چیز والی لینے میں مستعید (جس نے چیز ادھار لی ہو) کے لئے کوئی ضرر ہو تو معیر اس چیز کو اس وقت تک کیلئے چھوڑ دے گا جب تک کہ مستعیر اس سے فائدہ نہ اٹھالے۔

۵۔ 'مستعیر' کے لئے ضروری ہے کہ اس چیز سے فائدہ اٹھا لینے کے بعد اسے واپس کر دے۔ کیونکہ اس ضمن میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿ان اللہ یأمُرُ کم تؤدوا الاَمٰنٰت اِلی اَھلھا﴾ (النساء: ۵۸)

''بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اُصل مالک کو واپس کرو''

۶۔ اگر مستعیر کے پاس ادھار لی ہوئی چیز کو کوئی نقصان ہوا تو وہ اس کا ضامن ہوگا اور اسے یہ نقصان پورا کرنا ہوگا۔

2.4 بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے کے احکام

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن جابر رضی اللہ عنہ، أن النبی ﷺ، قال: من احیا ارضا میتة فھی لہ))

(رواہ احمد، والترمذی و صححہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ زمین اسی کی ہو جائے گی''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے)

حدیث نمبر۲

((وعن سعید بن زید قال: قال رسول اللہ ﷺ: من احیا ارضا میتة فھی له، ولیس لعرق فی ظالم حق)) (رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مردہ یعنی بنجر زمین کو آباد کیا تو وہ زمین اسی کی ہو جائے گی۔ لیکن جو ظالم کسی دوسرے کی اراضی میں اس کی اجازت کے بغیر کاشتکاری کرے گا تو وہ اس کا حق دار نہیں ہوگا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر۳

((وعن عائشة رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ ﷺ: من عمر ارضا لیست لا حد فھو، احق بھا)) (رواہ احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی نے ایسی زمین کو آباد کیا کہ جو کسی ملکیت نہیں تھی تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس موضوع پر کچھ دوسری احادیث بھی ملتی ہیں جن سے ان کی مزید تائید ہوتی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی زمینیں جو دورافتادہ بغیر کاشت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑی ہوں اور ان کے مالکوں کے بارے میں علم نہ ہو تو کوئی بھی شخص جا کر ان زمینوں کو آباد کر سکتا ہے۔ اور ان کا مالک بن سکتا ہے۔

یہی جمہوری فقہاء کا مسلک ہے۔ ان احادیث میں یہ کوئی شرط نہیں کہ اس مقصد کے لئے حکومت کی اجازت کی ضرورت ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسی زمین کو آباد کر کے اس کا مالک بننے سے پہلے حکومت کی اجازت ضروری ہے۔ امام مالکؒ صرف ایسی زمینوں کے لئے حکومت کی اجازت ضروری سمجھتے تھے جو شہروں کے قریب تھیں کیونکہ قریب کے شہروں کے لوگ ایسی زمینوں کو اپنے مویشیوں کے لئے بطور چراگاہ کے استعمال کرتے تھے۔ یہی امام ہادی اور ان شاگردوں کا مسلک ہے۔ ہاں اگر کسی زمین کے مالک کے بارے میں علم ہو تو اس پر زبردستی قبضہ کر لینا ظلم ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کو منع فرمایا، کچھ لوگ ایسی دور افتادہ اراضی سے معدنیات حاصل کرنے کیلئے انہیں کھودتے ہیں لیکن اگر ان کے مالکوں کے بارے میں علم ہو تو پھر ان کی اجازت سے ہی ایسا کیا جا سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((عن ابی هريرة رضی الله عنه، عن النبی ﷺ قال: لا تمنعوا فضل الماء لتمنعوا به الكلا)) (متفق عليه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی ضرورت سے زیادہ پانی کو نہ روک لیا کرو۔ اس طرح تم خود اگنے والے گھاس کو اگنے سے روکتے ہو''۔

(اس حدیث پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں)

حدیث نمبر ۵

((وعن عائشة رضی الله عنها قالت: نهی النبی ﷺ: ان يمنع نقع البئر)) (رواه احمد و ابن ماجه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنویں کے زائد پانی سے لوگوں کو منع کرنے کی ممانعت فرمائی''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۶

((وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن النبی ﷺ قال: من منع فضل مائه اوفضل کلئه منعه الله عزوجل فضله یوم القیامة)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اپنی ضرورت سے زیادہ پانی اور زائد خودرو گھاس سے لوگوں کو محروم کرنے سے منع فرمایا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مرحوم ہو جائے گا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۷

((وعن عبادة بن الصامت ان رسول الله ﷺ قضی بین اهل المدینه، فی النخل (ان لا یمنع نقع بئر) وقضی بین اهل البادیة، ان لا یمنع فضل مآء لیمنع به الکلاء)) (رواه عبدالله بن احمد فی مسنده)

ترجمہ: ''حضرت عبادة بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے لوگوں کو کھجوروں کے باغات کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ وہ اپنے کنوں کے زائد پانی میں دوسرے ضرورت مندوں کو محروم نہ کریں گے اور دیہات کے لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ وہ اپنی ضرورت سے زائد پانی سے کسی کو محروم نہ کریں۔ اس طرح کرنے سے وہ لوگوں کو خودرو گھاس سے منع کرو گے''۔ (اس حدیث کو عبداللہ بن احمد نے اپنی مسند احمد بن حنبل میں روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان میں سے حدیث نمبر ۲ اور ۳ جو حضرت عائشہؓ اور عمرو بن شعیب سے مروی ہیں ان کی صحت کے بارے میں آئمہ حدیث نے شک کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ دوسری احادیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ چاہے ان کے کنوؤں کا زائد پانی ہو یا ندی نالوں کا تو وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد باقی پانی سے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو فائدہ اٹھانے دیں۔ جہاں تک دریاؤں اور ندیوں کے پانی کا تعلق ہے اسے تو ویسے بھی تمام مسلمانوں کو مشترکہ ملکیت سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ان سے ہر مسلمان کو فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ تاہم جہاں تک کنوؤں کے پانی کا تعلق ہے تو دوسروں کی نسبت کنویں کے مالک کو اس کے پانی سے فائدہ اٹھانے کا زائد حق ہے۔ ہاں اگر اس کے کنویں کا پانی اس کی ضرورت سے زائد ہو تو اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ دوسروں کو اس زائد پانی سے فائدہ اٹھانے سے روکے۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے کوئی انتظام کر رکھا ہو اور کسی دوسرے بھائی کے جانور بھی اس پانی پر پہنچ جائیں تو اسے ان جانوروں کو پانی پینے سے نہیں روکنا چاہے۔ اس بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ کسی کو اپنے زائد پانی کی قیمت وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔ تاہم بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

اس ضمن میں ضروری احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے کیلئے احیاء والموات کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بے آباد اور مردہ زمین کو کاشت کاری کے لئے آباد کرنا اور اس کو اس قابل بنا دینا کہ اس سے استفادہ کیا جا سکے۔

۲۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کی آباد کاری میں اضافہ ہو اور وہ مردہ زمین کو آباد کریں۔ اس طرح ان کی دولت میں اضافہ ہوگا اور ان کے لئے زندگی آسان ہوگی۔ اس لئے احادیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرسول ﷺ میں بنجر زمین کو آباد کرنے کی تعلیمات ملتی ہیں۔

۳- بنجر زمین کو آباد کرنے کے ضمن میں ضروری ہے کہ:

الف: یہ زمین آبادی سے دور ہوتا کہ اس کی آباد کاری سے لوگوں کی ضروریات میں کوئی حرج نہ پڑے۔

ب: اس ضمن میں حکومت سے اجازت حاصل کر لی گئی ہو (اگر چہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے)

ج: زمین آباد کرنے والے زمین کی آباد کاری تین سال میں مکمل کرے۔ جو تین سال پورے نہ کرے اس سے یہ حق واپس لے لیا جائے گا۔

2.5 کسی کا مال غصب کرنے وغیرہ کے احکامات (احکام الغصب)

غصب سے مراد کسی شخص کا مال ناحق اس پر ظلم اور جبر کرتے ہوئے غصب کر لینا ہے۔ اس بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن السائب بن يزيد عن ابيه قال: قال رسول الله ﷺ: لا ياخذن احدكم متاع اخيه، جادا ولا لاعبا، واذا اخذ احدكم عصا اخيه فليردها عليه)) (رواه احمد و ابو داؤد والترمذی)

ترجمہ: ''سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا مال کوشش کر کے یا مذاق میں نہ لے اور اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی چھڑی بھی لے تو اسے اس کو واپس کر دینی چاہیے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابو داؤدؒ، اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۲

((وعن انس، ان النبی ﷺ قال: لا یحل مال امری، مسلم الا بطیب نفسه))
(رواه الدارقطنی)
((وعمومه حجةٌ فی الساحة الغصب یبنی علیها والعین تتغیر صنفتها، انها لا تملک))

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں۔ (اس حدیث کو امام دارقطنی نے روایت کیا ہے) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی کی زمین پر کچھ بنا لیا جائے یا کسی کی اصلی چیز کی شکل بدل دی جائے تو پھر بھی اس کی ملکیت جائز نہیں''۔

حدیث نمبر ۳

((وعن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال: حدثنا اصحاب النبی ﷺ انهم کانوا یسیرون مع النبی ﷺ، فنام رجل منهم فانطلق بعضهم الی حبل معهٗ فاخذه ففزع فقال النبی ﷺ، لا یحل لمسلم ان یروع مسلماً)) (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ بعض صحابہ کرامؓ نے اسے بتایا کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص سو گیا۔ تو کسی نے اس کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کو کھینچا تو وہ گھبرا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے''۔ (اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے)

شرح

ان احادیث میں سے پہلی حدیث جو سائب بن یزید سے روایت کی گئی ہے اسے آئمہ حدیث نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسری احادیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا ناجائز ہے۔ اس طرح کسی مسلمان کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اپنے دوسرے بھائی کو خوفزدہ کرے۔

حدیث نمبر ۴

((عن عائشة رضی الله عنها، أن النبی ﷺ قال: من ظلم شبراً من الارض طوقه الله من سبع ارضين)) (متفق علیه)

((وعن سعيد بن زيد رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من اخذ شبراً من الارض ظلماً، فانه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی ایک بالشت زمین پر بھی ناجائز قبضہ کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کے برابر طوق ڈالیں گے''۔ (اس حدیث کی صحت امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں)

حدیث نمبر ۵

((عن رافع بن خديجؓ ان النبی ﷺ قال: من زرع في ارض قوم بغير اذنهم، فليس له من الزرع شئي وله نفقته)). (رواه الخمسة الا النسائي، وقال البخاری: هو حديث حسنٌ)

ترجمہ: ''حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے دوسرے بھائی کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کاشت کی تو پیداوار زمین کے اصل مالک کی ہوگی اور زبردستی کاشت کرنے والے کو اس کا خرچ دے دیا جائے گا۔ اسے امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے''۔ (امام بخاریؒ نے اسے حدیث حسن قرار دیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

غصب کے بارے میں احکام حسب ذیل ہیں:

۱- غصب کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أما السفينة فكانت لمساكين يعملون فى البحر فأردت أن أعيبها وكان وراء هم ملكٌ ياخذ كل سفينةٍ غصباً﴾ (الكهف: ۷۹)

۲- غصب حرام ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا گناہ کا مرتکب ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ولا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل﴾ (البقرہ: ۱۸۸)

''اور اپنے درمیان اپنے مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ''

۳- جانوں اور مالوں کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں اہم اعلان فرما دیا اور واضح کر دیا کہ ''تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر آج کے اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہیں اس مہینے کی طرح اور اس جگہ کی طرح''۔

۴- اگر کسی نے کسی کی زمین پر زبردستی کاشت کاری کر دی تو یہ فصل صاحب زمین کی ہوگی تاہم کاشت کاری کرنے والے کو اس کا خرچ دے دیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب فصل کاٹی نہ گئی ہو اور اگر فصل کاٹ لی جا چکی ہو تو زمین کے مالک کو صرف اجرت ملے گی۔ اگر کسی نے غصب کردہ زمین پر کوئی درخت اگایا ہو تو اسے کاٹنا ضروری ہے اور اگر کوئی تعمیر ہو تو اس کو گرا دینا ضروری ہے۔

۵- غصب چونکہ حرام ہے اس لئے غصب کردہ چیز سے فائدہ اٹھانا بھی حرام ہے۔ چاہے فائدہ اٹھانے کی کوئی بھی صورت ہو۔

۶- اگر غاصب نے کوئی چیز غصب کی اور وہ اس سے ضائع ہوگئی تو اس پر ضمان لازم ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غاصب کے ذمہ ہے کہ یا تو وہ اس چیز کی مانند واپس کر دے یا پھر اس کی قیمت دے۔ غصب شدہ چیز چاہے اس سے ارادتاً ضائع ہوئی ہو یا غیر ارادتاً دونوں صورتوں میں ذمہ دار وہی ہے۔

۷- ہر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مال کی حفاظت کرے اور جب بھی کوئی دوسرا اس کا مال لینا چاہے وہ اس کو روکے چاہے طاقت ہی کیوں نہ استعمال کرنی پڑے۔

۸- اگر غصب کردہ چیز کا مالک (المغصوب منہ) اپنی چیز پالے تو اس کا یہ حق ہے کہ وہ اسے ضرور حاصل کرے چاہے چیز کو غصب کرنے والے نے اسے کسی دوسرے کو فروخت ہی کیوں نہ کر دیا ہو۔ ایسی فروخت درست نہیں ہے کیونکہ فروخت کرنے والے نے جب اسے فروخت کیا تو وہ اس چیز کا مالک نہ تھا۔ تاہم جس نے یہ چیز خریدی ہوا سے غاصب سے قیمت واپس کروا دی جائے گی۔

۹- اسی طرح اگر کسی نے کوئی پنجرہ کھول دیا اور اس میں موجود پرندے اڑ گئے تو وہ ضامن ہوگا۔

2. خود آزمائی نمبر ②

آپ کے کورس میں موجود احادیث کے حوالے سے آبپاشی اور مزارعت کے احکام تحریر کریں۔

- اجارہ کے بارے میں احادیث الرسول علیہ السلام کی روشنی میں احکام لکھیں۔

۳- کسی چیز کو ادھار لینے کے کیا احکام ہیں۔

۴- بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے کیلئے فقہ السنہ کے احکام تحریر کریں۔

۵- غصب کے احکامات کی وضاحت کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ شفعہ، ھدیہ، ھبہ، اور وقف کے احکامات

3.1 حق شفعہ کے بارے میں احکام

الشفعہ کا لفظ الشفع سے ماخوذ ہے اور یہ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل معروف تھا۔ چنانچہ دور جاہلیت میں جب کوئی اپنا گھر وغیرہ فروخت کرتا تو اپنے پڑوسی یا شریک کو اسے خریدنے کی پیش کش کرتا اور اس کے حق کو دوسرے کے حق پر مقدم جانتا تھا اس لئے ایسے حق کو شفعۃ اور اس حق کو طلب کرنے والے کو شفیع کہا جاتا ہے۔

(ا) احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ۱

((عن جابر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی: بالشفعة فی کل مالم یقسم، فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة)) (رواہ احمد والبخاری)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق شفعہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ یہ حق اس وقت تک ہے جب تک کسی جائیداد کو تقسیم نہ کیا جائے۔ لیکن جب جائیداد تقسیم ہو جائے اور راستے بن جائیں تو پھر کسی کا حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن ابی ھریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قسمت الدار وحدت، فلا شفعة فیھا)) (رواہ ابو داؤد، وابن ماجه بمعنا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گھروں کو علیحدہ تقسیم کر کے ان کی حدود قائم کر لی جائیں تو پھر کسی کو حق شفعہ حاصل نہیں''۔ (اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے اور اسی مفہوم کی ایک حدیث امام ابن ماجہؒ نے بھی روایت کی ہے)

حدیث نمبر ۳

((عن جابر ان النبي ﷺ قضى بالشفعة في كل شركة، لم تقسم، ربعة، او حائط لا يحل له ان يبيع حتى يؤذن شريكه، فان شاء اخذ وان شاء ترك، فان باع ولم يؤذنه فهو احق به))

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مکان اور ہر باغ میں جب تک کہ وہ تقسیم نہ ہو شفعہ کا حق برقرار رکھا اور جب تک اس قسم کی جائیدادوں میں دوسرے شریک اجازت حاصل نہ کر لی جائے تو ایسی جائیداد کے حصے کی فروخت جائز نہیں۔ یہ شریک کا حق ہے کہ وہ اسے خریدے یا اسے نہ خریدے اور اگر شریک کی اجازت کے بغیر ایسی جائیداد فروخت کی جائے تو وہ اس کے واپس لینے کا حق دار ہے''۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ، امام نسائیؒ اور امام ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ شفعہ جس کے لفظی معنی مدد کے ہیں شرعی اصطلاح میں اس سے مراد دو شریکوں کا کسی جائیداد میں شرکت کے باوجود اگر ایک شریک اس جائیداد کو فروخت کر دے تو دوسرے شریک کو اس مقررہ قیمت پر اس دوسرے حصے کو واپس لینے کا حق ہوتا ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ایک جائز معاملہ ہے صرف ایک فقیہ قاضی ابو بکر احمد نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ تاہم دوسرے فریق کو یہ حق اس وقت تک حاصل رہتا ہے کہ جب تک متعلقہ مشترکہ جائیداد چاہے اور حیوانات پر مشتمل ہو یا مکانات وغیرہ پر تقسیم نہ ہو جائے۔ یہی آئمہ اہل بیت، امام مالک، امام ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب ہے۔ لیکن اگر مکانات تقسیم ہو جائیں یہاں تک کہ ان کے درمیان گلیاں بن جائیں اور وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں تو اس صورت میں حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

حدیث نمبر۴

((وعن عبادة بن الصامت ان النبی ﷺ قضی بالشفعة بین الشرکاء فی الارضین والدور)) (رواه عبدالله احمد فی المسند ویحتج بعمومه من أثبتها للشریک فیما تضره القسمة)

ترجمہ: ''حضرت عبادۃ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اراضی اور گھروں میں شریک فریقوں کے حق شفعہ کے بارے میں فیصلہ دیا (اس حدیث کو عبداللہ بن احمدؒ نے مسند احمد بن حنبل میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے عام طور پر یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر کسی جائیداد میں شریک کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو فروخت کے وقت وہ اس کے خریدنے کا زیادہ حق دار ہے'')۔

حدیث نمبر۵

((وعن سمرة عن النبی ﷺ قال: جار الدار احق بالدار من غیره)) (رواه احمد وابو داؤد والترمذی وصححه)

ترجمہ: ''حضرت حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی گھر کا پڑوسی کسی غیر کی نسبت اس گھر کے خریدنے کا زیادہ حق دار ہے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے)

حدیث نمبر۶

((وعن عبدالملک بن ابی سلیمان، عن عطاءٍ عن جابرٍ قال: قال رسول الله ﷺ: الجار احق بشفعة جاره، ینتظر بها، وان کان غائباً، اذا کان طریقهما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحداً)) (رواہ الخمسۃ الا النسائی)

(وعبدالملک هذا ثقة مامون، ولكن قد انكر عليه هذا الحديث، قال شعبة: سهى فيه عبدالملک، فان روى حديثاً مثله طرحت حديثه، ثم ترک شعبة التحديث عنه، وقال احمد: هذا الحديث منكر وقال ابن معين لم يروه غير عبدالملک وقد انكروه عليه قلت ويقوى ضعفه روايت جابر الصحيحة المشهورة المذكورة في اول الباب)

ترجمہ: ''عبدالملک بن ابوسلیمان نے حضرت عطا بن جابرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی پڑوسی کی جائیداد خریدنے کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر ان دونوں کے مکانوں کا راستہ یا گلی ایک ہو اور پڑوسی کہیں گیا ہو تو اس کی واپسی کا انتظار کیا جائے اور دوسروں کے مقابلے میں اسے پہلے مکان فروخت کرنے کی پیشکش کی جائے''۔ (اس حدیث کو امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے)

تشریح

اگرچہ بعض آئمہ نے اس حدیث کے راوی عبدالملک کی شخصیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ لیکن ان کی اکثریت نے انہیں معتبر راوی قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف پڑوس ہی کا حق شفعہ ثابت نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں پڑوس کے مکانوں کی ایک ہی گلی یا راستہ ہو دوسری احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

۱۔ شفعہ سے مقصود یہ ہے کہ (المشفوع فیہ) جس چیز میں شفعہ کیا گیا ہے اسے زبردستی خریدار سے لے لے اور اس کے اخراجات اور قیمت اسے ادا کر دے۔

۲۔ شفعہ سنت رسول ﷺ سے شروع ہے اور اس پر اجماع ہے کہ یہ جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- شفعہ کا جائز قرار دینے کا مقصد ضرر کو دور کرنا اور جھگڑوں کو ختم کرنا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ... ت شدہ چیز کے شفیع کو اگر وہ چیز نہ ملے تو اسے کوئی ضرر لاحق ہو جائے۔

۴- ... ں مسلمان کو شفعہ کا حق ہے ایسے ہی اہل الذم کو بھی یہ حق حاصل ہے۔

۵- شفعہ کے حق کی بناء پر کسی چیز میں شریک اس کی فروخت کی اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر وہ چاہے تو خود خرید لے اور اگر وہ خریدنا نہیں چاہتا تو ایسی صورت میں دوبارہ اسے اعتراض کا حق حاصل نہ ہوگا۔ تاہم اگر صاحب چیز نے شریک یا شرکاء کو خریدنے کی پیشکش نہ کی ہو تو پھر ان کا حق باقی رہتا ہے۔

۶- شفعہ کی شروط حسب ذیل ہیں:

الف: ضروری ہے کہ مشفوع فیہ (جس میں شفعہ کیا جا رہا ہے) جائیداد ہو جیسے زمین وغیرہ۔

ب: دوسری شریک یہ ہے کہ شفیع (شفعہ کرنے والا) اس چیز کا شریک ہو۔

ج: ضروری ہے کہ مشفوع فیہ صاحب جائیداد سے مال کے عوض نکلے۔

د: ضروری ہے کہ شفیع کی یونہی خریدوفروخت کا علم ہو تو وہ اپنے ارادے کا اظہار کردے۔ اگر اس نے اظہار ارادہ میں تاخیر کی تو پھر اس کا حق ساقط ہو جائے گا۔

ر: شفعہ کرنے والے صاحب جائیداد کو اتنی قیمت دے جتنی دوسرے فریق نے دی ہے۔

ھ: شفیع کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ تمام فروخت شدہ جائیداد لے۔ اگر اس نے اس جائیداد میں سے صرف کچھ حصہ لینا چاہا تو اس کا حق باطل ہو جائے گا۔

ء: شفعہ کا حق موت سے باطل نہیں ہوتا اور ورثاء کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔

ی: مشتری کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے شفیع کو دینے سے پہلے اس میں تصرف کرے اور اگر اس نے اسے فروخت کر دیا ہو تو قیمت دیکر اسے لے سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.2 کوئی چیز عطیہ یا تحفہ دینے کے احکام

کسی کو کوئی چیز تحفہ وغیرہ دینے کے لئے جو اصطلاع استعمال کی جاتی ہے وہ ہدیہ کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوست یا رشتہ دار کو کوئی چیز بغیر کسی لالچ یا عوض کے محض برادرانہ تعلقات کی بناء پر دے دی جائے۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

(عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: لو دعیت الی کراعٍ، او ذراعٍ لاَ جبت، ولو اهدی الی ذراعٌ، او کراعٌ لقبلت)) (رواه البخاری)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر انہیں جانور کے پائے یا بازو کے کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کر لیں گے، اسی طرح اگر کوئی یہ چیزیں انہیں بطور تحفہ بھیجیں تو وہ انہیں قبول کر لیں گے''۔ (اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۲

((وعن انسٍ رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لو اهدی الی کراعٌ لقبلت، ولو دعیت علیه لا جبت)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر انہیں جانور کا ایک پایہ ہی تحفہ میں کیوں نہ بھیجا جائے وہ اسے قبول کر لیں گے اور اگر ان کے کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے بھی قبول کر لیں گے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث میں کسی کو کوئی چیز بخش دینے کے لئے ہبہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جب کوئی شخص دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو اسے اس کے بدلے میں کچھ دینے کی ضرورت نہیں۔ جب کہ تحفہ کے لئے ہدیہ کے لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تحفہ قبول کرنے کے بعد تحفہ لینے والا بھی تحفہ دینے والے کو کوئی چیز تحفہ میں پیش کرے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کو تحفہ دینے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی حقیر سا تحفہ ہی کیوں نہ پیش کیا جائے اسے ضرور قبول کر لینا چاہیے۔ اپنے بارے میں آپ ﷺ فرمایا کہ اگر کوئی مجھے جانور کے پائے کا تحفہ بھیجے یا اس کی دعوت کرے تو آپ اسے قبول کر لیں گے۔ اس معاشرے میں جانور کے پائے کو ایک حقیر چیز سمجھا جاتا تھا۔

حدیث نمبر ۳

((وعن خالد بن عدی ان النبی ﷺ، قال من جاء من اخیه معروف من غیر اشراف، ولا مسئلة فلیقبله ولا یرده، فانما هو رزق ساقه الله الیه)) (رواه احمد)

ترجمہ: ”حضرت خالد بن عدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز بغیر خواہش اور مانگنے کے ملے تو اسے وہ قبول کر لینی چاہیے اور اسے واپس نہیں کرنا چاہیے یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ہے جو اسے بھیجا گیا ہے“۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۴

((وعن ام کلثوم بنت ابی سلمة، قالت لما تزوج النبی ﷺ ام سلمة، قال لها: انی قد اهدیت الی النجاشی حلة واواقی من مسک، ولا اری النجاشی الا قد مات، ولا اری هدیتی الا مردودةً، فان ردت علی فهی لک، قالت وکان کما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال رسول اللہ ﷺ وردت الیه هدیته، واعطیٰ کل امراۃٍ من نسائه او قیة مسک واعطی ام سلمة بقیة المسک، والحلة)) (رواہ احمد)

ترجمہ: ''حضرت ام کلثوم بنت ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو آپ ﷺ نے اسے کہا کہ انہوں نے شاہ نجاشی کو ایک عمدہ لباس اور کچھ مشک کستوری بطور تحفہ بھیجی ہے۔ لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ شاہ نجاشی کی موت واقع ہوگئی ہے اور یہ کہ میرا بھیجا ہوا تحفہ مجھے لوٹا دیا گیا ہے۔ اس لئے اگر وہ تحفہ واپس آ جائے تو وہ تیرا ہوگا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کا تحفہ بھی آپ ﷺ کو لوٹا دیا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے اپنی ہر بیوی کو ایک اوقیہ مشک کستوری دیا اور باقی مشک کستوری اور عمدہ لباس حضرت ام سلمہؓ کے حصے میں آیا''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور ان کی تائید میں کچھ دوسری احادیث بھی پیش کی ہیں۔ اُن احادیث میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمان بھائیوں کو ایک دوسرے کو تحفے بھیجنے چاہئیں۔ ان سے ان کے درمیان محبت بڑھے گی۔ اس سے ان تحفوں کے تبادلوں سے دلوں میں میل ختم ہو جاتی ہے۔ اس موضوع پر لاتعداد احادیث ہیں جن میں کچھ صحیح ہیں اور باقیوں کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ان ضعیف احادیث کے باوجود ایک دوسرے کو تحفے دینے والی احادیث اکثر آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تحفہ کسی کی ملکیت اس وقت بنتا ہے کہ جب وہ اسے قبول کرلے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے شاہ نجاشی کی خدمت میں جو تحفہ بھیجا تھا تو وہ اس کی موت کی وجہ سے واپس آ گیا اور اسے چونکہ شاہ نجاشی اپنی موت سے پہلے خود قبول نہیں کر سکا تھا۔ اس لئے اس پر اس کی ملکیت قائم نہ ہوسکی۔ چنانچہ جمہور فقہاء کا اس بارے میں مسلک یہ ہے کہ تحفہ دوسرے شخص کی ملکیت صرف اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنتا ہے کہ یا تو وہ خود اسے قبول کر کے وصول کر لے یا اس کی طرف سے کوئی وکیل یا مختار کار ایسا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شاہ نجاشی کی موت کا علم، علم غیب سے ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ بھی ادا کی اور اپنے غم کا اظہار فرمایا۔ بعض روایت میں تو یہاں تک آیا ہے کہ شاہ نجاشی کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دی گئی تھی اس لئے آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔

حدیث نمبر ۵

((وعن عائشة ان ابا بكرٍ الصديق رضى الله عنه كان نحلها جاد عشرين وسقا من ماله، بالغابة، فلما حضرته الوفاة، قال: يابنية انى كنت نحلتك جاد عشرين وسقا، ولو كنت جددته واحتزتيه كان لك و انما هو اليوم مال وارث، فاقسموه على كتاب الله)) (رواه مالك فى الموطا)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے غابہ میں اپنے کھجور کے درختوں سے مجھے بیس وسق کھجوریں عطا کیں۔ لیکن ابھی یہ کھجوریں درختوں سے اتاری ہی نہیں گئی تھیں کہ ان کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میں نے تجھے درختوں سے حاصل ہونیوالی کھجوروں کے بیس وسق دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اگر میں اپنی زندگی میں ان کھجوروں کو درختوں سے اتار لیتا تو پھر تجھے بیس وسق کھجوریں مل جاتیں لیکن اب میری وفات کے بعد یہ مال وارثوں کی مشترکہ ملکیت ہوگی اور وہ اسے احکام میراث کے مطابق آپس میں تقسیم کریں گے''۔ (اس حدیث کو امام مالکؒ نے موطا میں روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۶

((عن على رضى الله عنه، قال: اهدى كسرى لرسول الله ﷺ فقبل منه واهدى له قيصر، فقبل منه، واهدت له الملوك، فقبل منها)) (رواه احمد و الترمذى)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایران کے بادشاہ کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے قبول کرلیا۔ اسی طرح قیصر روم نے بھی آپ کو تحفہ بھیجا تو آپ ﷺ نے وہ بھی قبول کرلیا دوسرے بادشاہوں نے بھی آپ کو تحفے بھیجے تو آپ ﷺ نے سب کے تحفے قبول کر لیئے''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۷

((وفی حدیثٍ عن بلال المؤذن، قال: انطلقت حتی اتیته یعنی النبی ﷺ واذا اربع رکائب مناخاتٍ، علیهن احمالهن فاستأذنت، فقال لی ابشر، فقد جاء ک الله بقضائک، ثم قال: الم تر الرکاب المناخات الاربع؟ فقلت: بلی فقال ان لک رقابهن وما علیهن، فان علیهن کسوة وطعاما اهداهن الی عظیم فدکٍ فاقبضهن واقض دینک ففعلت))(مختصراً لابی داؤد)

ترجمہ: ''حضرت بلالؓ موذن رسول کی ایک طویل حدیث کا ایک حصہ یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے تو ان کے سامنے سامان سے بھرے ہوئے چار طشت پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اندر جانے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے خوشخبری ہو تیرے لئے اللہ تعالیٰ نے مال بھیجا ہے کہ تو اس سے اپنے قرضے کی ادائیگی کر (حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے مالی معاملات کے نگران تھے اور بعض اوقات وہ آپ ﷺ کے اخراجات کے لئے قرض بھی لیتے تھے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ ان قرضوں کی ادائیگی کے لئے تھا)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے یہ سامان سے بھرے ہوئے چار طشت نہیں دیکھے۔ تو حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ دیکھے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمام طشت اور ان پر جو کپڑے اور کھانے کی چیزیں پڑی ہیں وہ مجھے فدک کے بادشاہ نے بطور تحفہ بھیجے ہیں۔ انہیں لے جاؤ اور ان میں جو مال ہے اس سے اپنے قرض ادا کردو۔ تو حضرت بلال نے ایسا ہی کیا''۔ (یہ اس مفصل حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو امام ابوداؤدؒ نے روایت کی ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان میں سے پہلی حدیث جو حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے اسے تو بعض آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ جبکہ حضرت بلال والی حدیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم اس بارے میں کچھ اور احادیث بھی ملتی ہیں جن سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے اخراجات کے منتظم تھے۔ بعض اوقات اگر ان کے پاس مال نہ ہوتا تو وہ اس کے لئے قرض بھی لیتے تھے جس کا رسول اللہ ﷺ کو علم ہوتا تھا۔ اس لئے جب فدک کے بادشاہ کا تحفہ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے اسے حضرت بلالؓ کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اس سے جو قرض ہے وہ ادا کردو۔

اس بارے میں جو احادیث ملتی ہیں ان کے مطابق عرب کے مختلف بادشاہوں اور سرکردہ لوگوں نے آپ ﷺ کو تحفے بھیجے۔ یہ لوگ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے تحفے قبول کئے اور پھر آپ ﷺ کوشش کرتے۔

حدیث نمبر ۸

((عن عائشة رضی الله عنها، قالت: کان النبی ﷺ یقبل الهدیة، ویثیب علیها)) (رواه احمد والبخاری و ابو داؤد والترمذی)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تحفے قبول بھی کرتے اور ان کے بدلے میں تحفے دیا بھی کرتے تھے“۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر ۹

((وعن ابن عباس ان اعرابیا وهب للنبی ﷺ هبة فاثابة علیها قال: رضیت؟، قال: لا فزاده، قال: ارضیت؟، قال: لا، فزاده، قال: ارضیت؟ نعم، فقال النبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ لقد هممت ان لا اتهب هبة الا من قرشي، او انصاري، او ثقفي)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی عرب نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کو بخشی تو آپ ﷺ نے اس کے بدلے میں اس دیہاتی عرب کو بدلہ دیا اور پوچھا کہ اس بدلے پر خوش ہو تو دیہاتی عرب نے نفی میں جواب دیا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے مزید مال دیا تو پھر راضی نہ ہوا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے مزید مال دیا تو وہ خوش ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں قریشی، انصاری یا ثقفی کے علاوہ کسی اور کا تحفہ قبول نہ کروں گا۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے)

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جو بھی انہیں کوئی تحفہ پیش کرتا تو آپ عام طور پر اس سے زیادہ قیمتی چیز اسے تبادلہ میں دیتے۔ چنانچہ مالکی فقہاء نے ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ کسی کے تحفے کا بدلہ دینا فرض ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ ایسا ہی کیا۔ تاہم حنفی اور شافعی فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ بدلے کی غرض سے کسی کو تحفہ دینا جائز نہیں کیونکہ اس طرح تو یہ غیر معلوم چیز کی خرید وفروخت قرار دی جائے گی جو شرعاً جائز نہیں۔

بعض لوگ اس لالچ میں رسول اللہ ﷺ کو تحفے پیش کرتے تھے کہ وہ بدلے میں اس تحفے سے زیادہ دیں گے۔ اگرچہ آپ ﷺ عام طور پر تحفے سے زیادہ بدلہ دیتے تھے۔ شرفاء تو اس کو اپنی عزت سمجھتے لیکن عرب بہت زیادہ بدلے کا لالچ کرتے اور بعض اوقات تھوڑے بدلے پر ناراضگی کا اظہار کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ آپ آئندہ ایسے لالچی لوگوں کے تحفے قبول نہیں کریں گے۔

(ب) احادیث سے مستنبط کردہ فقہی احکام

۱- لوگوں کے درمیان محبت کے اظہار کے طور پر ہدیہ وغیرہ دینا درست اور جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- ہدیہ کے طور پر کھانے پینے کی چیزیں بھی دی جا سکتی ہیں۔
۳- ہدیہ کو قبول کر لینا چاہئے اور اسے لوٹانا نہیں چاہئے۔
۴- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تحائف بھجوائے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی تحائف بھجوائے گئے۔
۵- جس کو کوئی تحفے ملے وہ اس میں مکمل تصرف کا حق دار ہے اور جسے چاہے وہ دے سکتا ہے۔
۶- تحائف کے جواب میں تحائف دینا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

3.3 وقف کے احکام (احکام الوقف)

وقف کے لغوی معنی کسی چیز کو روکنا اور شرعی اصطلاع میں کسی مال کا غریبوں پر مسافروں پر خرچ کرنے کیلیئے روکنا ہے۔ وہ اس طرح کہ جس چیز کو وقف کیا جائے کہ اس کی اصل تو وقف کرنے والے کی ملکیت رہے گی تاہم اس سے جو آمدنی حاصل ہو کی وہ غریبوں اور مسافروں پر خرچ کی جائے گی۔

(ا) وقف کے بارے میں احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ۱

((عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: اذا مات الانسان انقطع عملہ، الا من ثلاثۃ اشیاء صدقۃ جاریۃ، او علم ینفع بہ، او ولد صالح یدعو لہ)) (رواہ الجماعۃ، الا البخاری وابن ماجہ)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن اس کے تین عملوں کا اثر باقی رہتا ہے۔ ایک جاری صدقہ، دوسرا اس کا علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور تیسرا اس کا نیک لڑکا جو اس کی مغفرت کے لئے دعا کرے''۔ (اس حدیث کو امام بخاری اور امام ابن ماجہ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن عثمان ان النبی ﷺ قدم المدینة، ولیس بها ما یستعذب، غیر بئر رومة، فقال: من یشتری بئر رومة، فیجعل فیها دلوه مع دلاء المسلمین بخیر له منها فی الجنة، فاشتریتها من صلب مالی))

ترجمہ: ''حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو اس وقت بئر رومہ کے سوا ٹھنڈے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو بئر رومہ کو خرید کر خود کو بھی اس کا پانی پئے اور مسلمانوں کے لئے اسے وقف کر دے جو کنواں اس کیلئے جنت کے کنویں سے بھی بہتر ہوگا تو میں اس کنویں کو اپنے اصل مال سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ (اس حدیث کو امام نسائیؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذیؒ نے اسے حدیث حسن قرار دیا ہے)۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کسی چیز کو عام مسلمانوں کے لئے وقف کرے وہ خود بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ موت سے انسان کے وہ تمام نیک کام ختم ہو جاتے ہیں جن میں اسے ثواب ملتا ہے لیکن تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا ثواب اسے موت کے بعد بھی ملتا ہے۔ ایک تو نیک اولاد جو انسان کی بہترین کمائی ہے۔ اس کی نیکی سے ان کے باپ کو بھی ثواب ملے گا۔ اسی طرح اس نے مسلمانوں کی تعلیم جو کام کیا یا کتابیں لکھیں جس سے اس کی موت کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو اسے بھی ان کا ثواب ملتا رہے گا اور تیسرا یہ کہ اگر وہ اپنی جائیداد کو عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے وقف کر جائے کہ اس سے بھی اسے ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کرنے کے بعد خیبر میں مال غنیمت میں ملنے والے باغ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس باغ کی اصل ملکیت تو حضرت عمرؓ کے پاس ہی رہی لیکن اس سے جو پیداوار حاصل ہوتی تھی اسے عام مسلمانوں، غلاموں اور مسافروں وغیرہ کی بھلائی پر خرچ کیا جاتا تھا۔ خود ان کی اولاد اور رشتہ دار بھی اس وقف سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔ تاہم اس بارے میں یہ خصوصی ہدایت تھی کہ اس باغ کی پیداوار سے مختلف قسم کے لوگ اپنی وقتی ضروریات پوری کر سکتے تھے۔ کسی کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ وقف کی اس آمدنی سے زیادہ مال حاصل کر کے اسے اپنے پاس جمع کر لے۔ جب آپ کے بیٹے اس وقف کے نگران ہوئے تو وہ ان تمام اہل مکہ کو جو آپ کے پاس اکثر مہمان ٹھہرتے تھے انہیں اس وقف کی آمدنی سے تحفے بھی عطا کرتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ اس وقف کی آمدنی نیک کاموں پر صرف ہو اور یہ نیک کام وقف کے نگران کی صواب دید پر منحصر تھا۔

حدیث نمبر ۳

((عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال عمر للنبی ﷺ: ان المائة السهم التی لی بخیبر لم اصب مالا قط هو اعجب الی منها، قد اردت ان اتصدق بها، فقال النبی ﷺ احبس اصلها وسبل ثمرها)) (رواه النسائی وابن ماجه)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ خیبر کے مال غنیمت سے انہیں جو سو حصے ملے تھے تو اس جیسی عمدہ اراضی کبھی نہیں ملی تھی۔ تو یہ کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف کرنا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ملکیت اپنے پاس رکھو اور اس کے باغوں سے حاصل ہونے والے پھلوں کو لوگوں کے فائدے کے لئے وقف کر دو''۔ (اس حدیث کو امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے)۔ (یہ سو حصے مختلف صحابہ کی مشترکہ ملکیت تھی جس میں ایک حصہ حضرت عمرؓ کا تھا)

حدیث نمبر ۴

((وعن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: من احتبس فرسا فی سبیل الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانا واحتساباً، فان شبعه' وروثه' وبوله' في ميزانه يوم القيامة حسناتٌ))

(رواه احمد، والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے ایمان کی سلامتی کیلئے گھوڑے کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لئے وقف کیا تو اس گھوڑے کا کھلانا، اس کی لید اور پیشاب بھی قیامت کے دن اس کی نیکیوں میں شمار ہوگی''۔ (اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر ۵

((وعن ابن عباسٍ قال: اراد رسول الله ﷺ الحج، فقالت امراة لزوجها: احججني مع رسول الله ﷺ فقال: ماعندی مااحجک علیه قالت: احججني على جملک فلانٌ، قال: ذلک حبیسٌ في سبیل الله، فاتی رسول الله ﷺ، فساله' فقال: اما انک لو احججتها علیه کان في سبیل الله)) (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ کیا تو ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرائے تو اس کے خاوند نے کہا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں کہ جس سے وہ اسے حج کرائے۔ تو اس کی بیوی نے کہا کہ مجھے فلاں اونٹ پر حج کرا دو تو اس کے خاوند نے کہا کہ وہ تو اسے اللہ تعالیٰ کے راستے یعنی جہاد کے لئے وقف کر چکا ہے۔ تو پھر وہ اس بارے میں پوچھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ اُونٹ پر حج کرے گا تو یہ بھی اللہ کے راستے میں جہاد کی طرح ہوگا۔ یعنی اسے اس وقف اونٹ کو حج کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دی (اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے) اور یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو فرمایا تھا کہ وہ اپنی زرہ بکتریں اور دوسرا سامان جنگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لئے وقف کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان احادیث کو ائمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ پہلی حدیث کے مطابق حضرت عمرؓ نے خیبر کی اراضی کے جن سو حصوں کا ذکر کیا ہے تو اس میں کچھ دوسرے صحابہ کرامؓ بھی ان کے شریک تھے۔ تو اس سے فقہاء نے یہ استدلال کیا کہ مشترکہ ملکیت میں سے کوئی بھی شخص اپنے حصے کو وقف کر سکتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں اس وقف مشاع کہتے ہیں۔ امام ہادی، امام قاسم، امام ناصر، امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام مالکؒ نے اس قسم کے مشترکہ ملکیت میں اپنے حصے کو وقف کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تاہم دوسرے فقہاء اسے جائز قرار نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ صرف متعین جائیداد کہ جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو صرف اسی کو وقف کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی باغ کا ایک حصہ وقف ہو جب کہ دوسرا حصہ کسی دوسرے کی ملکیت ہو۔ امام بخاریؒ نے مشترکہ وقف کے بارے میں حضرت انسؓ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کیلئے اراضی حاصل کرنے کے لئے وہاں کے باغ کے مالکوں کو اس کے خریدنے کی پیش کش کی تو ان سب نے بغیر قیمت کے وہ باغ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باغ اگر بہت سے لوگوں کی ملکیت تھی اس لئے ان کی اکثریت نے اسے مسجد بنانے کیلئے دے دیا تو یہ بھی ایک قسم کا وقف تھا۔

(ب) احادیث سے مستنبط کردہ احکام

۱- شرع میں وقف سے مراد اصل چیز کو رکھ کر اس کے منافع کو لوگوں میں تقسیم کرنا ہے۔

۲- وقف کی دو صورتیں ہیں۔

الف: 'الوقف الاھلی' اس سے مراد وہ وقف ہے جو قریبی رشتہ داروں اور اولاد کیلئے ہو۔

ب: 'الوقف الخیری' اس سے مراد وہ وقف ہے جو خیرات کیلئے ہو۔

۳- وقف کی مشروعیت قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اہل جاہلیت اس سے آگاہ نہ تھے آنحضور ﷺ نے اس کا استنباط فرمایا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور غریبوں کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کو پسند فرمایا۔

۴۔ وقف کا انعقاد دو چیزوں سے ہوتا ہے:

۱۔ فعل وقف: جیسے مسجد بنانا اور اس میں اذان دینا۔

۲۔ قول وقف: وقف کے قول سے ارتکاب کی دو صورتیں ہیں ایک صریح الفاظ کے ساتھ دوسرا کنایہ کے ساتھ۔

۵۔ واقف (وقف کرنے والا) کے لئے ضروری ہے کہ وہ الموقوف علیہ (جس چیز کو وقف کیا گیا ہو اس میں مکمل تصرف رکھتا ہو)

۶۔ اور جب وقف ہو گیا تو پھر الموقوف علیہ کو فروخت کرنا اس کا ہدیہ کرنے یا اس میں کوئی دوسرا تصرف کرنا درست نہ ہوگا۔

۷۔ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد، گھریلو اشیاء کتب، اسلحہ اور جانور کا وقف کرنا درست ہے۔

۸۔ وقف غیر مصروف پر وقف کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ واقف کو یہ پتہ ہونا چاہے کہ اس نے کس کو یا کس کام کے لئے وقف کیا ہے۔

۹۔ اہل الذم یعنی اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندوں کو بھی وقف کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ وقف کے کام پر مامور اہلکاروں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ وقف میں سے اپنی تنخواہیں لے سکیں۔

3.4 خود آزمائی نمبر ③

۱۔ احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں ہدیہ کے احکام لکھیں۔

۲۔ حق شفعہ کے احکام کی وضاحت کریں۔

۳۔ وقف کے احکام پر نوٹ لکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑪

وصیت اور وراثت کے مسائل

تالیف: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی
قاضی حامد رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	513
یونٹ کے مقاصد	514
1 وصیت اور وراثت کے احکام	515
1.1 وصایا اور اس کے احکام	515
1.2 وراثت کے بارے میں احکام	525
1.3 خود آزمائی نمبر 1	533
2 وراثت میں اصحاب الفروض اور قریبی رشتہ داروں کے حصے	534
2.1 وراثت میں اولاد اور بہن بھائیوں کے حصے	534
2.2 ترکہ میں باپ دادا کے حصے	537
2.3 وراثت میں قریبی رشتہ داروں کے حصے	541
2.4 یتیم کی وراثت	547
2.5 خود آزمائی نمبر 2	548
3 غلامی کے خاتمے کے احکام	549
3.1 غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم	549
3.2 خود آزمائی نمبر 3	553

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات بنا کر بھیجا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی فراہم کرے۔ اس ضمن میں وراثت اور وصیت کے احکامات بھی ہیں۔ اسلام کے قانون وراثت میں وراثت کی تقسیم سے متعلق تفصیلی احکام ملتے ہیں ان تفصیلی احکام کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ اس ضمن میں وارد احادیث اور ان سے مستنبط احکام کا مطالعہ اس یونٹ میں کروایا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

⇦ وصیت کے بارے میں اسلامی احکام بیان کر سکیں۔

⇦ وراثت کے بارے میں سنت میں موجود احکام کی وضاحت کر سکیں۔

⇦ غلام کے ترکے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① وصیت اور وراثت کے احکام

1.1 وصایا اور اس کے احکام

حدیث نمبرا

((وعن أبی هريرة قال: جاء رجل فقال: يا رسول الله، أی الصدقة أفضل أو أعظم أجراً؟ قال: اما وابيک، لتفتأن أنَ تصدق وأنت شحيح صحيح، تخشی الفقر، و تأمل البقاء ولا تمهل، حتی اذا بلغت الحلقوم قلت: لفلان كذا، ولفلان كذا، وقد كان لفلان)). (رواه الجماعة الا الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کون سا صدقہ افضل اور زیادہ اجر والا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اور تمہارا باپ صدقہ دینے کے بارے میں پوچھتے ہو جب کہ تم صحت مند اور سخت کنجوس ہو۔ ڈرتے ہو کہ صدقہ دینے سے غریب نہ ہو جاؤ اور زندگی کی امید پر اپنا مال اپنے پاس رکھتے ہو۔ یہاں تک کہ جب تمہاری موت قریب آتی ہے تو تم کہتے ہو کہ فلاں مال فلاں شخص کے لئے اور فلاں دوسرے شخص کے لئے اور یہ مال فلاں آدمی کے لئے تھا''۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے تسلیم کیا ہے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ انسان اپنی زندگی میں جب صحت مند اور تندرست ہو تو اس وقت اسے اپنا قرض بھی ادا کر دینا چاہے۔ اور اگر کچھ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا چاہتا ہو تو وہ بھی خرچ کر لے لوگ عام طور پر ایسا نہیں کرتے انہیں ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ان کا مال کم نہ ہو جائے اور جب وہ بیمار ہوتے ہیں اور موت کو اپنے قریب دیکھتے ہیں تو پھر وہ اپنے مال سے صدقہ کرنے کی وصیت کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ نیکی کا یہ کام اپنی تندرستی کی حالت میں کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ اس حالت میں کنجوسی اور بخل سے کام لینے کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((عن ابن عُمرَ أن رسول الله ﷺ قال: ماحق امرىءٍ مسلم يبيت ليلتين، وله شئى يريد ان يوصى فيه، الا ووصيتهٗ مكتوبةٌ عند راسه)). (رواه الجماعة، واحتج به من يعمل بالخط اذا عرف)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دو راتیں وصیت کرنے کے بغیر گزارے اگر اس کی ملکیت میں ایسی چیز ہو کہ جس کی وہ وصیت کرنا چاہتا ہو۔ اسکی لکھی ہوئی وصیت اس کے سر کے پاس ہونی چاہیے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ یہ وصیت ایسی تحریر میں ہو جسے لوگ جانتے ہوں'':

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اس کی تائید اس موضوع پر روایت کردہ بہت سی دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں سے بعض احادیث میں تین راتوں کا ذکر ہے اور بعض میں صرف دو راتوں کا ان راتوں کی تعین سے اس طرف اشارہ ہے کہ چاہے مدت کتنی ہی کم کیوں نہ ہو تو اگر کسی کے پاس کوئی قابل وصیت جائیداد ہو تو وہ اسکی وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھ لے۔ کیونکہ زندگی اور موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض فقہاء نے قرآن مجید کی آیت کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے تو اسے وصیت کرنی چاہیے سے استدلال کرتے ہوئے وصیت کو ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دیا ہے۔ ان فقہاء میں امام شافعیؒ، امام عطاؒ، امام ظاہریؒ اور زہریؒ سے دوسرے فقہاء شامل ہیں۔ تاہم جمہور فقہاء کے نزدیک وصیت کرنا پسندیدہ عمل ضرور ہے فرض نہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی مذکورہ آیت سے [illegible] ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت بعد میں منسوخ کر دی گئی تھی۔ تاہم اس بارے میں احادیث میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے وصیت کرنا فرض ہے۔ اس بارے میں مصنف نے اپنی رائے دیتے ہوئے ایک درمیانی راہ اختیار کی ہے کہ بعض حالات میں وصیت کرنا فرض ہے جب کہ بعض صورتوں میں یہ پسندیدہ عمل ہے مثلاً اگر کسی کو یہ خوف ہو کہ اس کی وفات کے بعد اس کے وارث جائیداد کے سلسلے میں دوسرے سے جھگڑا کریں گے تو اس صورت میں ایسے شخص کے لئے وصیت کرنا لازم ہے۔

حدیث نمبر ۳

((وعن ابی هریرة عن رسول الله ﷺ قال ان الرجل ليعمل، او المراة، بطاعة الله ستين سنة، ثم يحضرهما الموت، فيضاران في الوصية، فيجب لهما النار، قرأ ابو هريرة (من بعد وصية يوصى بها او دين غير مضار وصية من الله. الى قوله. وذلک الفوز العظيم)) (رواه ابو داود، والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں لیکن جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ ایسی وصیت کرتے ہیں کہ جس سے حق داروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو وہ دونوں دوزخ کی آگ کے مستحق ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ میت کا مال، اس کی وصیت کو پورا کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد وارثوں میں تقسیم کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔لیکن وصیت وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق کرے جو کسی کے لئے باعث تکلیف نہ ہو۔تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔اس حدیث کو امام ابو داودؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔لیکن اس میں ساٹھ سال کی عبادت کی بجائے ستر سال کی عبادت کا ذکر ہے''۔

حدیث نمبر۴

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال، لو أن الناس غضوا من الثلث الی الربع، فان رسول اللہ ﷺ قال: الثلث والثلث کثیر)). (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کاش کہ لوگ اپنے ایک تہائی مال میں وصیت کی بجائے ایک چوتھائی مال کی وصیت کریں۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وصیت ایک تہائی مال میں جائز ہے اور ایک تہائی مال بھی کافی ہوتا ہے''۔اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمد متفق ہیں۔

حدیث نمبر۵

((وعن سعد بن أبی وقاصؓ، انہ قال: جاء نی رسول اللہ ﷺ یعودنی من وجع اشتد بی فقلت: یا رسول اللہ انی قد بلغ بی من الوجع ماتری، وانا ذومال، ولا یرثنی الا ابنۃ لی، أفأتصدق بثلثی مالی؟ قال ((لا)) فقلت: فالشطر یا رسول اللہ؟ قال ((لا)) قلت فالثلث؟ قال ((الثلث، والثلث کثیر، او کبیرٌ انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیرٌ من ان تدعھم عالۃً یتکفّفون النّاس)) (رواہ الجماعۃ)

ترجمہ: ''حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب انہیں مرض کی سخت تکلیف تھی تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کیلئے آئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری مرض کی تکلیف دیکھ رہے ہیں اور کافی مال دار آدمی ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کر دوں۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی۔ پھر میں نے نصف مال کو صدقہ میں دینے کے بارے میں پوچھا تو اس کی بھی آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ پھر میں نے ایک تہائی مال کا کہا تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے اور فرمایا کہ ایک تہائی مال بھی کافی ہوتا ہے۔ اگر تم لوگ اپنے وارثوں کو دولت مندی کی حالت میں چھوڑ جاؤ تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ تنگ دست ہوں اور لوگوں سے مانگتے پھرتے ہوں''۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ٦

((وعن أبی الدرداء عن النبی ﷺ قال: ان اللہ تصدق علیکم بثلث اموالکم عند وفاتکم، زیادۃ فی حسناتکم، لیجعلھا لکم زیادۃ فی اعمالکم)). (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وفات کے وقت تمہیں اپنے ایک تہائی مال کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں وصیت کرنے کی اجازت دے کر تمہاری نیکیوں میں اضافے کا سبب بنا دیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے تم مزید نیک عمل کر سکو''۔ اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث میں امام دار قطنیؒ کی روایت کردہ حدیث جو انہوں نے حضرت ابو درداءؓ کے حوالے سے روایت کی ہے اسے تو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے جب کہ دوسری دو احادیث کو انہوں نے صحیح تسلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو ایک تہائی مال میں وصیت کرنے کی اجازت دی تو یہ وصیت کرنے کی آخری حد ہے۔ اس لئے اگر اسے کم کر کے ایک چوتھائی مال میں وصیت کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ امام شافعیؒ کا مشہور مسلک یہی تھا کہ وصیت ایک تہائی سے بھی کم مال میں کی جائے تو وہ زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ کیونکہ اس طرح غریب رشتہ داروں کو وراثت میں زیادہ مال مل سکتا ہے۔ تاہم امام نووی نے اس بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ اگر میت کے وارث دولت مند ہوں تو پھر وصیت کو ایک تہائی مال سے کم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس امر پر جمہور فقہاء کا اجماع ہے کہ ایک تہائی حصے سے زیادہ میں وصیت کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ تاہم حنفی فقہاء امام اسحاق، امام شریکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک تہائی سے زیادہ مال میں بھی وصیت کی جا سکتی ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا بھی یہی مسلک بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اس میں مطلق وصیت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو سارے مال میں بھی کی جا سکتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کو ایسے لوگوں کی وصیت کیلئے مخصوص کر دیا کہ جن کا کوئی وارث نہ ہو یعنی ایسے لوگ اپنے تمام مال کی وصیت کر سکتے ہیں۔ آئمہ اہل بیت کا بھی یہی مسلک بتایا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۷

((وعن عمرو بن خارجة أن النبی ﷺ خطب علی ناقته، وانا تحت جرانها، وهی تقصع بجرتها، وان لُغامها یسیل بین كتفی، فسمعته، یقول((ان الله قد اعطیٰ كل ذیٰ حق حقه، فلا وصیة لوارث)) (رواه الخمسة الا ابا داود و صححه الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن خارجہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے خطاب کیا اور وہ ان کی اونٹنی کی گردن کے اگلے حصے کے نیچے کھڑے تھے آپ ﷺ کی اونٹنی جگالی کر رہی تھی اور اس کے منہ کی جھاگ ان کے کندھوں پر گر رہی تھی انہوں نے اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کا حق وراثت کے حصول میں مقرر کر دیا ہے اس لئے کسی وارث کے لئے مزید وصیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس حدیث کو امام ابوداودؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے''۔ امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۸

((عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، أن العاص بن وائل أوصى أن يعتق عنه مائةُ رقبة فأعتق ابنه هشامٌ خمسين رقبةً فأراد ابنه عمرو أن يعتق عنه الخمسين الباقية فقال: يارسول الله ان أبي أوصى بعتق مائة رقبة وان هشام ماأعتق عنه خمسين وبقيت خمسون رقبة، أفأعتق عنه''؟ فقال رسول الله ﷺ: لو كان مسلما فأعتقتم عنه، او تصدقتم عنه، او حججتم عنه، بلغه ذلك)).

(رواه ابو داود)

ترجمہ: ''عمرو بن شعیبؒ نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ عاص بن وائل نے اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلاموں کو آزاد کیا جائے۔ اس کے ایک بیٹے ہشام نے تو اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کئے؛ ان کے دوسرے بیٹے عمروؓ نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ان کے والد نے انہیں سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور یہ کہ ان کے بھائی ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے جب کہ باقی پچاس آزاد کرانے رہتے ہیں تو کیا میں اپنے باپ کی طرف سے یہ غلام آزاد کرا سکتا ہوں تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام بھی آزاد کر سکتے اور اس کی جانب سے صدقہ دے سکتے یا اس کی جانب سے حج کر سکتے تو ان اعمال کا ثواب اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچتا"۔ ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

تشریح

جو احادیث عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کی ہیں، ان کے بارے میں ائمہ حدیث کا فیصلہ متعدد مرتبہ نقل کیا جا چکا ہے۔ کہ وہ ان کی روایت کردہ احادیث کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ اگرچہ امام ترمذیؒ نے ان کی بعض احادیث کو صحیح بھی تسلیم کیا ہے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ کافر اگر نیکی کے کسی کام کیلئے وصیت کر جائے تو اس کے مسلمان وارثوں کے لئے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کا ثواب اسے نہیں پہنچ سکتا۔ تاہم کسی غیر مسلم کی مسلمانوں کے حق میں وصیت کرنے کو بعض فقہاء نے جائز تسلیم کیا۔ بشرطیکہ یہ وصیت اچھے کاموں کیلئے ہو برے کاموں کے لئے یعنی آلات حرب وغیرہ کے بارے میں نہ ہو۔

حدیث نمبر ۹

((عن سعد الا طول، ان اخاه مات، وترک ثلاثمائة درهم، وترک عیالا، قال: فاردت ان انفقها علی عیاله، فقال النبی ﷺ ((ان اخاک محتبسٌ بدینه، فاقض عنه)) فقال: یارسول الله قد ادیت عنه' الا دینارین، ادّعتهما امراةٌ ولیس لها بینةٌ قال((فاعطها، فانها محقةٌ)). (رواه احمد و ابن ماجه)

ترجمہ: "حضرت سعد اطولؓ سے روایت ہے کہ اس کے بھائی نے وفات پائی اور ترکے میں تین صد درہم چھوڑے۔ اور ان کا خاندان بھی تھا۔ جس پر اخراجات کی ضرورت تھی تو انہوں نے اس کے ترکے کی رقم ان کے خاندان پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے بھائی کے ذمہ قرض ہے پہلے اسے ادا کرو تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنے بھائی کا سارا قرض ادا کر دیا ہے صرف دو دینار رہتے ہیں جس کا دعویٰ ایک عورت نے کیا ہے۔ لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو دو دینار دے دو وہ سچ کہتی ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اگرچہ بعض نے اس کی صحت پر شک کا اظہار کیا ہے لیکن چونکہ دوسری احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی رائے پر اصرار نہ کیا۔ اس حدیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ میت کے بال بچوں پر خرچ سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر میت نے اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو تو پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے گا بعد میں اگر کوئی مال بچے گا تو اس پر وصیت کے مطابق عمل ہوگا۔ بعض صورتوں میں کچھ فقہاء نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اگر میت کی وصیت کسی بہت ہی اچھے کام کیلئے ہو تو پہلے وصیت پر عمل کیا جائے اور اس کے بعد جو مال بچے اس سے اس کے قرض کی ادائیگی کی جائے۔ لیکن ان کا مسلک اسلامی تعلیمات کی روح کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ معمولی سے قرض کی صورت میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس لئے بعض دوسرے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اصل میں قرضہ سب سے پہلے ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس سے مراد یہ لیا جائے کہ پہلے وصیت پر عمل ہو اور بعد میں قرض ادا ہو۔ بلکہ چاہے وصیت ہو یا وارثوں کے حصے ان سب پر قرض ادا کرنے کے بعد ہی عمل ہوگا۔ ان فقہاء نے اپنے مسلک کی تائید میں ایک حدیث بھی پیش کی ہے جو حضرت علیؓ سے روایت کی گئی جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وصیت سے پہلے قرض کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس کے حق میں وصیت کی جائے وہ میت کی طرف سے اس کے قرض وغیرہ بھی ادا کر سکتا ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

۱۔ وصیت کا لفظ ''وصیت الشئی او صیہ اذا اوصلتہ'' سے ماخوذ ہے اس کا مطلب اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکیت میں موت کے بعد کسی دوسرے کو تصرف کا اختیار دینا ہے۔ بعض کے نزدیک وصیت سے مراد کسی دوسرے کو اپنی جائیداد میں نیکی کی نیت کے ساتھ مالک بنا دینا ہے۔

۲- اس تعریف سے ھبہ اور وصیت کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔

۳- وصیت قرآن و سنت اور اجماع کی بنیاد پر مشروع ہے۔ وصیت کی مشروعیت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیراً الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقاً علی المتقین﴾ (البقرہ: ۱۸۰)

۴- وصیت کے حکم کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔

الف: ایک رائے یہ ہے کہ وصیت اس شخص پر واجب ہے جو مال چھوڑے۔ چاہے اس نے زیادہ مال چھوڑا ہو یا کم مال چھوڑا ہو۔

ب: دوسری رائے یہ ہے کہ یہ وصیت ان لوگوں کیلئے ضروری ہے جن کے ورثاء نہ ہوں۔

ج: تیسری رائے یہ ہے کہ وصیت ہر اس پر فرض نہیں ہے جو مال چھوڑ کر فوت ہو تو نہ ہی اس پر لازم ہے جس کے ورثاء نہ ہوں بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں اور ان صورتوں کی بنیاد پر یہ واجب بھی ہو سکتی ہے۔ مندوب بھی ہو سکتی ہے، حرام بھی، مکروہ بھی اور مباح بھی۔ یہ تیسری رائے آئمہ اربعہ اور زیدیہ کی ہے۔

۵- وصیت کا رکن ایجاب ہے وصیت کرنے والے کی طرف سے۔

۶- وصیت کا استحقاق موصی کی موت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ موت سے پہلے نہیں۔

۷- وصیت کو شرائط سے مشروط کرنا بھی درست ہے۔ اگر یہ شرائط درست ہوں تو ان کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ شرائط درست نہ ہوں تو پھر یہ لازم نہیں رہتی۔

۸- وصیت کی شرائط حسب ذیل ہیں:

شرائط الموصی: وصیت کرنے والے کی حسب ذیل شرائط ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف: موصی نیکی کرنے کا اہل ہو اور اسے مکمل تصرف حاصل ہو۔

ب: الموصی لہ کی شرط یہ ہے کہ وہ وصیت کرنے والے کے ورثاء میں سے نہ ہو۔

ج: الموصی لہ (جس چیز کی وصیت کی گئی ہے) کی شرط یہ ہے کہ موص لہ اس پر الموصی کی موت کے بعد قبضہ کر سکتا ہو۔

۹- زیادہ سے زیادہ ثلث مال پر وصیت جائز ہے اس سے زیادہ پر جائز نہیں۔

۱۰- وصیت وصیت کی شروط کے ختم ہونے پر باطل ہو جاتی ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

الف: جب موصی پاگل ہو جائے۔

ب: جب الموصی لہ الموصی کی موت سے قبل فوت ہو جائے۔

ج: جب الموصی بہ (جس چیز کی وصیت کی گئی ہے) موصی لہ کے قبول سے پہلے ہلاک ہو جائے۔

1.2 وراثت کے بارے میں احکام (احکام الفرائض)

وراثت سے احکام کے علم کو شریعت کی اصطلاح میں علم الفرائض کہا جاتا ہے۔ فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فریضہ فرض سے ماخوذ ہے جس کے معنی اندازہ لگانے کے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿**فنصف ما فرضتم**﴾ یعنی اس کا نصف جو تم نے مقرر کیا۔ شرع میں فرض سے مراد ورثاء کیلئے طے کردہ حصے ہیں اس کے بارے میں علم کو 'علم میراث' یا 'علم الفرائض' کہا جاتا ہے۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی ھریرة قال: قال رسول الله ﷺ: تعلموا الفرائض و علموھا، فانه نصف العلم، وھو ینسی، وھو اول شئي ینزع من امتی))(رواہ ابن ماجه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدارقطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وراثت کے بارے میں شرعی احکام کا علم حاصل کرو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دو کیونکہ وہ آدھا علم۔ لیکن لوگ اسے بھول جاتے ہیں اور علم کا یہ پہلا حصہ ہوگا جو میری امت سے چھین لیا جائے گا''۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ اور امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال: العلم ثلاثة و ما سوی ذلک فضلٌ: آيةٌ محكمة، او سنة قائمة او فريضة عادلةٌ)). (رواه ابو داود و ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اصل علم تین چیزوں پر مشتمل ہے ان کے سوا جو کچھ ہے وہ زیادہ علم ہے۔ پہلا علم قرآن مجید کی محکم آیات کا علم، دوسرا مستند سنت رسول کا علم اور تیسرا انصاف پر مبنی وراثت کا علم''۔ اس حدیث کو امام ابوداود اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن الاحوص عن ابن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ: تعلموا القرآن وعلموه الناس، و تعلموا الفرائض وعلموها الناس، فإنّي امرؤٌ مقبوض والعلم مرفوعٌ، ويوشک ان يختلف اثنان فی الفريضة والمسألة فلا يجدان احدًا يُخبرهما)) (ذكره احمد بن حنبل فی رواية ابنه عبداللہ)

ترجمہ: ''جناب احوصؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم لوگ قرآن مجید کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو اور تم لوگ وراثت کے احکام کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ انسان تو قبضہ میں ہوتا ہے جب کہ علم اٹھ جاتا ہے اور قریب ہے کہ دو شخص وراثت کے احکام کے بارے میں ایک دوسرے سے اختلاف کریں اور انہیں کوئی ایسا آدمی نہ مل سکے جو انہیں اس بارے میں صحیح شرعی حکم بتا سکے''۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن انسٍ قال: قال رسول اللہ ﷺ ارحم امتی بامتی ابو بکر، واشدھا فی دین اللہ عمر، اصدقھا حیاء عثمان واعلمھا بالحلال والحرام معاذ بن جبلٍ، واقروھا لکتاب اللہ عزوجل ابیٌّ، اعلمھا بالفرائض زید بن ثابت، ولکل امۃ امینٌ وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح)). (رواہ احمد و ابن ماجہ والترمذی والنسائی)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں حضرت ابو بکرؓ سب سے بڑے رحم دل ہیں، حضرت عمرؓ دین کے معاملے میں سخت ہیں۔ جب کہ حضرت عثمانؓ سب سے زیادہ حیادار ہیں، حضرت معاذ بن جبلؓ حلال وحرام کے بارے میں اسلامی احکام کے سب سے بڑے عالم ہیں، حضرت ابی بن کعبؓ سب سے بڑے قرآن مجید کے قاری ہیں اور حضرت زید بن ثابتؓ وراثت کے بارے میں اسلامی احکام ان دونوں سے زیادہ جانتے ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح اس امت کے سب سے بڑے امین ہیں''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان میں سے پہلی تین احادیث جن میں وراثت کے احکام کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا ہے، کی صحت کے بارے میں آئمہ حدیث نے مختلف قسم کے اعتراضات کئے ہیں جن کی بنا پر ان احادیث کی صحت مشکوک ہو جاتی ہے۔ تاہم ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فقہاء نے وراثت کے بارے میں شرعی احکام کے علم کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب لوگوں کو ان احکام کا علم ہوگا تو ہر ایک کو اس کا شرعی حق مل جائے گا۔ حیرت کی بات ہے کہ وراثت کے علم کے بارے میں جتنی بھی احادیث روایت کی گئی ہیں آئمہ حدیث کے نزدیک ان میں کوئی نہ کوئی سقم ہے۔ جس کی بناء پر بعض فقہا نے ان احادیث کو تسلیم نہیں کیا جب کہ دوسرے فقہاء نے انہیں صحیح تسلیم کر کے ان کے مطابق فتوے جاری کئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مسائل کے بارے میں فقہاء میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔

جہاں تک میت کے قریبی وارثوں کا تعلق ہے ان کے حصے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی مقرر کر دیئے ہیں، اس لئے ان کے بارے میں کسی کو اختلاف کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اختلاف ان رشتہ داروں کے بارے میں ہے کہ جن کے حصے قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئے اور ان کے بارے میں شرعی احکام کی اس وقت ضرورت محسوس ہوتی ہے جب کہ کسی میت کے اصل وارث جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ موجود نہ ہوں اور اس کے وارث اس کے دوسرے رشتہ دار ہوں۔ انہیں شرعی اصطلاح میں عصبہ کہا گیا ہے یعنی ایسے رشتہ دار جو میت کے اصل وارثوں کی عدم موجودگی میں وراثت کے حق دار ہیں۔

حدیث نمبر ۵

((عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما، عن النبی ﷺ قال: الحقوا الفرائض باھلھا، فما بقی فھو لأولی رجل ذکر)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے وارثوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا حق دیا جائے۔ پھر اگر کچھ بچ جائے تو دور کے رشتہ داروں میں سے کسی مرد کو دیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمد متفق ہیں۔

تشریح

اس حدیث کو ائمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس کے مطابق میت کے اصل وارث جن کے حصے خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مقرر کر دیئے اس کے مال کے پہلے حق دار ہیں۔ ان میں مال کی تقسیم کے بعد اگر کچھ مال بچ جائے تو وہ دور کے ایسے رشتہ داروں میں سے کسی مرد کو دیا جا سکتا ہے کہ جس کا حصہ قرآن مجید میں بیان نہیں ہوا۔ لیکن اس بارے میں یہ دیکھا جائے گا کہ دور کے رشتہ داروں میں سے کون سا میت کا زیادہ قریبی قرار پاتا ہے۔ بعض فقہاء نے ان رشتہ داروں کا تعین بھی کیا ہے۔ امام ابن تیمیة کہتے ہیں کہ ان دور کے رشتہ داروں سے مراد میت کا چچا اور پھوپھی ہیں کہ اصل وارثوں میں تو ان کا کوئی حصہ نہیں لیکن اگر وراثت کے مال سے کچھ بچ جائے تو یہ چونکہ میت کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے وہ اس بقیہ حصے کے حق دار ہوں گے۔ ان رشتہ داروں میں انہوں نے بھائی کے بیٹے اور بہن کی بیٹی اور چچا کے بیٹے اور بیٹی کو بھی شامل کیا ہے۔ تاہم حدیث باب کی روشنی میں ان رشتہ داروں میں سے صرف مرد ہی بقیہ مال کے وارث ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وراثت کے اصل احکامات [illegible] ہیں۔ اس اصول کی روشنی میں بعض فقہاء نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اگر کسی شخص کی صرف ایک ہی بیٹی ہو تو وہ سارے مال کی وراثت قرار پائے گی۔ آدھا مال تو اسے قانون وراثت کے حوالے سے ملے گا باقی آدھا اسے عصبہ کے حق کے طور پر مل جائے گا۔

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وراثت کے مال کو اصل وارثوں میں تقسیم کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو دور کے ایسے رشتہ داروں میں جن کا حصہ قرآن مجید میں مقرر نہیں کیا گیا، ایسے قریب کے رشتہ دار کو دیا جائے گا۔ اس اصول کے تحت حضرت ابن عباسؓ اور ان سے متفق فقہاء نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر کسی شخص کی اصل وارث اس کی صرف ایک بیٹی ہو لیکن اس کے ساتھ اس میت کا بھائی اور بہن بھی ہو تو پھر بیٹی کو نصف حصہ ہی ملے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا اور باقی نصف اس کے بھائی کو ملے گا جب کہ بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس حدیث میں چونکہ عصبہ میں سے قریبی مرد کو ہی وارث قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے اس اصول کے تحت بہن کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

حدیث نمبر ٦

((وعن جابرٍ قال: جاء ت امرأة سعد بن الربيع الى رسول الله ﷺ، بابنتيها من سعدٍ فقالت: يارسول الله، هاتان ابنتا سعد بن الربيع، قُتِل ابوهما معک في أُحُد شهيداً، وانّ عمهما اخذ مالهما، فلم يدع لهما مالا، ولا ينكحان الا بمال، فقال (يقضى الله في ذالک) فنزلت آية الميراث، فارسل رسول الله ﷺ عمهما فقال (أعط ابنتى سعد الثلثين، وامهما الثمن، وما بقى فهو لک))

(رواه الخمسة الا النسائى)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے ساتھ حضرت سعدؓ کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ دونوں حضرت سعدؓ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ آپؐ کے ساتھ جنگ احد میں دشمن کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا تھا تو ان کے چچا نے ان کا سارا مال لے لیا ہے اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ اور آپؐ جانتے ہیں کہ لڑکیوں کا مال نہ ہو تو ان کی شادی میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انتظار کریں اس بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرمائیں گے، تو اس کے بعد قرآن مجید میں وراثت کے بارے میں احکام نازل ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلا بھیجا اور اسے حکم دیا کہ حضرت سعدؓ کی بیٹیوں کو اس کے مال سے دو تہائی حصہ دے دو اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تیرا ہے۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اگرچہ بعض آئمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر شک کا اظہار کیا ہے۔ تاہم امام ترمذیؒ اور کچھ دوسرے آئمہ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ اس زمانے میں عربوں میں رواج تھا کہ لوگ مال دار لڑکیوں سے شادی کرنے کو ترجیح دیتے تھے لیکن اسلام نے بعد میں اس رواج کو ختم کر دیا۔ یہ حدیث شروع اسلام کے زمانے کے بارے میں ہے۔ جب کہ ابھی وراثت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت سعد جو جنگ میں شہید ہو گئے تھے ان کے بھائی نے ان کی ساری جائیداد پر قبضہ کرلیا۔ حالانکہ ان کی دو بیٹیاں اور بیوی بھی موجود تھی۔ چنانچہ ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور صورت حال کا آپ ﷺ سے ذکر کیا۔ اس وقت تک چونکہ وراثت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کی بیوی سے کہا کہ وہ کچھ دیر انتظار کرے ہوسکتا ہے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرما دے۔

چنانچہ اس کے بعد وراثت کے بارے میں تفصیلی احکام نازل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلا بھیجا اور اسے اس بارے میں قرآنی احکام سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ ان دو لڑکیوں کو جائیداد کا دو تہائی حصہ دیں اور جائیداد کا آٹھواں حصہ اس کی بیوی کا حق ہے۔ باقی جائیداد وہ لے سکتے ہیں۔ فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص کی صرف دو بیٹیاں ہوں تو انہیں اپنے والد کی جائیداد کا دو تہائی حصہ ملے گا۔ تاہم حضرت ابن عباسؓ نے اس بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ اگر بیٹیاں دو سے زیادہ بھی ہوں تو سب کو باپ کی جائیداد سے دو تہائی حصہ ملے گا باقی ایک تہائی دوسرے رشتہ داروں کو جن میں سے لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ ملے گا۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

۱- عربوں کے ہاں جاہلیت میں عورتوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس حکم کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل قرار دیا اور مردوں اور عورتوں کے لئے وراثت میں حصے مقرر فرما دیئے۔ اس ضمن میں حکم سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۱ میں نازل ہوا۔

۲۔ ترکہ سے مراد اموال مطلقہ میں سے وہ چیز ہے جسے میت چھوڑ جائے۔

۳۔ ترکہ کے چار حقوق ہیں:

الف: اس میں میت کی تجہیز و تدفین کا انتظام کیا جائے۔

ب: اس کے قرض ادا کیے جائیں۔

ج: ایک تہائی مال میں اس کی وصیت نافذ کی جائے۔

د: جو مال بچ جائے اسے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔

۴۔ میراث کے ارکان تین ہیں:

الف: وارث

ب: مورث

ج: الموروث

۵۔ وراثت میں حق تین اسباب کی بناء پر ہوتا ہے:

الف: نسب حقیقی کی بنا پر

ب: نسب حکمی کی بنا پر

ج: زواج کی بنا پر

۶۔ وراثت کی شروط حسب ذیل ہیں:

الف: مورث کی موت

ب: وارث کی موت کے بعد زندگی

۷۔ درج ذیل اسباب کی بناء پر وراثت میں حق ختم ہو جاتا ہے:

الف: 'رق' یعنی غلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب: قتل عمد

ج: اختلاف دین

د: اختلاف دارین

1.3 خود آزمائی نمبر ①

۱- وصیت کے احکام پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

۲- احادیث الرسول ﷺ کی روشنی میں احکام وراثت کی وضاحت کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② وراثت میں اصحاب الفروض کے حصے

2.1 وراثت میں اولاد اور بہن بھائیوں کے حصے

جن رشتہ داروں کے وراثت میں حصے مقرر ہیں ان کو اصحاب الفروض کہا جاتا ہے۔ اصحاب الفروض کی تعداد 12 ہے ان میں سے چار (والد، دادا، ماں کا بھائی اور شوہر) مردوں میں سے اور آٹھ عورتوں میں سے (بیوی، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، پوتی، ماں اور دادی) شامل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن علی رضی اللہ عنہ قال: انکم تقرء ون ھذہ الایة (من بعد وصیة یوصی بھا او دین) وأن رسول اللہ ﷺ قضیٰ بالدین قبل الوصیة، وان أعیان بنی الام یتوارثون، دون بنی العلات الرجل یرث اخاہ لأبیہ و أمہ دون أخیہ لأبیہ)) (رواہ احمد والترمذی وابن ماجه وللبخاری منه تعلیقاً: قضی بالدین قبل الوصیة)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کرتے ہو کہ وراثت کا مال وارثوں میں میت کی وصیت کو پورے کرنے اور اس کے قرض کو ادا کرنے کے بعد تقسیم ہوگا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ پہلے قرض ادا کیا جائے اور بعد میں وصیت پوری کی جائے اور ایک ماں کے بیٹے اپنے حقیقی رشتہ داروں کے وارث ہوتے ہیں۔ ایک آدمی اپنے سگے بھائی کے مال کا وارث ہو سکتا ہے لیکن اپنے سوتیلے بھائی کے مال کا وارث نہیں ہو سکتا''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کے بارے میں فیصلہ دیا۔

تشریح

کچھ آئمہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جب کہ امام نسائی نے اسے تسلیم کیا ہے۔ قرض کو وصیت سے پہلے ادا کرنے کے بارے میں تفصیلات سابقہ ابواب کے ذیل میں بیان ہو چکی ہیں۔ اس حدیث میں حقیقی بھائیوں اور سوتیلے بھائیوں کی وراثت کا ذکر ہے۔ اس کے مطابق حقیقی بھائی تو وراثت کے حق دار قرار پاتے ہیں۔ جب کہ ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی محروم رہتے ہیں۔ اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وراثت میں پہلے حقیقی بھائیوں کا حق ہے اگر کچھ باقی بچے تو سوتیلے بھائی بھی اس سے حصہ پا سکتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

حدیث نمبر ۲

((عن هزيل بن شرحبيل قال سئل ابو موسى عن ابنةٍ وابنةِ ابن، واخت، فقال: للابنة النصف و للأخت النصف، فسئل ابن مسعود و اخبر بقول أبي موسىٰ، فقال: لقد ضللت اذا وما انا من المهتدين، اقضي فيها بما قضى النبي ﷺ للبنت النصف، ولابنة الابن السدس، تكملة الثلثين، وما بقي فللاخت)).

(رواه االجماعة الا مسلماً والنسائي)

ترجمہ: ''جناب ہزیل بن شرحبیل سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی وراثت کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وراثت کا نصف مال بیٹی کو ملے گا اور باقی نصف بہن کو ملے گا۔ جب کہ پوتی محروم رہے گی۔ اس بارے میں حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابنِ مسعودؓ سے بھی پوچھا گیا اور انہیں بتایا گیا کہ حضرت ابو موسیٰؓ نے اس بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر میں صحیح فیصلہ نہ کروں تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ میں یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق کرتا ہوں۔ اس مال میں سے بیٹی کو نصف ملے گا اور پوتی جائیداد کے چھٹے حصے کی حق دار ہوگی اس طرح ان دونوں کا حصہ ملا کر دو تہائی ہو جائے گا۔ اس کے بعد جو مال بچے اس کی حق دار بہن ہوگی۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ اور امام احمدؒ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰؓ کو حضرت ابن مسعودؓ کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک حضرت ابن مسعودؓ جیسا بڑا عالم موجود ہے تو پھر مجھ سے مسائل کے بارے میں نہ پوچھا کرو"۔

حدیث نمبر ۳

((وعن الاسود أنّ معاذ بن جبل ورّث أختاً وابنةً لكل واحدة منهما النصف وهو باليمن نبي الله ﷺ يومئذٍ حي)) (رواه ابو داود والبخاری)

ترجمہ: "جناب اسود سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جب کہ وہ یمن کے قاضی تھے میت کی بہن اور بیٹی کو اس کی وراثت میں سے نصف نصف حصہ دینے کا فیصلہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس زمانے میں زندہ تھے یعنی آپ ﷺ نے اس فیصلے کو غلط قرار نہ دیا"۔ اس حدیث کو امام ابو داودؒ نے روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اسی مفہوم کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

تشریح

ان دونوں احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے پہلی حدیث کے مطابق حضرت ابو موسیٰؓ نے وراثت کے ایک مسئلہ کے بارے میں جو فیصلہ دیا، ایک دوسرے صحابی حضرت ابن مسعودؓ نے اختلاف کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو موسیٰؓ نے میت کی بیٹی اور بہن کی موجودگی میں بیٹے کی بیٹی کو وراثت سے محروم قرار دیا۔ جب کہ حضرت ابن مسعودؓ نے بھی اجتہاد سے ہی کام لیا تھا لیکن ان کا فیصلہ سنت نبوی ﷺ کے قریب تھا اس لئے حضرت ابو موسیٰؓ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مسئلہ کے بارے میں واضح شرعی حکم نہ ہو، اس بارے میں اجتہاد سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اور اگر مجتہد پر اس کی غلطی واضح ہو جائے تو اسے اپنے فیصلے سے رجوع کرنا چاہے۔

دوسری حدیث میں صرف بیٹی اور بہن کا ذکر ہے۔ جنہیں حضرت معاذ بن جبلؓ نے میت کی وراثت میں سے نصف نصف حصہ دیا۔ چونکہ انہوں نے یہ اجتہادی فیصلہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں دیا اس لئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بارے میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا علم ضرور ہوگا۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

وراثت کے اصحاب الفروض کے ضمن میں احکام حسب ذیل ہیں:

۱- اصحاب الفروض کے حصے 1/2, 1/4, 1/8, 2/3, 1/3, 1/6 مقرر ہیں۔

۲- وراثت میں سب سے پہلے حقیقی بیٹے بیٹوں، پوتے پوتیوں اور پھر باقی رشتہ داروں کو حصے ملتے ہیں۔ انہی رشتہ داروں کے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں۔

2.2 ترکہ میں باپ دادا کے حصے

باپ دادا کی وراثت میں حصہ کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ولأبويه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد فان لم يكن ولد وورثه ابواه فلامه الثلث﴾

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن قبیصة بن ذؤیب قال: جاء ت الجدة الی أبی بکر، فسألته میراثها، فقال: مالک فی کتاب الله شیء، مما علمت لک من قضیة رسول الله ﷺ شیئاً فارجعی حتی أسأل الناس: فسأل الناس فقال المغیرة بن شعبة: حضرت رسول الله ﷺ اعطاها السدس، فقال: هل معک غیرک؟ فقام محمد بن مسلمة الانصاری، فقال مثل ماقال المغیرة بن شعبة فانفذه لها ابوبکر قال: ثم جاء ت الجدة الاخری الی عمر، فسألته فقال مالک فی کتاب الله شیء، ولکن هو ذاک السدس، فان اجتمعتما فهو بینکما، وایتکما خلت به فهو لها)). (رواه الخمسة الا النسائی، وصححه الترمذی)

ترجمہ: ”جناب قبیصہ بن ذوئب سے روایت ہے کہ ایک دادی حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وراثت میں اپنے حصے کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں وارثوں کے جو حصے مقرر کئے گئے ہیں، ان میں تو دادی کے حصے کا کوئی ذکر نہیں اور اس بارے میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے کسی فیصلے کا علم نہیں۔ آپ لوٹ جائیں یہاں تک کہ وہ دوسرے صحابہ کرامؓ سے اس بارے میں دریافت کروں۔ آپ نے صحابہ سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ایک دفعہ دادی کو وراثت میں چھٹا حصہ دلوایا تو وہ بھی وہاں حاضر تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا اس وقت کوئی دوسرا بھی آپ کے ساتھ تھا اس پر ایک دوسرے صحابی حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے قول کی تصدیق کی تو حضرت ابوبکرؓ نے اس دادی کو وراثت میں سے چھٹا حصہ دلوایا۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دادی وراثت میں اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصے کے بارے میں دریافت کرنے کیلئے انکی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں وراثت کے جو حصے مقرر کئے گئے ہیں ان میں تو دادی کے حصے کا ذکر نہیں۔ لیکن آپ کو اس میں سے چھٹا حصہ مل سکتا ہے۔ لیکن اگر دادا اور دادی دونوں موجود ہوں تو دونوں کو یہی چھٹا حصہ ہی ملے گا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک ہوگا تو اسے بھی چھٹا ہی حصہ ملے گا۔ اس حدیث کو امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن عبادة بن الصامت أن النبی ﷺ قضی: للجدّتین من المیراث بالسدس بینهما)). (رواه عبدالله بن احمد فی المسند)

ترجمہ: ''حضرت عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادا دادی دونوں کیلئے میراث میں حصہ چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ دیا''۔ عبداللہ بن احمد نے اسے مسند احمد بن حنبل میں روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن بریدة أن النبی ﷺ جعل للجدة السدس اذا لم یکن دونها أم)). (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادی کیلئے وراثت میں سے چھٹا حصہ دینے کا حکم دیا۔ بشرطیکہ میت کی والدہ زندہ نہ ہو''۔ اس حدیث کو امام أبو داوَدؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۴

((وعن عبدالرحمن بن یزید: قال: اعطیٰ رسول اللہ ﷺ ثلاثة جدات السدس، اثنتین من قبل الاب)) وواحدة من قبل الام (رواہ الدارقطنی ھکذا مرسلا)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دادیاں کو میت کی وراثت میں چھٹا حصہ دیا۔ جن میں سے دو دادیاں تھیں اور ایک نانی تھی''۔ اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۵

((وعن القاسم بن محمدٍ قال: جاء ت الجدتان الی ابی بکر الصدیق فاراد ان یجعل السدس للتی من قبل الام، فقال له رجلٌ من الانصار اما انک نترک التی لو ماتت وھو حیٌ کان ایاھا یرث، فجعل السدس بینھما)) رواہ مالک فی الموطا)

ترجمہ: ''جناب قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ دو دادیاں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں وراثت کے بارے میں اپنا حصہ معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوئیں تو آپ نے نانی کو وراثت میں سے چھٹا حصہ دینے کا ارادہ کیا۔ تو ایک انصاری صحابی نے کہا کہ آپ میت کی اصل دادی کو وراثت سے محروم کر رہے ہیں حالانکہ میت زندہ ہونے کی حالت میں دادی کے ترکے سے وراثت کا حصہ پاتی۔ تو آپ نے وراثت کا چھٹا حصہ ان دونوں میں برابر تقسیم کر دیا''۔ اس حدیث کو امام مالکؒ نے موطا میں روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اگرچہ ان میں رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے والے صحابی کا نام نہیں۔ لیکن بعض دوسری احادیث سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے۔ ان احادیث سے معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ دادی چاہے ایک ہو یا ایک سے زیادہ ان سب کو میت کی میراث سے صرف چھٹا حصہ ہی ملے گا ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں یہ چھٹا حصہ ان میں برابر تقسیم ہوگا اس پر صحابہ کرامؓ اور تابعین کا اجماع ہے۔ اس بارے میں دادی اور نانی میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن اگر میت کے والدین موجود ہوں تو پھر دادیوں کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

باپ دادا کے وراثت میں حصوں کے ضمن میں مزید احکام حسب ذیل ہیں:

۱- باپ کے وراثت میں حصے کے ضمن میں درج ذیل احکام ہیں:

الف: پہلی صورت میں یہ کہ جب اس کے ساتھ اولاد میں سے ایک مذکر وارث ہو تو اس کا حصہ چھٹا ہوگا۔

ب: دوسری صورت یہ کہ اگر میت کا کوئی بیٹا نہ ہو تو کل مال لے گا اور اگر دوسرے اصحاب الفروض ہوں تو ان کا حصہ ادا کر کے باقی سارا اس کا ہوگا۔

ج: تیسری صورت یہ ہے کہ میت کی مؤنث اولاد ہو تو اس صورت میں ایک تو وہ سدس حاصل کرے گا اور باقی اصحاب الفروض میں سے بھی اس کا حصہ ہوگا۔

۲- دادا کے لئے عربی میں جد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ۱-'الجد الصحیح' اس سے مراد باپ کا باپ اور دوسرا 'الجد الفاسد' جس سے مراد ماں کا باپ۔ دادا کے وراثت میں حصہ اجماع سے ثابت ہے۔ دادا کو اس وقت حصہ ملتا ہے جب باپ موجود نہ ہو اگر باپ موجود ہو تو جد کا حصہ ساقط ہو جاتا ہے۔

2.3 وراثت میں قریبی رشتہ داروں کے حصے

قریبی رشتہ داروں کے لئے عصبہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے مراد کسی شخص کے والد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قریبی رشتہ دار اور اس کے اہل قبیلہ ہوتے ہیں۔

(ل) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن المقدام بن معدی کرب عن النبی ﷺ قال: من ترک مالا فلوراثته، وانا وارث من لاوارث له' اعقل عنه وارثه' والخال وارث من لا وارث له' یعقل عنه ویرثه')) (رواہ احمدو ابو داؤد وابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت مقدام بن معد یکربؓ سے روایتؓ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وفات کے وقت کوئی مال چھوڑا ہوتو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جس کا کوئی وارث نہ ہو، میں اس کا وارث ہوں اس کا خون بہا بھی ادا کروں گا اور اس کے مال کا ورارث بھی ہوں گا۔اور جس کا کوئی دوسرا قریبی رشتہ دار موجود نہ ہوتو اس کا ماموں اس کا وارث ہوگا وہ اس کی طرف سے خون بہا بھی ادا کرے گا اور اس کے مال کا وارث بھی ہوگا''۔اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن ابی امامة بن سهل ان رجلاً رمی بسهم فقتله،ولیس له وارث الا خالٌ فکتب بذلک ابو عبیدة بن الجرام الی عمر فکتب عمر: ان النبیٰ ﷺ قال: الله ورسول مولیٰ من لا مولیٰ له' والخال وارث من لاوارث له)) (رواہ احمد وابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو تیر مار کر ہلاک کر دیا۔اس شخص کا اس کے ماموں کے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں تھا۔اس بارے میں حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا تو حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کا وارث ہے اور جس کا ماموں کے سوا کوئی دوسرا رشتہ دار موجود نہ ہو، تو ماموں ہی اس کا وارث ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

تشریح

بعض آئمہ حدیث نے ان احادیث کی صحت پر شک کا اظہار کیا ہے۔ جب کہ بعض دوسروں نے انہیں صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان کی تائید میں کچھ دوسری احادیث کو پیش کیا ہے۔ بعض صحابہ کرامؓ اور اکثر فقہاء نے ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے دوسرے رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں، ماموں، خالہ اور چچی کو میت کے مال کا وارث قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت زید بن ثابتؓ جو اسلامی قانون وراثت کے ماہر تھے، نے اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ انہوں نے ماموں یا خالہ کو وارث قرار دینے کی بجائے یہ فیصلہ دیا کہ اس میت کا مال اسلامی بیت المال میں جمع کرا دیا جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں پیش کردہ احادیث کو وہ بھی ضعیف قرار دیتے تھے۔ تاہم بہت سے دوسرے صحابہ جن میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ شامل ہیں اور جمہوری فقہاء جن میں حنفی فقہاء بھی شامل ہیں وہ اس رائے کے حق میں ہیں کہ اگر میت کے ایسے رشتہ دار موجود ہوں جن کا وراثت میں حصہ نہ ہو تو مقررہ حصہ والوں کی جگہ وہ میت کے مال کے وارث ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ رشتہ دار آخر رشتہ دار ہی ہوتے ہیں، انہیں بیت المال وغیرہ پر فوقیت حاصل ہے۔

صحابہ کرامؓ اور فقہاء کا اس بارے میں فیصلہ ان کے اجتہاد پر مبنی ہے کیونکہ اس بارے میں جتنی احادیث پیش کی گئی ہیں ان کی صحت پر آئمہ حدیث نے شک کا اظہار کیا ہے اور اجتہادی فیصلوں میں اختلاف کا ہونا ناگزیر ہے اس لئے ان مختلف فیصلوں میں سے جن کا جی چاہے اپنے مطلب کے فیصلے پر عمل کر سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۳

((وعن ابن عباسٍ، ان رجلاً مات علی عهد رسول الله ﷺ ولم یترک وارثا الا عبدا هو اعتقه' فاعطاه میراثه'))

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص فوت ہوا تو ایک غلام جسے اس نے آزاد کر دیا تھا، کہ سوا کوئی دوسرا اس کا وارث نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کی وراثت کا مال اس غلام کو عطا کر دیا''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن قبیصة عن تمیم الداری قال: سألت النبی ﷺ: ماالسنة فی الرجل من اهل الشرک یسلم علی یدرجل من المسلمین؟ فقال: هو اولی الناس بمحیاه ومماته، وهو مرسلٌ قبیصة لم یلق تمیما الداری))

ترجمہ: ''حضرت قبیصہ نے حضرت تمیم داریؓ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا کہ اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کے ہاتھ پر ایمان لائے تو اس کی وراثت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جس شخص کے ہاتھ پر ایمان لایا وہ زندگی اور موت میں اس نومسلم کا زیادہ حق دار ہے''۔ اس حدیث کے راوی قبیصہ کی ملاقات حضرت تمیم داریؓ سے ثابت نہیں۔

حدیث نمبر ۵

((وعن عائشة ان مولی للنبی ﷺ خر من عذق نخلةٍ، فمات فاتی به النبی ﷺ فقال: هل له من نسیبٍ او رحیمٍ؟ قالوا: لا قال: اعطوا میراثه' بعض اهل قریته)). (رواهن الخمسة الا النسائی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک آزاد کردہ غلام کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا، اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس کا کوئی رشتہ دار ہے تو لوگوں نے بتایا کہ کوئی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس مال وراثت گاؤں کے کسی غریب آدمی کو دے دیا جائے''۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶

((وعن بريدة قال: توفي رجلٌ من الازد، فلم يدع وارثاً، فقال النبي ﷺ: ادفعوه الى اكبرِ خزاعة)) (رواه احمد وابوداؤد)

ترجمہ: ''حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ ازد کا ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مال وراثت قبیلہ خزاعہ کے سردار کو دے دو (قبیلہ ازد جس کا ایک حصہ تھا) اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابوداودؒ نے روایت کیا ہے''۔

حدیث نمبر ۷

((وعن ابن عباسٍ ان النبي ﷺ اخى بين اصحابه، فكانوا يتوارثون بذلك، حتى نزلت، واولوالارحام بعضهم اولى ببعضٍ في كتاب الله، فتوارثوا بالنسب)) (رواه الدارقطني).

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد صحابہ کرامؓ میں بھائی چارہ قائم کر دیا تھا اور وہ لوگ اصل رشتہ داروں کی طرح ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ قرآنی حکم نازل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بعض رشتہ دار دوسرے رشتہ داروں سے زیادہ حق دار ہیں تو اس کے بعد اصل رشتہ دار ہی رشتہ داروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارث قرار پاتے تھے''۔ اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث میں سے حدیث نمبر ۲ جو حضرت تمیم داریؓ سے روایت کی گئی ہے اسے تو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کے راوی کی حضرت تمیم داریؓ سے ملاقات ثابت نہیں۔ باقی احادیث کے بارے میں کچھ آئمہ حدیث نے شک کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر انہیں صحیح تسلیم کیا ہے اور فقہاء نے ان سے استدلال کیا ہے۔ ان احادیث کی اس موضوع پر دوسری بہت سے احادیث سے بھی تائید ہوتی ہے۔ اس لئے فقہاء نے حضرت تمیم داریؓ سے روایت کردہ حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں فقہاء نے یہ فیصلہ دیا کہ جو غیر مسلم کسی مسلمان کے ہاتھ پر ایمان لائے تو ان کے درمیان ایک قسم کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ اور اگر غیر مسلم کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ مسلمان جس کے ہاتھ پر وہ ایمان لایا، وہ اس کا وارث قرار پاتا ہے۔ حنفی فقہاء، امام قاسم اور ان کے شاگردوں، امام زید بن علیؒ اور امام اسحاق کا یہی مسلک ہے لیکن امام ناصرؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا اور یہ فیصلہ دیا کہ اس کا مال وراثت بیت المال میں جمع کرا دیا جائے۔ اسی طرح سے بعض لوگ پگڑی بدل بھائی بن جاتے ہیں اور حقیقی رشتہ داروں کی طرح ایک دوسرے کے وارث ہو جاتے ہیں تو شریعت اسلامی نے اسے بھی ناپسند کیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ حقیقی رشتہ دار ہی کسی کے مال وراثت کے حق دار ہوتے ہیں۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

اہل عصبہ کے بارے میں احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ اگر کسی شخص کے اہل الفروض میں سے رشتہ دار نہ ہوں تو پھر اس کی جائیداد میں سے اہل عصبہ کو حصہ ملتا ہے۔

۲۔ اہل عصبہ کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف: عصبہ نسبیہ

ب: عصبہ سببیہ

'عصبہ نسبیہ' سے مراد وہ رشتہ دار ہوتے ہیں جو نسب کی وجہ سے عصبہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اور 'عصبہ سببیہ' سے مراد وہ رشتہ دار ہوتے ہیں جو کسی سبب یعنی ولاء یا غلامی وغیرہ کی وجہ سے نسب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عصبہ کے وراثت میں حق سے متعلق مختلف احادیث کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

2.4 یتیم کی وراثت

یتیم سے مراد وہ نابالغ بچہ ہے جس کے والد یا ماں باپ دونوں فوت ہو گئے ہوں۔ اسلام نے معاشرے کے باقی اجزاء کی طرح یتیم کی کفالت کا بھی انتظام کیا ہے اور اس ضمن میں تعلیمات ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن أبی هریرة عن النبی ﷺ قال: اذا استهل المولود ورث)) (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب پیدا ہونے والے بچہ نے آواز نکالی اور اس کے بعد وہ مر گیا تو وہ وراثت کا حق دار ہوگا''۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن سعید بن المسیب عن جابر بن عبداللہ والمسور بن مخرمة قالا: قضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ: لا یرث الصبی حتی یستھل)) (ذکرہ احمد بن حنبل فی روایۃ ابنہ عبداللہ)

ترجمہ: ''جناب سعید بن مسیّب نے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ جب تک مولود پیدا ہونے کے بعد آواز نہ نکالے اس وقت تک اسے کسی کا وارث قرار نہیں دیا جا سکتا''۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اپنے بیٹے عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث کے مطابق اگر کسی بچہ نے پیدا ہونے کے بعد مرنے سے پہلے کسی قسم کی آواز نکالی ہو تو اس کی زندگی کی علامت سمجھی جائے، تو وہ بچہ اسلامی قانون وراثت کے مطابق اپنے حصے کا حق دار ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس کا حصہ ان لوگوں میں تقسیم ہوگا جو قانون وراثت کے مطابق اس کے وارث قرار پائیں گے۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

۱۔ ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو بھی بچہ پیدا ہونے کے بعد آواز نکالے تو وہ وراثت میں حق دار ہوگا۔ اور اگر وہ فوت ہو جائے تو پھر اس کا حصہ اس کے رشتہ داروں میں تقسیم ہوگا۔

2.5 خود آزمائی نمبر ②

۱۔ وراثت میں اولاد اور بہن بھائیوں کے حصوں کی وضاحت کریں۔

۲۔ وراثت میں قریبی رشتہ داروں کے حصوں کی وضاحت کریں۔

۳۔ یتیم کی وراثت کے بارے میں احکام واضح کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ غلامی کے خاتمے کے احکام

3.1 غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب

غلامی ان برائیوں میں سے ہے جن کا خاتمہ اسلامی تعلیمات کی وجہ سے عمل میں آئی۔ ظہور اسلام کے وقت غلامی ایک وبا کی صورت میں موجود تھی اسلام نے اس وبا کا خاتمہ کیا اور غلاموں کی آزادی کو یقینی بنانے کے احکامات دیئے۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: من أعتق رقبة مسلمة اعتق الله بکل عضو منه عضوا من النار حتی فرجه بفرجه)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا''۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔

حدیث نمبر ۲

((وعن سالم بن ابی الجعد عن ابی امامة وغیره من اصحاب النبی ﷺ یعنی عن النبی ﷺ قال: أیما امری مسلم أعتق امرا مسلما کان فکا که من النار، یجزی کل عضو منهما عضوا منه)). (رواه الترمذی و صححه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((ولا حمد وابی داود معناه من روایة کعب بن مرة، او مرة بن کعب السلمی، ورادفیه: وایما امراة مسلمة اعتقت امراة مسلمة. کانت فکا کہ من النار، یجزی بکل عضو من اعضائها عضوا من اعضائها))

ترجمہ: ''حضرت سالم بن ابی جعد نے حضرت ابوامامہؓ اور کچھ دوسرے صحابہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے بھی کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ عمل اسے دوزخ کی آگ سے بچالے گا۔ اس کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے ہر عضو کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے دو مسلمان لونڈیاں آزاد کیں تو وہ اسے دوزخ کی آگ سے بچانے کا سبب بنیں گی اور ان کے ہر عضو کے بدلے میں اسے بھلائی کا بدلہ دیا جائے گا''۔

اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

''امام احمدؒ اور امام ابو داؤدؒ نے اسی مفہوم کی حدیث کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب اسلمی سے روایت کی ہے اور ان کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان لونڈی کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا سبب بنے گی۔ اس کے ہر عضو کے بدلے میں اس ہر عضو کو ثواب ملے گا''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور ان کی تائید میں کچھ دوسری اسی مضمون کی احادیث پیش کی ہیں۔ ان احادیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنا ایک ایسی نیکی ہے کہ جس کے ذریعے انسان دوزخ کی آگ سے بچ سکتا ہے۔ اس بارے میں بعض فقہاء نے مرد غلاموں کو آزاد کرنے کو زیادہ فضیلت والا عمل قرار دیا ہے جب کہ بعض فقہاء نے لونڈیوں کے آزاد کرنے کو زیادہ افضل قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۳

((وعن أبی ذرٍ قال: قلت یارسول الله ای الاعمال افضل؟ قال الایمان بالله والجهاد فی سبیل الله قال: قلت ای الرقاب افضل؟ قال انفسها اهلها واکثرها ثمناً))

ترجمہ: ''حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کے راستے میں دشمن کے خلاف جہاد کرنا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ فضیلت والا عمل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس کے مالکوں کے نزدیک سب سے زیادہ اچھا اور زیادہ قیمت والا ہو''۔

حدیث نمبر۴

((وعن میمونة بنت الحارث انها اعتقت ولیدة لها، ولم تستاذن النبی ﷺ، فلما کان یومها الذی یدور علیها فیه، قالت: اشعرت یارسول الله انی اعتقت ولیدتی؟ قال" أو فعلت"؟ قالت نعم قال: اما أنّکِ لو اعطیتها أخوالک کان اعظم لا جزک)) (متفق علیه)

((وفی الثانی دلیلٌ علی جواز تبرع المراة بدون اذن زوجها، وان صلة الرحم افضل من العتق))

ترجمہ: ''ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا اور اس بارے میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل نہیں کی تھی، تو جب آپ ﷺ ان کی باری کے دن انکے گھر آئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ اچھا آپ نے ایسا کیا ہے تو حضرت میمونہؓ نے اثبات میں جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم وہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ملتا۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دے سکتی ہے اور یہ کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے''۔

حدیث نمبر ۵

((وعن حکیم بن حزام قال: قلت یارسول الله ارأیت أمورا کنت اتحنث بها فی الجاهلیة، من صدقة وعتاق و صلة رحمٍ، هل لی فیها من اجرٍ ؟ قال: اسلمت علی ماسلف لک من خیر)) (متفق علیه)

((وقد احتج به علی ان الحر بی ینفذ عتقه' ومتی نفذ فله' ولاوه بالخبر))

ترجمہ: ''حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں صدقہ' غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کے جو نیک کام کرتے رہے ہیں کیا ان کا بھی اسے اجر ملے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اسلام لانے کے بعد تمہیں ان کا اجر بھی ملے گا۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاری، امام مسلم اور امام احمد متفق ہیں۔ اور اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ دشمن کے علاقے میں رہنے والا اگر اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس کا غلام آزاد سمجھا جائے گا اور اس کا مولی ہوگا''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس غلام کو اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آقا دوسروں سے اچھا سمجھتا ہوں اور اسے فروخت کرنے پر اس کی زیادہ قیمت مل سکتی ہو تو اس کو آزاد کرنا، دوسرے غلاموں کی نسبت زیادہ نیک عمل ہے۔ دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی نے کفر کی حالت میں غلام کو آزاد کیا اور پھر اسلام قبول کیا تو اسے بھی زمانہ جاہلیت کے اس نیک کام کا اجر ملے گا اسی طرح اگر اس نے زمانہ جاہلیت میں غریبوں کی مدد کی ہو یا رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا ہو۔ تو وہ بھی اس کے نیک اعمال میں شمار ہو گا۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے یہ احکام مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ غلام کو آزاد کرنے سے مراد انسان کی اپنی آزادی ہے۔ اللہ تعالیٰ غلام کے پورے انسان کے ہر عضو کو آزاد کرے گا۔

۲۔ غلاموں میں سے اس غلام کو آزاد کرنا زیادہ باعث فضیلت ہے جو زیادہ اچھا ہو۔

۳۔ خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی عطیہ دے سکتی ہے۔

۴۔ اسلام نے نیکی کے دوسرے کاموں کی طرح غلام وغیرہ کو آزاد کرنا بھی نیکی کے کاموں میں شامل کر دیا ہے۔

3.2 خود آزمائی نمبر ③

۱۔ غلامی کے خاتمے کے لئے اسلام کے احکام کی وضاحت کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑫

احکام نکاح

تحریر: ڈاکٹر ضیاء الحق
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی
قاضی حامد رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

- یونٹ کا تعارف 559
- یونٹ کے مقاصد 560

1 ازدواجی زندگی کی اہمیت 561

1.1 ازدواجی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب 561

1.2 رشتہ کے لئے دین دار عورت کا انتخاب 565

1.3 منگنی سے پہلے منگیتر کو دیکھنا 568

1.4 خود آزمائی نمبر 1 571

2 انعقاد نکاح 572

2.1 نکاح کے لئے ولی کا ہونا 572

2.2 وقت نکاح لڑکی کی رضامندی 575

2.3 نکاح کیلئے گواہوں کا ہونا 580

2.4 نکاح کے لئے کفو کے احکام 583

2.5 نکاح کے لئے خطبہ (پیغام) بھجوانے کے احکام 588

2.6 خود آزمائی نمبر 2 592

3 نکاح کے متفرق احکام 593

3.1 نکاح متعہ کے احکام 593

3.2 حلالہ کے احکام 600

3.3 نکاح شغار کے احکام 603

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.4 مہر صداق کے احکام 606
3.5 ولیمہ کے احکام 614
3.6 عزل کے احکام 617
3.7 حسن معاشرت کے احکام 622
3.8 خود آزمائی نمبر 3 630

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کامل میں جو تفصیلی احکام دیئے ان کا تعلق خاندانی زندگی سے بھی ہے۔ خاندانی زندگی یعنی نکاح وغیرہ کے معاملات ایسے ہیں جن کی ضرورت ہر دور کے انسان کو ہے۔ کیونکہ یہ احکام ثابت شدہ حقائق پر مشتمل ہیں اس لئے اس ضمن میں تفصیلی احکام دیئے گئے ہیں۔ چونکہ نکاح کے معاملات کے لئے اسلامی احکامات ہر زمانے کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ اس لئے اس ضمن میں واضح احکام دیئے گئے ہیں۔ ان احکام کا بڑا حصہ چونکہ رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ ہے۔اور اسی سنت پر عمل دور صحابہ اور بعد کے ادوار میں ہوا اس لئے نکاح سے متعلق مختلف موضوعات پر مشتمل احادیث کو اس یونٹ میں بیان کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

⇦ اسلام میں ازدواجی زندگی کی اہمیت کو واضح کر سکیں۔

⇦ انعقاد نکاح کے ضمن میں سنت الرسول ﷺ سے احکام کو بیان کر سکیں۔

⇦ نکاح کے متفرق مسائل مثلاً حلالہ، نکاح متعہ، نکاح شغار، حق مہر، ولیمہ اور عزل کو واضح کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① ازدواجی زندگی کی اہمیت

1.1 ازدواجی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب

اسلام نے متعدد صورتوں میں نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہ انبیاء اور رسل کی سنت ہے اور ان لوگوں کا اسلوب رہا ہے جن کی پیروی زندگی میں ضروری ہے اس ضمن میں ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک، وجعلنا لھم ازواجاً و ذریۃً﴾ ''اور ہم نے آپ سے قبل رسول بھیجے اور ان کی بیویاں اور اولاد تھی'' اس ضمن میں وارد احادیث میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابن مسعودٍ قال: قال رسول اللہ ﷺ یا معشر الشباب، من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج، فانہ اغض للبصر، واحصن للفرج، ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم، فانہ لہ وجاءٌ)). (رواہ الجماعۃ)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوانوں کے گروہ کہ تم میں سے جس کی طاقت ہو وہ ضرور شادی کرے، کیونکہ اس سے انسان کی نظریں نیچی رہتی ہیں اور اس کی عصمت کی حفاظت ہوتی ہے اور جس کی شادی کی استطاعت نہ ہو تو وہ روزہ رکھ کر اپنے جذبات کو قابو میں رکھے۔ روزہ اسے برائی کے ارتکاب سے بچائے گا''۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن انس ان نفرا من اصحاب النبی ﷺ قال بعضھم: لا اتزوج، وقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعضهم: اصلی، ولا انام، وقال بعضهم: اصوم ولا افطر، فبلغ ذلک النبی ﷺ، فقال (مابال اقوام قالوا کذا و کذا؟ لکنی اصوم وافطر، واصلی، و انام، واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے کہا کہ وہ شادی نہیں کریں گے اور اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کر دیں گے۔ کسی نے کہا کہ وہ ساری رات نفل نماز ادا کرے گا اور سوئے گا نہیں، کسی نے کہا وہ ساری عمر روزے رکھے گا اور کبھی روزے کے بغیر نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان کی ان باتوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں نبی ہونے کے باوجود روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا، رات کو نفل نماز بھی ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ یہ ہے میرا طریق اور جو اس طریق کار سے انحراف کرے گا وہ مجھ سے نہیں''۔ ان دونوں حدیثوں یعنی حدیث نمبر ۲ اور ۳ کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلم اور امام احمدؒ کا اتفاق ہے۔

حدیث نمبر ۳

((وعن سعید بن جبیر قال: قال لی ابن عباس: هل تزوجت؟ قلت: لا قال: تزوج، فان خیر هذه الامة اکثرها نساء)). (رواه احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابن عباسؓ نے شادی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ شادی کر لو، اس امت میں سے اچھا انسان وہ ہے، جس کی بیویاں زیادہ ہوں''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((وعن قتادة عن الحسن عن سمرة ان النبی ﷺ نهی عن التبتل، وقرأ قتادة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک، وجعلنا لھم ازواجاً و ذریۃ﴾)). (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: ''قتادہ نے حضرت سمرہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبادت میں مشغول ہونے کے لئے شادی نہ کرنے سے منع کر دیا۔ پھر اس کی تائید میں قتادہ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کی کہ ہم نے (اللہ تعالیٰ نے) آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے تھے۔ جن کی بیویاں بھی تھیں اور اولاد بھی تھی''۔ اس حدیث کو امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

آئمہ احادیث نے ان احادیث میں سے حضرت سمرہؓ سے روایت کردہ حدیث کے بارے میں تو کچھ شک کا اظہار کیا ہے۔ جب کہ باقی احادیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس بارے میں اور بھی متعدد احادیث ہیں جن کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ شادیاں کریں اور کثرت سے اولاد پیدا کریں کیونکہ آپ ﷺ قیامت کے دن اپنی امت کی اکثریت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کریں گے۔

تاہم شادی کی اہمیت کے بارے میں مصنف نے کچھ مزید حدیثوں کا بھی حوالہ دیا ہے ان میں سے اہم ترین حدیث یہ ہے کہ دنیا انسان کا مال ہے اور اس کا سب سے اچھا مال نیک عورت ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں سے عورتیں اور خوشبو، انہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔ ان احادیث میں آپ ﷺ نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ شادی کریں۔ بشرطیکہ اس کے اخراجات برداشت کر سکیں۔ شریعت اسلامی کے مطابق شادی کے اخراجات کی تمام تر ذمہ داری ہونے والے خاوند پر ہوتی ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ واضح کر دیا کہ تم میں سے جو شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا تو پھر اسے شادی کرنے کی بجائے روزے رکھنے چاہئیں۔ جس طرح شادی اس کی شہوت کے لئے روک ہے تو روزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ شادی کا ایک بڑا مقصد اپنے آپ کو بدکاری سے بھی بچانا ہے۔

جب کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو عبادت میں ہمہ تن مشغول رکھنے کے لئے شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا اور فرمایا کہ وہ خود عبادت کرتے بھی ہیں لیکن شادیاں بھی کی ہیں اس لئے بعض عبادتوں کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرنے کی بجائے اپنے گھر بسائیں اور اس کے بعد وہ جتنی عبادت کرنا چاہیں کریں۔

ان احادیث کی روشنی میں بعض فقہاء نے شادی کو فرض قرار دیا ہے جب کہ بعض نے ایسے اشخاص کے لئے کہ جو اپنے نفس پر قابو رکھ سکتے ہیں شادی کو فرض تو قرار نہیں دیا لیکن ان کے لئے پسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ لیکن امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک ایسے شخص کیلئے بھی شادی کرنا فرض ہے۔ بعض شافعی فقہاء کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام ھادی اور ان کے شاگرد فقہاء نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا لیکن یہ شرط عائد کی کہ شادی کے بغیر اس کا گناہ میں ملوث ہونے کا خطرہ ہو۔ ظاہری مذہب کے امام نے ہر اس شخص پر جو عورت کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہو، شادی کو فرض قرار دیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر زیادہ سے زیادہ روزے رکھے۔ امام مالکؒ نے ایسے شخص کے لئے شادی کو فرض تو قرار نہیں دیا لیکن ایک پسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ مصنف کے نزدیک اگر شادی کے بغیر کوئی بھی اپنے آپ کو گناہ کے کام سے نہ بچا سکے تو اس کیلئے شادی کرنا فرض ہے۔ ایسا شخص جسے شادی کی خواہش نہ ہو اور وہ اپنے جذبات پر قابو رکھ سکتا ہو تو فقہاء نے اس کیلئے شادی کو فرض تو قرار نہیں دیا تاہم اگر وہ شادی کر لے تو شریعت اسلامی کی نظر میں اس کا یہ عمل پسندیدہ ہوگا۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

نکاح کرنے کے ضمن میں قرآن پاک میں کئی جگہ ترغیب ملتی ہے اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿والله جعل لكم من انفسكم ازواجاً و جعل لكم من ازواجكم بنين و حفدة و رزقكم من الطيبات﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے میں سے بیویاں بنائیں اور ان بیویوں میں سے تمہیں بیٹوں اور پوتوں سے نوازا''۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ شادی محبت سکون اور اطمینان کا ذریعہ ہے اور اس کا مقصد رحمت اور محبت کا حصول ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم أزواجاً لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودةً ورحمة انّ فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون﴾

''اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے میں سے تمہاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے اطمینان حاصل کرو اور تمہارے درمیان رحمت اور محبت کو ڈالا بے شک ان آیات میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں''

اسلام کے نظریہ زواج کی رو سے شادی میاں بیوی کو احساس ذمہ داری سے بھرپور زندگی گزارنے کی ترغیب ہے۔ اس کو اختیار کرنے سے انسان فطرت کے اصولوں کے مطابق زندگی گذارتا ہے اور برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

شادی کے ضمن میں سنت الرسول میں احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ ہر اس شخص پر شادی کرنا ضروری ہے جو اس کی قدرت رکھتا ہو اور جو قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔

۲۔ حرمت وتحفظ کا احساس شادی کے بغیر نامکمل رہتا ہے۔

۳۔ شادی کے اخراجات مرد کی ذمہ داری ہے، عورت کو مہر کا حق حاصل ہے۔

1.2 رشتہ کے لئے دیندار خاتون کا انتخاب

بیوی مرد کے لئے گھر اور کھیتی کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ اس کی زندگی کی شریک اور اس کے گھر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک ہے۔ وہ اس کی اولاد کی ماں اور اس کے دل کی ملکہ ہے اور وہ اس کے گھر کے افراد میں سے اہم ترین فرد ہے وہی بچوں کی پرورش کی ذمہ دار ہے۔ اس سے بچے اخلاق اور تربیت پاتے ہیں اسی لئے اسلام نے صالح زوجہ کے اختیار کو بہت اہمیت دی ہے اور اسے ایسی متاع قرار دیا ہے جس کی خواہش اور کوشش کرنا لازمی ہے۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن انس ان النبی ﷺ کان یامر بالباءۃ و ینھی عن التبتل نھیاً شدیداً، ویقول (تزوجوا الودود الولود، فانی مکاثر بکم الانبیاء یوم القیامۃ))

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شادی کرنے کا حکم دیتے تھے اور عبادت میں مشغولیت کے لئے شادی نہ کرنے سے روکتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے شادیاں کرو۔ کیونکہ میں قیامت کے دن اپنی زیادہ امت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کروں گا''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن عبداللہ بن عمر، ان رسول اللہ ﷺ قال (انکحوا امھات الاولاد فانی اباھی بکم یوم القیامۃ)) (رواھما احمد)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچے پیدا کرنے والی ماؤں سے شادیاں کرو کیونکہ میں قیامت کے دن زیادہ امت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کروں گا''۔ ان دونوں احادیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۳

((معقل بن یسار قال: جاء رجل الی النبی ﷺ، فقال انی اصبت امراۃ ذات حسب و جمالٍ، وانها لا تلد، أفأتزوجها قال((لا)) ثم اتاہ الثانیة، فنهاہ، ثم اتاہ الثالثة، فقال((تزوجوا الودود الولود، فانی مکاثر بکم)) (رواہ ابو داؤد والنسائی)

ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ انہیں ایک ایسی خوبصورت اور اعلی خاندان کی عورت کا رشتہ مل رہا ہے جو بانجھ ہے یعنی بچے جننے کے قابل نہیں تو کیا میں اس سے شادی کرلوں تو آپ ﷺ نے اسے اجازت نہ دی۔ اس نے اس بارے میں دو بارہ اور سہ بارہ اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت نہ دی اور فرمایا کہ ایسی عورتوں سے شادیاں کرو جو پیار کرنے والیاں اور زیادہ بچے جننے والیاں ہوں کیونکہ میں کثرت امت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کروں گا''۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث میں سے حضرت انسؓ سے روایت کردہ حدیث کو تو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے جبکہ دوسری حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی گئی ہے اسے مشکوک قرار دیا ہے، تیسری حدیث کو بھی انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث میں عبادت میں مشغولیت کی خاطر، شادی نہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ بلکہ مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ ایسی عورتوں سے شادیاں کریں جو محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہوں۔ کیونکہ قیامت کے دن وہ اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کر سکیں گے۔ اس موضوع پر اگرچہ بہت سی احادیث روایت کی جاتی ہیں یعنی قیامت کے دن میں اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کرسکوں گا۔ یہ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ شادی کا ایک مقصد بچے پیدا کرنا ہے۔ تاکہ نسل انسانی کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسی عورت سے شادی کی جانی چاہیے جس میں درج ذیل صفات ہوں:

۱۔ اس کا کردار ایک شریف اور نیک خاتون کا ہو اور اس کی تربیت نیکی اور اچھائی کے ماحول میں ہوئی ہو۔

۲۔ اس کو اپنے اعصاب پر کنٹرول ہو، نفسیاتی مشکلات سے دور ہو اور اپنے شوہر کے حقوق کی حفاظت کرنے والی ہو۔

۳۔ بیوی ایسی ہونی چاہیے جسے دیکھ کر خوشی محسوس ہو، جو شوہر کی اطاعت کرنے والی ہو اور شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال و عزت کی حفاظت کرنے والی ہو۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ کسی عورت سے اس کے حسن کے لئے اس کے نسب کے لئے اور اس کے دین کی بناء پر شادی کرتے ہیں۔ کامیاب ترین شادی وہ ہے جو اس کے دین و ایمان کی بناء پر کی جاتی ہے۔

1.3 منگنی سے پہلے منگیتر کو دیکھنا

شادی کی پیش کش کرنا شادی کی شروعات میں سے ہے اور نکاح سے پہلے منگنی اسی لئے مشروع ہے۔ منگنی سے پہلے شوہر کو یہ اجازت ہے کہ وہ اپنی منگیتر کو دیکھ لے۔ اس بارے میں کچھ احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن المغيرة بن شعبة انه' خطب امراة، فقال النبیﷺ (انظر اليها، فانه' احری ان يودم بينكما)) (رواه الخمسة الا ابا داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت سے منگنی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو شادی سے پہلے اچھی طرح دیکھ لے۔ اس سے تمہارے درمیان محبت بڑھے گی''۔ اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی هريرة قال: خطب رجل امراة، فقال النبی ﷺ (انظر اليها، فان فی اعين الانصار شيئاً)) (رواه احمد والنسائی).

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک انصاری عورت سے اپنی منگنی کی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اپنی منسوبہ کو دیکھ لے کیونکہ بعض انصار کی آنکھوں میں بیماری ہوتی ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن جابر قال: سمعت النبی ﷺ يقول: اذا خطب احدكم المراة، فقدر ان يری منها بعض مايدعوه الی نكاحها فليفعل)) (رواه احمد و ابوداؤد)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے منگنی کرے تو اگر وہ اس عورت کو دیکھ سکے کہ جس سے اس کی شادی میں مدد ملے تو پھر اسے ایسا کرنا چاہیے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن موسیٰ بن عبداللہ، عن ابی حميدٍ، او حميدةٍ، قال: قال رسول الله ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اذا خطب احدکم امرأة، فلا جناح علیه ان ینظر منها، اذا کان انما لینظر الیها لخطبة، وان کانت لا تعلم)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''موسیٰ بن عبداللہ نے حضرت حمیدؓ یا حضرت حمیدہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کو دیکھ لے۔ چاہے اس عورت کو اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ اسے شادی کے لئے دیکھ رہا ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵

((وعن محمد بن مسلمة قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: اذا القی الله فی قلب امریء خطبة امرأة فلا باس ان ینظر الیها)) (رواه احمد و ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت محمد بن مسلمةؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ اس نے فلاں عورت سے شادی کرنی ہے تو پھر اس عورت کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ پہلی حدیث میں اس عورت کا حال بیان کیا گیا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن آپ ﷺ نے خود تو اس سے شادی نہ کی تاہم ایک دوسرے صحابی سے اس کی شادی کرا دی۔ یہاں اس کی طرف اشارہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کرنے والے مرد کو اپنی ہونیوالی بیوی کو دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ دوسری احادیث میں بھی ایسی اجازت کا ذکر ہے پھر اس کی وجہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بتائی کہ اگر شادی سے پہلے مرد اور عورت ایک دوسرے کو اچھی طرح دیکھ بھال لیں اور یہ محسوس کرلیں کہ ان کے مزاج ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اس قسم کی شادی سے میاں بیوی میں زیادہ محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کی زندگی خوشگوار گزرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ دیکھنا کس حد تک محدود ہو۔ اس بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک تو یہ ہے کہ وہ عورت کا صرف چہرہ اور ہاتھ دیکھ سکتا ہے جب کہ امام داؤدؒ نے اسے سارا بدن دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ اس باب کی احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرد جس عورت کو اپنی بیوی بنانے کے لئے منتخب کرے وہ اس کا سارا جسم دیکھ سکتا ہے۔ چاہے وہ عورت اس کی اجازت دے یا نہ دے۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک اس عورت کی اجازت ضروری ہے۔ جہاں مرد کو عورت کو دیکھنے کی اجازت ہے اسی طرح عورت کو بھی مرد کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ (ہمارے خیال میں یہاں نظر سے مراد صرف دیکھنا نہیں بلکہ ہونے والے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے مزاج پرکھنا بھی اس میں شامل ہے۔ کیونکہ اس کے بعد ہی خوشگوار زندگی کا تصور کیا جا سکتا ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

۱- مرد اور عورت کو شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت اس لئے ہے کہ انہوں نے ساری زندگی اکٹھی گزارنی ہے اس لئے وہ پہلے ایک دوسرے کو پسند کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

۲- جمہور فقہاء کے نزدیک مرد شادی سے پہلے اپنی منگیتر کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

۳- مردوں کی طرح عورتوں کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ہونے والے شوہر کو دیکھ سکیں۔ حضرت عمر کا اس ضمن میں ارشاد ہے کہ اپنی بیٹیوں کی برے مردوں سے شادی مت کرو عورتوں کو بھی مردوں میں وہی چیزیں پسند ہیں جو مردوں کو عورتوں میں۔

1.4 خود آزمائی نمبر ①

۱- قرآن وسنت کی روشنی میں ازدواجی زندگی کی اہمیت واضح کریں۔

۲- کس قسم کی عورت کو بیوی کے طور پر منتخب کرنا چاہیے سنت الرسول ﷺ کی روشنی میں واضح کریں۔

۳- منگنی سے پہلے منگیتر کو دیکھنے کے ضمن میں سنت میں کیا احکام ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② انعقاد نکاح

2.1 نکاح کیلئے ولی کا ہونا

نکاح کرنے کا اختیار اگرچہ مرد اور عورت کو ہے تاہم عورت کے بالغ نہ ہونے کی صورت میں یا بالغ ہونے کے باوجود شرم وحیاء کے تقاضوں کی وجہ سے ان کے اولیاء کو اس کا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ اولیاء میں باپ دادا اور ان کی غیر موجودگی میں دوسرے افراد شامل ہیں۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: لا نکاح الا بولی))

ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰؓ نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن سلمان بن موسیٰ عن الزہری، عن عروۃ، عن عائشۃ ان النبی ﷺ قال: أیما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطلٌ، فنکاحھا باطلٌ، فنکاحھا باطلٌ، فان دخل بھا فلھا المھر بما استحلَّ من فرجھا، فان اشتجروا، فالسلطان ولی من لا ولی لہ')) (رواھما الخمسۃ، الا النسائی)

ترجمہ: ''سلیمان بن موسیٰ نے حضرت عائشہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، تو اس کا نکاح جائز نہیں۔ آپ ﷺ نے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات تین دفعہ دہرائی اور اگر اس نکاح میں اس کے شوہر نے اس سے مباشرت کر لی ہو تو وہ حق مہر کی حق دار ہو جاتی ہے اور اگر ان میں جھگڑا ہو جائے تو پھر جس کا کوئی ولی نہ ہو حکمران اس کا ولی تصور ہو گا''۔

ان دونوں احادیث کو امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث کو امام ابوداؤدؒ طیالسی نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ کوئی نکاح ولی کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور اگر کوئی عورت ولی کی اجازت کے بغیر ایسا کرے تو اس کا نکاح ناجائز تصور ہو گا۔ آپ ﷺ نے اس پر زور دینے کے لئے ناجائز کا لفظ تین دفعہ دہرایا اور اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو، تو حکمران اس کی طرف سے ولی کے فرائض سرانجام دے سکتا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج نفسها، فان الزانية هی التی تزوج نفسها)) (رواه ابن ماجه، والدار قطنی)

((وعن عكرمة بن خالدٍ، قال: جمعت الطريق ركبا، فجعلت امراة منهن، ثيبٌ. امرها بيد رجل غير ولی فانكحها، فبلغ ذلك عمر، فجلد الناكح والمنكح وردنكاحها)) (رواه الشافعی والدارقطنی)

((وعن الشعبی قال: ماكان احدٌ من اصحاب النبی ﷺ اشد فی النكاح بغير ولی من علیؓ كان يضرب فيه)) (رواه الدارقطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت کی شادی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت خود اپنی شادی کرے۔ اور جو ایسا کرے گی تو وہ زنا کی مرتکب ہو گی''۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ اور امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

''حضرت عکرمۃ بن خالد سے روایت ہے کہ ایک راستے میں کچھ سوار جمع ہوئے تو ان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک مطلقہ عورت نے ایک شخص کو اپنا معاملہ سونپ دیا۔ اس نے بغیر اس عورت کے ولی کے اس سے نکاح کرلیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت عمرؓ کو ہوئی تو آپ نے ان دونوں یعنی مرد اور عورت کو سزا دی اور ان کا نکاح منسوخ کر دیا''۔ اس کی امام شافعیؒ اور امام دار قطنیؒ نے روایت کی ہے۔

''امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علیؓ کا رویہ اس بارے میں بڑا سخت تھا وہ بغیر ولی کے نکاح کی صورت میں سزا دیا کرتے تھے''۔ اس حدیث کو امام دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

تشریح

حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت کردہ حدیث کو امام ابن حبان اور امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ اس بارے میں ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایات بیان کی گئی ہیں اور پھر یہ بتایا گیا ہے کہ تیس صحابہ کا یہی مسلک تھا۔ تاہم اس حدیث کا ایک راوی تدلیس کے لئے مشہور تھا۔ یعنی مختلف احادیث کے مضامین ایک دوسرے سے ملا دیا کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث کو بھی امام ابن حبان، امام حاکم نے روایت کیا ہے، امام ترمذی نے اسے حدیث حسن قرار دیا ہے۔ تاہم آئمہ حدیث نے اس کے ایک راوی ابن جریج کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان اعتراضات کی روشنی میں یہ دونوں احادیث صحت کے اعتبار سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کردہ حدیث کو اگرچہ آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے لیکن اس کی روایت کا رسول اللہ ﷺ سے انکار کیا ہے اور اسے حضرت ابو ہریرہؓ تک موقوف کیا ہے۔ تاہم حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تمام راویوں کو معتبر قرار دیا ہے۔ اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ صحابہ کرامؓ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حضرت علیؓ اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب تھا کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں اور اس بارے میں صحابہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا۔

تاہم امام ابو حنیفہؒ ان احادیث کو تسلیم نہیں کرتے ان کے نزدیک ولی کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے اس بارے میں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس میں مطلقہ یا بیوہ عورت کو ولی کے بغیر نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی عورت غیر کفو میں شادی کرنا چاہے تو وہ اسے روک سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ عورت اپنے کفو یعنی اپنے برابر کے لوگوں میں شادی کرنا چاہتی ہو تو اسے ہر صورت میں اجازت دینی ہوگی۔ امام مالک کے نزدیک اعلیٰ خاندان کی عورتوں کے لئے تو ولی کی اجازت کی ضرورت ہے۔ جب کہ کمتر خاندان کی عورتوں کو اس کی ضرورت نہیں۔ ظاہری مذہب کے مطابق صرف کنواری لڑکی کے لئے ولی کی اجازت کی ضرورت ہے۔ ولی سے مراد سرپرست ہے یہ مقام باپ کو حاصل اگر باپ نہ ہو تو پھر کسی قریبی رشتہ دار کو ولی بنایا جا سکتا ہے۔

2.2 وقت نکاح لڑکی کی رضامندی

نکاح ایک معاہدہ ہے۔ شوہر اور بیوی اس معاہدے کے فریقین ہیں اور کوئی بھی معاہدہ فریقین کی رضامندی کے بغیر منعقد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نکاح میں لڑکی کی رضامندی بھی ضروری ہے اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن عائشة ان النبی ﷺ تزوجها وهی بنت ست سنین، وادخلت علیه وهی بنت تسع سنین، و مکثت عنده تسعاً)) (متفق علیه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور پھر نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی اور یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں نو سال رہیں''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

اس حدیث سے مصنف نے یہ استدلال کیا ہے کہ نابالغ لڑکی کا باپ اس کی اجازت کے بغیر اس کی شادی کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں حضرت عائشہؓ سے اجازت لینے کا ذکر نہیں۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ اجازت دی کہ کوئی بھی باپ اپنی نابالغ لڑکی کا اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر سکتا ہے۔ تاہم امام ابن شبرمتہ کا اس بارے میں یہ مسلک تھا کہ نابالغ لڑکی کا نکاح جائز نہیں، اس کی شادی اس کے جوان ہونے اور اس کی اجازت کے بعد ہی جائز ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے ان کی کم عمری میں شادی کی تو یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اس حدیث سے فقہاء نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ کم عمر لڑکی کی شادی بڑی عمر کے مرد سے ہو سکتی ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی موسیٰ ان النبی ﷺ قال: تستامر الیتیمة فی نفسها، فان سکتت، فقد أذنت، وإن أبت لم تکره)) (رواہ احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کنواری یتیم لڑکی سے نکاح کی اجازت لی جائے گی۔ اگر خاموش ہو جائے تو خاموشی اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر جبر نہیں''۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ تستامر الیتیمة فی نفسها، فان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتت فهو اذنها، فان أبت فلا جواز عليها)) (رواه الخمسة الا ابن ماجه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کنواری یتیم لڑکی کی مرضی معلوم کی جائے گی۔ اگر خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر جبر نہیں''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن ابن عباس ان جارية بكرا اتت رسول الله ﷺ فذكرت ان اباها زوجها، وهي كارهة، فخيرها النبي ﷺ)) (رواه احمد وابو داود وابن ماجه والدار قطني)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کی شادی کر دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا کہ وہ اس شادی کو منسوخ کر سکتی ہے''۔ اس حدیث کو امام احمد، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ اور امام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ امام دارقطنی نے ایک ایسی ہی حدیث حضرت عکرمہ سے روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اس موضوع پر تمام احادیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۵

((وعن ابن عمر قال: توفي عثمان بن مظعون، وترك ابنة له من خولة بنت حكيم بن امية بن حارثة بن الاوقص، واوصى الى اخيه قد امة بن مظعون، فزوجنيها، ودخل المغيرة بن شعبة، يعني الى امها فارغبها في المال: فحطت اليه، وحطت، الجارية الى هوى امها، فابتا، حتى ارتفع امرنا الى النبي ﷺ، فقال قد امة بن مظعون: يارسول الله، ابنة اخي، اوصى بها الي، فزوجتها ابن عمتها، فلم اقصربها في الصلاح، ولا في الكفاء ة، ولكنها امراة، وانما حطت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الی هوی امها، قال فقال رسول الله ﷺ (هی یتیمة، ولا تنکح الا باذنها) قال: فانتزعت والله منی، بعد ان ملکتها فزوجوها المغیرة بن شعبة))۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ فوت ہوئے تو ان کی حضرت خولہ کے بطن سے ایک بیٹی تھی اوراس کے بارے میں انہوں نے اپنے بھائی حضرت قدامۃ بن مظعون کو وصیت کی اور وہ دونوں میرے ماموں تھے تو میں نے حضرت قدامۃ سے اس لڑکی سے شادی کی درخواست کی تو انہوں نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ تو حضرت مغیرۃ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس گیا اور اسے بہت سے مال کا لالچ دیا۔ تو ماں اور لڑکی دونوں اس کی طرف راغب ہو گئیں تو انہوں نے مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس معاملہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت قدامۃ بن مظعونؓ نے کہا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی تو میں نے اس کی پھوپھی کے بیٹے کے ساتھ شادی کر دی اور میں نے اس کی شادی برابر کے رشتے میں کی۔ آخر عورت ہے وہ ماں کی خواہش کے مطابق مال کی طرف جھک گئی ہے تو اس لڑکی سے شادی کرنے کے بعد اسے مجھ سے چھین لیا گیا اور اس کی شادی مغیرہ بن شعبہ سے کر دی گئی''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یتیم لڑکی کو وہ شخص کہ جسے اس کے بارے میں وصیت کی گئی ہے کسی سے شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا''۔

حدیث نمبر ۶

((وعن ابن عمر ان النبی ﷺ قال: امروا النساء فی بناتهن)) (رواہ احمد وابو داود)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ لڑکیوں کی شادیوں کے بارے میں ان کی ماؤں سے ضرور پوچھو''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے صرف ان میں آخری حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی گئی، اس کے ایک راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے اس بارے میں احتیاط سے کام لیا ہے۔ ان احادیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ خاند دیکھی عورت یعنی مطلقہ یا بیوہ کی دوسری شادی کے لئے اس کی واضح اجازت کی ضرورت ہے اور اگر وہ شادی سے انکار کرے تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ کنواری لڑکی سے جب اجازت لی جائے اور وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔ دونوں کی شادی کے لئے ان کی رضا مندی ضروری ہے اگرچہ اس رضا مندی کے اظہار کے طریقے مختلف ہیں۔ اگر کوئی لڑکی شادی کے بعد یہ کہے کہ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کی خاموشی کو اس کی رضا مندی سمجھ لیا جائے گا تو جمہور فقہاء کے نزدیک تو اس کا نکاح قائم رہے گا۔ لیکن بعض مالکی فقہاء نے اسے اس پر منسوخ قرار دیا ہے۔ ان میں ایک فقہیہ ابن شعبان نے اس بارے میں یہ کہا کہ ہے کہ کنواری لڑکی سے اس کی شادی کے بارے میں تین دفعہ پوچھا جائے اور اسے یہ بھی بتایا جائے کہ اگر وہ خاموش رہے گی تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا کہ اگر وہ اس شادی کو ناپسند کرتی ہے تو واضح طور پر اس کا اعلان کرے۔ امام مالکؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ یتیم کنواری لڑکی کا اجازت لینے پر خاموشی اختیار کرنا، اس کی رضا مندی نہیں سمجھی جائے گی۔ تاہم بعض شافعی فقہاء نے کہا کہ باپ اور دادا جب اس سے اجازت لیں اور وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی کیونکہ وہ باپ دادا سے شرماتی ہے۔ جب کہ دوسرے لوگوں کے سامنے اسے اپنی اجازت کا اظہار بول کر کرنا چاہیے۔

اس بارے میں جو یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ لڑکیوں کے بارے میں ان کی ماؤں سے پوچھا جائے تو آئمہ حدیث نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک ماں کو اس معاملے میں اختیار نہیں، اس لئے اس کی مرضی پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہاں اُس کا دل رکھنے کیلیئے پوچھ لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور عام طور پر وہ لڑکی ماں یا باپ کے فیصلے کی مخالفت بھی نہیں کرے گی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان کے بھائی کنواری لڑکیوں کی اجازت کے بغیر ان کی شادی کر دیتے تھے۔ تاہم اس بارے میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ بعض حالات ایسے ہوں گے کہ انہیں اس بارے میں لڑکیوں کی پسند کا علم ہوگا اس لئے شادی کے موقع پر انہوں نے اس بارے میں پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی ہو۔

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت چاہے کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ ہر حالت میں اس کی شادی میں اس سے اجازت حاصل کرنی ضروری ہے اور اگر ان کی مرضی کے خلاف کہیں ان کی شادیاں کر دی جائیں تو وہ ایسی شادیوں کو منسوخ کرانے کا حق استعمال کرسکتی ہیں۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے درج ذیل احکام مستنبط ہوتے ہیں:

۱- مطلقہ یا بیوہ عورت کی دوسری شادی کے لئے واضح اور صریح الفاظ میں اجازت ضروری ہے۔

۲- کنواری لڑکی سے جب اجازت لی جائے اور وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت تصور ہوگا۔

۳- اگر بچپن میں کسی لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر دیا گیا تو اسے خیار بلوغ حاصل ہوگا۔

۴- اگر عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر ولی کر دے تو اسے حق حاصل ہے کہ چاہے تو اس نکاح کو برقرار رکھے چاہے تو ختم کر دے۔

2.3 نکاح کیلئے گواہوں کا ہونا

جمہور فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ نکاح گواہوں کے بغیر منعقد نہیں ہوتا چنانچہ گواہوں کی موجودگی صحت نکاح کی شروط میں سے ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال: الغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواه الترمذی، وذکر انه لم یرفعه غیر عبد الا علی، وانه قد وقفه مرة، وانا الوقف اصح، وهذا لا یقدح، لان عبدالا علی ثقةٌ، فیقبل رفعه و زیادته، وقد یرفع الراوی الحدیث وقد یقفه.

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں بغیر گواہوں کے اپنا نکاح کر لیتی ہیں وہ بدکار ہیں''۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور یہ وضاحت کی کہ اس کے ایک راوی عبدالاعلیٰ کے سوا، اس حدیث کا سلسلہ روایت رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچتا اور اس نے بھی بعض اوقات اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں لیا۔ اور صحیح یہی ہے کہ کسی راوی نے اس حدیث کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچایا۔ بلکہ اس روایت کا سلسلہ خود عبدالاعلیٰ تک موقوف ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ عبدالاعلیٰ معتبر راوی ہیں، اس لئے اگر وہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کریں یا اس میں کوئی اضافہ کریں تو وہ قبول کر لیا جائے گا کیونکہ اکثر معتبر راوی اپنے پر موقوف روایت کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۲

((وعن عمران بن حصین عن النبی ﷺ قال: لا نکاح الا بولی و شاهدی عدل)). (ذکره' احمد بن حنبل فی روایة ابنه عبدالله)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی نکاح ولی کے بغیر اور دو عادل گواہوں کے بغیر جائز نہیں''۔ امام احمد بن حنبل نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ لانکاح الا بولی و شاهدی عدلٍ، فان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشاجروا فالسلطان ولی من لا ولی له)) (رواه الدارقطنی)

(ولمالکٍ فی الموطا عن ابی الزبیر المکی ان عمر بن الخطاب اتی بنکاح لم یشهد علیه الا رجل و امرأة، فقال: هذا نکاح السر، ولأ اجیزه' ولو کنت تقدمت فیه لرجمت)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکاح صحیح نہیں ہوتا مگر ولی اور دو عادل گواہوں کے ساتھ۔ اگر ولیوں میں اختلاف ہو جائے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان (حاکم) ہوتا ہے''۔

''حضرت ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس ایک نکاح لایا گیا جس پر صرف ایک مرد اور ایک عورت گواہ تھی۔ فرمایا یہ پوشیدہ نکاح ہے میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر میں نے یہ پہلے اعلان کر دیا ہوتا تو اب ان سب کو سنگسار کر دیتا''۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

گواہوں سے متعلق احادیث سے درج ذیل احکام مستنبط ہوتے ہیں:

۱- اگر گواہوں نے گواہی دی اور اس کو پوشیدہ رکھا گیا تو یہ نکاح درست ہوگا لیکن بعض فقہاء کے نزدیک نکاح کا اعلان ضروری ہے اور ا نکاح درست نہ ہوگا۔

۲- نکاح کیلئے دو مرد یا چار عورتوں کی گواہی وری ہے۔ حضرت عمر نے ایک مرد اور ایک عورت کی موجودگی میں نکاح کو درست قرار نہیں دیا۔

۳- گواہوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہوں اور متعاقدین کے کلام کو سنتے ہوں۔ اگر کسی نکاح کی گواہی بچے، پاگل، یا نشئی یا گونگے نے دی تو نکاح درست نہ ہوگا اور ان کی گواہی ایسے ہی تصور ہوگی جیسے کسی نے گواہی نہ دی۔

۴- احناف کے نزدیک گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہے اور دو فاسق گواہوں کی موجود میں بھی نکاح ہو جاتا ہے اور ہر وہ شخص جس کے لئے نکاح میں ولی ہونا درست ہو وہ گواہ بھی ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے۔

۵- شوافع کا کہنا ہے کہ گواہوں کے لئے عادل ہونا ضروری ہے۔

۶- شافعیہ، حنابلہ کے نزدیک گواہوں کا مرد ہونا ضروری ہے اور ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حدود، نکاح اور طلاق میں عورتوں کی گواہی نہیں ہے۔ پھر یہ کہ نکاح کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں بہت سے مرد موجود ہوتے ہیں تو پھر عورتوں کو درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۷- احناف کے نزدیک گواہوں کا مرد ہونا ضروری نہیں ہے اور ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں نکاح ہوسکتا ہے اس ضمن میں احناف کی دلیل قرآن پاک کی آیت ہے۔

۸- امام ابو حنیفہ، امام شافعی کے نزدیک گواہوں کا آزاد ہونا ضروری ہے جبکہ امام احمد کے نزدیک آزادی کی شرط نہیں ہے۔

۹- اس بارے میں فقہاء کے درمیان اتفاق ہے کہ اگر عقد نکاح مسلمان مرد اور عورت کے درمیان ہوتو گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

2.4 نکاح میں کفو یعنی سماجی برابری کے احکام

کفو کے معنی برابری کے ہیں شریعت کی اصطلاح میں کفو سے مراد ہم پلہ لوگوں میں شادی کرنا ہے۔ شریعت کا اصول یہ ہے کہ نکاح ہم پلہ لوگوں میں کیئے جائیں کیونکہ ایک شریف گھرانے کی لڑکی کسی کم رتبہ شخص کے پاس جانے سے انکاری ہوگی البتہ مرد کے نکاح میں کفو کا ہونا لازمی نہیں ہے۔۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ، قال: جاء ت فتاۃٌ الی رسول اللہ، فقالت: ان ابی زوجنی ابن اخیہ، لیرفع بی خسیسته' قال: فجعل الامر الیها، فقالت: قد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجزت ما صنع ابی، ولکن اردت ان أعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامر شئی)). (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ: ''عبداللہ بن بریدہؓ نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک نوجوان لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے سے اس کے گھٹیا پن کو دور کرنے کیلئے کر دی ہے۔(مراد اس کا خاوند گھٹیا کردار کا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت دے دی کہ وہ اپنی شادی منسوخ کرسکتی ہے۔ اس نے کہا کہ جو کچھ میرے باپ نے کیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔ میں نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس لئے پیش کیا کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ والدین اپنی بیٹیوں کو ان کی ناپسندیدہ جگہ پر شادی نہیں کر سکتے''۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے، امام احمد اور امام نسائی نے ابن بریدہ کے حوالے سے اس کی روایت کی ہے۔

حدیث نمبر۲

((ورواہ احمد والنسائی من حدیث ابن بریدة عن عائشة وعن عمر قال: لا منعن تزوج ذوات الاحساب، الا من الاکفاء)). (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اچھے خاندان کی عورتوں کی شادی سماجی لحاظ سے برابر کے مردوں سے کی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ ایسی شادیوں کو منسوخ کر دیں گے''۔ اس حدیث کو امام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی حاتم المزنی قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا اتاکم من ترضون دینه و خلقه فانکحوہ، الا تفعلوہ تکن فتنةٌ فی الارض وفسادٌ کبیرٌ. قالوا یا رسول اللہ، وان کان فیه، قال: اذا جاء کم من ترضون دینه وخلقه فانکحوہ. ثلاث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراتٍ)) (رواہ الترمذی، وقال: ھذا حدیثٌ حسن غریبٌ.

((وعن عائشۃ ان ابا حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ بن عبدشمس وکان ممن شھد بدراً مع النبی ﷺ. تبنی سالماً وانکحہ بنت اخیہ الولید بن عتبۃ بن ربیعۃ، وھو مولی لامرأۃ من الانصار)). (رواہ البخاری والنسائی و ابو داود)

((وعن حنظلۃ بن ابی سفیان الجمحی عن امہ قالت: رایت اخت عبد الرحمن بن عوفٍ تحت بلالٍ)). (رواہ الدارقطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابو حاتم مزنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں اپنی لڑکیوں کے لئے ایسے لڑکوں کا رشتہ ملے جن کی دین داری اور اخلاق پسندیدہ ہو تو ان سے شادی کردو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اگر اس میں کوئی کمی ہو تو آپ ﷺ نے پھر تین مرتبہ اسی بات کو دہرایا۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسا رشتہ آجائے کہ جس کی دین داری اور اخلاق پسندیدہ ہوں تو اس سے اپنی لڑکیوں کی شادی کردو۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور اسے حدیث حسن اور غریب قرار دیا ہے''۔

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو حذیفہؓ جو جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے تھے انہوں نے حضرت سالمؓ کو اپنا متبنی بیٹا بنالیا تھا اور اس کی شادی اپنے بھائی ولید بن عقبہ کی بیٹی سے کردی حالانکہ حضرت سالمؓ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے''۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ، امام نسائیؒ اور امام ابوداودؒ نے روایت کیا ہے۔

''حضرت حنظلہ بن ابوسلیمان الجمحی نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بہن کی شادی حضرت بلالؓ سے کردی گئی تھی۔ اس حدیث کو امام دار قطنی نے روایت کیا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ پہلی حدیث میں ایک ایسی لڑکی کا ذکر ہے جس کا خیال تھا کہ اس کے خاوند کا سماجی مرتبہ اس کے مطابق نہ تھا۔ ویسے تو وہ اس کا رشتہ دار تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی بری عادت تھی جس کی وجہ سے اس لڑکی کو وہ ناپسند تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح منسوخ کرنے کی اجازت دے دی۔ لیکن اس کے باوجود اس نے ایسا نہ کیا اور اپنے باپ کے فیصلے پر راضی رہی۔ دراصل اس بارے میں اس نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ اگر لڑکی کو کوئی رشتہ پسند نہ ہو تو اس کے والدین اسے اس رشتہ کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔

جہاں تک شادی میں کفو یعنی میاں بیوی میں سماجی برابری کا تعلق ہے تو اس بارے میں اسلامی تعلیمات واضح ہیں کہ اس سلسلہ میں اونچے اور گھٹیا خاندان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بار بار فرمایا کہ اصل چیز ہونے والے خاوند کی دین داری اور اخلاق ہے چاہے اس کا تعلق کسی گھٹیا خاندان سے ہی کیوں نہ ہو ایسے مرد سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی جائے اس بارے میں قرآن مجید میں بھی ایک مثال پیش کی گئی ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ایک چچا زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید سے کی گئی حالانکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا خاندان عرب کا سردار خاندان تھا۔ جب کہ غلام ہونے کی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بارے میں سرے سے کوئی علم ہی نہ تھا۔

اس قرآنی مثال کی روشنی میں بعض صحابہ نے بھی اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی شادیاں آزاد کردہ غلاموں سے کر دی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو قریش کے ایک بہت بڑے سردار تھے۔ اور جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب کرنے والی مجلس کا رکن نامزد کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنی بہن کی شادی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو آزاد کردہ حبشی غلام تھے، سے کر دی تھی۔ اس بارے میں ایک دوسرے جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مثال بھی پیش کی جاتی ہے آپ بدری صحابی ہیں اور معاشرے میں آپ کا مقام بلند تھا۔ لیکن آپ نے ایک آزاد کردہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام حضرت سالمؓ سے اپنے بھائی کی بیٹی کی شادی کر دی تھی۔ چنانچہ ان واقعات کی روشنی میں امام مالکؒ نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ میاں بیوی کی سماجی برابری کچھ بھی ہو اگر ہونے والے خاوند میں دینداری اور اخلاق کی صفات پائی جاتی ہوں تو اس سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم اس کے خلاف کچھ ایسی احادیث بھی روایت کی گئی ہیں جن میں پیشوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ان میں سے مشہور ترین حدیث یہ ہے کہ عرب کے ایک قبیلے کے لوگ دوسرے قبیلے کے لوگوں کے ہم کفو ہیں، یعنی ان کا سماجی مرتبہ برابر ہے، اسی طرح چھوٹے قبیلے کے لوگوں کا چھوٹے قبیلے کے لوگوں کے برابر سماجی مرتبہ ہے، اس طرح سے ایک عام عرب کا دوسرے عرب کے ساتھ سماجی مرتبہ بلند ہے۔ مگر جولاہے اور پچھنا لگانے والے حجام کا سماجی مرتبہ دوسرے لوگوں سے کم ہے۔ ایک دوسری روایت میں چمڑا رنگنے اور پچھنا لگانے والے لوگوں کو کم مرتبہ قرار دیا گیا۔ لیکن ان دونوں احادیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ویسے بھی یہ قرآن کی واضح تعلیم اور اس پر صحابہ کے عمل کی روشنی میں ضعیف قرار پاتی ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی بھی حضرت زینبؓ کی شادی حضرت زیدؓ سے نہ کرتے اور نہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنی بہن کی شادی حضرت بلالؓ سے کرتے جو آزاد کردہ غلام تھے۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

احادیث سے مستنبط فقہی احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ کفاءت میں سب سے پہلا اعتبار نسب کا ہے چنانچہ شوہر اور بیوی کو نسب میں ہم پلہ ہونا چاہیے۔

۲۔ نسب کی طرح کفاءت کا دوسرا معیار آزادی ہے، اور حدیث میں آتا ہے آزاد عورت کی شادی غلام سے نہیں ہوسکتی۔

۳۔ کفاءت میں مالی برابری بھی بڑی اہم ہے مفلس شخص کے ساتھ امیر عورت کی شادی درست نہیں ہے تاہم امیر مرد سے مفلس عورت کی شادی میں کوئی حرج نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ کفاءت کے ضمن میں شوہر کے پیشہ کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے چونکہ لوگ اپنے پیشوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اس لئے عورت کی شادی ایسے مرد سے ہو جس کا پیشہ لوگوں کے نزدیک حقیر ہو درست نہیں ہے۔

2.5 نکاح کیلئے خطبہ (پیغام) بھجوانے کے احکام

خطبہ سے مراد کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھجوانا ہے یعنی معروف لوگوں کے ذریعے کسی عورت کو شادی کی پیش کش کرنا خطبہ ہے۔ خطبہ چونکہ شروعات نکاح میں سے ہے اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے مشروع قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن ابن مسعود قال: علمنا رسول الله ﷺ التشهد فی الصلاة، والتشهد فی الحاجة، وذکر تشهد الصلاة، قال: والتشهد فی الحاجة((ان الحمد لله نستعینه، و نستغفره، و نعوذ بالله من شرور انفسنا من یهده الله فلا مضل له، ومن یضلل فلا هادی له، واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله)) قال: و یقرا ثلاث آیاتٍ، ففسرها سفیان الثوری ﴿واتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون﴾ ﴿اتقوا الله الذی تساء لون به والارحام، ان الله کان علیکم رقیباً﴾ ﴿اتقوا الله وقولوا قولا سدیداً﴾ الایة)). رواه الترمذی و صححه.

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز اور حاجات کے لئے خطبہ کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے پہلے نماز کے خطبے یعنی تشہد کو بیان کیا پھر حاجت کے تشہد یا خطبے کو ان الفاظ میں بیان کیا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش کے طالب ہیں اور ہم اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور اس امر کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی کوئی سی تین آیات کی تلاوت کرتے وقت سفیان ثوری نے ان تین آیات کا ذکر کیا ہے پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ اور تم اسلام کی حالت میں ہی وفات پاؤ، دوسری آیت کا ترجمہ یوں ہے اس اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے، تیسری آیت کا ترجمہ یوں ہے کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچی بات کرو"۔
اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جس خطبہ حاجت کی تعلیم دی، عام طور پر شادی کے موقع پر بھی یہی خطبہ پڑھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن اسماعیل بن ابراهیم عن رجل من بنی سلیم قال: خطبت الیٰ النبی ﷺ امامة بنت عبدالمطلب فانکحنی من غیر ان یتشهد)). (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: اسمٰعیل بن ابراہیم نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت امامۃ بنت عبدالمطلب سے شادی کا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے بغیر کسی خطبے کے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا"۔ اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۳

((وعن ابی هریرة ان النبی ﷺ کان اذا رفأ انسانا اذا تزوج، قال: بارک الله لک، وبارک علیک، وجمع بینکما فی خیر))(رواه الخمسة الا النسائی و صححه' الترمذی)

((وفی روایة: لا تقولوا ذلک، فان النبی ﷺ قد نهانا عن ذلک: قولوا((بارک الله فیک وبارک لک فیها)).

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شادی کرنے والے شخص کو عام طور پر یہ دعا دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس شادی کو بابرکت بنائے اور تم دونوں کو بھلائی اور نیکی پر اکٹھا رکھے''۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن عقیل بن ابی طالب انه' تزوج امراةً من بنی جشم فقالوا بالرفاء والبنین، فقال: لا تقولوا هکذا، ولکن قولو۱ کما قال رسول الله ﷺ ((اللهم بارک لهم، وبارک علیهم)). (رواه النسائی وابن ماجه، واحمد بمعناه)

ترجمہ: ''حضرت عقیلؓ بن ابو طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنی جشم کی ایک عورت سے شادی کی تو انہوں نے مجھے شادی اور بیٹوں کی دعا دی۔ تو میں نے انہیں کہا کہ یہ دعا کا زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔ اسلامی طریقہ کے مطابق کہو جو رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ ان کی شادی کو ان کے لئے بابرکت بنا دے، اس حدیث کو امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ابن ماجہؒ اور امام احمدؒ نے بھی اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ اس حدیث کے ایک دوسرے متن کے مطابق حضرت عقیلؓ نے لوگوں سے کہا کہ انہیں شادی کی اس طرح دعا نہ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی دعا سے منع کر دیا تھا یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری یہ شادی مبارک کرے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس بارے میں پہلی حدیث جو حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے، اسے تو آئمہ نے مشکوک قرار دیا ہے۔ لیکن انہی سے روایت کردہ ایک دوسری ایسی حدیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ دوسری حدیث میں قرآنی آیات کا ذکر نہیں۔ تاہم شادی کے بارے میں اور بھی متعدد احادیث ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے موقع پر خطبہ پڑھنا ایک پسندیدہ عمل ہے۔ شادی کے موقع پر زمانہ جاہلیت میں جو دعا دی جاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا۔ اس کی بجائے آپ ﷺ نے ایسی دعائیں سکھائیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع ہوتی تھیں۔ دراصل جاہلیت کے لوگ شادی پر اس قسم کے الفاظ نیک فال کے لئے استعمال کرتے تھے اور ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی بجائے ایسی دعا سکھائی جو اللہ تعالیٰ کی تعریف سے شروع ہوتی تھی۔

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ حدیث سے بعض فقہاء نے نکاح کے وقت اور ہر ضرورت کے موقع پر ایسے خطبے کو شرعاً ضروری قرار دیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اسے سنت نبوی ﷺ کہا ہے۔ تاہم بعض فقہاء کے نزدیک خطبے کے بغیر بھی نکاح جائز ہے اور یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے مستنبط احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ خطبہ کیلئے ضروری ہے کہ اس میں درج ذیل دو شرائط موجود ہوں:

الف: خطبہ ان موانع شرعیہ سے خالی ہو جو نکاح سے منع کرتی ہیں۔

ب: جس عورت کو نکاح کی پیش کش کی جارہی ہے اسے کسی اور نے نکاح کے لئے پیش کش نہ کی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- مطلقہ یا بیوہ عورت کو خطبہ اس وقت دیا جائے گا جب وہ اپنی عدت پوری کر چکی ہو دوران عدت خطبہ درست نہیں ہے۔

۳- اگر کسی مرد نے پہلے عورت کو پیغام بھجوا دیا ہو تو پھر اس پر کسی دوسرے کو پیغام بھجوانا درست نہیں۔

2.5 خود آزمائی نمبر ②

۱- نکاح کیلئے ولی کے وجود کے متعلق احکام واضح کریں۔

۲- وقت نکاح لڑکی کی رضا مندی کی شرعی حیثیت واضح کریں۔

۳- نکاح کے گواہوں کے ضمن میں سنت میں موجود احکام واضح کریں۔

۴- نکاح کیلئے کفو کے احکامات کیا ہیں؟

۵- نکاح کیلئے پیغام بھجوانے کے ضمن میں شریعت کے احکام کیا ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نکاح کے متفرق مسائل

3.1 نکاح متعہ کے احکامات

مؤقت شادی کو نکاح متعہ کہا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے ایک دن، ایک ہفتے یا ایک مہینے کیلئے شادی کر لے۔اس کو متعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مرد عورت سے ایک محدود مدت تک استفادہ کرنا چاہتا ہے۔اس شادی کی حرمت پر فقہاء کے درمیان اتفاق ہے۔اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابن مسعود قال: كنا نغزو مع رسول الله ﷺ، ليس معنا نساءٌ فقلنا: الا نختصى؟ فنهانا عن ذلك، ثم رخص لنا بعد ان تنكح المراة بالثوب الى اجل، ثم قرا عبدالله ﴿ياايها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم﴾)). (متفق عليه))

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہ ہوتیں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیوں نہ ہم اپنے آپ کو نامرد کرالیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ہمیں عورتوں سے معاوضے کے بدلے وقتی نکاح کی اجازت دی اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے انہیں حرام قرار نہ دو''۔اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمد متفق ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن ابی جمرة قال: سالت ابن عباسٍ متعة النساء فرخص فقال له مولی له': ذلک فی الحال الشدید، وفی النساء قلةٌ، او نحوه'، فقال ابن عباسٍ: نعم)). (رواه البخاری)

ترجمہ: ''ابو جمرۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے عورتوں سے وقتی نکاح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی اجازت دی، تاہم ان کے ایک آزاد کردہ غلام نے یہ تصریح کی کہ صرف مشکل اوقات میں اجازت ہے یا جب عورتوں کی بہت قلت ہو، تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تصدیق کی''۔اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن محمد بن کعب عن ابن عباسٍ، قال: انما کانت المتعة فی اول الاسلام، کان الرجل یقدم البلدة، لیس له' بها معرفةٌ، فیتزوج المراة بقدر مایری انه' یقیم، فتحفظ له' متاعه' و تصلح له شیئه' حتی نزلت هذه الایة ﴿الا علی ازواجهم اوما ملکت ایمانهم﴾ قال ابن عباسٍ: فکل فرج سواهما حرامٌ)). (رواه الترمذی)

ترجمہ: ''محمد بن کعب نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں وقتی نکاح کی اجازت تھی۔ایک آدمی کسی شہر میں جاتا کہ جس میں اس کی کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو وہ جتنے عرصے تک اس شہر میں ٹھہرنا چاہتا، وہاں کسی عورت سے شادی کر لیتا وہ عورت اس کے سامان کی بھی حفاظت کرتی اور اس کے حالات کو بھی ٹھیک ٹھاک رکھتی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مردوں کے لئے صرف ان کی بیویوں اور لونڈیوں سے مباشرت کی اجازت ہے، اس کے بغیر ہر قسم کے ازدواجی تعلقات کو حضرت ابن عباسؓ نے حرام قرار دیا''۔اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۴

((وعن علی ان رسول الله ﷺ نهی عن نکاح المتعة وعن لحوم الحمر الاهلية زمن خيبر))

((وفی رواية: نهی عن متعة النساء يوم خيبر، وعن لحوم الحمر الا نسية)) (متفق عليهما)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقع پر وقتی نکاح اور گدھوں کے گوشت سے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا۔ ان ہی سے ایک دوسری ایسی ہی روایت بیان کی گئی ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی لڑائی کے موقع پر عورتوں سے وقتی نکاح اور گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا تھا''۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔

حدیث نمبر ۵

((وعن سلمة بن الاكوع قال: رخص لنا رسول الله ﷺ فی متعه النساء عام او طاس، ثلاثة ايام، ثم نهی عنه))

ترجمہ: ''حضرت سلمۃ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کے سال صرف تین دن کے لئے ہمیں وقتی نکاح کی اجازت دی۔ اس کے بعد ایسے نکاح سے مسلمانوں کو منع کر دیا''۔

حدیث نمبر ۶

((وعن سبرة الجهنی انه غزا مع رسول الله ﷺ فتح مكة، قال: فاقمنا بها خمسة عشر فاذن لنا رسول الله ﷺ فی متعة النساء وذكر الحديث الى.ان قال: فلم اخرج حتى حرمها رسول الله ﷺ))

((وفی رواية: انه كان مع النبی ﷺ فقال: يا ايها الناس انی كنت اذنت لكم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الاستمتاع من النساء وان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ، فمن کان عندہ منھن شئی فلیخل سبیلہ ولا تاخذوا مما آتیتموھن شیئا)) (رواھن احمد و مسلم)

((وفی لفظٍ عن سبرۃ، قال: امرنا رسول اللہ ﷺ بالمتعۃ، عام الفتح، حین دخلنا مکۃ، ثم لم یخرج منھا حتی نھانا عنھا)) (رواہ مسلم)

((وفی روایۃ عنہ، ان رسول اللہ ﷺ فی حجۃ الوداع نھی عن نکاح المتعۃ)) (رواہ احمد و ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت سبرہ جہنیؓ سے روایت ہے کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے اور ہم فتح مکہ کے بعد پندرہ دن تک وہاں رہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں ہمیں عورتوں سے وقتی نکاح کی اجازت دی۔ اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد راوی نے کہا کہ جیسے ہی ہم نے مکہ مکرمہ سے کوچ کیا تو آپ ﷺ نے وقتی نکاح کو حرام قرار دے دیا''۔

''ایک دوسری روایت کے مطابق انہوں نے کہا کہ وہ فتح مکے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں نے تمہیں عورتوں سے وقتی نکاح کی اجازت دی تھی۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کے دن تک حرام قرار دے دیا ہے۔ اگر کسی کے پاس وقتی نکاح میں سے کچھ ہو تو وہ ایسی عورت کو آزاد کر دے اور جو کچھ انہیں اس نکاح کے بدلے دیا ہے وہ ان سے واپس نہ لے''۔ ان دونوں احادیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

''اس بارے میں حضرت سبرہؓ ہی سے ایک تیسری روایت ہے کہ جب ہم فتح مکہ کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وقتی نکاح کی اجازت دے دی۔ لیکن جونہی ہم نے مکہ مکرمہ سے کوچ کیا تو آپ نے اس کے حرام ہونے کا اعلان کر دیا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی راوی سے ایک چوتھی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر وقتی نکاح سے منع کیا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

وقتی نکاح کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں۔ ان سب کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے دو احادیث اس باب میں پیش کی گئی ہیں۔ انہیں بھی انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ان سے اس بارے میں اتنی زیادہ احادیث اس باب میں پیش کی گئی کہ شعراء نے اپنے اشعار میں ان کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ جب حضرت ابن عباسؓ کو اس کا علم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوئے انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے تو کبھی بھی اسے جائز قرار نہیں دیا۔ یہ تو اس مردار کی طرح ہے کہ جسے مجبور آدمی کو کھانے کی اجازت ہوتی ہے یعنی یہ مردار کی طرح حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس سے بھی بڑے حرام سے بچانے کیلئے اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو معاف کرے گا۔ بعض آئمہ کے مطابق حضرت ابن عباسؓ پہلے اسے جائز سمجھتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے اس کے حرام ہونے کا اعلان کر دیا۔ آپ نے اس حالت میں اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا کہ جب کوئی لمبی مدت کے سفر پر اپنے گھر والوں سے اکیلا ہو وغیرہ وغیرہ۔

بعض روایات کے مطابق حضرت ابن عباسؓ کے علاوہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ جابر بن عبداللہ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن حریثؓ اور امیہ بن خلفؓ کے دونوں بیٹے ابو سعید اور سملہ بھی وقتی نکاح کے قائل تھے، ان کے علاوہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے بعض تابعین اور فقہا بھی اس کے جواز کے قائل تھے، لیکن آئمہ حدیث نے ان اقوال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس بارے میں امام اوزاعی نے یہ فتویٰ دیا کہ اہل حجاز کے پانچ مسائل کے بارے میں نقطہ نظر کو کبھی تسلیم نہ کیا جائے مکہ کے فقہاء سے منسوب وقتی نکاح کا معاملہ، مدینہ منورہ کے فقہاء کا عورت کی دبر سے مجامعت کرنا وغیرہ۔ ایک راوی ابن جریج نے تسلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ اس نے اس بارے میں اٹھارہ جھوٹی احادیث روایت کی تھیں، لیکن اس نے اپنے اس فعل سے توبہ کر کے متعہ یعنی وقتی نکاح کو حرام قرار دینے کا اعلان کیا۔

بعض دوسری روایت کے مطابق، امام مہدی، امام باقر، امام جعفر صادق اور دوسرے شیعہ آئمہ نے وقتی نکاح کو جائز قرار دیا تھا۔ لیکن اس قول کے راوی بھی وہی ابن جریج تھے جنہوں نے یہ تسلیم کیا کہ انہوں نے اس کے بارے میں اٹھارہ جھوٹی رواتیں بیان کی تھیں۔ امام منذر نے بھی دعویٰ کیا کہ مذکورہ بالا آئمہ میں سے کوئی بھی متعہ یعنی وقتی نکاح کو جائز نہیں سمجھتا۔ صرف شیعوں کا ایک رافضی فرقہ ہے جو اسے جائز سمجھتا ہے اس کے جواز کے بارے میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب ناقابل اعتبار ہیں۔ بعض حنفی فقہاء نے امام مالکؒ پر بھی یہ الزام لگایا کہ وہ اس وقتی نکاح کو جائز سمجھتے تھے۔ لیکن مالکی فقہ کی کسی کتاب میں ان کا یہ فتویٰ نہیں ملتا۔ بلکہ ان کی فقہ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے سخت حرام قرار دیتے ہیں۔

امام قرطبی نے ان سب روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ دیا کہ تھوڑے سے عرصے کے لئے وقتی نکاح کی اجازت دی گئی لیکن اس کے فوراً بعد اسے حرام قرار دے دیا گیا اور سلف صالحین سے لے کر بعد کے تمام فقہاء اسے حرام قرار دیتے چلے آئے ہیں۔ صرف شیعوں کا رافضی فرقہ اسے جائز قرار دیتا ہے۔ اس بارے میں اس روایت کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس کے حرام ہونے کا اعلان کیا، اس لئے بعض فقہاء نے اس حدیث کی روشنی میں اس رائے کا اظہار کیا کہ اس سے پہلے ایسے نکاح کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ خیبر اور فتح مکہ کے موقع پر بھی اسے حرام قرار دیا تھا۔ اور جہاں تک حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی حرمت کے اعلان کا تعلق ہے تو وہ آپ ﷺ نے اس لئے کیا کہ اس بارے میں شریعت کا حکم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔

وقتی نکاح یا متعہ، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس لئے امت مسلمہ کے تمام آئمہ کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ اس کے وقتی جواز کے بارے میں جو احادیث مختلف صحابہ کرامؓ سے روایت کی جاتی ہیں تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایسے نکاح کا رواج عام تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے حرام ہونے اعلان کیا۔ بعض لوگوں کو آپ ﷺ کے اس اعلان کی خبر ہو جاتی جب کہ بعض لوگ بے خبر رہتے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو جب بھی موقع ملا تو آپ ﷺ نے اس کی حرمت کا بار بار اعلان کیا، چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ خیبر، غزوہ تبوک، فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر وقتی نکاح کے حرام ہونے کا اعلان کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ زمانہ جاہلیت کے اس نکاح کو حرام سمجھتے تھے، اس لئے جب بھی آپ کو موقع ملتا تو آپ اس کی حرمت کا اعلان کر دیتے۔

دراصل روافض یعنی رافضی فرقہ جو اس کو جائز قرار دیتا ہے اس نے اس بارے میں اتنی جھوٹی احادیث روایت کی ہیں، کہ بعض اوقات معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اسے جائز قرار دیتے تھے، لیکن ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے کسی نہ کسی سقم کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے اکثر کے راوی ضعیف تھے، بعض رایوں کو جب معلوم ہوا کہ انہوں نے اس بارے میں ضعیف احادیث کی روایت کر کے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو انہوں نے اپنے اس فعل سے توبہ کی۔ ابن جریج راوی کا معاملہ سابقہ سطور میں گزر چکا ہے کہ اس نے اس بارے میں اٹھارہ جھوٹی احادیث روایت کی تھیں اور بعد میں انہوں نے اس سے توبہ کی لیکن جن لوگوں کے دل میں چور تھا انہوں نے ان ضعیف احادیث کا سہارا لے کر اس خلاف اسلام نکاح کو جائز قرار دے دیا۔ تاہم بعد میں تمام مسلمان فقہاء نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ یہ وقتی نکاح شرعاً حرام ہے اور صرف شیعہ کا ایک فرقہ جو روافض کے نام سے مشہور تھا، اسے جائز قرار دیتا تھا۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

اس ضمن میں احکام فقہیہ حسب ذیل ہیں:

۱- نکاح متعہ کا ان احکام سے کوئی تعلق نہیں جو قرآن و سنت میں وارد ہیں یہ دوسرے حرام نکاحوں کی طرح ہے۔

۲- حضرت عمر نے اس نکاح کو حرام قرار دیا۔ صحابہ نے حضرت عمرؓ کے فیصلے کی مخالفت نہ کی۔ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا فیصلہ درست نہ ہوتا تو صحابہ یقیناً اس فیصلے کی مخالفت کرتے۔

۳۔ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ نکاح متعہ کی حرمت اجماع امت سے ثابت ہے۔

۴۔ اس نکاح کا مقصد چونکہ شہوانی خواہش کی تسکین ہے اور اس سے نسل انسانی کی بقاء نہیں اور نہ ہی اس سے ان مقاصد اصلیت کا حصول ہوتا ہے۔ جو شادی کیلئے ضروری ہیں اس لئے یہ زنا سے متشبہ ہے اور حرام ہے۔

۵۔ نکاح متعہ سے عورت کو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ مرد کے ہاتھ میں کھلونا بن جاتی ہے۔ نہ ہی اس کے لئے کوئی گھر ہوتا ہے۔ اس لئے یہ حرام ہے۔

۶۔ اہل تشیع میں امامیہ اس کے قائل ہیں۔ اس ضمن میں ان کے پاس مختلف دلائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس میں صیغہ نکاح استعمال ہوتا ہے۔ اس میں مہر کا وجود ہے اور احکام کی بناء پر یہ نکاح ہی کی طرح ہے۔

3.2 حلالہ کے احکام

حلالہ سے مراد ایسا نکاح ہے جس میں کوئی مرد ایسی عورت سے شادی کرتا ہے جسے تین طلاقیں ہوگئی ہوں۔ اور پھر وہ اس عورت کو طلاق دے دیتا ہے اس نکاح کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تین طلاقوں سے مطلقہ عورت اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ شادی کر سکے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر۱

((عن ابن مسعودٍ قال: لعن رسول اللہ ﷺ المحل و المحلل له)) (رواه احمد و النسائی والترمذی، و صححه وللخمسة، الا النسائی من حدیث علی مثله)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلالہ کیا جائے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجی‘‘۔اس حدیث کو امام احمدؒ، امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے باقی تمام آئمہ نے حضرت علیؓ سے ایسے ہی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن عقبة بن عامرٍ، قال: قال رسول الله ﷺ: الا اخبركم بالتيس المستعار؟ قالوا: بلى يا رسول الله قال هو المُحلّ، لعن الله المُحلّ والمَحلّل له‘)) (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: ’’حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو بتاؤں کہ کرایہ کا سانڈ کون سا ہوتا ہے، تو صحابہ نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حلالہ کرنے والا مرد ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر اپنی لعنت بھیجی ہے‘‘۔اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

ان احادیث کو حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔تاہم اس موضوع پر اور بھی بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں، جن میں سے اکثر کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مطلقہ عورت کی پہلے خاوند سے دوبارہ شادی کیلئے وقتی نکاح کرنا، جسے شرعی اصطلاح میں حلالہ کہتے ہیں ایسے فعل کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے۔لعنت گناہ کبیرہ پر کی جاتی ہے۔جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے ایسے نکاح میں عام طور پر یہ شرط عائد کی جاتی ہے کہ عارضی نکاح کرنے والا، اس مطلقہ عورت سے صرف ایک دفعہ مباشرت کرنے کے بعد طلاق دے دے گا۔رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو کرایہ کے سانڈ سے تشبیہ دی ہے۔اس بارے میں فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ ایسا نکاح ناجائز ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے کر اپنی عورتوں کو اپنے سے جدا کر دیتے تھے اور پھر پچھتاتے تھے، اور انہیں واپس لینے کے لئے حلالہ کا طریقہ استعمال کرتے تھے۔اگرچہ اسلام نے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے کو ناجائز قرار دے دیا تھا۔لیکن پھر بھی جاہل لوگ اس کا ارتکاب کرتے رہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اس کی تلافی حلالہ سے کرتے تھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کو سخت گناہ قرار دے کر حلالہ کرنے والے اور جس کے ساتھ حلالہ کیا جاتا تھا دونوں کو ملعون قرار دیا۔

اس بارے میں شریعت اسلامی نے یہ احکام جاری کئے کہ اگر مطلقہ عورت کسی دوسرے شخص سے شادی کر لے لیکن اس کے ساتھ بھی اس کا نباہ نہ ہو سکے اور وہ اسے طلاق دے دے تو وہ اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔لیکن اگر کسی شخص سے اس مقصد کیلئے وقتی نکاح کیا جائے اور یہ شرط عائد کی جائے کہ وہ مباشرت کے بعد فوراً اسے طلاق دے دے گا تو شرعاً ایسے نکاح کو حرام قرار دیا گیا۔اس سلسلے میں فقہاء نے یہ فتویٰ بھی دیا کہ اگر کسی نے طلاق دینے کی شرط پر عارضی نکاح کیا ہو کہ وہ حلالہ کے بعد اس عورت کو طلاق دے دے گا۔لیکن نکاح کرنے کے بعد اسے طلاق دینے سے انکار کر دیتا ہے تو پھر بعض فقہاء کے نزدیک ایسے نکاح کو جائز سمجھا جائے گا۔اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد، امام زفر کا مسلک یہ تھا کہ چاہے حلالہ کی شرط پر ہی نکاح کیوں نہ کیا جائے لیکن نکاح کرنے والا شرط کے مطابق طلاق نہیں دیتا تو یہ نکاح صحیح تصور ہوگا اور شرط کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

اس ضمن میں فقہی احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس قسم کی شادی گناہ کبیرہ میں سے ہے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اس کے ارتکاب کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

۲۔ سنت رسول ﷺ کی صریح نصوص نکاح حلالہ کی حرمت اور عدم صحت پر واضح دلالت کرتی ہیں۔

۳۔ تاہم اگر کسی مرد نے کسی عورت کو تین طلاقیں دے دیں اور پھر اس نے کسی دوسرے مرد سے شادی کی اور اس مرد نے حلالہ کیلئے نہیں بلکہ اور اسباب کی بنا پر طلاق دے دی تو ایسی صورت میں یہ عورت اپنے پہلے شوہر سے شادی کر سکتی ہے۔مطلقہ اپنے شوہر کے لئے درج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل شروط کی بناء پر حلال ہوسکتی ہے:

الف: دوسری شادی درست شادی ہو۔

ب: دوسری شادی رغبت اور پسند سے کی گئی ہو۔

ج: نکاح کے بعد صحیح طور پر دخول ہوا ہو۔

3.3 نکاح شغار (وٹہ سٹہ کی شادی) کے احکام

نکاح شغار جاہلیت میں نکاح کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ اس کی رو سے ایک شخص اپنی بیٹی یا جو کوئی اس کی ولدیت میں ہوتا اس کی کسی دوسرے شخص سے اس شرط پر شادی کرتا کہ وہ اپنی بیٹی یا جو کوئی اس کے تحت میں سے ہو اس شخص کی شادی کرے گا۔ اور دونوں کے درمیان کسی قسم کا عہد نہ ہوتا یعنی دونوں بیویاں ایک دوسرے کیلئے عہد ہوئیں یہ نکاح اسلام میں منع ہے۔ اس بارے میں احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ نهى عن الشغار: والشغار ان يزوج الرجل ابنته' على ان يزوجه' ابنته' وليس بينهما صداقٌ)). (رواه الجماعة لكن الترمذى لم يذكر تفسير الشغار و ابو داود جعله' من كلام نافع)

ترجمہ: ''نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدلے کے نکاح کی ممانعت فرما دی تھی اور بدلے کا نکاح یہ تھا کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کا نکاح کسی دوسرے سے اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس کے بیٹے سے کر دے۔ اور ان دونوں کو کوئی حق مہر نہ دیا جائے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ تاہم امام ترمذیؒ نے مادلے بدلے کے نکاح کی تشریح بیان نہیں کی۔ امام ابو داؤدؒ نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کو نافع کا قول قرار دیا ہے''۔ ایک دوسری روایت جس پر امام بخاریؒ، امام مسلم اور امام احمدؒ متفق ہیں ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عمر ان النبی ﷺ قال: لا شغار فی الاسلام)) (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں بغیر حق مہر کے بدلے کے نکاح کی اجازت نہیں''۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی هريرة قال: نهى رسول الله ﷺ عن الشغار، والشغار ان يقول الرجل: زوجنی ابنتک أوزوجک ابنتی او زوجنی اختک أوزوجک اختی)). (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ادلے بدلے کے نکاح سے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا۔ اور بدلے کا نکاح یوں تھا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے بیٹے سے کر دو اور اسکے بدلے میں میری بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کر لو۔ یا اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کر وا اور میری بہن کا نکاح اپنے سے کر لو''۔

حدیث نمبر۴

((وعن عبدالرحمن بن هرمز الا عرج: ان العباس بن عبدالله ابن عباس انكح عبد الرحمن بن الحكم ابنته، وانكحه عبدالرحمن ابنته' وقد كانا جعلا صداقاً، فكتب معاوية بن ابی سفيان الى مروان بن الحكم يامره بالتفريق بينهما. وقال فی كتابه: هذا الشغار الذی نهى عنه رسول الله ﷺ)). (رواه احمد و ابو داؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبدالرحمن بن ہرمز الاعرجؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس کے بیٹے عباس نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمن بن حکم سے کر دیا، اور عبدالرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا۔ اوران کا کوئی علیحدہ حق مہر مقرر نہ کیا گیا تو امیر معاویہؓ نے مروان بن حکم کو لکھا کہ ان دونوں میں علیحدگی کر دی جائے اور اپنے خط میں لکھا کہ یہ ادلے بدلے کا نکاح ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا تھا''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابو داودؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵

((وعن عمر ان بن حصین ان النبی ﷺ قال: لا جلب ولا جنب ولا شغار فی الاسلام، ومن انتهب فلیس منا)) (رواہ احمد، والنسائی و الترمذی، و صححہ')

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں لوٹ مار اور ادلے بدلے کے نکاح کی اجازت نہیں اور جس نے کچھ مال چھینا ہو تو وہ ہم سے نہیں''۔ اس حدیث کو امام احمد، امام نسائی اور امام ترمذی نے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ادلے بدلے کے نکاح کے لئے شرعی اصطلاح ''شغار'' استعمال کی گئی ہے۔ جس کی تفسیر بعض احادیث ہی میں بیان کی گئی ہے۔ کہ دو خاندان اپنی لڑکیوں کے نکاح ادلے بدلے کی شرط پر کریں اور انہیں کوئی حق مہر نہ دیا جائے۔ جمہور فقہاء نے ایسے نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ تاہم اس کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک تو ایسا مطلقاً جائز نہیں۔ لیکن امام مالک کے نزدیک اگر نکاح ہو جائے اور لڑکیاں اپنے خاوند سے مباشرت کر لیں تو پھر اس نکاح کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر مباشرت نہ کی ہو اور اس بارے میں شرعی حکم کا علم ہو جائے تو پھر یہ نکاح منسوخ سمجھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ اوران کے شاگردوں کا مسلک مختلف ہے ان کے نزدیک ایسا نکاح جائز ہے۔لیکن دونوں خاندانوں کی لڑکیوں کوان کا حق مہر دینا ہوگا اور امام زہری، امام مکحول، امام ثوری، امام لیث ، امام احمد، امام اسحق اورامام ابوثور کا بھی یہی مسلک تھا کہ یہ نکاح صحیح تصور ہوگا اوراس میں حق مہر نہ ہونے کی شرط باطل تصور ہوگی۔ دونوں لڑکیوں کا ان کی خاندان کی عورتوں کے عام حق مہر کے مطابق حق مہر مقرر کرنا ہوگا۔احادیث میں اگر چہ بیٹیوں کے بدلے بیٹیوں اور بہنوں کے بدلے بہنوں کے نکاح کا ذکر کیا گیا ہے تاہم اس کا اطلاق خاندان کی دوسری لڑکیوں پر بھی ہوسکتا ہے۔مختصر یہ کہ ایک خاندان کے لوگ دوسرے خاندان کے لوگوں سے ادلے بدلے کا نکاح کریں تو وہ جائز نہ ہوگا۔ ہاں اگر دونوں طرف کی لڑکیوں کے حق مہر مقرر کر دیئے جائیں تو پھر ایسے نکاح میں کوئی حرج نہیں۔

3.4 مہر (صداق) کے احکام

اسلام نے عورت کے احترام اوراس کوحق ملکیت عطا کرتے ہوئے مہر کا حق دیا۔ یہ حق صرف عورت کا ہےاوراس مال پرتصرف اس کا ہوگا نہ کہ اس کے والدین اورعزیز و اقارب کا۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن عامر بن ربیعه ان امراۃ من بنی فزارۃ تزوجت علی نعلین فقال رسول اللہ ﷺ ((ارضیت فی نفسک ومالک بنعلین؟ قالت: نعم فاجازہ)). (رواہ احمد و ابن ماجه والترمذی و صححه)

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ بنوفزارہ کی عورت نے صرف دو جوتوں کے حق مہر کے عوض شادی کر لی۔تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو خود اس تھوڑے سے حق پر راضی ہوگئی تھی۔تم ان دو جوتیوں کو کیا کروگی۔تو اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے اس کے نکاح کی اجازت دے دی‘‘۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن جابرٍ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: لو أن رجلا اعطی امرأۃ صداقاً ملءُ یدیہ طعاماً کانت لہ' حلالا)) (رواہ احمد و ابو داؤد بمعناہ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی عورت سے مٹھی بھر اناج کے حق مہر نکاح کر لے تو بھی جائز ہے‘‘۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے بھی اس مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔

حدیث نمبر ۳

((وعن انسٍ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ رأی علی عبدالرحمن بن عوف اثر صفرۃ، فقال ((ماھذا؟)) قال: تزوجت امراۃ علی وزن نواۃ من ذھب، قال: بارک اللہ لک، او لم ولو بشاۃ)). (رواہ الجماعۃ ولم یذکر فیہ ابو داؤد ((بارک اللہ لک))

ترجمہ: ’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر زردی کے نشان دیکھے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے ایک گٹھلی برابر سونے کے حق مہر کے عوض ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے دعا دی اور کہا کہ شادی کا ولیمہ کرو چاہ ایک بھیڑ ہی ذبح کرو‘‘۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا تاہم امام ابوداؤدؒ نے اپنی روایت میں برکت دینے کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان میں سے پہلی دونوں احادیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس بارے میں کچھ دوسری ایسی ہی احادیث پیش کی گئی ہیں جن کے مطابق تھوڑے سے حق مہر کے عوض شادی کرنے کا ذکر ہے۔ دراصل یہ وہ احادیث ہیں جو وقتی نکاح یعنی متعہ کے جواز کے لئے بھی پیش کی گئی ہیں ان سب کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے اور فقہاء نے بھی ان سے استدلال نہیں کیا۔ حق مہر کے بارے میں ان روایات کو صحیح تسلیم کیا ہے کہ جن میں چار سو یا پانچ سو درہم حق مہر مقرر کرنے کا ذکر ہے وہ احادیث آئندہ سطور میں پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی روایت میں جو کھجور کی گھٹلی کے برابر سونے کے حق مہر کا ذکر ہے تو فقہاء نے اس کی مختلف تفصیلات بیان کی ہیں۔ کسی نے اسے واقعی کھجور کی گھٹلی کے برابر قرار دیا کسی نے اسے چوتھائی دینار قرار دیا۔ بعض فقہاء نے اسے پانچ درہم کے برابر قرار دیا۔ اس بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے یہ تصریح کی ہے کہ کم حق مہر کے بارے میں جتنی احادیث روایت کی گئی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ انہوں نے دوسری احادیث کے ساتھ اس باب کی پہلی دو حدیثوں کو بھی انہی ضعیف احادیث میں گنوایا ہے۔

ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے کم سے کم حق مہر کے تعین میں اختلاف کیا ہے۔ آئمہ اہل بیت، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کے نزدیک حق مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے۔ اور اس بارے میں انہوں نے حضرت جابرؓ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دس درہم سے کم حق مہر جائز نہیں۔ تاہم یہ احادیث قابل اعتبار نہیں۔ اس بارے میں حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت حسن بصریؒ، ابن مسیبؒ، امام ربیعہ، امام اوزاعی، امام ثوری، امام احمد، امام اسحاق، امام شافعیؒ کے نزدیک کم سے کم حق مہر اتنا ہونا چاہے کہ جو کسی چیز کی قیمت بن سکے یا کسی مزدور کو اتنی اجرت دی جاسکے حضرت سعید بن جبیرؒ نے اسے کم از کم پچاس درہم کے برابر قرار دیا ہے۔ تاہم اس بارے میں صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات اور اپنی بیٹیوں کے حق مہر مقرر کرتے وقت اختیار کیا۔ جو عام طور پر پانچ سو درہم کے لگ بھگ تھا۔ (آج کل کی شرح مبادلہ کے حساب سے یہ رقم دس اور پندرہ ہزار روپے کے درمیان بنتی ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن عائشة رضی الله عنها، ان رسول الله ﷺ قال: ان اعظم النكاح بركة ايسره مونة)). (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے عظیم نکاح یا شادی وہ کہ جس پر بہت کم خرچ ہو''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۵

((وعن ابی سلمة قال: سالت عائشة: كم كان صداق رسول الله ﷺ؟ قالت: كان صداقه' لا زواجه اثنی عشر اوقية ونشا قالت: اتدری ماالنش؟ قلت: نصف أوقية فتلك خمسمائة درهم)) (رواه الجماعة، الا البخاری والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کا کتنا حق مہر مقرر کرتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کی ازواج کا حق مہر تقریباً ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے برابر ہوتا تھا جن کے اس زمانے میں پانچ صد درہم بنتے تھے''۔ اس حدیث کو امام بخاری اور امام ترمذیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۶

((وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال: كان صداقنا. اذ كان فينا رسول الله ﷺ عشر اواقٍ)). (رواه النسائی واحمد وزاد وطبق وذلک اربعمائة)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا حق مہر عام طور پر دس اوقیہ چاندی کے برابر تھا۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ہاتھوں کے اشارے سے ان دس اوقیہ چاندی کو چار سو درہم کے برابر قرار دیا''۔ (موجودہ زمانے کی شرح تبادلہ کے مطابق ان چار صد درہم کی مالیت تقریباً دس ہزار روپے بنتی ہے۔ مترجم)

حدیث نمبر ۷

((وعن عروة عن ام حبيبة، ان رسول الله ﷺ تزوجها وهی بأرض الحبشة زوجها النجاشی، ومهرها اربعة آلاف وجهزها من عنده، وبعث بها مع شرحبيل بن حسنة ولم يبعث اليها رسول الله ﷺ بشئی وكان مهر نسائه أربعمائة درهمٍ)) (رواه احمد والنسائی)

ترجمہ: ''جناب عروہ نے حضرت ام حبیبہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے شادی کی تو وہ ملک حبشہ میں تھی، شاہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے وکیل کے طور پر اس کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کی اور چار ہزار درہم حق مہر مقرر کیا اور وہ حق مہر اپنی طرف سے ادا کر دیا اور پھر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے ساتھ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف کچھ بھی نہیں بھیجا تھا۔ جب کہ آپ ﷺ کی دوسری ازواج کا حق مہر چار صد درہم تھا''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث کے مطابق شادی کے لئے بہت زیادہ حق مہر مقرر کرنا پسندیدہ عمل نہیں بلکہ یہ درمیانی مالیت کا ہونا چاہے کہ جسے ملک کے غریب بھی آسانی سے ادا کر سکیں چنانچہ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے اپنی ازواج اور بیٹیوں کے تقریباً چار صد درہم حق مہر مقرر کیے (جو موجودہ دور کے زر مبادلہ کے مطابق دس ہزار روپے کے لگ بھگ بنتے ہیں) تاہم اس سے کم یا زیادہ حق مہر مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ام المومنین حضرت حبیبہؓ کا حق مہر شاہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے چار ہزار ادا کیا تھا۔ جو موجودہ زمانے کی قیمت کے مطابق تقریباً ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ بنتا ہے۔

دراصل حق مہر کی رقم شادی کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ہوتی تھی اور ہونے والے خاوند سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ رخصتی سے پہلے یہ رقم ہونے والی بیوی کے والدین کے حوالے کردے تاکہ وہ اس سے شادی کے اخراجات پورے کر سکیں۔ اس کی دلیل حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ سے شادی ہے۔ حضرت علیؓ نے جو حق مہر شادی سے پہلے ادا کیا تھا، اسی سے حضرت فاطمہؓ کی شادی کے اخراجات پورے ہوئے تھے۔

حضرت عمرؓ نے جب صحابہ کرامؓ کو یہ مشورہ دیا کہ وہ شادیوں میں بہت زیادہ حق مہر مقرر نہ کیا کریں تو ایک عورت نے اٹھ کر اس کے خلاف قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی کہ اگر تم نے اپنی بیویوں کو سونے کا ڈھیر ہی کیوں نہ دیا ہو۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس عورت نے اپنی دلیل سے مجھے قائل کر دیا۔ اس ڈھیر سے مراد بعض فقہاء نے ایک لاکھ درہم سے زیادہ کا حق مہر مراد لیا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ زیادہ حق مہر مقرر کرنے میں حرج نہیں چونکہ حق مہر کی رقم شادی کے اخراجات پر صرف ہوتی ہے اس لئے اس سے شادی تو شاندار طریقے سے سرانجام پائے گی لیکن، چونکہ معاشرے کے ہر طبقے کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے شادیوں پر کم خرچ کو زیادہ پسندیدہ قرار دیا اور اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کیلئے ازواج مطہرات اور اپنی بیٹیوں کا حق مہر تقریباً چار صد درہم کے برابر دیا۔ (جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کل زرمبادلہ کے مطابق تقریباً دس ہزار روپے بنتا ہے۔

حدیث نمبر ۸

((عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده، ان رسول الله ﷺ قال: ((ایماامراة نکحت علی صداق او حباء او عدة قبل عصمة النکاح، فهولها وما کان بعد عصمة النکاح فهو لمن اعطیه' واحق مایکرم علیه الرجل ابنته و اخته)) (رواه الخمسة الا الترمذی)

ترجمہ: ''عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہونے والی بیوی کو شادی سے پہلے حق مہر یا جو تحفہ وغیرہ دیئے جائیں تو وہ خاص اس کی ملکیت ہوں گے۔ اور رخصتی کے بعد جو تحفے بیوی کے جن رشتہ داروں کو دیئے جائیں گے وہ انہی کے ہوں گے۔ جس آدمی کی بیٹی یا بہن سے شادی کی جائے تو اس کی عزت افزائی کیلئے تحفے بھیجنا اچھی بات ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

عمرو بن شعیب نے جتنی احادیث روایت کی ہیں آئمہ حدیث نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے اور یہی کچھ انہوں نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے۔ ویسے اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کے مطابق شادی سے پہلے ہونے والی بیوی کو جو تحفے تحائف بھیجے جائیں یا اس کا حق مہر ادا کیا جائے گا تو وہ خالص اس کی ملکیت ہوں گے بعد میں جو تحفے اس کے رشتہ داروں کو بھیجے جائیں گے تو ان کے حق دار وہی ہونگے جنہیں یہ تحفے پیش کئے جائیں گے اور صلہ رحمی کی خاطر اس قسم کے تحفوں کے تبادلوں کو پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث کی روشنی میں جو احکام مستنبط ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مہر عورت کا حق ہے اس سے عورت کی کرامت کا اظہار ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس کی طرف سے مرد کو بطور قوام قبول کرنے کا بھی۔ مہر کی ادائیگی لازم ہے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿واتو النساء صدقاتهن نحلةً فان طبن لكم عن شئی منه نفساً فكلوه هنيئاً مريئاً﴾ (النساء: ۴)

''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی ادا کردو اور اگر وہ اس میں سے کچھ تمہیں دیں تو اسے ہنسی خوشی کھاؤ''

۲۔ اگر شوہر اپنے مال میں سے کچھ اپنی بیوی کو حیاء کی بناء پر یا خوف کی بنا پر یا دھوکہ دینے کے غرض سے دے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس میں سے کچھ واپس لے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وان اردتم استبدال زوجٍ مكان زوجٍ واتيتم احداهن قنطاراً فلا تأخذوا منه شيئاً﴾

''اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا چاہو اور تم نے ان میں سے ایک کو ڈھیروں بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ مت لو''

۳۔ شریعت اسلامیہ نے مہر کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی کیونکہ لوگ غنی، فقر، تنگی اور آسانی میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی عادتیں اور رسم ورواج ہوتے ہیں اس لئے شریعت نے ہر ایک کو اپنی استطاعت کے مطابق مہر مقرر کرنیکی ہدایت کی ہے۔

۴۔ مہر کی ادائیگی میں تعجیل یا تاخیر دونوں صورتیں جائز ہیں اور سلسلہ میں اعتبار عورتوں کی عادات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے رسم ورواج وغیرہ کا لحاظ کیا جائے گا۔

۵- جب شادی کے بعد دخول ہو جائے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے۔

۶- مہر کے بغیر نکاح تو درست ہو جاتا ہے لیکن شادی کے بعد اس کا عہد ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۷- مہر مثل سے مراد وہ عہد ہے جس کی عورت اپنے سماجی رتبے کی بناء پر حقدار ہوتی ہے۔ اپنے جمال، اپنی عمر، اپنے مال اور اپنی عقل کی بناء پر اس کی مانند عورتوں کا جو مہر مقرر کیا جاتا ہے وہی مہر مثل کہلاتا ہے۔ اگر اس عورت کا مہر مقرر نہ ہو۔

3.5 ولیمہ کے احکام

ولیمہ کا لفظ الولم سے ماخوذ ہے اور وہ جمع ہے کیونکہ اس میں میاں بیوی جمع ہوتے ہیں۔ اصطلاح میں ولیمہ سے مراد وہ طعام ہے جو شادی کے موقع پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((قال ﷺ لعبد الرحمن ((اولم، ولو بشاة))

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا تھا کہ وہ شادی کے بعد ولیمہ کرے چاہے اس موقع پر صرف ایک ہی بھیڑ ذبح کی جائے''۔ یہ حدیث پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ بیان کی جا چکی ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن انسٍ قال: ماأولم النبی ﷺ علی شئی من نسائه ما أولم علی زینب، اولم بشاة)) (متفق علیه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وعن انس ان النبی ﷺ اولم علی صفیة بتمرٍ و سویق)) (رواہ الخمسة الا النسائی)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی شادی پر سب سے شاندار دعوت ولیمہ دی۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر ایک بھیڑ ذبح کی''۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت صفیہؓ سے شادی کے موقع پر کھجوروں اور جو کے ستوؤں سے ولیمہ کی دعوت دی''۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن صفیة بنت شیبة، انها قالت: اولم النبی ﷺ علی بعض نسائه بمدین من شعیرٍ)) (اخرجه البخاری هکذا مرسلاً)

ترجمہ: ''حضرت صفیہؓ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے شادی کے موقع پر دو مد جو کی دعوت دی''۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو صحابی کے حوالے کے بغیر روایت کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۴

((وعن انسٍ. فی قصة صفیة. ان النبی ﷺ جعل ولیمتها التمر، والسمن)) (رواہ احمد و مسلم)

((وفی روایة: ان النبی ﷺ قام بین خیبر والمدینة ثلاث لیال یبنی علیه بصفیة فدعوت المسلیمن الی ولیمته' ماکان فیها من خبزٍ ولا لحم، وما کان فیها الا ان امر بالانطاع، فبسطت فالقی علیها التمر والاقط والسمن، فقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسلمون: احدی امھات المومنین، او ماملکت یمینه؟ فقالو: ان حجبها فھی احدی امھات المؤمنین، وان لم یحجبها فھی مماملکت یمینه فلماارتحل وطا خلفه ومد الحجاب)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ نے حضرت صفیہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کے سلسلے میں بتایا کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں، جو کے آٹے اور گھی سے دعوت ولیمہ دی''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

''ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن تک رہے اور اس موقع پر حضرت صفیہؓ سے شادی کی تو آپ ﷺ نے اس شادی کے لئے دعوت ولیمہ دی لیکن اس میں روٹی یا گوشت نہیں تھا آپ ﷺ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجوریں، جو کا آٹا اور گھی رکھ دیا گیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ حضرت صفیہؓ کا مقام ام المومنین کا ہوگا یا وہ لونڈی تصور ہوگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ پردہ کرے گی تو امہات المومنین میں سے ہوگی اور اگر اس نے پردہ نہ کیا تو پھر وہ لونڈی ہوگی۔ جب آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ کیا تو حضرت صفیہؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اس پر پردہ کھینچ دیا''۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔

تشریح

ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے۔ صرف حدیث نمبر ۴ جو حضرت صفیہؓ سے روایت کی گئی ہے اس کے بارے میں انہوں نے شک کا اظہار کیا ہے شادی کے بعد مرد کی جانب سے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی جو دعوت کی جاتی ہے۔ اسے ولیمہ کہتے ہیں۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اس کی شرعی حیثیت سنت کی ہے تاہم ظاہری فقہاء اور ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ اسے فرض سمجھتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے بعض ایسی احادیث سے استدلال کیا ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کو شادی کا اہم جزو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا اور اسکی دعوت شادی کے بعد ہونی چاہے۔ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشحال مسلمان اس موقع پر کم از کم ایک بھیڑ ذبح کرے اور اس سے مہمانوں کی تواضح کرے اس سے زیادہ کی کوئی حد نہیں اور اگر ایک بھیڑ بھی ذبح کرنے کی استطاعت نہ ہوتو پھر خاوند کی مالی حیثیت سے اس سے کم تر چیزوں سے بھی دعوت ولیمہ ہوسکتی ہے۔خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی مختلف ازواج مطہرات سے شادی کے موقع پر مختلف قسم کی دعوتیں دیں یہ دعوتیں آپ ﷺ کے اس موقع کے مالی حالات کے مطابق ہوتی تھیں تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ اس موقع پر بہت زیادہ لوگوں کو دعوت نہیں دی جاتی تھی۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے مستنبط ہونے والے احکام حسب ذیل ہیں۔

۱- ولیمہ سنت مؤکدہ ہے۔

۲- ولیمہ یا تو عقد کے ساتھ ہی کیا جاتا ہے یا پھر عقد کے بعد اس کے انعقاد وقت میں عرف و عادت کا لحاظ بھی رکھا جاتا ہے۔

۳- جس کسی کو بھی ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس میں شریک ہو کیونکہ اس سے اہتمام کا اظہار ہوتا ہے اور ولیمہ میں دعوت پر بلانے والے کو خوشی ملتی ہے۔

۴- کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دعوت کا جواب دینا فرض کفایہ ہے یہ بھی کہا گیا کہ یہ مستحب ہے۔

۵- دعوت ولیمہ میں سب لوگوں کو دعوت دی جانی چاہے صرف اغنیاء تک دعوت ولیمہ کو محدود رکھنا درست نہیں ہے۔

3.6 عزل کے احکامات

عزل سے مراد مادہ منویہ کو عورت کے رحم کی بجائے باہر خارج کر دینا ہے۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمل نہ ٹھہرے۔عزل کے بارے میں مختلف احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن جابر رضی اللہ عنہ ان رجلا اتی رسول اللہ ﷺ فقال: ان لی جاریۃ ھی خادمتنا، وسانیتنا فی النخل وانا اطوف علیھا، واکرہ ان تحمل فقال: اعزل عنھا ان شئت، فانہ، سیاتیھا ماقدر لھا)) (رواہ احمد و مسلم و ابو داود)

((ولمسلم: کنا نعزل علی عھد رسول اللہ ﷺ فبلغہ ذلک، فلم ینھنا))

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے یعنی بیویوں سے مباشرت کے بعد مادہ منویہ کو باہر ضائع کرتے تھے۔ حالانکہ اس وقت قرآن کا نزول جاری تھا اور اس بارے میں ہمیں منع نہ کیا گیا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے، امام مسلمؒ نے اس بارے میں ایک دوسری حدیث بھی انہی حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیویوں سے مباشرت کے وقت عزل کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے منع نہ فرمایا''۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی سعیدٍ رضی اللہ عنہ قال: خرجنا مع رسول اللہ ﷺ فی غزوۃ بنی المصطلق. فاصبنا سبیاً من العرب، فاشتھینا النساء واشتدت علینا العزبۃ، واجبنا العزل، فسألنا عن ذلک رسول اللہ ﷺ فقال: ما علیکم الا تفعلوا، فان اللہ عزوجل قد کتب ماھو خالق الی یوم القیامۃ)) (متفق علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ مصطلق میں گئے تو وہاں عرب کی کچھ لونڈیاں ہمارے ہاتھ آئیں ہمیں عورتوں سے کافی عرصہ دور رہنے کی وجہ سے ان سے مباشرت کی خواہش ہوئی اور ہم نے ان لونڈیوں سے مباشرت کے وقت عزل کرنا چاہا۔ تو اس بارے میں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تک پیدا کرنا ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گا''۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔

حدیث نمبر ۳

((وعن ابی سعیدٍ قال، قالت الیهود: العزل المؤودة الصغری: فقال النبی ﷺ کذبت یهود، ان الله عزوجل، لو اراد ان یخلق شیئاً لم یستطع احدٌ ان یصرفه))
(رواه احمد و ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعیدؓ ہی سے روایت ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ عورتوں سے مباشرت کے وقت عزل کرنا چھوٹے پیمانے پر بچوں کو قتل کرنا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کوئی اسے پیدا ہونے سے روک نہیں سکتا''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((وعن ابی سعیدٍ قال: قال رسول الله ﷺ فی العزل: انت یخلقه؟ انت ترزقه، اقره قراره، فانما ذلک القدر)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعیدؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عزل کرنے کے بارے میں فرمایا کہ کیا تم بچوں کو پیدا کرتے ہو یا تم رزق دیتے ہو، انہیں اپنے قرار میں رہنے دو جوان کے لئے مقدر ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵

((وعن اسامة بن زيد رضى الله عنه ان رجلا جاء الى النبى ﷺ فقلا: انى اعزل عن امراتى: فقال له' رسول الله ﷺ))((لم تفعل ذلک؟: فقال الرجل اشفق على ولدها، اوعلى اولادها، فقال رسول الله ﷺ لو كان ضارا،اضر فارس والروم)) (رواه احمد و مسلم)

ترجمہ: ''حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت کے وقت عزل کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو، تو اس آدمی نے کہا کہ مجھے اس کے بچے یا بچوں کو محفوظ رکھنا مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مباشرت سے بچوں کو نقصان پہنچتا تو روم اور فارس کے لوگوں کو بھی نقصان پہنچتا''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶

((وعن جذامة بنت وهب الا سدية، قالت: حضرت رسول الله ﷺ فى اناس وهو يقول: لقد هممت ان انهى عن الغيلة فنظرت فى الروم وفارس، فاذا هم يغيلون اولادهم، فلا يضر اولادهم ذلک شئياً. ثم سالوه عن العزل فقال رسول الله ﷺ: ذلک الو ادالخفى وهى (اذا المؤودة سئلت)) (رواه احمد و مسلم)

ترجمہ: ''حضرت جذامہ بنت وہبؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ کہہ رہے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ جب بچوں کو دودھ پلایا جا رہا ہو تو مردوں کو اپنی بیویوں سے مباشرت سے منع کر دو۔ لیکن جب میں رومیوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارس والوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اولاد کے ہوتے ہوئے اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے ہیں، تو ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چھوٹے پیمانے پر بچے کو زندہ درگور کرنا ہے اور قیامت کے دن اس بچے سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس بنا پر یہ سزا دی گئی تھی''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷

((وعن عمر بن الخطاب قال: نهى رسول الله ﷺ ان يعزل عن الحرة، الا باذنها)) (رواه احمد و ابن ماجه، وليس اسناده بذاك)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع کر دیا تھا''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا لیکن ان کے راوی مختلف ہیں۔

تشریح

ان میں سے حدیث نمبر ۷ جو حضرت جذامہ بنت وہبؓ سے روایت کی گئی ہے کو ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ باقی تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور ان کی تائید میں متعدد دوسری احادیث سے بھی پیش کی ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں جمہور علماء نے عورت سے مباشرت کے وقت عزل کرنے کی اجازت دی ہے۔ جب کہ شافعی فقہاء کے نزدیک ایسا کرنے کیلئے بیوی کی اجازت بھی ضروری نہیں جہاں تک لونڈیوں کا تعلق ہے کہ جن سے مسلمانوں نے نکاح بھی کیا ہو تو اس بارے میں فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ان سے ایسا کرنے کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے اس خیال کی تردید کر دی کہ عورتوں سے عزل کرنا چھوٹے پیمانے پر بچوں کو زندہ درگور کرنا نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم اس بارے میں حضرت جذامہ کی روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی عزل کو چھوٹے پیمانے پر بچوں کو زندہ درگور کرنے کے مشابہ قرار دیا۔ یہ حدیث چونکہ متعدد دوسری صحیح احادیث کے خلاف تھی اور اس کے بعض راوی بھی کمزور تھے۔ اس لئے آئمہ حدیث نے اس حدیث کو ضعیف قرار دے دیا۔ جن آئمہ نے ان کی روایت کردہ حدیث کو صحیح بھی تسلیم کیا ہے تو انہوں نے اس کی یہ توجیہہ کی ہے کہ اس کا تعلق اس زمانے سے ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے عزل کرنے کی ممانعت کی تھی۔ بعد میں اس کی اجازت دی اور چونکہ یہ اجازت جلیل القدر صحابہ کی زبانی روایت کی گئی ہے تو اس نے حضرت جذامہ والی حدیث منسوخ قرار پاتی ہے۔ بعض آئمہ نے اس حدیث کے پہلے حصے کو تو صحیح تسلیم کیا جب کہ آخری حصہ کہ جس میں عزل کو چھوٹے پیمانے پر بچے درگور کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، بعد کا اضافہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ امام مالکؒ اور امام یحییٰؒ بن اویب نے یہی حدیث ابوالاسود کی روایت سے بیان کی ہے اور اس میں حدیث کا آخری حصہ نہیں ہے۔ اسی طرح سے صحاح ستہ کے جن آئمہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے انہوں نے بھی اس حدیث کے آخری متنازعہ حصے کو روایت نہیں کیا کہ جس میں عزل کو چھوٹے پیمانے پر اولاد کو زندہ درگور کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تاہم آئمہ حدیث میں سے ایک امام ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے اور وہ اس کی روشنی میں عزل کو شرعاً جائز نہیں سمجھتے۔

عزل کی ضرورت زیادہ عیالداری سے بچنے کیلئے محسوس کی گئی تھی دوسرے یہ کہ اگر کسی عورت کا بچہ دودھ پی رہا ہو اور اس سے مباشرت کے نتیجے میں اس عورت کو دوبارہ حمل ہو جائے تو اس دودھ پینے والے بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ وہ ساری عمر کمزور رہتا ہے۔ اس لئے شریعت نے حسب ضرورت مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی اجازت دی۔

3.7 حسن معاشرت کے احکام

حسن معاشرت سے مراد وہ حقوق ہیں جو عورت کے حق کے طور پر مرد کے ذمہ ہیں یہ حقوق عورت کے لئے حسن معاشرہ کے طور پر اور معروف طریقے سے اس کے ساتھ معاملات کرنے اور اس کو ایسی چیزوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہمی کے حوالے سے ہیں جو اس کے دل کو مطمئن کر دے اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(۱) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ان المراة كالضلع ان ذهبت تقيمها كسرتها ان تركتها استمتعت بها على عوج))

((وفى لفظ: استوصوا بالنساء فان المراة خلقت من ضلع وان اعوج شئى فى الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته، وان تركته لم يزل اعوج، فاستوصوا بالنسا)) (متفق عليه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت ایک ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو یہ ٹوٹ جائے گی لیکن اگر ایسا نہ کرو گے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکو گے۔ اس حدیث کی ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے اس لئے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو یہ ٹوٹ جائے اور اگر ایسا نہ کرو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔ ان دونوں احادیث پر امام بخاریؒ اور امام مسلم متفق ہیں۔

حدیث نمبر ۲

((وعن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال: لا يفرك مومنة ان كره منها خلقا رضى منها آخر)) (رواه احمد و مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان مرد کو مسلمان عورت سے بغض نہیں رکھنا چاہئے اگر وہ اس کی ایک عادت کو ناپسند کرے گا تو اس کی دوسری عادت تمہیں خوش کر دے گی''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ فقہا نے قرآن مجید کی اس آیت کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور پھر جوڑے بنائے، سے استدلال کیا ہے کہ پہلے حضرت آدم کو پیدا کیا گیا تھا پھر ان کی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا گیا۔ تاہم اس بارے میں جو حدیث بیان کی جاتی ہے اس میں کسی صحابی کا نام نہیں ہے جس سے یہ حدیث مشکوک ہو جاتی ہے۔ ان میں سے پہلی حدیث میں عورتوں سے نرم سلوک کی تاکید کی گئی ہے اور مردوں کو یہ تاکید کی گئی کہ اگر وہ ان کی کسی حرکت کو ناپسند کریں تو صبر سے کام لیں ان کی دوسری عادات اس کے لئے وجہ تسکین ہوں گی۔ دوسری حدیث میں مومنوں کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ اگر ان کی بیویوں کی کوئی بات ناپسندیدہ ہو تو ان کے بارے میں اپنے دلوں میں بغض نہ رکھیں بلکہ صبر سے کام لیں اس سے ان کی گھریلو زندگی خوشگوار رہے گی۔

حدیث نمبر ۳

((وعن عائشة قالت: كنت العب بالبنات عند رسول الله ﷺ، في بيته، وهن اللعب اركان لي صواحب يلعبن معي وكان رسول الله ﷺ اذا دخل ينقمعن منه، فيسر بهن الي فيلعبن معي)) (متفق عليه)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بھی لڑکیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلا کرتی تھیں۔ میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں جب رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو وہ بھی چپکے سے آپ کے ساتھ داخل ہو جاتیں۔ تو آپ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکیوں کو میری طرف کر دیتے اور وہ میرے ساتھ گڑیوں کے کھیل کھیلتیں''۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((وعن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا، وخياركم خياركم لنسائهم)) (رواه احمد، والترمذی، وصححه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مومن کے اخلاق اچھے ہوں گے وہی مکمل مومن ہوگا اور تم میں سے سب اچھا وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۵

((وعن عائشة، قالت: قال رسول الله ﷺ: خيركم خيركم لاهله، وانا خيركم لاهلی)) (رواه الترمذی، وصححه)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے اچھا شخص وہ جو اپنی بیویوں کیساتھ اچھا سلوک کرے اور میں تم سب سے زیادہ اچھا سلوک اپنے گھر والوں سے کرتا ہوں''۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی بچیاں مورتیوں سے کھیل سکتی ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ لڑکیوں کے مورتیوں کے کھلونوں سے کھیلنے کی اجازت ہے۔ امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکؒ نے یہ ناپسند کیا کہ کوئی باپ اپنی لڑکیوں کیلئے ایسی مورتیاں خرید کر لے جائے ہاں وہ اگر خود بنالیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم بعض فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے تصویروں کو حرام قرار دیا تو چھوٹی لڑکیوں کو جو اس طرح مورتیوں سے کھیلنے کی اجازت تھی تو وہ بھی منسوخ ہوگئی۔

حدیث نمبر۶

((وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اذا دعا الرجل امراته الی فراشه، فابت ان تجیء، فبات غضبان عليها، لعنتها الملائكة حتى الصبح)) (متفق عليه)

ترجمہ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور اس کے خاوند نے اس پر غصے کی حالت میں رات گزاری تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں"۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۷

((وعن انس بن مالکٍ ان النبی ﷺ قال: لا يصلح لبشر ان يسجد لبشرٍ لو صلح لبشر ان يسجد لبشر لا مرت لامراة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها، والذی نفسی بيده، لو كان من قدمه الی مفرق وراسه قرحة تلبجنس بالقسح والصديد، ثم استقبلته تلحسه ماادت حقه)) (رواه احمد)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے انسان کے آگے سجدہ کرے اور اگر کسی مرد کیلئے دوسرے مرد کے آگے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے آگے سجدہ کرے کیونکہ اس کا اس پر بڑا حق ہے اور مجھے اس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر خاوند کے پاؤں سے لے کر سر تک زخم ہوں جن سے پیپ اور خون نکل رہا ہو اور وہ اس کے جسم سے پیپ اور خون صاف کرتی رہے تو پھر بھی وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان میں سے حدیث نمبر ۶ جو حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ اس کے راوی کو امام ترمذیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن دوسرے آئمہ حدیث نے بھی اسے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ دوسری احادیث کا حال بھی کچھ ایسا ہے بعض آئمہ نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ جب کہ بعض نے انہیں صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس موضوع پر اور بھی بہت سی احادیث ملتی ہیں جنہیں فقہاء نے ان احادیث کی تائید میں پیش کیا ہے۔ ان کے بارے میں بھی آئمہ حدیث نے ملے جلے رجحان کا اظہار کیا ہے۔ ان احادیث میں عورتوں کو یہ خاص تاکید کی گئی ہے کہ ان کے مردوں کے ان پر بڑے حقوق ہیں اس لئے وہ انہیں جو کام بھی کہیں وہ انہیں خوش دلی سے پورا کریں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو خوش اور راضی رکھیں۔ اگر وہ اپنے خاوندوں کو راضی نہ کرسکیں گی تو پھر وہ اپنے رب اللہ تعالیٰ کو کس طرح راضی کر سکتی ہیں۔ بعض اوقات خاوند بیمار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی بیماری شدت اختیار کر جاتی ہے اور اس کے جسم سے پیپ اور لہو بہنے لگتا ہے تو اس وقت اس کی بیوی کو اس سے دور رہنے کی بجائے اس کے اور قریب ہونا چاہے اور اس کی بیماری کی حالت میں اس کی مناسب تیمارداری اور علاج کرنا چاہے۔

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خاوند کے حقوق جتلانے کیلئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو وہ بیویوں کو حکم دیتے کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اس زمانے میں کسی کے آگے سجدہ کرنا اس کی عزت کرنے کا بہت بڑا ثبوت ہوتا تھا۔ اس لئے غیر مذہب کے لوگ اپنے مذہبی سرداروں کے آگے سجدے کرتے تھے۔ لیکن جب کسی مسلمان نے آپ کے آگے ایسا سجدہ کیا تو آپ ﷺ نے اسے روک دیا کہ سجدہ کی حق دار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو وہ بیویوں کو کہتے کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوندوں کا بیویوں پر بہت حق ہے۔

حدیث نمبر ۸

((وعن عمرو بن الا حوص، انه شهد حجة الوداع مع النبی ﷺ، فحمد الله واثنى عليه، وذكر ووعظ ثم قال: استواصوا بالنساء خيرا، فانما هن عندكم عوان ليس تملكون منهن شيئا غير ذاک، الا ان ياتين بفاحشة مبينة، فان فعلن، فاهجروهن في المضاجع، واضربوهن ضربا غير مبرح، فان اطعنكم فلا تبعوا عليهن سبيلاً، ان لكم من نسائكم حقا، ولنسائكم عليكم حقا، فاما حقكم على نسائكم فلا يوطئن فرشكم من تكرهون ولا ياذن في بيوتكم لمن تكرهون الا وحقهن عليكم ان تحسنوا اليهن في كسوتهن وطعامهن)) (رواه ابن ماجه والترمذی وصححه)

((وهو دليل على أن شهادته عليها بالزنا لا تقبل، لانه شهد لنفسه بترک حقه، والجناية عليه))

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن احوصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کیا تھا۔ آپ نے اس موقع پر خطبہ دیا اس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ پھر لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو وہ تمہارے پاس قیدی کی حیثیت سے ہیں تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہاں اگر وہ کھلی فحاشی کا ارتکاب کریں تو پھر ان کے بستر اپنے سے الگ کردو اور انہیں ہلکی مار سے تنبیہ کرو۔ اگر وہ اس کے بعد تمہاری تابعداری کریں تو پھر ان پر زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے لئے تمہاری بیویوں کی جانب سے حقوق ہیں اور اسی طرح تمہاری بیویوں کے تم پر حقوق ہیں۔ عورتوں پر سب سے بڑا حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے آدمی کو نہ بیٹھنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں کو گھروں میں داخل ہونے کی اجازت دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو''۔

''ہاں اسی طرح عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں لباس اور کھانے عمدگی سے مہیا کرو۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگائے تو اس بارے میں اس کی گواہی قبول نہ ہوگی کیونکہ اس طرح تو وہ اپنے آپ کو مجرم ثابت کرتا ہے''۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ عورت کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم قرآن پاک میں دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وعاشروهن بالمعروف، فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئاً ويجعل الله فيه خيراً كثيراً﴾

''اور ان کے ساتھ دستور کے مطابق سلوک کرو اور اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں تمہارے لئے بہتری رکھ دے''

۲۔ حسن خلق میں اچھا اخلاق، عورت کی عزت واحترام اور عورت کے رشتہ داروں کا احترام بھی شامل ہے۔

۳۔ بیوی کا احترام کرنے والا شخص ایک مکمل شخصیت کا دعویدار ہوتا ہے اور اس کی اہانت کرنے والا نامکمل اور مذموم شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔

۴۔ عورت کے ساتھ اچھے سلوک میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کی مستوی معیشت بلند کی جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے تکلیف دینے سے اجتناب برتا جائے۔ عورت کے حسن سلوک میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کے شرف کی حفاظت کی جائے۔

۵۔ عورت کے ساتھ حسن معاشرت میں یہ بھی شامل ہے کہ مرد اس کے ساتھ مباشرت کرے۔ اس ضمن میں علماء کا کہنا ہے کہ ایک طہر میں کم از کم ایک مرتبہ ایسا کرنا ضروری ہے۔

خود آزمائی نمبر ③

۱۔ نکاح متعہ اور حلالہ کی غرض سے کئے جانے والے نکاح پر سنت رسول کی روشنی میں نوٹ لکھیں۔

۲۔ نکاح شغار کے متعلق سنت میں موجود احکام واضح کریں۔

۳۔ سنت الرسول ﷺ میں مہر کے کیا احکام ہیں؟

۴۔ سنت الرسول ﷺ کی روشنی میں ولیمہ کے احکام پر نوٹ لکھیں۔

۵۔ حسن معاشرت کے ضمن میں سنت الرسول ﷺ میں کیا تعلیمات ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر 13

احکامِ طلاق

تالیف: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	635
یونٹ کے مقاصد	636
1 طلاق کا تعارف	637
1.1 طلاق کیا ہے؟	637
1.2 طلاق سے اجتناب کے احکام	638
1.3 طلاق دینے کا مناسب وقت	641
1.4 خود آزمائی نمبر 1	644
2 طلاق کی اقسام	645
2.1 طلاق کی اقسام	645
2.2 بیک وقت تین طلاقیں دینے کے احکام	649
2.3 خود آزمائی نمبر 2	661
3 طلاق کے علاوہ علیحدگی کی صورتیں	662
3.1 خلع کے احکام	662
3.2 ایلاء کے احکام	669
3.3 ظہار کے احکام	673
3.4 لعان کے احکام	680
3.5 خود آزمائی نمبر 3	689

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 طلاق کے متفرق احکام 690

4.1 عدت کے احکام 690

4.2 رضاعت کے احکام 700

4.3 نفقات کے احکام 706

4.4 خود آزمائی نمبر 4 714

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

شریعت اسلامیہ نے نکاح کی تاکید کی ہے اور پھر حسن معاشرت کی تعلیم دے کر کامیاب ازدواجی زندگی کا طریقہ کار بھی بتا دیا ہے لیکن اگر نکاح کامیاب نہ ہو تو انسانوں پر رحم کرتے ہوئے علیحدگی کے لیے طلاق کے احکام بھی دے دیئے۔ اسلام نے مرد کو طلاق دینے کا حق دیا ہے اور ساتھ ہی عورت کو یہ حق دیا ہے کہ اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ اس کا شوہر اس کے کسی مادی یا اخلاقی نقصان کا سبب بن رہا ہے یا وہ ان حقوق کی ادائیگی نہیں کر رہا جو شریعت نے اس عورت کے حق میں لازم کیے ہیں تو اس صورت میں عورت عدالت سے مطالبہ کر سکتی ہے کہ وہ اس کو اس کے شوہر سے طلاق دلوا دے۔

مرد کو چونکہ مسائل زوجیت میں سربراہی اور بالا دستی حاصل اور مرد ہی ان ذمہ داریوں کا بار گراں برداشت کرتا ہے اس لیے کہ اسے ہی بیوی کا مہر دینا پڑتا ہے اور وہی شادی کے اخراجات کا کفیل ہے اس لیے اسے بغیر کسی شرط کے طلاق دینے کا حق حاصل ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر مرد کو طلاق کے اسباب بیان کرنے کے لیے کہا جائے گا تو اس سے عورت کی نیک نامی پر حرف آئے گا اور ہو سکتا ہے کہ بعد میں اسے نکاح ثانی میں دشواری پیش آئے۔ طلاق کے متعلق اس طرح کے تمام احکام کی بنیاد سنت الرسول ﷺ ہے اس لیے اس یونٹ میں بھی انھی احکام کا ذکر ہے جو سنت الرسول ﷺ میں طلاق سے متعلق ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

⇦ سنت الرسول ﷺ کی روشنی میں طلاق کا تعارف کرواسکیں۔

⇦ طلاق کی اقسام بیان کرسکیں۔

⇦ طلاق کے علاوہ علیحدگی کی دوسری صورتیں بیان کرسکیں۔

⇦ طلاق کے متفرق احکام کو جان سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① طلاق کا تعارف

1.1 طلاق کیا ہے؟

طلاق کا لفظ اطلاق سے ماخوذ ہے جس کے معنی بھیجنے اور چھوڑ دینے کے ہیں اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اطلقت الاسیر (میں نے قیدی کو آزاد کر دیا) جبکہ اس کی قید ختم کر دی جائے۔ شرع میں طلاق سے مراد نکاح کے تعلق کو ختم کرنا ہے اور زوجیت کا خاتمہ ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه ان النبی ﷺ طلق حفصة، ثم راجعها رواه ابو داود والنسائی وابن ماجه وهو لاحمد من حدیث عاصم بن عمر)).

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دی تھی لیکن بعد میں رجوع کر لیا۔ اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے''۔ امام احمدؒ نے اسے حضرت عاصم بن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((عن لقیط بن صبرة قال، قلت: یا رسول الله، ان لی امراة فذکر من بذائها، قال ((طلقها)) قلت ان لها صحبة وولدا: قال مرها ((او قل لها، فان یکن فیها خیر ستفعل، ولا تضرب ظعینتک ضربک امتک)). رواه احمد وابو داؤد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان کی بیوی بڑی بدزبان ہے تو آپ ﷺ نے اجازت کہ اسے طلاق دے دو۔ تو انہوں نے کہا کہ اس کی سہیلیاں اور بیٹا بھی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بدزبانی سے روکنے کی کوشش کرو۔ اگر اس میں بھلائی ہوگی تو وہ ضرور ایسا کرے گی۔ لیکن اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارنا جس طرح کہ تم لونڈیوں کو مارتے ہو''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

ب) احادیث سے مستنبطہ احکام

ان احادیث سے مستنبط احکام حسب ذیل ہیں:

اسلام حیاۃ زوجیہ کی حفاظت کرنا چاہتا ہے اسی لیے وہ شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اور جو بھی انسان اس تعلق کو ختم کرتا ہے وہ کوئی پسندیدہ کام نہیں کر رہا ہوتا۔

1.2 طلاق سے اجتناب کے احکام

طلاق اللہ کی نعمت کا کفر ہے اس لیے فقہاء کا خیال ہے کہ اسے صرف انتہائی ضرورت میں ہی استعمال کرنا چاہیے اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن ثوبان قال: قال رسول اللہ ﷺ ((انما امرأةً سالت زوجها الطلاق في غير مابأس، حرام عليها رائحة الجنة)). رواه الخمسة الا النسائی

ترجمہ: ''حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بھی اپنے خاوند سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا وجہ طلاق مانگے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہو جاتی ہے''۔اس حدیث کو امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عمر أنَّ النبی ﷺ قال((ابغض الحلال الی اللہ عزوجل الطلاق))

رواہ ابو داؤد وابن ماجہ

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابن عمر قال: کانت تحتی امراۃ احبھا، وکان ابی یکرھھا، فأمرنی ان اطلقھا، فابیت فذکر ذلک للنبی ﷺ فقال ((یا عبد اللہ بن عمر، طلق امرئتک)) رواہ الخمسۃ الاالنسائی وصححہ الترمذی

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میری بیوی تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا لیکن میرے والد کو وہ ناپسند تھی۔اس لئے انہوں نے مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیا لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اس پر حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اے عبداللہ بن عمرؓ اپنی اس بیوی کو طلاق دے دو''۔اس حدیث کو امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ دراصل یہ مشہور احادیث ہیں جنہیں بہت سے دوسرے آئمہ حدیث نے بھی روایت کیا ہے۔ طلاق کے لغوی معنی بندھی ہوئی چیز کو کھولنے کے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں اپنی بیوی کو علیحدہ کرنا ہے۔ یہ اصطلاح زمانہ جاہلیت کی تھی جسے اسلام میں بھی اختیار کر لیا گیا۔ فقہاء نے طلاق کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں، حرام، مکروہ، فرض، پسندیدہ اور جائز۔ طلاق بدعت جس کی مختلف صورتیں ہیں اسے انہوں نے حرام قرار دیا ہے بغیر کسی وجہ کے طلاق دینے کو انہوں نے مکروہ یا ناپسندیدہ کیا ہے، تیسری قسم وہ ہے کہ جب دونوں خاندانوں کے ثالث بھی میاں بیوی میں صلح نہ کرا سکیں تو اس وقت طلاق فرض ہو جاتی ہے، چوتھی قسم کی طلاق وہ ہے جب عورت پاکباز نہ ہو، تو اسے اپنے سے علیحدہ کر دینا پسندیدہ عمل ہے۔ پانچویں قسم کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے یعنی بعض کی نزدیک کسی بھی صورت میں طلاق دینی جائز نہیں، لیکن بعض فقہا نے کہا ہے کہ اگر کسی کی بیوی اس کے لیے باعث سکون نہ ہو اور اس وجہ سے وہ اس کا خرچ خوشی سے برداشت نہ کرتا ہو تو پھر اس کے لے اسے طلاق دینا جائز ہے۔

حضرت حفصہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے جو طلاق دی، اس کے بارے میں روایات میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ اس بارے میں فقہاء نے صرف یہ کہا کہ آپ ﷺ نے اس لئے ایسا کیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ بلا وجہ بھی طلاق دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیوی کو بلا وجہ طلاق دیں۔ کیونکہ دوسری روایات میں انہوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کی تصریح کی کہ حلال اور جائز چیزوں میں سے اللہ تعالی کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے بلا وجہ ناپسندیدہ کام کیا ہو۔

بیوی اگر بدزبان ہو تو اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے لیکن اس مقصد کی لیے اسے مارنے پیٹنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس طرح تو اس کی بدزبانی میں اضافہ ہو گا۔ اس لیے ایسی بیوی کو طلاق دے کر اسے علیحدہ کر دینا بہتر ہے۔

عورت اگر بلا وجہ خاوند سے طلاق چاہے تو شریعت اسلامی نے اسے بھی مذموم قرار دیا ہے کیونکہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح خانگی زندگی برباد ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورت کو جنت کی ہوا تک نہیں لگے گی۔ ویسے شریف عورتیں اس قسم کا مطالبہ نہیں کرتیں۔ عام طور پر غلط کار عورتیں ایسا کرتی ہیں جو معاشرے کے لئے خرابی کا سبب بنتی ہیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات تو اچھے ہوتے ہیں لیکن وہ بیوی خاندان کے دوسرے لوگوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔اس لئے اگر کسی خاندان کا سربراہ اعلی یہ سمجھے کہ ایسی کسی عورت سے سارے خاندان کا سکون برباد ہو رہا ہے تو وہ اپنے بیٹے کو ایسی بیوی کو طلاق دینے کو کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ماں بھی بیٹے سے اس قسم کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ اسلام میں میاں بیوی میں خوشگوار تعلقات چاہتا ہے اگر دونوں میاں بیوی ان تعلقات کو خوشگوار رکھنا چاہتے ہوں تو پھر ان کی بلاوجہ علیحدگی کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔

1.3 طلاق دینے کا مناسب وقت

طلاق اگر چہ ناپسندیدہ کام ہے لیکن جب زوجین کے درمیان اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہے تو پھر اس کی اجازت ہے۔طلاق کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں عورت کو ایک طلاق دی جائے۔اور حیض کے دن چونکہ عورت پر گراں ہوتے ہیں اس لیے ان دنوں میں طلاق سے اجتناب بہتر ہے۔اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر1

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ طلق امراتہ، وھی حائض. فذکر ذلک عمر للنبی ﷺ ((فقال مُرہ فلیر اجعھا، ثم لیطلقھا طاھرا، او حاملا)). رواہ الجماعہ الاالبخاری

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام کے دنوں میں طلاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی جسے ان کے والد نے ناپسند کیا۔ ان کے والد حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ اپنی اس بیوی سے رجوع کر لے۔ یا اس وقت اسے طلاق دے جب اس کے ایام کے دن ختم ہوں اور وہ حالت طہارت میں ہو یا اس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو"۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وفی روایه عنه: انه طلق امراة له، وهی حائض، فذکر ذلک عمر للنبی ﷺ، فتغیظ فیه رسول الله ﷺ ثم قال ((لیراجعها، ثم یمسکها، حتی تطهر، ثم تحیض، فتطهر فان یداله ان یطلقها، فلیطلقها قبل ان یمسها، فتلک العدة کما امر الله تعالی)) وفی لفظ: فتلک العدة التی امر الله ان تطلق لها النساء)) رواه الجماعة. الاالترمذی فان له منه الی الامر بالرجعةولمسلم والنسائی نحوه، وفی آخره قال ا بن عمر: وقر أالنبی ﷺ (یاایها النبی اذا طلقتم النساء فطلقو هن لعدتهن) وفی روایة متفق علیها: وکان عبدالله طلق تطلیقة: فحست من طلاقها)).

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو جب وہ ایام سے تھی، طلاق دی تو حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ سخت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ اپنی اس بیوی سے رجوع کر لے یہاں تک کہ اس کے ایام کے دن ختم ہو جائیں اور وہ حیض سے طہارت حاصل کر لے۔ تو پھر اگر وہ اسے طلاق دینا چاہے تو اس سے مباشرت سے ایسا کر سکتا ہے۔ یہ عورت کی عدت جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا"۔

اس حدیث کے تیسرے متن کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو طلاق دینے کا یہ طریقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یعنی نہ تو ان کو حیض کی حالت میں طلاق دی جائے اور نہ طہر کی حالت میں ان سے مباشرت کرنے کے بعد ہاں طہر میں مباشرت سے پہلے اسے طلاق دی جاسکتی ہے۔اس حدیث کو امام ترمذیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کا ہے۔اس لئے انہیں اپنی بیوی سے رجوع کا حکم دیا گیا۔

امام مسلمؒ اور امام نسائی نے بھی ایسی ہی حدیث روایت کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت سے پہلے طلاق دو۔

اس حدیث کی ایک چوتھی روایت کے مطابق جس کی صحت پر امام بخاریؒ امام مسلمؒ اور امام احمد متفق ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے اپنی عورت کو ایک طلاق دی تھی۔ جسے بعد میں ان کی دوسری طلاقوں کی ساتھ شمار کیا گیا۔

ب) احادیث سے مستنبط احکام

اس ضمن میں احکام فقہیہ حسب ذیل ہیں:

۱- سنت طلاق یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اس نے اس سے تعلق زوجیت قائم نہ کیا ہو۔اس ضمن میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان ﴾

''طلاق دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو دستور کے مطابق روکے رکھنا یا پھر احسان کے ساتھ آزاد کر دینا ہے''۔

۲- مرد کو دو مرتبہ طلاق رجعی دینے کا حق حاصل ہے جبکہ تیسری طلاق بائن ہوتی ہے اور اس کے بعد رجوع کا کوئی حق نہیں۔یعنی دوسری طلاق کے بعد مرد کو یہ حق حاصل ہوتا ہی کہ یا تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا پھر رجوع کر لے لیکن تیسری طلاق کے بعد یہ حق ختم ہو جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور طلاق بائن ہو جاتی ہے۔

۳۔ عورت کو طلاق اس وقت دینی چاہیے جب وہ طہر کی حالت میں ہو۔ اگر حیض کی حالت میں طلاق دی جائے تو اس کی عدت خواہ مخواہ طویل ہو جائے گی۔

۴۔ اس طرح ایسے طہر میں طلاق دی جانی چاہیے جب مرد نے اس سے مباشرت نہ کی ہو۔ ورنہ یہ پتہ نہیں چلے گا کہ آیا وہ حاملہ ہے یا نہیں۔

۵۔ اس طریقے کے علاوہ جو طلاق دی جائے وہ طلاق بدعی ہے۔ ایسی طلاق جس میں تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دے دی جائیں تو علماء کے نزدیک ایسی طلاق حرام اور بدعی ہے لیکن طلاق ہو ضرور جائے گی۔

1.4 خود آزمائی نمبر ①

۱۔ طلاق سے کیا مراد ہے؟ سنت الرسول ﷺ کی روشنی میں اس کے احکام واضح کریں۔

۲۔ سنت رسول ﷺ کی رو سے طلاق دینے کا مناسب وقت کون سا ہے؟

۳۔ طلاق سے اجتناب کیوں ضروری ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② طلاق کی اقسام

2.1 طلاق کی اقسام

طلاق کی دو قسمیں ہیں:

۱-طلاق رجعی ۲-طلاق بائن

طلاق رجعی سے مراد یہ ہے کہ طلاق دینے کے بعد بندہ اپنی طلاق سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ طلاق بائن کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔ اس ضمن میں احادیث میں موجود احکام حسب ذیل ہیں:

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((وفی روایة: وکان ابن عمر اذا سئل عن ذلک، قال لاحدهم: اما ان طلقت امراتک مرة اومرتین فان رسول الله ﷺ امرنی بهذا، وان کنت طلقت ثلاثا فقد حرمت علیک، حتی تنکح زوجا غیرک، وعصیت الله عز وجل فیما امرک به من طلاقک امراتک)). رواه احمد و مسلم والنسائی

ترجمہ: ''اس کی روایت کے مطابق کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس کے طلاق کے اس معاملے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ان میں سے ایک آدمی کو بتایا کہ اگر تم بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ لیکن اگر تم اسے تین طلاقیں دے چکو تو پھر وہ تمہارے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے اور وہ بھی اسے طلاق دے دے تو اس سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہو۔ دراصل تین طلاقیں دے کر تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی کی ہے جس کا طلاق دینے کے بارے میں تمہیں حکم دیا ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وفی روایة انه طلق امراته، وهی حائض، تطليقة، فانطلق عمر فاخبر النبی ﷺ، فقال له النبی ﷺ ((مر عبد الله فليراجعها، فاذا اغتسلت فليتركها، حتی تحيض، فاذا اغتسلت من حيضتها الاخرى، فلا يمسها حتی يطلقها، وان شاء ان يمسكها فليمسكها، فانها العدة التی امر الله ان تطلق لها النساء)) رواه الدار قطنی وفيه تنبيه علی تحريم الوط والطلاق قبل الغسل))

ترجمہ: ''اس حدیث کی چھٹی روایت کے مطابق کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تو حضرت عمرؓ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ کو حکم دو کہ وہ اپنی اس بیوی سے رجوع کر لے، اس کے بعد اگر وہ ایام سے غسل کر لے تو اس کے ساتھ مباشرت نہ کرے یہاں تک کہ اس کے حیض کے ایام دوبارہ شروع ہوں اور پھر وہ ان سے نہا لے تو اس کے بعد اس کی طہارت کی حالت میں اس سے مباشرت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو اسے دوبارہ بیوی بنا سکتا ہے۔ یہ ہے طلاق کا طریقہ جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حیض کے دنوں کے ختم ہونے کے بعد بیوی کے نہانے سے پہلے اس سے مباشرت جائز نہیں''۔

حدیث نمبر۳

((وعن عكرمة قال: قال ابن عباس: الطلاق علی اربعة اوجه: وجهان حلال، ووجهان حرام. فاما اللذان هما حلال، وان يُطلِّقَ الرجل امراته طاهرا من غير جماع، او يطلقها حاملا مستبينا حملها، واما اللذان هما حرام فان يطلقها حائضاً، يطلقها عند الجماع لا يدری، اشتمل الرحم علی ولد ام لا ؟)) رواه الدار قطنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ طلاق چار طرح دی جا سکتی ہے ان میں سے دو طریقے تو حلال ہیں اور دو طریقے حرام ہیں۔ تو جو دو طریقے حلال ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت کو اس کے طہارت کے دنوں میں اس سے مباشرت کئے بغیر اسے طلاق دے یا اس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو تو پھر بھی وہ ایسا کر سکتا ہے اور طلاق کے دو ناجائز طریقے یہ ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے یا اس کی طہارت کے دنوں میں اس سے مباشرت کے بعد ایسا کرے کیونکہ اس طرح اسے معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس عورت کو حمل ہو چکا یا نہیں''۔ اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے روایت کیا۔

تشریح:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی جس بیوی کو طلاق دی تھی اس کا نام آمنہ بنت غفار تھا۔ ان کی اس طلاق نے چونکہ عورتوں کو طلاق دینے کے معاملے میں اسلامی اصولوں کو واضح کرنے میں مدد دی، اس لئے ان کی اس طلاق کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور اس کے بارے میں مختلف احادیث روایت کی گئی ہیں۔ ان زیادہ احادیث کی روایت کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی روایت میں کوئی بات رہ گئی تھی تو دوسری روایتوں میں اسے بیان کر دیا گیا۔ چنانچہ جمہور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں یا ایسے طہر کی حالت میں طلاق دے کہ جس میں وہ اس سے مباشرت کر چکا ہو تو اسے اس بیوی سے رجوع کا حکم دیا جا سکتا ہے بعض حضرات نے ایسا کرنا فرض قرار دیا ہے جب کہ دوسرے فقہاء اسے فرض تو نہیں سمجھتے لیکن پسندیدہ عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی کو سامنے رکھا جائے تو رجوع کا حکم دینا فرض قرار پاتا ہے۔

تاہم حیض سے طہارت حاصل کرنے کے بعد عورت کو طلاق دے دی جائے تو امام ابو حنیفہؒ سمیت فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ جب کہ دوسرے فقہاء نے پہلے حیض سے طہارت کے بعد دوسرے حیض کے شروع ہونے اور اس کے ختم ہونے کے بعد طہارت کے دنوں میں طلاق کی اجازت دی ہے بشرطیکہ ان طہارت کے دنوں میں اس عورت سے مباشرت نہ کی گئی ہو۔ یعنی ان کے نزدیک دو حیضوں اور ایک طہارت کے دوران طلاق دی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب ان اسلامی احکام کے خلاف طلاق دی تو رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو میں آپ کے درمیان ہوں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی اس کے احکام سے کھیلنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے جمہور فقہاء نے ایک تو حیض کے دنوں میں اور دوسرے حیض کے بعد طہارت کے دنوں میں اگر خاوند نے بیوی سے مباشرت کر لی ہو طلاق کو حرام قرار دیا ہے اور اگر کوئی ان دنوں میں عورت ک طلاق دے تو اسے قانوناً مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ رجوع کر کے اپنی بیوی کو واپس لے لے۔

طلاق کے سلسلے میں طلاق بدعی کے بارے میں فقہاء کے درمیان سخت اختلاف ہے۔ طلاق بدعی یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں کہہ کر بیوی کو علیحدہ کیا جائے۔ یہ زمانہ جاہلیت کا رواج تھا اور چونکہ طلاق کے زمانہ جاہلیت کے طریقے کو اسلام میں بھی اختیار کیا گیا تھا، اس لئے بعض لوگوں نے اس قسم کی طلاق دی۔ لیکن چونکہ یہ طریقہ اسلامی طلاق کے طریقے کے خلاف تھا، اس لئے اسے طلاق بدعت کا نام دیا گیا۔ بعض آئمہ کے نزدیک تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک شمار کر کے اسے اپنی بیوی سے رجوع کا حکم دیا۔ چنانچہ ان آئمہ کے نزدیک جن میں امام باقر، امام جعفر صادق اور امام ابن حزم شامل ہیں، ایک ہی مجلس میں عورت کو تین طلاقیں دینا حرام ہیں۔ خارجی اور شیعہ فقہاء کا بھی اس بارے میں یہی مسلک ہے۔ معتزلہ فقہاء جن میں ابن عبدالبر نے تو اس بارے میں یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ صرف بدعتی اور گمراہ لوگ ہی ایسی طلاق کو جائز سمجھتے ہیں۔ بعض تابعین کا بھی ایسا ہی مسلک بیان کیا گیا ہے۔

امام ابن حزم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طلاق کا ذکر کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کی طلاق کو ایک شمار کرنے کا حکم کس نے دیا تھا۔ اس بارے میں دوسرے فقہاء کا کہنا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے ہی کہا ہوگا۔ تاہم اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی طلاق کو ایک طلاق قرار دینے کے بارے میں امام ابن قیم نے یہ رائے دی کہ یہ الفاظ بعض راویوں کی جانب سے اضافہ کئے گئے ہیں۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو آپ نے اسے کہا کہ اس سے تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہوگئی اور تو نے تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاقیں اکٹھی دے کر اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہے۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے فقہاء نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو صرف ایک طلاق دی اس لئے انہیں رجوع کرنے یعنی اپنی بیوی کو واپس لینے کا حکم دیا گیا تھا۔

جو فقہاء طلاق بدعت یعنی ایک ہی مجلس مین تین طلاقیں دینے کو ناجائز قرار دیتے ہیں انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس میں ارشاد ہوا ہے کہ اے نبی ﷺ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے مطابق طلاق دو۔ اور احادیث میں جو بیان ہوا ہے کہ حیض کی حالت کی طلاق اور طہارت کے ایسے وقفے میں کہ جس میں عورت سے مباشرت کی گئی ہے اسے عدت کے خلاف قرار دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی گئی تھیں۔ بعد کے فقہاء میں سے امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم نے بھی ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ امام ابن قیم نے اس بارے زادالمعاد فی ھدی خیر العباد میں بڑی لمبی بحث کی ہے اور ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے کو قرآن وحدیث کے مخالفت ثابت کیا ہے۔ ان کے بعد بہت سے علماء نے ان کے مسلک کو ترجیح دی (اور آخر کار مصر میں اس بارے میں قانون نافذ ہو گیا ہے کہ اگر کوئی ایک مجلس میں تین طلاقیں دے گا تو انہیں ایک ہی شمار کیا جائے گا بعد میں یہ قانون پاکستان سمیت بہت سے اسلامی ملکوں میں معروف ہو چکا ہے۔

2.2 بیک وقت تین طلاقیں دینے کے احکام

حدیث نمبر ا

((عن رکانه بن عبد یزید انه طلق امراته سهیمه البتَّة، فاخبر النبی ﷺ بذلک فقال: والله ما اردت الاواحده، فقال رسول الله ﷺ ((والله ماأردت الاواحدة؟)) قال رکانه: والله ما اردت الاواحدة. فردها اليه رسول الله ﷺ، وطلقها الثانيه في زمان عمر بن الخطاب، والثالثة في زمان عثمان)). رواه الشافعي وابو داؤد والدّار قطني، وقال ابو داؤد: هذا حديث صحيح

ترجمہ: "حضرت رکانہ بن یزیدؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دی۔ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کو خبر ہوگئی۔ حضرت رکانہؓ نے کہا اللہ کی قسم! میری نیت ایک طلاق کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! کیا نیت ایک طلاق کی تھی؟ عرض کی اللہ کی قسم! میری نیت ایک ہی طلاق کی بھی چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں ان کی بیوی دلوادی پھر انھوں نے عہد فاروقی میں دوسری اور عہد عثمانی میں تیسری طلاق دی''۔

تشریح

بعض آئمہ حدیث نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے لیکن بعض نے اسے مضطرب حدیث قرار دیا ہے۔ مضطرب ایسی حدیث کو کہتے ہیں کہ جس کی مختلف روایات میں اختلاف ہو کیونکہ بعض روایات کے مطابق حضرت رکانہؓ نے کہا کہ طلاق مغلظ سے ان کی مراد تین طلاقیں تھیں جب کہ بعض میں اسے ایک طلاق کہا گیا ہے۔ اس بارے میں امام احمدؒ نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ رکانہ نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو پھر اسے اپنے کیے پر سخت افسوس ہوا۔ امام ابن اسحاقؒ نے بھی حضرت رکانہ سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اسے رجوع کا حکم دیا۔ دوسرے الفاظ میں جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا ہے۔ امام نسائی نے اس بارے میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں تو جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ غصے میں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تم لوگ کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنے لگے ہو حالانکہ ابھی میں آپ کے درمیان موجود ہوں۔ یعنی آپ نے طلاق ثلاثہ بیک مجلس کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیا آپ کے غصے کو دیکھ کر ایک شخص اٹھا اور اس نے اجازت طلب کی کہ وہ اس شخص کو قتل کر دے۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت ابو رکانہؓ نے اپنی بیوی ام رکانہ کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں، تو اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی بیوی سے رجوع کا حکم دیا۔ تو ابو رکانہ نے کہا کہ میں نے تو اسے تین طلاقیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا علم ہے۔اس کے باوجود آپ ﷺ نے اسے اپنی بیوی سے رجوع کرنے کا حکم دیا اور ان تین طلاقوں کو لغو قرار دیا۔اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ، امام احمدؒ اور امام حاکمؒ نے روایت کیا ہے۔یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے مغلظ کے لفظ سے طلاق دی اور اس کی مراد صرف ایک طلاق تھی تو وہ ایک طلاق شمار ہو گی اور اگر اس کی مراد اس سے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں ہوں تو وہ تین طلاقیں شمار ہوں گی جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی کو واپس لینے کا حکم دیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں تو وہ ایک طلاق کے حکم میں ہیں۔

طلاق بتہ یا طلاق مغلظ سے چونکہ عام طور پر ایک ہے مجلس میں تین طلاقیں مراد لی جاتی تھیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت کا رواج تھا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اس طلاق کو انہی معنوں میں سمجھا۔لیکن جب رکانہؓ نے کہا کہ اس کا ارادہ ایک طلاق کا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس بارے میں قسم اٹھانے کو کہا کہ واقعی اس طلاق سے اس کا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا۔جب اس نے قسم اٹھالی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی اس کے ساتھ کردی۔

حدیث نمبر۲

((وعن سهل بن سعد، قال: لما لا عن اخوبني عجلان امر اته، قال: يا رسول الله ﷺ، ظلمتها ان امسكتها، هي الطلاق وهي الطلاق)). رواه احمد

ترجمہ: ''حضرت سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ جب بنو عجلان کے بھائی نے اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگا کر ملاعنت کی یعنی چار دفعہ یہ گواہی دی کہ اس کی بیوی نے یہ جرم کیا ہے اور پانچویں دفعہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔پھر فرمایا کہ اگر اس کے بعد عورت کو میں اپنے پاس رکھوں تو اس پر سخت ظلم ہوگا اس لئے میں اس کو تین دفعہ طلاق دیتا ہوں''۔اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۳

((وعن الحسن قال حد ثنا عبدالله بن عمر انه طلق امر اته تطليقة، وهي حائض، ثم اراد ان يتبعها بتطليقين آخر تين، عند القر يين، فبلغ ذلك رسول الله ﷺ، فقال ((يا ابن عمر، ما هكذا أمرك الله تعالى، انك قد اخطات السنة، والسنة ان تستقبل الطهر، فتطلق لكل قرءٍ)) قال: فامرني رسول الله ﷺ، فراجعتها ثم قال: ((اذا هي طهرت فطلق عند ذلك، او امسك)) فقلت: يا رسول الله ﷺ، ارايت لو طلقتها ثلاثا، اكان تحل لي ان اراجعها ؟ قال ((لا، كانت تبين منك، وتكون معصية)). رواه الدار قطني

ترجمہ: ”جناب حسن سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عبداللہ عمرؓ نے بتایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اسے باقی دو طلاقیں اس کی دو طہارت کی حالتوں میں دوں گا۔ جب اس کا علم رسول اللہ ﷺ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تو نے اس طریقے کے خلاف طلاق دی اس بارے میں سنت یہ ہے کہ تو عورت کی طہارت کی حالت کا انتظار کر اور پھر ہر طہارت کی حالت ایک طلاق دے۔ پھر آپ نے کہا کہ اپنی اس بیوی سے رجوع کر لو اور جب یہ حیض سے پاک ہو جائے تو اس کے بعد تم چاہو تو اسے رکھ سکتے ہو اور چاہو تو طلاق دے سکتے ہو۔ تو میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول اگر میں اس کو تین طلاقیں دے چکتا تو کیا اس کے بعد میں اسے واپس لے سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ آپ سے جدا ہو جاتی اور تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے“۔ اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ حضرت سہل بن سعد سے بعض فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے کر عورت کو اپنے سے جدا کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بنو عجلان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی نے کیا۔ لیکن جو فقہاء ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینے کو ایک شمار کرتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے بنوعجلان کے بھائی کی تین طلاقیں دینے پر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ جب کہ لعان یعنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد چار قسمیں کھانے اور اگر الزام جھوٹا ہو تو اپنے آپ کو ملعون قرار دینے کے بعد بیوی کو خود بخود علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اسے طلاق دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ یہی لعان ہی اس کی طلاق ہوتی ہے کیونکہ اس لعان کے بعد تو وہ اس کے لئے غیر عورت ہو جاتی ہے تو غیر عورت کو کیسے طلاق دی جا سکتی ہے۔

دوسری حدیث جو حسن نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے تو آئمہ حدیث نے اس کے غیر معتبر راویوں کی بنا پر اسے ضعیف قرار دے دیا تھا۔ جو فقہاء ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کے مغلظ ہونے کے قائل ہیں یہ ضعیف حدیث ان کا سہارا ہے۔ لیکن جو فقہاء ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کے قائل نہیں ان کے نزدیک اگر تین طلاقیں بھی دی جائیں تو وہ ایک شمار ہو گی اور اس کے بعد خاوند اپنی بیوی سے رجوع کر سکے گا۔

حدیث نمبر ۴

((وعن حماد بن زید، قلت. لا یوب: هل علمت احدا قال فی امرک بیدک، انها ثلاث الا الحسن ؟ قال: لا، ثم قال: اللهم غفرا، الا ما حدثنی قتادة، عن کثیر مولی ابن سمرة، عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال ((ثلاث)) قال ایوب: فلقیت کثیرا مولی ابن سمرة، فسألته، فلم یعرفه، فرجعت الی قتادة، فاخبرته، فقال: نسی)). رواه ابوداؤد والترمذی. وقال: هذا حدیث لا نعرفه الا من حدیث سلیمان ابن حرب عن حماد بن زید.

ترجمہ: ”جناب حماد بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب ایوب سے کہا کہ کیا حسن کے سوا انہیں کسی ایسے عالم کے بارے میں معلوم ہے کہ اس نے یہ کہا ہو اگر خاوند بیوی کو یہ کہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالی معاف کرے مجھے قتادہ نے ابن سمرہ کے آزاد کردہ غلام کثیر کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے ابو سلمہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے بارے میں بتایا کہ اگر خاوند اس طرح کہے تو بیوی کو تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں جناب ایوب نے کہا کہ وہ اس کی تصدیق کے لئے ابن سمرہ کے آزاد کردہ غلام کثیر کے پاس گئے اور اس بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے کہا مجھے تو اس کا علم نہیں چنانچہ میں دوبارہ قتادہ کے پاس گیا اور اس کو کثیر کے جواب سے مطلع کیا۔ تو قتادہ نے کہا کہ وہ بھول گیا ہوگا''۔ اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس بارے میں تصریح کی ہے کہ اس حدیث کے صرف ایک ہی راوی سلیمان بن حرب ہیں جنہوں نے اسے حماد بن زید سے روایت کیا ہے۔ (یعنی یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث نمبر ۵

((وعن زرارة بن ربیعه عن ابیه عن عثمان: وفی امرک بیدک، القضاء ما قضت. رواه البخاری فی تاریخه وعن علی قال: الخلیة والبریة والبتة والبائن، والحرام. ثلاثا، لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره)). رواه الدار قطنی وعن ابن عمر انه قال فی الخلیة، والبریة، ثلاثا ثلاثا. رواه الشافعی

ترجمہ: ''جناب زراہ بن ربیعہ نے اپنے باپ کے حوالے سے جناب عثمان نے سے روایت کی ہے کہ اگر خاوند بیوی کو یہ کہے کہ معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس سے اس کی بیوی جدا ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسا کہنا تین طلاقیں دینے کے برابر ہے''۔ اس روایت کو امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تین طلاقوں کے لئے خلیہ، بریہ، بتہ، بائن اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام کی اصطلاحیں استعمال کرتے تھے تو ان سے اب بھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور جب تک وہ عورت کسی دوسرے خاوند سے شادی نہ کر لے اور وہ بھی اسے طلاق نہ دے دے تو اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے لئے جائز نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کہ خلیہ، بریہ کے الفاظ ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کے برابر ہیں۔ اس حدیث کو امام شافعیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ٦:

((وعن یونس بن یزید، وال: سألت ابن شهاب عن رجل جعل أمَرَامرَاتِهِ بیدابیه، قبل ان یدخل بها، فقال ابوه: هی طالق ثلاثا، کیف السنة فی ذلک ؟ فقال: اخبر نی محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان. مولی بنی عامر بن لوی. ان محمد بن ایاسن البکیر ا للیثی. وکان ابوه شهد بدرا. اخبره ان ابا هریره قال: بانت عنه، فلا تحل له حتی تنکح زوجا غیره. وانه سال ابن عباس عن ذلک، فقال مثل قول ابی هریرة، وسال عبدالله بن عمرو ابن العاص. فقال: مثل قولهما)). رواه ابو بکر البرقانی فی کتابه المخرج علی الصحیحین.

ترجمہ: ''جناب یونس بن یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے امام ابن شہاب زہری سے اس کے بارے میں پوچھا کہ جس نے شادی کے بعد عورت سے مباشرت کرنے سے پہلے یہ کہہ دیا کہ اس کا معاملہ اس کے باپ کے ہاتھ میں ہے اور اس سے اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو گئیں، اس بارے میں یہی معمول ہے اور کہا کہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن جو بنو عامر ابن لوی کا آزاد کردہ غلام تھا نے بتایا کہ محمد بن ایاس بن بکیر اللیثی کہ جن کے والد جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ عورت کا معاملہ اس کے سپرد کرنے یا کسی اور کے سپرد کرے جو اسے تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت اپنے خاوند سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدا ہو جاتی ہے اور جب تک کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے اور وہ بھی اسے اپنی مرضی سے طلاق نہ دے لے تو وہ پہلے خاوند کے لئے جائز نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ جیسا ہی جواب دیا۔ پھر اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ جیسا جواب دیا"۔ اس حدیث کو ابو بکر برقانی نے صحیح بخاری مسلم کی شرح میں بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷

((وعن مجاهد قال: كنت عند ابن عباس، فجاءه رجل، فقال. انه طلق امراته ثلاثا، قال: فسكت، حتى ظننت انه رادها اليه، ثم قال: ينطلق احدكم، فيركب الحموقة، ثم يقول: يا ابن عباس يا ابن عباس، وان الله قال: ﴿ومن يتق الله يجعل له مخرجا﴾ وانك لم تتق الله، فلم اجد لك مخرجا عصيت ربك، فبانت منك امراتك، وان الله قال: ﴿يا ايها النبى اذا طلقتم النساء، فطلقوهن فى قبل عدتهن﴾)) رواه ابو داود

وعن مجاهد عن ابن عباس: انه سئل عن رجل طلق امراته مائة. قال: عصيت ربك، وفارقت امراتك، لم تتق الله، فيجعل لك مخرجا

ترجمہ: "امام مجاہد سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے تو ایک آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر حضرت ابن عباسؓ خاموش ہو گئے اور میں نے یہ گمان کیا کہ وہ اس آدمی کی بیوی کو اسے لوٹا دیں گے۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے اس شخص کو جھاڑتے ہوئے کہا کہ تم لوگ جلدی میں حماقت کا ارتکاب کرتے ہو اور پھر دوڑتے ہوئے میرے پاس آ جاتے ہو کہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری مدد کروں ۔تو سن لو کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے بچنے کی راہ بھی کھول دیتا ہے لیکن تم نے اللہ تعالی کا خوف نہ کیا اس لئے اب تیرے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ۔تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اس لئے تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ۔طلاق کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ حکم دیا ہے کہ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت سے پہلے طلاق دو (یعنی ان کی طہارت کی حالت میں طلاق دو)''۔

اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

احادیث سے مستنبط احکام

پہلی حدیث سے آئمہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی مرد یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس سے اسے تین طلاقیں ہو جائیں گی ۔تاہم اس معاملے کے بارے میں فقہاء میں کچھ اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ امام مالکؒ، ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ الفاظ طلاق کے قائم مقام ہیں جب کہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک یہ الفاظ طلاق کے قائم مقام تو نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ معاملہ خاوند بیوی پر چھوڑ دیا ہے۔ کہ اگر وہ چاہے تو اس سے طلاق لے سکتی ہے اور چاہے تو اس کے ساتھ اس کی بیوی بن کر رہ سکتی ہے۔

عربوں میں طلاق کی لئے مختلف الفاظ رائج تھے مثلاً خلیہ، بریہ، بتہ، بائن اور حرام ان کے نزدیک ان اصطلاحات سے مراد ایک ہی وقت میں تین طلاقیں تھیں، اسلام میں بھی ان اصطلاحات کے اسی مفہوم کو برقرار رکھا گیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ فقہاء کے درمیان اس بارے میں بڑا اختلاف ہے کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو ان کی شرعی حیثیت کیا ہے یعنی یہ کہ تین طلاقیں شمار ہوں گی یا ایک طلاق شمار ہوگی ۔ بہت سے صحابہ کرامؓ، تابعین، چاروں فقہی مذاہب اور حضرت علی سمیت بعض آئمہ اہل بیت، امام یحییٰ کے نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی مجلس میں طلاق کا لفظ تین طلاق دہرانے سے تین طلاقیں ہو جائیں گی ۔لیکن بعض فقہاء نے اس کے برعکس یہ فتوی دیا کہ اس طرح ایک ہی مجلس میں طلاق کا لفظ تین دفعہ کہنے سے ایک ہی طلاق واقع ہو گی اس بارے میں امام ابو موسیٰؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، تابعی طاوس، عطا، جابر بن زید، امام قاسم، امام باقر، امام ناصر، امام احمد بن عیسی، عبداللہ بن موسی بن عبداللہ، امام زید بن علی اور متاخرین آئمہ میں سے امام ابن تیمہ اور امام ابن قیم اور محقق فقہاء اس بات کے قائل تھے کہ ایک ہی مجلس میں طلاق کا لفظ تین دفعہ کہنے سے صرف ایک ہی طلاق واقعہ ہوتی ہے۔

ابن مغیث نے کتاب او ثائق میں امام محمد بن وضاح کا بھی ایسا ہی مسلک نقل کیا ہے اور یہ کہ قرطبہ کے بہت سے فقہاء جن میں امام محمد بن عبدالسلام وغیرہ ہم شامل تھے ایک دفعہ کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تھے ۔بعض شیعہ آئمہ کے نزدیک تو تین طلاقیں دینا بالکل لغو ہے اس سے تین طلاقیں تو کجا ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ۔بعض تابعین کا بھی یہی مسلک تھا، معتزلہ کے امام ابن علیہ اور ھشام بن حکم کا بھی یہی مسلک تھا۔ امام ابو عبیدہ اور بعض ظاہری مذہب کے آئمہ کا فتوی بھی اس کے مطابق تھا یعنی ان کے نزدیک تین طلاقیں دینے سے ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ۔ امام باقر، امام جعفر صادق اور امام ناصر کا بھی یہی مسلک تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کے بعض شاگردوں، امام اسحاق بن راہویہ کی یہ رائے تھی کہ اگر بیوی کے ساتھ مباشرت کی جا چکی ہو تو پھر تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ہی مراد ہوں گی اگر اس سے مباشرت نہ کی گئی ہو تو پھر تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہو گی ۔ جو فقہاء ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے کے قائل ہیں انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ طلاق دو دفعہ دی جا سکتی ہے الطلاق مرتان ۔یعنی ان کے نزدیک دو اکٹھی طلاقیں دی جا سکتی ہیں اور اگر دو طلاقیں اکٹھی دی جا سکتی ہوں تو تین طلاقیں بھی اکٹھی دی جا سکتی ہیں ۔ جبکہ دوسرے فقہاء جو ایک ہی مجلس میں تین اکٹھی طلاقوں کے قائل نہیں اس سے مراد لیتے ہیں کہ دو طلاقیں ایک ہی وقت میں نہ دی جائیں بلکہ وقفے وقفے سے ایسا کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کے وقوع کے قائل حضرات نے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت کردہ اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ ان کے دادا نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی تھیں، تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بابت عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کیا ان میں تین طلاقیں تو واقعہ ہوگئی ہیں جب کہ باقی نو سو ستانوے طلاقیں ظلم اور زیادتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا چاہے گا تو بخش دے گا۔ ان سے ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے والد نے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کیا کہ وہ اس سے بچنے کے لئے اسے کوئی راستہ دکھاتا۔ تو اس کی بیوی غیر شرعی طریقے سے طلاق دینے کی وجہ سے تین طلاقوں سے علیحدہ ہوگئی جبکہ باقی نو سو ستانوے طلاقیں تیرے باپ کے گلے میں گناہ کا پھندہ ہیں۔ آئمہ حدیث نے ان احادیث کے تمام راویوں کو غیر معتبر قرار دے کر ان احادیث کو ضعیف ثابت کیا ہے۔ پھر یہ کہ عبادہ بن صامتؓ کے تو والد بھی اسلام سے پہلے کے زمانے کے ہیں تو ان کے دادا نے اسلام کے احکام کیسے معلوم کیئے ہوں گے۔ یعنی وہ دونوں تو زمانہ اسلام سے پہلے کے لوگ تھے۔ اس لئے ان سے جو احادیث روایت کی گئے ہیں وہ نا قابل اعتبار ہیں۔

جن فقہاء کے نزدیک تین طلاقیں دینے کی صورت میں بھی صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے تو انہوں نے اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کردہ حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں پھر اس کا اسے بہت افسوس اور رنج ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اسے کیسے طلاق دی تھی تو اس نے کہا کہ ایک ہی مجلس میں اسے تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ یہ تو ایک طلاق ہے اپنی بیوی سے رجوع کر لے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور آئمہ حدیث نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم جو فقہاء ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینے کے قائل ہیں تو انہوں نے حضرت رکانہ کی اس حدیث کی بجائے ان سے روایت کردہ دوسری حدیث کو ترجیح دی ہے کہ جس میں اس نے کہا تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی چونکہ زمانہ جاہلیت میں طلاق بتہ سے تین طلاقیں ہی مراد لی جاتی تھیں۔ اس لئے بعض روایات میں طلاق بتہ کی بجائے تین طلاقوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی گئی ہے۔ لیکن اس نے کہا اس لفظ سے اس کا ارادہ ایک طلاق کا تھا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے اس ارادے کے لئے قسم اٹھانے کو کہا تو اس نے قسم اٹھا کہا کہ اس کی مراد اس سے صرف ایک طلاق تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک طلاق قرار دے کر اسے اپنی بیوی سے رجوع کی اجازت دے دی۔

اس بارے میں جو فقہاء تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں، تو انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روات کردہ اس حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے شروع میں عورت کو مسنون طریقے سے طلاق دی جاتی تھی یعنی ہر طہر میں ایک طلاق۔ اور اگر کوئی تین طلاقیں اکٹھی دیتا تو انہیں ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا۔ اس کے برعکس جو فقہاء تین طلاقوں کے وقوع کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں لوگ سچے اور صاحب فضیلت تھے اور وہ کسی صورت میں شرعی احکام کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ لیکن بعد میں لوگوں نے دھوکہ بازی وغیرہ کی عادات پیدا ہو گئیں اس لئے جب حضرت عمرؓ نے دیکھا ان لوگوں نے اسلامی تعلیمات کو مذاق بنا لیا ہے تو انہوں نے تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کی بجائے انہیں طلاق مغلظ قرار دے کر انہیں اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کی اس طرح سزا دی۔ مختصر یہ کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کے مغلظ ہونے کے قائل اور انہیں ایک طلاق قرار دینے والے فقہاء کے درمیان لمبی چوڑی بحثیں ہوئیں اور ان دونوں طبقات نے اپنے اپنے مسلک کے لئے ضعیف احادیث وضع کرنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہ کی۔ جس سے یہ معاملہ واضح ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ الجھ گیا۔ حالانکہ اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کردہ یہ حدیث واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں زمانہ جاہلیت کے طریقہ طلاق یعنی ایک ہی مجلس میں تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگوں نے طلاق کو بچوں کا کھیل بنا لیا ہے تو انہوں نے سزا کے طور پر زمانہ جاہلیت کی طلاق کو طلاق مغلظ قرار دے دیا گیا۔ ان کے نزدیک بھی طلاق دینے کا اسلامی طریقہ وہی ہے جو قرآن و حدیث میں بیان ہوا ہے کہ عورت کو اس کی ہر طہر میں ایک ایک طلاق دی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم جن فقہاء نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کے فیصلے کو بنیاد بناتے ہوئے تین طلاقوں کو مغلظ قرار دیا ہے تو ان کے مخالفین نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں حضرت عمرؓ کا کیا مقام ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مقابلے میں ہمارے لئے کسی بھی صحابی کا فیصلہ سند نہیں بن سکتا اس لیے کتنی ہی طلاقیں کیوں نہ دی جائیں ارشادات رسول ﷺ کی روشنی میں انہیں ایک ہی شمار کیا جائے گا اور یہ کہ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جن فقہاء نے قرآنی آیات سے اپنے مطلب کی بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس بارے میں قرآن مجید کی اس تشریح کو اولیت حاصل ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو۔ قرآن مجید میں طلاق کے بارے میں جتنے احکام ہیں ان کی روشنی میں ہی تو رسول اللہ ﷺ نے تین طلاقوں کو ایک شمار کیا تھا اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں ان فقہاء کو بھی اختلاف جو ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو مغلظ قرار دیتے تھے تو ایک مسلمان کے لئے مناسب تو یہی ہے کہ وہ دوسرے تمام اقوال پر چاہے وہ کسی صحابی سے منقول ہوں یا آئمہ فقہ کا مسلک ہوں، قول رسول ﷺ کو ترجیح دینی چاہیے۔

2.3 خود آزمائی نمبر ②

۱- سنت رسول ﷺ کی روشنی میں طلاق کی اقسام بیان کریں۔

۲- ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینے کے متعلق احکام شریعت کی وضاحت احادیث الرسول ﷺ کی روشنی میں کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ طلاق کے علاوہ علیحدگی کی صورتیں

3.1 خلع

اگر عورت اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور وہ اسے طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور دونوں کے درمیان نباہ بھی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اسلام خلع کے ذریعے عقد نکاح کو ختم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

خلع کا لفظی مطلب اتار دینے کے ہیں اس لیے جب کپڑے اتار دیے جائیں تو چونکہ عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿هن لباس لكم وانتم لباس لهن﴾ (البقرہ: ۱۸۷)

پس عورت اس لباس کو برقرار نہ رکھے یعنی اپنے شوہر سے علیحدہ ہونا چاہے تو یہ خلع ہے خلع کو الفداء بھی کہتے ہیں کیونکہ اس طرح عورت فدیہ دیکر اپنے آپ کو آزاد کروالیتی ہے۔

ا) احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبرا

((عن ابن عباس قال: جاء ت امراة ثابت بن قيس بن شماس الى النبى صلی اللہ علیہ وسلم، فقالت: يا رسول الله، انى ما اعتب عليه فى خلق ولا دين، ولكنى الره الكفر فى الاسلام، فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم ((اتر دين عليه حديقه ؟)) قالت نعم. فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم((اقبل الحديقه وطلقهاتطليقة)). رواه البخارى والنسائى

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا کہ وہ اپنے خاوند کے اخلاق یا دین میں تو کوئی عیب نہیں دیکھتی لیکن میں اسلام میں کفر کا ناپسند کرتی ہوں (یعنی میرا اس سے گزارہ نہیں ہوسکتا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ کیا تو اس کا باغ واپس کردے گی۔ تو اس نے اثبات میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند سے کہا کہ وہ اپنا باغ واپس لے لے اور اپنی بیوی کو طلاق دے دے"۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن ابن عباس، ان جميلة بنت سلول اتت النبي ﷺ، فقالت: والله ما اعتب على ثابت في دين ولا خلق، ولكني اكره الكفر في الاسلام، لا اطيقه بغضا. فقال لها النبي ﷺ ((أتَرُدِّينَ عليهِ حديقَتَهُ)) قالت: نعم. فامره رسول الله ﷺ ان يا خذ منها حديقته، ولا يزداد)). رواه ابن ماجه

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت جمیلہ بنت سلولؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کے بارے میں کہا کہ اس کے دین اور اخلاق میں تو کوئی عیب نہیں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں کیونکہ اس سے نفرت کی وجہ سے میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ اس کو اس کا باغ واپس کر دے گی۔ تو اس نے ہاں میں جواب دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کو کہا کہ وہ اپنے باغ واپس لے لے اور اس سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور اپنی بیوی کو علیحدہ کر دے"۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۳

((وعن الربيع بنت معوذ ان ثابت بن قيس بن شماس ضَرَبَ امراته، فكَسَرَ يدها، وهي جميلة بنت عبدالله بن ابي، فاتى اخوها يشتكيه الى رسول الله ﷺ، فارسل رسو ل الله ﷺ الى ثابت، فقال له ((خذ الذى لَهَا عليك، وخل سبيلها)) قال: نعم فامرها رسول الله ﷺ ((ان تتربص حيضة واحدة وتلحق باهلها)). رواه النسائى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت ربیع بنت معوذؓ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس نے اپنی بیوی کو مارا تو اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ اس کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھا۔ اس کے بھائی اس کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ خدمت میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت کو بلا بھیجا اور اسے کہا کہ تیرا جو مال تیری بیوی کے پاس ہے وہ لے لے اور اس کا راستہ چھوڑ دے یعنی اسے طلاق دے دے۔ اس نے کہا کہ مجھے منظور ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ وہ صرف ایک حیض کے عرصے کی عدت گزارے اور پھر اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائے''۔ اس حدیث کو امام نسائی روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیسؓ کی بیوی نے اپنے خاوند سے خلع حاصل کیا یعنی اس سے علیحدگی اختیار کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی عدت صرف ایک حیض کا عرصہ مقرر کیا۔ اس حدیث کو امام داؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حدیث حسن غریب قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((وعن الربیع بنت معوّذ انها اختلعت علی عهدالنبی ﷺ فامرها النبی ﷺ او امرت ((ان تعتد بحیضه)). رواه الترمذی

((وقال: حدیث الربیع الصحیح انها امرت ان تعتد بحیضه))

ترجمہ: ''حضرت ربیع بنت معوذؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنے خاوند سے خلع حاصل کیا تو رسول اللہ نے اسے ایک حیض یعنی تقریبا ایک ماہ کی عدت گزارنے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے کہا کہ حضرت ربیع کی یہ بات صحیح ہے کہ اسے ایک حیض کی مدت عدت گزارنے کے لئے کہا گیا''۔

حدیث نمبر ۵

((وعن ابی الزبیر ان ثابت بن قیس بن شماس کانت عنده بنت عبدالله بن ابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سلول، وکان اصدقها حدیقه، فقال النبی ﷺ ((اتر دین علیه حدیقته اعطاک ؟)) قالت: نعم وزیادة فقال النبی ﷺ ((اما الزیادة فلا،ولکن حدیقة)) قالت: نعم فاخذ ها له، دخلی سبیلها، فلما بلغ ذلک ثابت بن قیس. قال: قد قبلت قضاء رسول الله ﷺ. رواه الدار قطنی باسناد صحیح، وقال: سَمِعَهُ اوالزبیر من غیر واحد)).

ترجمہ: ''حضرت ابوزبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت قیسؓ کی بیوی حضرت عبداللہ بن ابیؓ کی بیٹی تھی اور اس نے اسے شادی کے حق مہر میں ایک باغ دیا تھا۔ جب اس نے اپنے خاوند سے خلع چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ کیا تو اسے اس کا باغ واپس کر دے گی تو اس نے ہاں میں جواب دیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ دینے کو تیار ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ زیادہ دینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کا باغ اسے واپس کرنا ہوگا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے اور آپ ﷺ اور آپ نے اس کے خاوند کو کہا کہ اپنا باغ لے لے اور بیوی کو علیحدہ کر دے۔ جب حضرت ثابتؓ تک اس فیصلہ کی خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ کا فیصلہ منظور ہے''۔

اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے معتبر راویوں کے حوالے سے روایت کیا ہے اور کہا کہ ابوزبیرؓ نے اس حدیث کو ایک سے زیادہ راویوں سے روایت کیا ہے۔

تشریح

یہ احادیث جو صرف دو عورتوں کے خلع کے معاملے کے بارے میں ہے انہیں آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ آئمہ نے اس بارے میں اور بھی بہت سی احادیث کا حوالہ دیا ہے جن کا تعلق انہی دونوں عورتوں سے ہے کہ جنہوں نے اپنے خاوندوں سے خلع حاصل کیا تھا۔ خلع کے لفظی معنی مال کے بدلے طلاق حاصل کرنا ہے۔ جمہور فقہاء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ صرف ایک تابعی بکر بن عبداللہ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ وہ اختلاف یہ ہے کہ اگر عورت خاوند سے خلع چاہے تو وہ بغیر کسی مال کے معاوضے کے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی درخواست قبول کر لے۔لیکن اس باب کی احادیث اوراس موضوع پر دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے بدلے خلع کی اجازت دی اور یہ مال بھی وہ ہوتا تھا جو خاوند نے بطور حق مہر کے بیوی کو دے رکھا ہوتا تھا۔مختلف احادیث میں ان کو خلع حاصل کرنے والی عورتوں کے نام بتائے گئے ہیں۔لیکن اصل یہ دو ہی عورتیں تھیں جن کا ذکر اس باب کی احادیث میں کیا گیا ہے۔

اگر چہ ایک حدیث میں اس بات کا ذکر کیا ہے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے مارا پیٹا تو اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ لیکن اس بارے میں جتنی دوسری احادیث روایت کی گئی ہیں ان مین خاوند کے اخلاق کے بارے میں کوئی شکایت نہیں کی گئی بس صرف یہ کہا گیا ہے کہ انہیں ان سے دلی نفرت ہے جس کی وجہ سے ان کے خاوند کے ساتھ ان کا گزارہ مشکل ہے۔ اور انہیں ڈر ہے کہ اس نفرت کی وجہ سے وہ کوئی خلاف اسلام حرکت نہ کر بیٹھیں۔ چنانچہ ان احادیث کی روشنی میں جمہور فقہاء نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ محض عورت کی طرف سے خاوند سے نفرت کی صورت میں خلع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں امام ابن منذر رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہی کہ خلع کی اجازت اس وقت دینی چاہیے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی شکایت کریں۔تابعین فقہاء طاوس رحمہ اللہ اور امام شعبی کا بھی یہی مسلک تھا لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع حاصل کرنے والی عورتوں کے خاوندوں کو ان شکایت نہ تھی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ان سے کچھ پوچھا انہوں نے محض عورتوں کی شکایت پر علیحدگی کا فیصلہ دیا۔

بعض فقہاء نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلع ،طلاق نہیں بلکہ نکاح کو کالعدم کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، عکرمہ رحمہ اللہ، ابن ناصر رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ بن حنبل، امام طاوس رحمہ اللہ، امام ابوثور رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابن منذر رحمہ اللہ کا اس بارے میں یہی مسلک تھا۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ، امام باقر رحمہ اللہ، امام داؤد رحمہ اللہ اور بہت سے دوسرے فقہاء کی بھی اس بارے میں یہی رائے تھی یعنی خلع سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔یعنی ٹوٹ جاتا ہے اور طلاق دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام زید بن علی، امام قاسم اوران کے شاگردوں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں اور بہت سے دوسرے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ خلع طلاق بائن کے قائم مقام ہے۔یعنی اس سے خود بخود ایسی طلاق واقع ہو جاتی ہے کہ جس سے خلع حاصل کرنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی بیوی اپنے خاوند سے جدا ہو جاتی ہے۔

جو لوگ خلع کو نکاح فسخ کرانے کے برابر قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں کو صرف ایک حیض یا ایک مہینہ عدت گزارنے کے لئے کہا جب کہ طلاق کے بعد تین طہر کی عدت گزارنی ضروری ہے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے فیصلے میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں طلاق کے الفاظ استعمال کرنے کی بجائے آپ ﷺ نے خاوندوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی خلع چاہنے والی بیویوں کا راستہ چھوڑ دیں یعنی انہیں اپنے سے علیحدہ کر دیں۔ تاہم جو فقہاء خلع کو طلاق بائن قرار دیتے ہیں، وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کردہ اس حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابتؓ سے کہا کہ وہ اپنا باغ لے لے اور بیوی کو ایک طلاق دے دے۔ اس کے خلاف جو حضرات خلع کو نکاح فسخ کرنے کے برابر قرار دیتے ہیں کہ ان میں سے اکثر احادیث میں خلع حاصل کرنے والی عورتوں نے یہ خود کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوندوں کو ان کا راستہ چھوڑ دینے کے لئے کہا انہیں طلاق دینے کی لئے نہ کہا۔ یہ صرف اصطلاحات کا فرق ہے جہاں تک خلع کے موثر ہونے کا تعلق ہے اس بارے میں صحابہ یا جمہور فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس بارے میں امام ابن قیم نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ طلاق کے لئے شریعت نے تین شرطیں رکھی ہیں کہ خاوند طلاق، عورت سے مباشرت کے بعد دے سکتا ہے اور یہ کہ خاوند کو دو طلاقوں تک اپنی بیوی سے رجوع کا حق ہے اور یہ کہ مطلقہ عورت کی عدت پورے تین طہر یا تقریبا تین ماہ ہیں۔ جب کہ اس پر جمہور فقہاء کا بھی اتفاق ہے کہ خلع کی صورت میں مرد کو بیوی سے رجوع کا حق نہیں۔ اس بارے میں زیدی فرقہ کے آئمہ نے یہ تصریح کی ہے کہ خلع کی جن احادیث میں طلاق کا ذکر ہے وہ دراصل ضعیف احادیث ہیں۔ طلاق تو حیض کی حالت میں نہیں دی جاسکتی جب کہ عورت اس حالت میں بھی خلع حاصل کر سکتی ہے۔

امام ھاوی اور ان کے شاگرد فقہاء کے نزدیک ایسا ضروری نہیں، کیونکہ عورت مال کے بدلے خلع حاصل کرتی ہے اور مرد کو اس کے خلع کے بعد رجوع کا حق بھی نہیں ہے اس بارے میں اصل چیز یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہ کر سکیں تو بیوی کو علیحدگی کی اجازت ہے۔ اس لئے تو اسے اپنے خاوند کا دیا ہوا مال واپس کرنا ہے۔ بعض عورتیں کسی وجہ سے اپنے خاوندوں سے زیادہ تنگ ہوتی ہیں تو وہ خاوند کے دیئے ہوئے مال سے بھی زیادہ مال دے کر خلع حاصل کرنے کی درخواست کرتی ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کر دیا تھا۔ دراصل عورت کے لئے یہ مال کی واپسی بھی اس لئے لازمی قرار دی گئی ہے تاکہ وہ عجلت میں کوئی غلط فیصلہ نہ کر بیٹھے۔ جب اسے خیال ہوگا کہ خلع کی صورت میں اسے مال سے علیحدہ ہونا پڑے گا تو پھر وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے گی۔

بعض فقہاء جن میں حضرات امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ شامل ہیں حق مہر کی رقم سے زیادہ کے بدلے میں بھی خلع کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن وہ اسے پسندیدہ امر نہیں سمجھتے۔ جب کہ بعض فقہاء نے عورتوں سے خلع کے لئے کچھ بھی لینے کو معیوب قرار دیا ہے۔ لیکن جمہور علماء نے عورت کے حق مہر سے بھی زیادہ رقم کے عوض خلع کو جائز قرار دیا ہے۔ اس باب کی احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خلع اس وقت جائز ہے کہ جب عورت کو کوئی جائز شکایت ہو کیونکہ دوسری احادیث میں بھی تو روایت ہوا ہے کہ جو عورت بلاوجہ اپنے خاوند سے طلاق مانگے گی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہو جائے گی یعنی وہ جنت میں نہ جا سکے گی۔ اس لئے خلع کے لئے کسی نہ کسی وجہ کی لازمی ضرورت ہے۔

ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے درج ذیل احکام واضح ہوتے ہیں:

۱۔ ازدواجی زندگی کی کامیابی کا انحصار مودہ اور رحمت پر ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کو ایک دوسرے میں کوئی چیز ناپسند ہو تو وہ صبر سے گزارہ کریں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئاً ويجعل الله فيه خيرا كثيرا﴾ (النساء:۱۱)

ترجمہ: ''اور ان کی ساتھ دستور کے مطابق گزارا کرو۔ اور اگر تم انھیں ناپسند کرتی ہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہی کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں تمھارے لیے بہتری رکھ دے''۔

۲- اگر صبر و تحمل سے معاملہ آگے بڑھ جائے تو پھر علیحدگی ہی واحد راستہ رہ جاتا ہے اگر مرد کی طرف ناپسندیدگی ہو تو وہ طلاق دے کر علیحدگی اختیار کر سکتا ہے اور اگر ناپسندیدگی عورت کی طرف ہو تو وہ خلع کی ذریعے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے۔

۳- خلع کے لئے ضروری ہے کہ اس کا انعقاد خلع کے الفاظ یا اس کے مترادفات کے ذریعے ہو

۴- ہر وہ چیز جس کا مہر ہونا جائز ہو وہ خلع کا فدیہ بھی ہو سکتی ہے۔

۵- خلع شوہر اور بیوی کی باہمی رضامندی سے ہوسکتا ہی تاہم اگر یہ رضامندی نہ ہو تو عورت عدالت کے ذریعے خلع لے سکتی ہے۔

۶- صرف عورت کی ناپسندیدگی بھی خلع کا باعث بن سکتی ہی۔

۷- مرد کو یہ حق نہیں کہ وہ خلع کے وقت عورت کی ساتھ زیادتی کرے۔

۸- خلع حیض اور طہر دونوں حالتوں میں ہوسکتا ہے۔

۹- خلع کے بعد عورت اپنے امور کی ذمہ دار ہو جاتی ہے۔

۱۰- خلع کے بعد عدت میں اگر عورت چاہے تو مرد اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہی۔

۱۱- جمہور فقہاء کے نزدیک خلع طلاق بائن کی طرح ہے جبکہ بعض دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ خلع منسخ نکاح ہے۔

۱۲- سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ **مختلعه** (جس عورت کو خلع دیا گیا ہو) ایک حیض تک عدت گزارے۔

3.2 ایلاء کے احکام

ایلاء کے معنی بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھانا ہے۔ شرعاً اس سے مراد چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ کے لیے بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھانا ہے۔ اگر خاوند اپنی قسم پوری کرے تو بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر خاوند قسم توڑ دے تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن الشبعي عن مسروق عن عائشه، قالت: الٰی رسول الله ﷺ من نسائه، وحرم، فجعل الحرام حلاله، وجعل فی الیمین الکفارة. رواه ابن ماجه والترمذی. وذکر انه قد روی عن الشعبی مرسلا، وانه اصح))

ترجمہ: ''امام شعبی نے مسروق سے اورانہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ازواج سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھائی اورانہیں اپنے اوپرحرام قرار دیا۔ لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اپنی اس قسم کوتوڑ دیا اوراس کا کفارہ ادا کیا''۔ اس حدیث کوامام ابن ماجہؒ اورامام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے امام ترمذیؒ نے کہا کہ امام شعبی نے اس روایت کو کسی صحابی کے حوالے کے بغیر روایت کیا ہے۔ لیکن یہ صحیح حدیث ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عمر قال: اذا مضت اربعة اشهر یوقف حتی یطلق، ولا یقع علیه الطلاق حتی یطلق، یعنی المولی. اخرجه البخاری، وقال: ویذکر ذلک عن عثمان، وعلی، وابی الدرداء. وعائشة، واثنی عشر رجلا من اصحاب النبی ﷺ قال احمد بن حنبل، فی روایة أبی طالب: قال عمر، وعثمان، وعلی، وابن عمر: یوقف المُولی بعد الاربعة، فاما ان یفیء، واما ان یطلق))

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھالے۔ تو وہ چار ماہ تک انتظار کرے تو اس کے بعد بھی اگر وہ ان سے رجوع نہ کرنا چاہے تو وہ انہیں طلاق دے سکتا ہے اور جب تک انہیں طلاق نہیں دی جاتی اس وقت تک وہ اس سے علیحدہ نہ ہوں گی۔ اس حدیث کوامام بخاریؒ نے روایت کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابودرداء، حضرت عائشہ اور ایک درجن دوسرے صحابہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ امام احمدؒ نے ابو طالب کی روایت کی مطابق یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانے والا شخص چار ماہ کے بعد یا تو اس سے رجوع کر لے یا اسے طلاق دیدے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن سلیمان بن یسار قال: ادرکت بضعة عشر رجلا من اصحاب النبی ﷺ، کلهم یقفون المولی)). رواہ الشافعی والدار قطنی

ترجمہ: ''حضرت سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے دس پندرہ صحابہ کا یہ عمل دیکھا وہ سب یہ لازمی قرار دیتے تھے کہ بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانے والا شخص چار ماہ کے بعد اپنی بیوی سے رجوع کر لے''۔ اس حدیث کو امام شافعیؒ اور امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن سهیل بن ابی صالح عن ابیه انه قال: سالت اثنی عشر رجلا من اصحاب النبی ﷺ عن رجل یولی. قالوا: لیس فیه شیء، حتی تمضی اربعة اشهر، فیوقف، فان فاء والا طلق)). رواہ الدارقطنی

ترجمہ: ''سہیل بن صالح نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانے والے شخص کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی ذمہ داری نہیں یہاں تک کہ چار ماہ گزر جائے پھر چاہے تو وہ اس سے رجوع کر لے وگرنہ اسے طلاق دیدے''۔ اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

آئمہ حدیث نے تھوڑے بہت اختلاف کے باوجود ان احادیث کو صحیح تسلیم کیا ہے اور پھر ان احادیث کی تائید میں متعدد ایسی دوسری احادیث پیش کی ہیں۔ ان احادیث میں ایلاء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ بیوی سے بات کرنے یا اسے غصہ دلانے یا اس سے برا سلوک کرنے کی قسم کھانا ہے اور شرعی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ بیوی سے چار ماہ تک مباشرت نہ کرنے کی قسم اٹھانا ہے۔ لیکن اگر کوئی اولاد کے ڈر سے ایسا کرنے کی قسم کھائے تو وہ ایلاء نہیں ہوگا۔ ایلاء صرف اسی وقت ہوگا جب کسی جھگڑے کی بناء پر خاوند ایسی قسم کھائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس طرح کی قسم اٹھائی تھی تو آپ ﷺ نے ایک ماہ کے بعد اپنی بیوی سے رجوع کر لیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے اپنی قسم کے ٹوٹ جانے کا کفارہ ادا کیا۔ فقہاء نے ایلاء کی بہت سی صورتیں بیان کی ہیں لیکن ان میں سے سب سے موثر صورت یہی ہے کہ کوئی خاوند چار ماہ کے عرصے تک اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرنے کی قسم اٹھائے۔ چار ماہ کے بعد خاوند نے اگر اپنی اس بیوی سے مباشرت کر لی تو اس کی ایلاء ختم ہو جائے گی اور اگر کوئی ایسی عورت اسے اپنے ساتھ مباشرت کی اجازت نہ دے تو وہ منہ سے کہہ کر اس ایلاء کو ختم کر سکتا ہے اگر اسے فارغ کرنا چاہے تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔

ایلاء کے بعد جو طلاق دی جائے اسے جمہور فقہاء نے طلاق رجعی قرار دیا ہے یعنی اس طلاق کے بعد بھی خاوند اپنی بیوی سے عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔ بعض فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اگر ایلاء کی چار ماہ کی مدت گزر جانے کے بعد خاوند طلاق نہ دے تو یہ طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی لیکن یہ طلاق رجعی ہوگی۔ یعنی اس کے بعد خاوند کو رجوع کا حق حاصل رہے گا۔ تاہم کوفہ کے بعض تابعین جن میں ابن حنطیہ، قبیصہ بن دویب، امام عطا، امام حسن اور امام ابن سیرین شامل ہیں ان کے نزدیک اگر خاوند چار ماہ کے بعد یعنی ایلاء کی مدت ختم ہونے کے بعد بیوی سے رجوع نہیں کرے گا تو اسے خود بخود طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ یعنی اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی اور وہ اس سے رجوع کر سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب)احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ اگر شوہر اپنے بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھائے تو ایسا شخص ایلاء کرنے والا ہوگا۔

۲۔ اگر شوہر نے چار ماہ کے لیے قسم کھائی تھی تو یہ قسم اتنے ہی وقت کے لیے ہوگی اور اگر اس نے ہمیشہ کے لیے قسم کھائی ہو تو وہ ہمیشہ کے لیے ہوگی۔

۳۔ اگر قسم چار ماہ سے کم کی ہو تو ایلاء نہیں ہوگا

۴۔ اگر شوہر نے اپنی مطلقہ رجعی بیوی سے ایلاء کیا تو درست ہوگا لیکن اگر اس نے مطلقہ بائنہ سے ایلاء کیا تو ایلاء ثابت نہ ہوگا۔

3.3 ظہار کے احکام

ظہار کا لفظ ظہر سے مشتق ہے۔ اس سے مراد مرد کا اپنی بیوی کے لیے یہ قول ہے کہ تو میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ جاہلیت میں ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس حکم کو باطل قرار دیا اور ظہار کو عورت کے لیے حرام قرار دے دیا اور ظہار کو طلاق کے مترادف قرار دیا۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

ا)احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن سلمة بن صخر عن النبی ﷺ، فی المظاهر یواقع قبل ان یکفر، قال ((كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ)). رواه ابن ماجه والترمذی

ترجمہ: ''انہی حضرت سلمہ بن صخرؓ ہی سے روایت ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرے یعنی اس سے مباشرت کو اپنی ماں کی پیٹھ قرار دے۔ لیکن اس کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے وہ اپنی بیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مباشرت کر لے تو اسے صرف ایک ہی دفعہ کفارہ ادا کرنا ہوگا''۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی سلمة عن سلمة بن صخر ان النبی ﷺ اعطاه مکسلا، فیه خمسة عشر صاعا، فقال ((اطعمة ستین مسکینا وذلک لکل مسکین مد)). رواه الدار قطنی. وللترمذی معناه

ترجمہ: ''انہی حضرت سلمہ بن صخرؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک تھیلا دیا جس میں پندرہ صاع کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔ یعنی ہر ایک مسکین کو ایک مد کھلاؤ۔ (مد صاع کا ایک چوتھائی حصہ ہوتا تھا جب کہ صاع موجودہ دور کی اوزان کے مطابق ساڑھے تین کلو کے برابر ہوتا ہے یعنی ہر مسکین کو تین چوتھائی کلو کھجوریں بطور کفارہ دے دو)''۔ اس حدیث کو امام دارقطنی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے بھی اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن عکرمة عن ابن عباس ان رجلا اتی النبی ﷺ قد ظاهر امراته، فوقع علیها فقال: یا رسول الله ﷺ انی ظاهرت من امراتی، فوقعت علیها، قبل ان اکفر ؟ قال ((ما حملک علی ذلک، یرحمک الله ؟)) قال: رایت خلخالها فی ضوء القمر، قال ((فلا تقربها حتی تفعل ما امرک الله)) رواه الخمسة الا احمد وصححه الترمذی وهو حجة فی تحریم الوطء قبل التکفیر بالاطعام وغیره ورواه النسائی ایضا عن عکرمة مرسلا، وقال فیه ((فاعتزلها حتی تقضی ما علیک)) وهو حجة فی ثبوت کفارة الظهار فی الذمة))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا یعنی اس سے مباشرت کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اپنی بیوی سے مباشرت کر لی۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا۔ لیکن ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی میں نے بیوی سے مباشرت کر لی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے ایسا کیوں کیا۔ تو اس نے کہا میں نے چاند کی روشنی میں اس کی ننگی پنڈلیوں کو دیکھ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کا کفارہ ادا نہ کر لے تو اس وقت تک اپنی بیوی کے قریب نہ جانا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے مباشرت جائز نہیں۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ نے عکرمہ سے صحابی کے حوالے کے بغیر روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ جب تک وہ اپنے گناہ کا کفارہ ادا نہ کر لے اس وقت تک اپنی بیوی سے دور رہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے آدمی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے کفارہ ادا کرے''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا یعنی اس سے مباشرت کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دی تھی لیکن چاند کی روشنی میں اس نے اس کی پنڈلی دیکھی تو اس سے مباشرت پر مجبور ہو گیا۔ حالانکہ ابھی تک اس نے ظہار کا کفارہ ادا نہیں کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ کفارہ ادا کر اور دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اس بارے میں جمہور فقہاء کے درمیان مکمل اتفاق ہے کہ ایسے شخص پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے مباشرت کر لی تو اس پر صرف ایک ہی کفارہ دینا لازم ہے۔ امام سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن بعض فقہاء نے کہا کہ اسے دو کفارے ادا کرنے ہوں گے۔ یہ عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک اس امر پر اجماع ہے کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے ظہار والی بیوی سے مباشرت حرام ہے اور چاہے وہ عورت سے مباشرت کرے اسے ہر صورت میں کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ بعض فقہاء نے اور سختی سے کام لیا ہے اور وہ یہ کہ جو آدمی ظہار کے کفارے سے پہلے اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو اسے تین کفارے دینے ہوں گے۔ تاہم آئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر صرف ایک کفارہ ادا کرنا فرض ہے۔ بعض فقہاء نے ایسی بیوی سے مباشرت کی بجائے پیار کرنے یعنی اس کا بوسہ وغیرہ لینا بھی حرام قرار دیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ظہار کا کفارہ اس وقت دینا ہوتا ہے کہ جب مرد شرمندگی یا افسوس کی وجہ سے بیوی سے دوبارہ رجوع کرنا چاہے۔ تاہم اس بارے میں اختلاف ہے کہ محض ظہار کرنے سے اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے یا اس کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے کہ جب وہ بیوی سے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنا چاہے۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت قتادہؒ، طاوس، امام ابوحنیفہؒ ان کے شاگردوں اور آئمہ اہل بیت کے نزدیک کفارہ اس وقت لازم ہوگا کہ جب وہ بیوی سے دوبارہ تعلقات بحال کرے گا۔ جب کہ امام مجاہد اور امام ثوری کے نزدیک ظہار سرے سے ہی گناہ ہے، ظہار کے بعد اس کی تلافی کے لئے اسے ہر صورت میں کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ جب کہ امام زہریؒ، طاوسؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ بن حنبل، امام داؤد اور امام شافعی کے نزدیک دونوں امور کا خیال رکھا جائے گا یعنی ظہار کے بعد بیوی سے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنا۔

امام ابوحنیفہؒ اور کچھ دوسرے فقہاء کے نزدیک مباشرت کی بجائے عورت کو شہوت سے چھونے سے بھی ظہار ختم ہو جاتا ہے جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ظہار کی بھی ایک مدت ہے کہ جس میں طلاق دی جا سکے لیکن وہ اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ بیوی کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دینے کا مطلب ہے کہ وہ اس عورت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ تاہم امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک محض مباشرت کے مقصد سے بیوی کے قریب ہونا چاہے مباشرت نہ بھی کرے تو ظہار ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک صرف مباشرت سے ہی ظہار ٹوٹتا ہے جس کا اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

حدیث نمبر ۴

((فجئت رسول الله ﷺ اشكو اليه، ورسول الله ﷺ يجادلني، ويقول ((اتق الله، فانه ابن عمك)) فما برح حتى نزل القران (قد سمع الله قول التى تجادلک فى زوجها) الى الفرض فقال ((يعتق رقبة)) فقالت: لا يجد قال ((فيصوم شهرين متتابعين)) قالت: يا رسول الله انه شيخ كبير، مابه من صيام، قال ((فليطعم ستين مسكينا)) قالت: ماعنده من شيء يتصدق به، قال فانى ساعيتنه بعرق من تمر، قالت: يا رسول الله، فاني ساعينه بعرق آخر. قال ((قد احسنت اذهبى فاطعمى بها عنه ستين مسكينا، وارجعي الى ابن عمك)) والعرق ستون صاعا)). رواه ابوداؤد

((ولا حمد معناه، لكنه لم يذكر قدرالعرقِ، وقال فيه ((فليطعم ستين مسكينا، وسقامن تمر))

((ولا بى داؤد فى روايه اخرى. والعرف مكتل يسع ثلاثين صاعا، وقال: هذا اصح)).

((وله عن عطاء عن اوس ان النبى ﷺ اعطاه خمسة عشر صاعا من شعير، اطعام ستين مسكينا، وهذا مرسل، قال ابو داود: عطاء يدرک اوسا)).

ترجمہ: ''حضرت خولہ بنت مالکؓ سے روایت ہے کہ ان سے ان کے خاوند حضرت اوس بن صامتؓ نے ظہار کیا یعنی مجھ سے مباشرت کو اپنی ماں کی پیٹھ سے مشابہ قرار دیا تو میں اس کی شکایت کرتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ سے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں جھگڑا کرنے لگی اور اس پر آپ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کر وہ تیرے چچا کا بیٹا ہے، آپ ﷺ مجھ سے یہ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اس بارے میں قرآن مجید میں حکم نازل ہوا۔ جن کی ابتداء اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے تو اس حکم کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ظہار کے کفارے کے طور پر آپ کے خاوند کو ایک غلام آزاد کرنا چاہیے تو میں نے کہا کہ اس کے پاس تو کوئی غلام نہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ وہ لگا تار دو ماہ کے روزے رکھے تو اس کی بیوی نے اس کہا کہ وہ بہت بوڑھا ہے وہ اتنے روزے کیسے رکھ سکتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس کے پاس تو کوئی ایسا مال نہیں کہ جس سے وہ یہ صدقہ دے سکے۔ تو اسی وقت اس کو کھجوروں کا ایک تھیلا دیا گیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں اپنے خاوند کو کھجوروں کا ایک دوسرا تھیلا بھی لا دوں گی۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا، اس کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو کھجوریں کھلا دو۔ اور اپنے چچا کے بیٹے سے رجوع کرلو۔ ایک تھیلے میں عام طور پر ساٹھ صاع کھجوریں ہوتی تھیں''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اپنی روایت میں کھجوروں کے تھیلے کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق کھجوریں کھلا دے۔ امام ابو داوٗدؒ کی اس بارے میں ایک دوسری روایت میں ہے کہ عرق ایک ایسا تھیلا ہوتا تھا کہ جس میں تیس صاع کھجوریں آجاتی تھیں اور انہوں نے یہ تصریح کی کہ یہ صحیح ہے امام ابو داوٗدؒ نے حضرت عطا سے اوس کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پندرہ صاع جو عنایت کیے تاکہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکوں۔ اس حدیث کو صحابی کے نام کے حوالے کے بغیر روایت کیا گیا ہے اس بارے میں امام ابو داوٗدؒ نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کے راوی عطا کی اوس سے ملاقات ثابت نہیں (جیسا کہ متعدد مرتبہ بتایا جا چکا ہے کہ اس زمانے میں صاع کا پیمانہ موجودہ دور کے تقریباً ڈھائی کلو کے برابر ہوتا تھا)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

امام ابو داودؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ ایسی ہی حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے اس روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک تھیلے میں ساٹھ صاع کھجوریں تھیں تو اس قول کو آئمہ نے ضعیف قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ تھیلے میں صرف پندرہ صاع کھجوریں ہوتی تھیں اس قسم کے مسائل کا رواج زمانہ جاہلیت میں تھا پھر صدر اسلام میں بھی مسلمانوں میں اس قسم کے واقعات پائے گئے یعنی بعض لوگ اپنی بیوی کو اپنی پیٹھ سے تشبیہ دے کر بیوی سے مباشرت نہیں کرتے تھے۔ اس قرآنی حکم کے نزول کے بعد اسلامی معاشرے سے اس غلط رواج کا خاتمہ ہو گیا آج تو کوئی اس قسم کے مسائل کو جانتا ہی نہیں۔

ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث کی روشنی میں ظہار کے فقہی احکام حسب ذیل ہیں:

۱- ظہار جاہلیت میں طلاق سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اس کی حرمت پر علماء کا اجماع ہے۔ اور اب ظہار کرنا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿الذين يظاهرون منكم من نسائهم، ما هن أمهاتهم، ان امهاتهم الا اللائی ولد نهم، وانهم ليقولون منكرا من القول وزورا وان الله لعفو غفور﴾ (المجادلة: ۲)

''تم میں سے جو اپنی عورتوں سے ظہار کریں تو وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور جو کوئی ظہار کرتے ہیں وہ منکر اور جھوٹا قول کہتے ہیں بے شک اللہ تعالی معاف کرنے والے ہیں''۔

۲- جمہور علماء کا کہنا ہے کہ ظہار ماں سے تشبیہ دینے سے مختص ہے چنانچہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ: **انت علی الظهر امی كان مظاهرا** تو یہ ظہار ہوگا لیکن اگر کسی نے اپنی ماں کی بجائے اپنی بہن سے تشبیہ دی اور کہا: **انت علی لظهر اختی** تو یہ ظہار نہ ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ظہار صرف وہی کرسکتا ہی جو عاقل بالغ شوہر ہو اور اس کا اپنی بیوی سے درست نکاح ہوا ہو۔

۴۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو اس سے دو اثرات مرتب ہوں گے۔

الف) زوجہ شوہر کے لیے حرام ہو جائے گی جب تک کہ وہ کفارہ ادا نہیں کرتا۔

ب) اس کا دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ شوہر کے لیے اپنی بیوی کی طرف لوٹنے کے لیے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

۵۔ ظہار کا کفارہ ایک غلام کی آزادی یا دو مہینوں کے مسلسل روزے ہیں اور جو کوئی روزے بھی نہ رکھ سکتا ہو تو اس ضمن میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿والذين يظاهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا فتحرير رقبة مؤمنة من قبل ان يتماسا ذلكم توعظون به والله بما تعملون خبير. فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين من قبل يتما سا فمن لم يَستَطِع فاطعام ستين مسكينا﴾ (المجادلة: ۳)

''وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے ظہار کرلیں اور پھر اس سے لوٹنا چاہیں جو انہوں نے کہا تھا تو وہ ایک مومن غلام اپنی بیوی کو چھونے سے پہلے ادا کریں۔ یہ وہ نصیحت ہے جو تمہیں اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور جو غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھیں اپنی بیوی کو چھونے سے پہلے اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے''۔

3.4 لعان کے احکام

لعان عربی کے لفظ اللعن سے ماخوذ ہے جس کی اصطلاحی معنی شوہر کا اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگانا ہے۔ لعان میں دونوں کو حلف دینا ہوتا ہے۔ لعان کے نتیجے میں میاں بیوی کے درمیان علیحدگی ہو جاتی ہوی اور اگر شوہر جھوٹا ثابت ہو تو اسے قذف کی سزا ملتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر۱

((عن نافع عن ابن عمران رجلا لا عن امراته وانتفی من ولدھا ففرق رسول اللہ ﷺ بینھما، والحق الولد بالمراة)). رواہ الجماعه

ترجمہ: ''نافع نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک خاوند نے اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگایا اور اس نے اس کے بیٹے سے لاتعلقی کا اظہار کیا یعنی یہ کہ اس کا بیٹا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی اور بیٹے کو ماں کے حوالے کر دیا''۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن سعید بن جبیر انه قال لعبد اللہ بن عمر: یا ابا عبدالرحمن المتلاعنان، ایفرق بینھما ؟ قال سبحان اللہ، نعم، ان اول من سا ل عن ذلک فلان بن فلان، قال: یا رسول اللہ، ارایت لو وجد احد نا امراته علی فاحشة، کیف یصنع ؟ ان تکلم بامر عظیم، وان سکت تسکبت علی مثل ذلک. قال: فسکت النبی ﷺ، فلم یجبه، فلما کان بعد ذلک اتاہ، فقال: ان الذی سالتک عنه ابتلیت به، فانزل اللہ عز وجل ھذہ الایات، فی سورة النور ﴿والذین یرمون ازواجھم﴾ فتلاھن علیه،ووعظه وذکر ہ، واخبرہ أنّ عذاب الدنیا أھوَن من عذاب الاخرة فقال: لا، والذی بعثک بالحق نبیا ماکذبت علیھا، ثم دعا ھا، ووعظھا واخبر ھا ان عذاب الدنیا اھون من عذاب الاخرة، قالت: لا، والذی بعثک بالحق نبیا انه لکاذب. فبدا بالرجل، فشھدا اربَع شھادات باللہ انه لمن الصادقین، والخامسةأَنّ لعنَةاللہ علیه ان کان من الکاذبین. ثم ثنی بالمراة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فشهدت اربع شهادات بالله: أنه لمن الكاذبين، والخامسة ان غضب الله عليها ان كان من الصادقين. ثم فرق بينهما))

ترجمہ: ''سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ اے عبدالرحمن کے باپ، کیا ایک دوسرے پر زنا کاری کا الزام لگانے والے میاں بیوی میں تفریق کر دی جائے گی۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ پاک کا ارشاد ہے۔ ایسا ہی کیا جائے گا۔ اس بارے میں سب سے پہلے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول کہ ہم سے اگر کوئی اپنی بیوی کو فحاشی کا ارتکاب کرتے ہوئے پائے تو وہ کیا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بہت سنگین مسئلہ کے بارے میں پوچھا ہے اگر تو چاہتا تو اس بارے میں خاموشی سے بھی رہ سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ اس شخص کے سوال پر خاموش ہو گئے اور اس کا کوئی جواب نہ دیا اس کے بعد دوسرے دن وہ شخص دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ جس معاملے کے بارے میں میں نے پوچھا ہے میں خود اس میں مبتلا ہوں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں یہ آیات نازل کیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے: ''کہ وہ مرد جو اپنی بیویوں پر زنا کاری کا الزام لگاتے ہیں اور اس کے لئے ان کے پاس کوئی گواہ نہیں ہوتے'' آپ ﷺ نے اس شخص پر ان آیتوں کی تلاوت کی اسے وعظ و نصیحت کی اور فرمایا کہ اس دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہی ہلکا ہے۔ تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں اپنی بیوی پر کوئی جھوٹا الزام نہیں لگایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس مرد کی بیوی کو بلایا اسے پہلے تو وعظ و نصیحت کر پھر اسے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے اس کے بعد آپ ﷺ کو حق کس ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میرے خاوند نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کو خود چار دفعہ قسم اٹھا کر یہ گواہی دینے کے لئے کہا کہ وہ سچے لوگوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ قسم اٹھائے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر آپ ﷺ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی طرف متوجہ ہوئے اس نے چار دفعہ قسم اٹھا کر کہا کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ قسم اٹھائی کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کر دی''۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابن عمر، قال: فرق رسول الله ﷺ بين اخي بني عجلان، وقال ((الله يعلم ان احد كما كاذب، فهل منكما من تائب ؟ ثلاثا)) متفق عليهما

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان اس طرح جدائی کر دی اور فرمایا کہ اللہ تعالی جانتا ہی کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تین دفعہ توبہ کرنے پر تیار رہے''۔ ان دونوں احادیث کو امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن سهل بن سعد ان عويمر العجلاني أتى رسول الله ﷺ، فقال: يا رسول الله، أَرَأَيتَ رجلًا وجد مع امر اته رجلا، ايقتله، فتقلونه، ام كيف يفعل ؟ فقال رسول الله ﷺ ((قد نزل فيک وفي صاحبتک)) فاذهب فائت بها. قال سهل: فتلا عنا وانا مع الناس عند رسول الله ﷺ، فلما فرغا، قال عويمر: كذبت عليها يا رسول الله ﷺ، ان امسكتها. فطلقها ثلاثا، قبل ان يامر ه رسول الله ﷺ قال ابن شهاب: فكانت سنة المتلا عنين. رواه الجماعة الا الترمذى.

((وفي رواية.متفق عليها، فقال النبي ﷺ ((ذاكم التفريق بين كل متلاعنين)) وفي لفظ، لا حمد ومسلم. وكان فراقه اياها سنة في المتلاعنين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہ عویمر عجلانی رسول اللہ ﷺ خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو مباشرت کرتے ہوئے پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے، تو اس کے بدلے میں آپ ﷺ اسے بھی قتل کر دیں گے۔ تو اس کو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن مجید میں حکم نازل ہو گیا ہے پس جا کر اسے لے آ۔ حضرت سہل نے کہا کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے اور ان دونوں نے ایک دوسرے پر الزام لگا کر قسمیں کھانے کے بعد عویمرؓ نے کہا کہ اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو پھر میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہوگا۔ تو رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس حدیث کے راوی ابن شہاب نے کہا کہ ایک دوسرے پر زنا کاری کا الزام لگانے والوں کے بارے میں یہی شرعی طریقہ تھا''۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

''ایک دوسری روایت کے مطابق جس پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں رسول اللہ نے ان کے بارے میں کہ ایک دوسرے پر زنا کاری کا الزام لگانے والوں کے لئے علیحدگی کا طریق کار یہی ہے۔ اور امام احمد اور امام مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ان میاں بیوی کے علیحدگی کے طریق کار کو تمام ایسے لوگوں کیلئے شرعی طریقہ قرار دیا گیا''۔

تشریح

زنا کاری کے اس جرم کے لئے شریعت اسلامی میں لعان کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ لعان کے لفظی معنی ایک دوسرے کو اپنے سے دور کرنے کے ہیں اور یہ میاں بیوی دونوں کی طرف سے ہو سکتا ہے، فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہی لیکن اس کی تحقیق کی سخت ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵:

((عن ابن عمر، قال: رسول الله ﷺ للمتلاعِنین ((حسابُکُما علی الله، احدَ کما کاذب، لا سبیل لک علیها)) قال: یا رسول الله ﷺ، مالی، قال ((لا مال لک، ان کنت صدقت علیها فهو بما استَجندتَ من فرجها، وان کنت کذبت علیها، فذلک ابعد لک منها)) متفق علیه وهو حجة فی ان کل فرقة بعد الدخول لا توثر فی اسقاط المهر))

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لعان کرنیوالے میاں بیوی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ان میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے بعد مرد کے لئے بیوی کو ساتھ رکھنے کا کوئی راستہ نہیں (یعنی لعان کی علیحدگی کے بعد وہ طلاق کی طرح اپنی بیوی سے رجوع نہیں کرسکتا) تو لعان کرنے والے شخص نے پوچھا کہ اس کے مال کا کیا بنے گا جو اس نے اپنی بیوی کو دیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے کہا تجھے کوئی مال واپس نہیں ملے گا۔ اگر تو الزام لگانے میں سچا ہے تو جو کچھ مال اسے دے چکا ہے وہ تیرے اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات کا بدلہ ہے اور اگر تو بیوی پر الزام لگنے میں جھوٹا ہے تو پھر تو کسی صورت میں بھی تو اپنے مال کا حق دار نہیں بنتا۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ لعان کے بعد میاں بیوی میں علیحدگی سے خاوند حق مہر کی واپسی کا حق نہیں رکھتا جیسا کہ اسے خلع کی صورت میں حاصل ہے''۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ، امام مسلم اور امام احمدؒ متفق ہیں۔

حدیث نمبر ۶:

((عن ابن عباس، ان هلال بن امیه قذف امر اته عند رسول الله ﷺ بشریک بن سحماء، فقال النبی ﷺ ((البینة، او حد فی ظهرک؟)) فقال: یا رسول الله، اذا رای احدنا علی اِمرَاً اتِه رجلا ینطلق یلتمس البینة ؟ فجعل النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقول ((البینة، والا حد فی ظهرک)) فقال هلال: والذی بعثک بالحق، انی لصادق، ولینزلن الله ما یبری ء ظهری من الحد. فنزل جبریل، وانزل علیه (والذین یرمون ازواجهم) فقرا، حتی بلغ (ان كان من الصادقین) فانصرف النبی ﷺ، فارسل الیها، فجاء هلال، فشهد والنبی ﷺ یقول ((ان الله یعلم ان احد کما کاذب فهل منکما تائب ؟)) ثم قامت، فشهدت. فلما کان عند الخامسة، وقفوها، فقالوا: انها موجبه، فتلکات ونکصت، حتی ظننا انها ترجع، ثم قالت: لا افضح قومی سائر الیوم، فمضت، فقال النبی ﷺ ((انظروها، فان جاء ت به اکحل العینین، سابغ الالیتین، خدلج الساقین. فهو لشریک بن سحماء)) فجائت به کذلک. فقال النبی ﷺ ((لو لا ما مضی من کتاب الله، لکان لی ولها شان)). رواه الجماعة الا مسلما والنسائی

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ھلال بن امیہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حضور اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے ایک شخص شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کاری کا ارتکاب کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ یا تو اس کا ثبوت پیش کرو یا تجھے قذف کی حد شرعی لگائی جائے گی۔ قذف کی حد شرعی بھی وہی ہے جو زنا کاری کی یعنی اسی کوڑے۔ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ مباشرت کرتے ہوئے خود دیکھے تو پھر بھی ثبوت ڈھونڈتا پھرے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے کہ اس الزام کا ثبوت پیش کرو وگرنہ قذف کی حد شرعی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس پر ھلال بن امیہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہا کہ وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے، میں الزام لگانے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے میں قرآن مجید میں حکم نازل کرے گا جو مجھے شرعی حد کی سزا سے بچائے گا۔ چنانچہ اسی وقت حضرت جبرئیل آئے اور آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر زنا کاری کا الزام لگاتے ہیں، سے لے کر آخر تک الفاظ کہ میں سچ کہنے والوں سے ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ لوٹے اور آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے ان دونوں میاں بیوی کو بلا بھیجا۔ تو ھلال آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے پایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میاں بیوی میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے جو جھوٹا ہے وہ توبہ کرنے کو تیار ہے۔ اس پر اس کی بیوی اٹھی اور اس نے چار دفعہ قسم اٹھا کر کہا کہ اس کے خاوند نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ جب وہ پانچویں قسم اٹھانے لگی جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو تو لوگوں نے اسے روکا اور کہا کہ وہ توبہ کرلے۔ اس نے بھی اپنے رویے میں لچک پیدا کی اور موجود لوگوں نے گمان کیا کہ وہ توبہ کرلے گی لیکن اس نے کہا کہ وہ توبہ کرکے اپنی قوم کو ذلیل نہیں کرسکتی اور اس نے پانچویں دفعہ بھی جھوٹی قسم اٹھالی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو مہلت دو کہ اگر اس نے ایسا بچہ جنا جس کی آنکھوں کے حلقے سیاہ، بھاری چوتڑ اور موٹی ٹانگیں ہوں گی تو وہ شریک بن سحماء کا بچہ ہوگا۔ اور اس نے جب بچہ جنا تو وہ ایسا ہی تھا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید میں لعان کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اس پر ضرور زنا کی شرعی حد نافذ کرتا (یعنی لعان کرنے کے بعد یہ حد ساقط ہو جاتی ہے)''۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر خاوند بیوی پر زنا کاری کا الزام لگاتا ہے اور اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکتا تو پھر اس پر قذف کی شرعی حد نافذ ہوسکتی ہے قذف کی شرعی حد بھی وہی ہے جو زنا کاری کے جرم کی ہے۔ لیکن اگر وہ شخص ثبوت میں گواہوں کے پیش نہ کرنے کی صورت میں پانچ قسمیں کھا کر اعلان کرے کہ وہ اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگانے میں سچا ہے تو پھر اس پر قذف کی شرعی حد کا نفاذ نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلے میں بیوی پر زنا کاری کا الزام لگانے والے پر شرعی حد کا نفاذ تو نہیں ہوتا لیکن اس نے لعان کے ذریعے پانچ دفعہ قسمیں کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دینی ہوتی ہے۔ لعان کی صورت میں چونکہ عام طور پر میاں بیوی دونوں قسمیں اٹھا کر اپنی حق میں گواہی دیتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب اس قسم کے مقدمات پیش ہوتے تو آپ ﷺ فریقین کو وعظ و نصیحت کرتے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے جرم سے توبہ کرنے کے لئے کہتے لیکن اس وقت چونکہ معاملہ قومی عزت کا ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی اس پر تیار نہیں ہوتا۔ حدیث باب میں جس عورت کا ذکر ہے اس نے چار دفعہ تو جھوٹی قسمیں کھالیں لیکن چونکہ لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا رہی ہے اس لئے انھوں نے اسے روکا کہ وہ اپنے گناہ سے توبہ کر لے۔ اس کے رویہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے گناہ کا اقرار کر لے گی لیکن پھر اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ ایسا کر کے اپنی قوم کو ذلیل نہیں کر سکتی۔

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس عورت کو بچہ جننے تک مہلت دی جائے اور پھر قیافہ شناسی کے ذریعے معلوم کیا جائے کہ بچے کی مشابہت اصل باپ سے ہے یا اس شخص سے ہے جس پر زنا کاری کا الزام لگایا گیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لعان کے بارے میں حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو اس عورت پر زنا کاری کی شرعی حد نافذ کر جاتی لیکن لعان کے حکم سے اس سے یہ حد ساقط ہو چکی ہے۔

ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے درج ذیل احکام مستنبط ہوتے ہیں:

۱- اگر مرد اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگائے۔ عورت اس کا اقرار کرے اور نہ ہی شوہر اپنے قول سے رجوع کرے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لعان رکھا ہے۔

۲- لعان کی دو صورتیں ہیں:

الف) شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں۔

ب) شوہر اپنی بیوی کے بچے سے انکار کر دے۔

پہلی صورت میں مرد اگر اپنی عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے یا وہ اقرار کر لے تو مرد کے لئے بہتر ہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے اور لعان نہ کرے۔ اگر عورت نے زنا نہ کیا ہو تو مرد کے لئے لعان کرنا درست نہ ہوگا۔

دوسری صورت میں نفی الحمل تب قابل قبول ہوگی جب وہ یہ کہہ دے کہ اس نے مطلق نکاح کے بعد اپنی بیوی سے وطی نہیں کی یا یہ کہ بچہ شادی کے بعد چھ مہینے گزرنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے پیدا ہو گیا ہے۔

۳- حاکم وقت یا اس کا نمائندہ (یعنی قاضی) لعان کرے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت کو وعظ نصیحت کرے۔

۴- لعان میں حاکم کے ساتھ ساتھ عقل اور بلوغت کی بھی متلاعنین میں شرط ہے۔

۵- اگر شوہر اپنی بیوی کے زنا پر گواہ پیش کر دے تو وہ لعان نہ کرے کیونکہ لعان کو اللہ تعالی نے گواہوں کا بدل قرار دیا ہے۔

۶- جمہور علماء کے نزدیک لعان قسم ہے اگرچہ اسے گواہی کہا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا کہنا ہی کہ یہ گواہی ہے۔

۷- شوہر اور بیوی میں سے جو کوئی لعان سے انکار کرے گا اس پر قذف لگے گی۔

۸- جب شوہر اور بیوی کے درمیان لعان ہو جائے تو ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی اور وہ دونوں پھر کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

۹- اگر شوہر نے عورت کے ساتھ نفی الحمل کی صورت میں لعان کیا تو بچہ ماں سے منسوب ہو جائے گا اور شوہر کے ساتھ اس کا وراثت کا تعلق ختم ہو جائے گا۔

خود آزمائی نمبر ③

۱- قرآن وسنت کی روشنی میں خلع کے احکام واضح کریں۔

۲- قرآن وسنت کی روشنی میں ایلاء کے احکام واضح کریں۔

۳- سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ظہار کے احکام واضح کریں۔

۴- سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں لعان کے احکام بیان کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ طلاق کے متفرق احکام

4.1 عدت کے احکام

عدت کا لفظ عدد اور احصاء سے ماخوذ ہے جس کی معنی گنتی کے ہیں یعنی ان دنوں کی گنتی جن کو عورت شمار کرتی ہے۔ اصطلاح میں عدت سے مراد وہ مدت ہے جس میں عورت انتظار کرتی ہے اور اپنے شوہر کی وفات یا اس سے علیحدگی کے بعد انتظار کرتی ہے۔

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ام سلمة ان امراة من اسلم،يقال لها سبيعة، كانت تحت زوجها، فتوفي عنها،وهي حبلى، فخطبهاابو السنابل بن بعكك، فابت ان تنكحة، فقال: والله ما يصلح ان تنكحي، حتى تعتدي آخر الاجلين فمكثت قريبا من عشر ليال، ثم نفست، ثم جاءت النبي ﷺ، فقال ((انكحي)). رواه الجماعة، الا ابا داود ابن ماجه وللجماعة الا الترمذى معناه، من رواية سبيعة،وقالت فيه: فافتاني باني قد حللت حين وضعت حملي، وامر ني بالتنزويج ان بدالي

ترجمہ: ”حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کی ایک عورت سبیعہ نامی حمل سے تھی اور اس کا خاوند فوت ہوگیا۔ تو اس کی عدت کے دوران ایک دوسرے شخص ابو اسنابل بن بعکک نے اسے شادی کا پیغام دیا لیکن اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو اس شخص نے کہا کہ تو اس وقت تک شادی نہیں کی سکتی یہاں تک کہ تو اپنی مکمل عدت پوری نہیں کر لیتی۔ (جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا اس کی عدت سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو پھر بھی اسے چار ماہ دس دن کی عدت پوری کرنی ہوگی اور بچہ پیدا نہ ہونے کی صورت میں اس کی پیدائش تک چاہے وہ مدت کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہوگی) لیکن اس عورت نے دس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا۔ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کی پیدائش سے اس کی عدت پوری ہوگئی اس لئے اب وہ نکاح کرسکتی ہے''۔اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ اور امام ابن ماجہؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے اس بارے میں حضرت سبیعہؓ ہی سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ میں نے بچہ جننے کے ساتھ ہی اپنی عدت پوری کرلی اور مجھے حکم دیا کہ اب جب چاہو دوسری شادی کرسکتی ہو۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن مسعود. فی المتوفی عنها زوجها، وهی حامل. قال: أتجعلونَ علیها التغلیظ، ولا تجعلون لها الرخصة ؟ انزلت سورة النساء القصری بعد الطولی(واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن)). رواه البخاری والنسائی

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب ان سے ایسی حاملہ عورت کی عدت کی بارے میں پوچھا گیا کہ جس کا خاوند فوت ہوگیا ہو۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس عورت کو لمبی عدت گزارنے (جس کی تفصیل اوپر والی حدیث میں دی گئی ہے) پر مجبور کرتی ہو اور اس بارے میں شریعت اسلامی نے اس کے لئے جو آسانی پیدا کی ہی اس سے محروم کرتے ہو، اس لمبی عدت کو ختم کرنے کے لئے سورۃ النساء میں یہ حکم نازل ہوا ہے کہ جن عورتوں کے خاوند فوت ہوجائیں اور وہ حمل سے ہوں تو ان کی عدت بچہ کی پیدائش کے بعد ختم ہوجاتی ہے''۔اس حدیث کو امام البخاریؒ اور امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی بن کعب قال: قلت، یا رسول اللہ ﷺ (واولات الا حمال اجلهن ان یضعن حملهن) للمطلقة ثلاثا اوللتوفی عنها ؟ فقال ((هی للمطلقة ثلاثا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وللمتوفی عنها)). رواه احمد والدار قطنی

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کہ ایسی حاملہ عورتیں کہ جن کی خاوند فوت ہو جائیں یا انہیں تین طلاقیں دے دی جائیں تو ان کی عدت بچہ کی پیدائش کی بعد پوری ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم ایسی حاملہ عورتوں کے بارے میں ہے کہ جن کو تین طلاقیں دے کر علیحدہ کر دیا گیا ہو یا ان کے خاوند فوت ہو گئے ہوں''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام دار قطنیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۴

((وعن الزبیر بن العوام انه کانت عنده کلثوم بنت عقبه، فقالت له وهی حامل: طیب نفسی بتطلیقة، فطلقها تطلیقة، ثم خرج الی الصلاۃ، فرجع، وقد وضعت، فقال: ما لها خدعتنی، خدعها الله؟ ثم اتی النبی ﷺ، فقال ((سبق الکتاب اجله، اخطبها الی نفسها)). رواه ابن ماجه

ترجمہ: ''حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہی کہ اس کی بیوی ام کلثوم نے جب کہ وہ حمل سے تھی اسے طلاق دینے کی درخواست کی۔ تو انہوں نے اسے طلاق دے دی۔ پھر وہ نماز ادا کرنے کے لئے چلے گئے اور اس دوران اس نے بچہ کو جنم دیا (جس سے اس کی عدت کی مدت پوری ہو گئی اور وہ کسی دوسرے مرد سے شادی کر سکتی تھی) تو حضرت زبیرؓ نے کہا کہ اس عورت نے مجھے دھوکا دیا اللہ تعالیٰ اسے دھوکا دے (یعنی طلاق کے بعد اس کا ارادہ رجوع کا تھا لیکن بچہ جننے سے اس کی عدت ختم ہو گئی تو اس کا رجوع کا حق باقی نہ رہا) اس کے بارے میں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے ہاں البتہ تم دوسری شادی کے لئے اس سے درخواست کر سکتے ہو''۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان میں حضرت ابی بن کعبؓ کی حدیث کو اگر چہ بہت سے آئمہ نے صحیح تسلیم کیا ہے۔لیکن جمہور آئمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ جب کہ اس بارے میں دوسری تمام احادیث کے مطابق اگر چہ حاملہ عورت کی عدت بچہ پیدائش کے بعد پوری ہو جاتی تھی چاہے اس نے طلاق کے بعد یا خاوند کے فوت ہونے کے ایک ہی دن بعد بچہ کو جنم کیوں نہ دے دیا ہو۔لیکن بعض لوگ اصرار کرتے تھے کہ بچہ جننے کے باوجود اسے چار ماہ اور دس دن کی عدت گزارنی ہوگی اور اگر حمل کی مدت اس سے بھی زیادہ ہو تو اسے چار ماہ دس دن سے زیادہ کی مدت کے لئے عدت گزارنی ہوگی۔ان احادیث کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ یہ نقطہ نظر جس میں عورت پر بے جا سختی ہوتی تھی شریعت اسلام نے اسے ختم کر دیا ہے اسے بچہ جننے کے بعد چار ماہ دس دن کی عدت گزارنے کی ضرورت نہیں بلکہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی عدت پوری ہو جاتی ہے۔چاہے بچہ ایک دن کے بعد ہی کیوں نہ پیدا ہو جائے۔ جمہور فقہاء کا اس بارے میں یہی فتوی ہے لیکن پہلے نقطہ نظر کے مطابق کہ عورت کو بچہ جننے کے بعد بھی چار ماہ دس دن کی عدت گزارنی ہوگی تو اسے حضرت ابن عباس کا مسلک بتایا گیا ہے۔لیکن ان کا یہ مسلک چونکہ قرآن مجید کے واضح حکم کے خلاف تھا اس لئے انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ جب کہ بعد میں فقیہ ابن لیلی نے بھی یہی مسلک اختیار کر لیا تھا کہ عورت کو ہر صورت مین لمبی مدت کی عدت گزارنی ہوگی۔لیکن ان کا یہ مسلک نہ صرف قرآن مجید کے واضح حکم کے خلاف ہے بلکہ جمہور فقہاء نے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا۔

جہاں تک ایسی عورتوں کا تعلق ہے کہ جن کے خاوند وفات پا جائیں تو چاہے وہ حمل سے ہوں یا نہ ہوں دونوں صورتوں میں ان کی عدت کی مدت چار ماہ اور دس دن ہے۔لیکن حاملہ عورت کی عدت کی مدت ان دنوں سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔

حدیث نمبر ۵

((عن الاسود عن عائشه قالت: امت بريرة ان تعتد بثلاث حيض)). رواه ابن ماجه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جناب اسود نے حضرت عائشہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہؓ کو آزاد ہونے کے بعد تین حیضوں کی مدت کے لئے عدت گزارنے کا حکم دیا''۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶

((وعن ابن عباس ان النبی ﷺ خیّر بریرة، فاختارت نفسها، وامرها ((ان تعتد عدة الحرة)) رواه احمد والدار قطنی

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے آزاد ہونے کی بعد حضرت بریرہؓ کو یہ اختیار دیا کہ چاہے تو وہ اپنے غلام خاوند سے علیحدہ ہو سکتی ہے اس لئے اسے آزاد عورت کی طرح تین حیضوں کی عدت گزارنی ہوگی۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام دار قطنیؒ روایت کیا ہے اور ایسی عورت کو جس کو خون کی بیماری ہو اس کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ وہ عدت کے لئے اپنے حیض کے دنوں کو شمار کرے''۔

تشریح

فقہاء نے ان احادیث کو اس لیے پیش کیا ہے کہ ان سے مطلقہ عورت کی عدت کی مدت تین حیض کے لئے استدلال کیا جا سکے۔ اس لئے کہ قروء کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے یعنی حیض کی بعد عورت نہا کر پاک ہو جائے۔ تو پاک عرصہ سمیت یہ عرصہ ایک ماہ سے کچھ زیادہ بنتا ہے اسطرح عورت کی مدت تقریبا تین ماہ بنتی ہے۔ قرآن مجید میں حیض کی بجائے قروء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح لونڈی کی عدت دو حیض یا دو قروء یعنی تقریبا دو ماہ قرار دی گئی ہے۔ عام طور پر لونڈیوں اور غلاموں کو شرعی احکام میں نصف رعایت دی جاتی ہے۔ لیکن تین طلاقوں کا نصف ڈیڑھ حیض ہوتے تھے جو کہ صحیح عدت نہیں تھی تو اس کی بجائے ڈیڑھ کی بجائے دو حیض یا دو قروء کی مدت کی عدت مقرر کی گئی ہے۔ (جیسا کہ متعدد بار کہا جا چکا ہی کہ اب دنیا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس لئے ان مسائل کی اس زمانے میں سرے سے ضرورت ہی نہیں اور ہمارے لئے ان کی حیثیت محض علمی ہے)

عدت کا مقصد یہ تھا کہ اگر عورت کو حمل ہو تو اس عدت کے عرصے کے دوران وہ واضح ہو جائے۔ اس لئے ایسی عورتیں کہ جن کو حیض آنا ختم ہو جائے یا انہیں سرے سے حیض ہی نہ آئے ان کی مدت صرف تین ماہ مقرر کی گئی ہے اور ہر حیض کو تقریباً ایک ماہ کے برابر شمار کیا جائے گا۔

بعض فقہاء نے قرآن مجید کی آیت میں قروء الفاظ سے عورت کے حیض کے دن مراد لئے ہیں جب کہ بعض نے حیض کے بعد پاکی کے دنوں کو قروء قرار دیا ہے دونوں کے بارے میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ بہت سے صحابہ کرامؓ اور فقہاء کا یہی مسلک تھا ہمارے خیال میں اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے عدت کی مدت کو حیض کی شروع ہونے سے شمار کیا جائے یا حیض کے ختم ہونے سے دونوں صورتوں میں عورت کو تقریباً تین ماہ کی عدت گزارنی ہوگی۔

حدیث نمبر ۷

((عن ام سلمه ان امراة توفی زوجها، فخشوا علی عینها، فاتو ا النبی ﷺ، فاستاذنوه فی الکحل، فقال ((لا تکتحل کانت احدا کن تمسکث فی شراحلا سها، اوشر بیتها، فاذا کان خول، فمر کلب رمت ببعره، فلا حتی تمضی ابعة اشهروعشر)) متفق علیه

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو وہ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں خراب ہو گئیں تو اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عورت کو آنکھوں میں سرمہ استعمال کرنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت نہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایسی عورتیں تو اپنے سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراب کپڑے پہن کر گھر کے کسی اندھیرے کونے میں ایک سال کی عدت گزارتی تھیں اور جب ایک سال گزر جاتا اور اس کے سامنے سے کوئی کتا گزرتا تو وہ اسے بکری کی مینگنی مارتی جو اس عدت کی ختم ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ اس کے مقابلے میں اسلام نے عدت کی اس مدت کو کم کر کے صرف چار ماہ اور دس دن کر دیا ہے''۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلم اور امام احمد متفق ہیں۔

حدیث نمبر ۸

((عن ام عطية قالت: كنا ننهى ان نحد على ميت فوق ثلاثة ايام، الا على زوج، اربعة اشهر وعشرًا، ولا نكتحل، ولا نتطيب، ولا نلبس ثوبا مصبوغا، الا ثوب عَصبٍ، وقد رخص لنا عند الطُّهر. اذا اغتسلت احدانا من محيضها. في نبذة من كست اظفار)). اخرجاه

ترجمہ: ''حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ ہمیں منع کیا جاتا تھا کہ ہم سوائے اپنے خاوندوں کے کسی دوسرے رشتہ داروں کی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کریں۔ جب کہ خاوندوں کا سوگ عدت کے پورے دنوں یعنی چار ماہ دس دن تک منایا جاتا تھا۔ اس دوران ہم نہ تو آنکھوں میں سرمہ لگاتی تھیں اور نہ ہی خوشبو استعمال کرتی تھیں اور نہ ہی زرد رنگ دار کپڑا پہنتی تھیں سوائے سفید یا کالی یمنی چادر کے۔ ہاں جب ہم حیض کے خاتمے پر غسل کرتیں تو ہم حیض کی بدبو دور کرنے کے لئے تھوڑی سے مشک کا فور استعمال کرتی تھیں''۔ اس حدیث کا امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۹

((عن فريقة بنت مالك، قالت: خرج زوجي في طلب اعلاج له، فادر كهم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطرف القدوم، فقتلوه، فاتانی نعیه، وانا فی دار شاسعة، من دور اهلی، فاتیت النبی ﷺ، فذکرت ذلک له فقلت: ان نعی زوجی اتانی فی دار شاسعة، من دور اهلی، ولم یدع نفقة، ولا مالا ورثته، ولیس المسکن له، فلو تحولت الی اهلی واخوتی لکان ارفق لی فی بعض شانی. قال ((یحولی)) فلما خرجت الی المسجد، اوالی الحجرة دعانی، وامربی فدعیت، فقال ((امکثنی فی بیتک الذی اتاک فیه نعی زوجک، حتی یبلغ الکتاب اجله)) قالت: فاعتدرت فیه اربعة اشهر

ترجمہ: ''حضرت فریعہ بنت مالک سے روایت ہی کہ ان کا خاوند اپنے غلاموں کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو اس نے انہیں ایک جگہ پالیا۔لیکن غلاموں نے اس کے ساتھ آنے کی بجائے اسے قتل کر دیا۔اور جس وقت اسے اس کی موت کی خبر پہنچی تو وہ اپنے رشتہ داروں سے دور کسی گھر میں تھی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس بات کا آپ ﷺ سے ذکر کیا اور کہا کہ ان کے خاوند کی موت کی خبر انہیں ایک ایسے گھر میں ملی جو ان کی رشتہ داروں کے گھروں سے دور ہے۔اور ان کے خاوند نے نہ تو اخراجات کے لئے کوئی رقم چھوڑی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مال تھا کہ جس کی وہ وارث ہوتی او نہ ہی اس کا اپنا کوئی گھر تھا۔لیکن اگر میں والدین یا کسی بھائی کے گھر میں چلی جاؤں تو یہ میرے لئے زیادہ آسان ہوگا۔آپ ﷺ نے مجھے وہاں سے اپنے رشتہ داروں کے گھروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔لیکن جب میں مسجد یا آپ ﷺ کے حجرے سے نکلی تو آپ ﷺ نے مجھے بلانے کا حکم دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں تجھے تیرے خاوند کی موت کی خبر پہنچی تھی تو وہیں اپنی عدت کے دن پورے کرو۔تو میں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن کی عدت گزاری۔بعد میں حضرت عثمانؓ نے اس بارے میں پوچھنے کے لئے کسی کو بھیجا تو میں نے انہیں یہی بتایا اور انہوں نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ دیا''۔اس حدیث کو صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔تاہم امام نسائی اور امام ماجہؒ نے اپنی روایت میں حضرت عثمانؓ کا اس بارے میں پوچھنے کا ذکر نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۰

((عن الشعبی عن فاطمة بنت قیس عن النبی ﷺ، فی المُطَلَّقة ثلاثا، قال ((لیس لهاسکنی ولا نفقة)) رواه احمد ومسلم وفی روایة عنها، قالت: طلقنی زوجی ثلاثا،فلم یجعل لی رسول الله ﷺ سکنی ولا نفقة. رواه الجماعة الا البخاری وفی روایة عنها، وایضا،قالت: طلقنی زوجی ثلاثا، فاذن لی رسول الله ﷺ ان اعتد فی اهلی)). رواه مسلم

ترجمہ: ''امام شعبی نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دے دی جائیں تو اس کے لئے رہائش یا دوسرے اخراجات کی ذمہ داری خاوند پر نہیں۔اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔انہی حضرت فاطمہؓ سے روایت ہی کہ انہیں ان کے خاوند نے تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رہائش یا اخراجات کا حق دار قرار نہ دیا''۔اس حدیث کو امام بخاریؒ کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔اس حدیث کی ایک اور روایت کے مطابق حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ جب ان کے خاوند نے انہیں تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے والدین کے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت دے دی۔اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

((عن فاطمه بنت قیس. قالت اتیت النبی ﷺ فقلت: ان زوجی فلانا ارسل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الی بطلاق. وانی سالت اهله النفقة السکنی، فَأَبُوا عليَّ، قالوا: یا رسول الله ﷺ انه ارسل اليها بثلاث تطليقات قالت: فقال یارسول الله ﷺ ((انما النفقة والسكنى للمراة اذا كان لزوجها عليها الرجعة)) رواه احمد والنسائی وفی لفظ ((انما النفقة والسكنى للمراة على زوجها. ما كانت له عليها رجعة. فاذا لم يكن له عليها رجعة فلا نفقة ولا سكنى)) رواه احمد

ترجمہ: ''حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق بھیجی ہے اور میں نے اس کے گھر والوں سے اخراجات اور رہائش کا مطالبہ کیا ہے لیکن انہوں نے مجھے دونوں چیزیں دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے خاوند کے گھر والوں نے کہا کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اخراجات اور رہائش کی حق دار تو صرف وہ مطلقہ عورت ہے کہ جس سے رجوع ہو سکے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے متن کے مطابق کہ ایسی عورت کا خاوند اس وقت تک اس کی اخراجات اور رہائش کا ذمہ دار ہے کہ جب اسے اس سے رجوع کا حق ہو، اور جسے یہ حق حاصل نہ ہو تو پھر اس کے لئے نفقہ یا رہائش کی گنجائش نہیں ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس حدیث کا ایک راوی مجالد بن خالد بڑا غیر معتبر راوی تھا۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس کے باوجود جمہور فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ قرآن مجید میں جو مطلقہ عورت کو نفقہ اور رہائش کا حق دار قرار دیا گیا ہے تو اس کا تعلق صرف ایسی عورتوں سے ہے جن سے رجوع ہو سکتا ہے۔ جن عورتوں کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں وہ اس کی حق دار نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب) احادیث سے مستنبطہ احکام

ان احادیث سے مستنبط ہونے والے احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ عدت کا مقصد رحم ماں میں بچے کی موجودگی یا عدم موجودگی کو واضح کرنا ہے تا کہ انساب ایک دوسرے نہ ملیں۔

۲۔ طلاق رجعی کی صورت میں فریقین کو دوبارہ ملنے کا موقع فراہم کرنا۔

۳۔ نکاح کے عظیم رشتہ کو واضح کرنا کہ یہ بہت اہم رشتہ ہے اور اسے توڑنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ وہ عورت جسے حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہے۔ جو عورت حیض سے مایوس ہو چکی ہو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ جس عورت کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ جبکہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

۵۔ اگر زوجہ غیر مدخولہ ہو تو اس کی کوئی عدت نہیں تاہم اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار مہینے اور دس دن ہے۔

۶۔ حیض میں جو عورت ہو اس کی مدت تین قروء ہے۔

۷۔ عدت کے خاتمے تک مطلقہ اپنے شوہر کے گھر میں ہی رہے گی۔

4.2 رضاعت کے احکام

رضاعت سے مرد بچے کو دودھ پلانا ہے اس ضمن میں آنحضور ﷺ سے مروی احادیث حسب ذیل ہیں:

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن عائشة رضی الله عنها، ان النبی ﷺ قال ((لا تحرم المصة والمصتان))

رواه الجماعة الا البخاری

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کا ایک یا دو گھونٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دودھ پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی''۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کے سوا، صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن ام الفضل، ان رجلا سأل النبی ﷺ أتحرم المَصَّةُ ؟فقال لا تُحَرّمُ الرَّضعَة والرضعَتان والمصّةُ والمَصّتانِ وفی روایة قالت دخل أعرابیٌ علی نبی الله ﷺ وهو فی بیتی. فقال: یا نبی اللهِ ﷺ، انی کانت لی امرا ة، فتزوجت علیها اخری، فزعمت امراتی الاولی انها ارضعت امراتی الحدثا، رضعة او رضعتین،فقال النبی ﷺ ((لا تحرم الا ملاجة ولا الا ملا جتان)) رواهما احمد ومسلم

ترجمہ: ''حضرت ام فضل سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا کسی عورت کے دودھ کے ایک گھونٹ سے رضاعت کی حرمت واقع ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک یا دو گھونٹ پینے سے ایسی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق ایک دیہاتی عرب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت ان کے گھر بیٹھے تھے تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی کہ میری ایک بیوی موجود تھی، تو اس کے ساتھ میں نے ایک دوسری عورت سے بھی شادی کر لی۔ تو اس کی پہلی بیوی نے کہا کہ اس نے اس کی دوسری بیوی کو اپنا دودھ پلایا تھا یا ایک دو گھونٹ دودھ پلائے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ ایک دو گھونٹوں سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی''۔ ان دونوں احادیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن عبدالله بن الزبیر، ان النبی ﷺ قال ((لا یحرم من الرضاعة المصة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمصتان)) رواہ احمد والنسائی والترمذی

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کا ایک دو گھونٹ پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام نسائیؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو کچھ دوسرے آئمہ حدیث نے بھی دوسری راویوں کے حوالے سے روایت کیا ہے اور انہیں صحیح تسلیم کیا ہی۔ عورت اگر اپنے بچے کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا دودھ پلائے تو اسے رضاعت کہتے ہیں اور وہ بچہ اس کے بچے کا رضاعی بھائی کہلاتا ہے۔ جس طرح دوسرے رشتوں کا خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں کون کس کے لیے حلال اور کون حرام ہے، تو رضاعت کے رشتوں کا بھی ایسا ہی خیال کیا جاتا ہے۔ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی غیر عورت کے دودھ کی ایک گھونٹ پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے، ان احادیث سے بعض فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر دو گھونٹوں کی تعداد تین ہو جائے تو پھر رضاعت کی حرمت ثابت ہو گی۔ حضرت زید بن ثابتؓ، اور امام ابوثور اور امام ابن منزر کا یہی مسلک بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دوسری روایت میں آتا ہے کہ کم از کم پانچ گھونٹوں سے رضاعت کی حرمت ثابت ہوتی، ان احادیث سے بعض فقہاء کا جو یہ استدلال ہے کہ جب کسی عورت کا دودھ اس کے اپنے بچے کے سوا کسی دوسرے بچے کے معدے میں نہ پہنچ جائے تو اس وقت تک رضاعت ثابت نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ چاہے ایسے دودھ کا ایک گھونٹ کیوں نہ ہو وہ معدے تک تو پہنچ جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

((وعن عائشه انها قالت: كان فيما نزل من القرآن ((عشر رضعات معلومات يحرمن. ثم نسخن بخمس معلومات، فتوفي رسول الله ﷺ وهي فيما يقرا من

www.KitaboSunnat.com

القرآن. رواه مسلم وابو داؤد والنسائی وفی لفظ، قالت: وهی تذکر الذی یحرم من الرضاعة: نزل فی القرآن: عشر رضعات معلومات. ثم نزل ایضا: خمس معلومات)). رواه احمد ومسلم

((وفی لفظ: قالت: انزل فی القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذلک خمس وصارت الی خمس رضعات معلومات، فتوفی ﷺ والامر علی ذلک)). رواه الترمذی

وفی لفظ: کان فیما انزل الله عزوجل من القرآن، ثم سقط: لا تحرم الا عشر رضعات، او خمس معلومات: رواه ابن ماجه

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ پہلے قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی تھی جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی جس میں رضاعت کی حرمت کے لئے دس گھونٹوں یا دس دفعہ کسی دوسری عورت کا دودھ پینے کی شرط تھی بعد میں اسے پانچ گھونٹ یا پانچ دفعہ دودھ پینے تک محدود کر دیا گیا اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آیات قرآن مجید میں موجود تھیں اور ان کی تلاوت کی جاتی تھی۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ اور امام ابو داؤد اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے''۔

''ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رضاعت کی حرمت کے لئے دوسری عورت کا کتنا دودھ پینے کی شرط تھی۔ اس بارے میں پہلے دس دفعہ دودھ پینے کی شرط تھی لیکن بعد میں انہیں پانچ گھونٹ یا پانچ دفعہ دودھ پینے تک محدود کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اسی پر عمل ہوتا تھا۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے''۔

''اس حدیث کی ایک تیسری روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ﷺ نے قرآن مجید میں رضاعت کی حرمت کے بارے میں جو حکم نازل کیا تھا تو پھر اسے منسوخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا اور رضاعت کی حرمت کے لئے دس یا پانچ دفعہ گھونٹ یا پانچ کسی دوسری عورت کا دودھ پینے کا حکم نازل فرمایا۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے"۔

حدیث نمبر ۵

((عن ابن عباس ان النبی ﷺ ارید علی ابنة حمزة، فقال ((انها لا یحل لی. انها ابنة اخی من الرضاعة. ویحرم من الرضاعة مایحرم من الرحیم)) وفی لفظ ((من النسب)) متفق علیه وعن عائشه ان النبی ﷺ قال ((یحرم من الرضاعة مایحرم من الولادة)) رواه الجماعة

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان کے چچا حمزہؓ کی بیٹی سے شادی کی بات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ حضرت حمزہؓ چچا ہونے کے باوجود ان کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ اور جو کچھ نسب سے حرام ہوتا ہے، اسی طرح رضاعت سے بھی حرام تصور کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں (حضرت حمزہؓ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے لیکن بچپن میں انہوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا تھا تو اس وجہ سے ان کے رضاعی بھائی بنتے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہی رشتے رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کی تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ امام ابن ماجہؒ نے پیدائش کے بجائے نسب کے لفظ استعمال کئے ہیں"۔

حدیث نمبر ۶

((وعن عائشه ان افلح. اخا ابی القعیس جاء یستاذن علیها، وهو عمها من الرضاعة. بعد ان نزل الحجاب. قالت: فابیت ان آذن له، فلما جاء رسول الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ، اخبر ته بالذی صنعت، فامرنی ان آذن له. رواه الجماعة

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ حضرت مقیس کے بھائی ان سے ملنے کے لئے آئے اور وہ ان کے رضاعی چچا تھے۔ لیکن اس وقت پردہ کے بارے میں قرآن حکم نازل کر چکا تھا، اس لئے میں نے اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ پس جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو اپنے فیصلے سے مطلع کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے گھر میں آنے کی اجازت دی جائے۔ یعنی وہ تیرے حقیقی چچا کی طرح ہیں''۔ اس حدیث میں صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷

((وعن علی قال: قال رسول الله ﷺ ((ان الله حرم من الرضاع ماحرم من النسب)) رواه احمد والترمذی، وصححه

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے رضاعت سے ان رشتوں کو حرام قرار دیا ہے جنہیں نسب کی رشتوں کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی بیٹی سے ان کی بات چیت کا ذکر ہے تو اس کی تجویز حضرت علیؓ نے پیش کی تھی تو چونکہ حضرت حمزہؓ اور رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا تھا اس لئے چچا ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ رضاعت کے رشتے بھی نسب کے رشتوں کی طرح ہوتے ہیں اس لئے ان کی یہ شادی جائز نہیں۔ ان احادیث سے فقہاء نے یہی استدلال کیا ہے کہ جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام قرار پاتے ہیں وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضاعت کی وجہ سے بھی حرام سمجھے جانے ہیں۔ تاہم اس رضاعت کی حرمت کا اثر تمام رشتہ داروں پر نہیں پڑتا۔ اس سے صرف سات رشتے حرام قرار پاتے ہیں، رضاعی ماں، رضاعی ماں کی بیٹی اور اس کی پھوپھی اور خالہ، رضاعی بہن کی بیٹی یہ پانچ رشتے ایسے ہیں کہ نسب کی وجہ سے بھی حرام قرار پاتے ہیں۔ باقی دو رشتے خوشدامنی کے ہیں یعنی رضاعی ماں کی ساس یا رضاعی باپ کی ساس وغیرہ۔ فقہ کے چاروں آئمہ کی نزدیک یہ دونوں رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔ اسی طرح دو رضاعی بہنوں اور بیوی اور اس کی رضاعی پھوپھی یا اس کی بیٹی اور رضاعی ماں کی خالہ کی بیٹی اس بارے میں امام ابن تیمیہ نے کچھ اختلاف کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے حضرت افلح کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے، اس سے صحابہ کرامؓ، تابعین اور جمہور فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ رضاعی ماں کا خاوند اور اس کے رشتہ دار بھی رضاعت کے حکم میں شامل ہیں۔ لیکن حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت زینب بنت ام سلمہ، شعبی، امام نخعی، امام ابو قلابہ اور ایاس بن معاویہ قاضی سے روایت ہے کہ رضاعی ماں کی خاوند پر رضاعت کی حرمت کا اطلاق نہیں ہوتا

4.3 نفقات کے احکام

نفقہ سے مراد گھر کے اور زندگی کے اخراجات کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ شریعت کا اصول یہ ہے کہ بیوی خواہ مسلمان ہو یا کافر اس کے اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہے بشرطیکہ اس نے خود کو خاوند کے گھر میں اس کے حوالے کر دیا تو اب اس کی اخراجات از قسم لباس و پوشاک اور رہائش کا انتظام مرد کے ذمے ہوگا۔

الف) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن معاوية القشيري قال اتيت رسول الله ﷺ قال، فقلت: ما تقول في نسائنا؟ قال ((اطعموهن مما تاكلون، واكسوهن مما تكتسون، ولاتضربوهن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا تقبحون هن)) رواه ابوداؤد

ترجمہ: ''حضرت معاویہ قشیریؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا آپ ﷺ ہمیں ہماری عورتوں کی بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا جو کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ اور جو پہنو وہی انہیں پہناؤ اور انھیں نہ مارو نہ انھیں برا بھلا کہو''۔

حدیث نمبر۲

((عن عائشه، ان ان هندا قالت: يا رسول الله ﷺ ان ابا سفيان رجل شحيح، وليس يعطيني ما يكفيني وولدی الا ما اخذت منه، وهو لا يعلم فقال ((خذی ما يكفينک بالمعروف)) رواه الجماعة الا الترمذی

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ ہند نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ مجھے بقدر ضرورت نہیں دیتے مگر جو کچھ میں اس کے علم کے بغیر ان کے مال میں سے لے لوں۔ فرمایا اپنا اور اپنی اولاد کا خرچہ بقدر ضرورت دستور کے مطابق لے سکتی ہو''۔

حدیث نمبر۳

((عن ابی هريره عن النبی ﷺ قال ((خير اصدقة ما كان منها عن ظهر غنی، واليد العليا خير من اليد السفلی، وابدا بمن تعول)) فقيل: من اعول، يا رسول الله ﷺ؟ قال ((امر اتک ممن تعول، تقول: اطعمی والا فارقنی. جاريتک تقول: اطعمنی واستملنی. ولدک يقول الی من تترکنی؟)) رواه احمد والدارقطنی باسناد صحيح

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کی ساتھ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور ان سے ابتداء کرو جن کا خرچ تم پر واجب ہی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر کس کا خرچ واجب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ فرمایا تمھاری بیوی ان میں سے ہے جن کا خرچ تم پر واجب ہے وہ کہتی ہے یا تو مجھے خرچہ دو ورنہ علیحدہ کر دو اور لونڈی بھی کہتی ہے مجھے کھلاؤ اور مجھ سے خدمت لو اور اولاد بھی کہتی ہی ہمیں کس کے رحم و کرم پر چھوڑ رہے ہو''۔

حدیث نمبر ۴

((عن ابی هريره قال، قال رجل: يا رسول الله ﷺ، ای الناس احق منی بحسن الصُحبةِ ؟ قال ((امک)) قال: ثم من ؟ قال ((امک)) قال: ثم من ؟ قال ((امک)): ثم من ؟ قال ((ابوک)) متفق عليه

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا، لوگوں میں سے کون میرے حسن سلوک کا حقدار ہے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کیا پھر آپ نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کیا اس کے بعد۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ۔

حدیث نمبر ۵

((وعن جابر ان النبی ﷺ قال لرجل ((ابداء بنفسک، فتصدق عليها، فان فضل شئی فلاهلک، فان فضل عن اهلک شیء فلذی قرابتک، فان فضل عن ذی قرابتک بشیء، فهکذا، فهکذا)) رواه احمد ومسلم و ابو داود والنسائی

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کہا کہ سب سے پہلے تو وہ اپنے آپ پر خرچ کرے، اگر کچھ بچ جائے تو پھر وہ بیوی کا حق ہے اور اگر بیوی کے اخراجات سے بھی کچھ بچ جائے تو پھر دوسرے رشتہ داروں کا حق ہے اور اگر رشتہ داروں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرچ کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو پھر اس کو اس طرح خرچ کرو"۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ٦

((وعن ابی هریره قال: قال رسول اللهﷺ ((تصدقوا)) قال رجل: عندی دینار، قال ((تصدق به علی نفسک)) قال عندی دینار آخر. قال ((تصدق به علی زوجتک)) قال عندی دینار آخر قال ((تصدق به علی ولدک)) قال: عندی دینار آخر. قال ((تصدق به علی خادمک)) قال: عندی دینار آخر. قال انت ابصر)) رواه احمد والنسائی

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال کا صدقہ دو۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر اس کے پاس صرف ایک دینار ہو تو آپﷺ نے کہا کہ اسے اپنے اوپر خرچ کر، اس شخص نے کہا کہ اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا دینار ہو تو آپﷺ نے کہا کہ اسے اپنی بیوی پر خرچ کر، اس شخص نے کہا کہ اس کے علاوہ اس کے پاس ایک تیسرا دینار بھی ہو تو، تو رسول اللہﷺ نے فرمایا اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ اس نے کہا کہ اس کے پاس اگر چوتھا دینار بھی ہو تو آپﷺ نے فرمایا کہ اسے اپنے نوکر پر خرچ کر۔ اس شخص نے کہا کہ اسکے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی دینار ہو تو آپﷺ نے فرمایا کہ اسے تو جس طرح مناسب سمجھے خرچ کرو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اولاد کا ذکر بیوی سے پہلے کیا ہے۔ امام ابوعبید نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جس شخص کے پاس پانچ دینار ہیں وہ غنی یعنی دولت مند ہے۔ اس کی تائید حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں پچاس درہموں کے مالک کو غنی قرار دیا گیا"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ دوسرے آئمہ نے بھی ان احادیث کو روایت کیا ہے۔ لیکن کسی نے پہلے بیوی کو حق دار قرار دیا ہے اور کسی نے اولاد کو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی اور اولاد کا حق برابر ہے کیونکہ کسی وقت رسول اللہ ﷺ بیوی کا ذکر پہلے کیا اور کسی روایت میں اولاد کو اولیت دی گئی۔ ان احادیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ دوسرے رشتہ داروں کی نسبت اس کی بیوی، اپنے اخراجات سے زیادہ حق دار ہے اور مرد پر اس کے اخراجات پورے کرنے فرض ہیں۔ ان احادیث میں بیوی پر خرچ کو دوسرے تمام اخراجات سے زیادہ افضل قرار دیا گیا ہے۔

اس امر پر بھی فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر بیٹا خوش حال ہے تو غریب والدین کے اخراجات پورے کرنے اس پر فرض ہیں۔ خود قرآن مجید میں اس بارے میں واضح حکم ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ چاہے والدین کافر ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے جہاں تک دادا کے اخراجات کا تعلق ہے تو اس بارے میں چونکہ قرآن وحدیث میں کچھ مذکور نہیں۔ اس لئے فقہاء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں حضرت عمرؓ ابن ابی لیلیٰ، امام حسن بن صالح، آئمہ اہل بیت، امام احمد بن حنبل اور امام ابوثور کا مسلک یہ ہے کہ خوشحال آدمی کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے تمام تنگ دست رشتہ داروں کی مالی مدد کرے۔ بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں اور ایک دوسرے کے وارث بن سکتے ہوں۔

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے شاگردوں کی رائے یہ ہے کہ خوشحال پر صرف قریبی رشتہ داروں کے اخراجات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جب کہ امام شافعیؒ اور ان کے شاگردوں کے نزدیک صرف باپ دادا، اور بیٹے پوتے اس قسم کے خرچ کے حق دار ہیں۔ جب کہ امام مالک کے نزدیک صرف والد اور بیٹے پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ قریبی رشتہ داروں کے علاوہ خادم بھی اس طرح کے خرچ کے حق دار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۷

((عن البرا وبن عاذب ان ابنة حمزة اختصم فیها علی وجعفر، وزید، فقال علی: انا احق بها،ھی ابنة عمتی. وقال جعفر: بنت عمی، وخالتھا تحتی، وقال زید: ابنة اخی فقضی بھا النبی ﷺ لخالتھا وقال ((الخالة الام)) متفق علیه.

رواہ احمد ایضا من، طریق علی

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہؓ کی بیٹی کی بارے میں حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ کے درمیان جھگڑا پیدا ہوا تو حضرت علیؓ نے کہا میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے حضرت جعفرؓ نے کہا نہ صرف یہ کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے بلکہ اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ اس کی خالہ اس کی زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمد متفق ہیں۔ امام احمد نے اس بارے میں حضرت علیؓ سے روایت بیان کی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بچی کی حق دار اس کی خالہ ہیں کیونکہ خالہ والدہ کا درجہ رکھتی ہے''۔

تشریح

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے دوسرے آئمہ حدیث نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کے تو چچا تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت زیدؓ کا بھائی بنایا تھا، اس لئے انہوں نے ان کی بیٹی اپنی کفالت میں لینے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی پرورش کے لئے اس کی خالہ اس کی ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے اگر ماں فوت ہو جائے تو پھر اس بچے کی خالہ اس کی زیادہ حق دار ہے۔ بچے کی پرورش کا پہلا حق تو ماں کا ہے اس پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔ لیکن اگر ماں نہ ہو تو پھر دوسرے رشتہ دار ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں تو خالہ بچے کی نانی، باپ اور پھوپھیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی اس کی زیادہ حق دار ہے لیکن شافعی فقہاء اور امام ہادی بچے کے باپ کو اس کی خالہ پر فوقیت دیتے ہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک بچے کی نانی اور دادی کو خالہ پر فوقیت دی گئی ہے۔

امام ناصر، امام موید باللہ اور اکثر شافعی فقہاء کے نزدیک بچہ کی بہنوں کو اس کی خالہ پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن حدیث کے مطابق تو خالہ کو دوسرے تمام رشتہ داروں پر فوقیت دی گئی ہے۔ باپ یا دوسرے رشتہ داروں کو خالہ پر فوقیت دینے کے بارے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں آئمہ حدیث نے کسی نہ کسی وجہ سے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے اکثر کے راویوں کو انہوں نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔ ماں اگر خاوند کی وفات کے بعد کسی دوسرے مرد سے شادی کر لیتی ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک اس کا اپنے پہلے خاوند سے بچے کی پرورش کا حق ختم ہو جاتا ہے، اس لئے اس سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بچہ کی خالہ بھی شادی کر لے تو اس کا حق ختم ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا خاوند اس بچے کی پرورش پر راضی ہو تو خالہ ہی بچہ کی حق دار ہوئی۔ جہاں تک ماں کا تعلق ہے کہ بچہ کی ماں کا حق اس وقت ساقط ہو جاتا ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان اس بارے میں جھگڑا ہو۔ اگر جھگڑا نہ ہو تو ماں کا حق ساقط نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۸

((وعن عبداللہ بن عمرو بن العاص، ان امراۃ قالت: یا رسول اللہ ﷺ ان ابنی هذا كان بطنی له وعاءً، وحجری له حواء، وثديی له سقاء، وزعم ابوه انه ينزعه منی فقال ((انت احق به مالم تنكحی)) رواه احمد و ابو داؤد

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میں نے اپنے اس بچے کو اپنے پیٹ میں پالا۔ اور میری گود ہی اس کا ٹھکانہ تھا اور وہ میرا دودھ پیتا تھا۔ لیکن اس کا باپ کہتا ہے کہ وہ اسے اس سے چھین لے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم دوسری شادی نہ کرلو، اس وقت تک بچے کی حق دار تم ہو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت کے الفاظ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اس بچے کے باپ نے اسے طلاق دی ہے اور کہا ہے کہ وہ اس بچے کو مجھ سے چھین لے گا''۔

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ کچھ دوسرے آئمہ حدیث نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی عورت کو طلاق دی جائے تو جب تک وہ دوسری شادی نہ کرے بچے کی حق دار وہی ہے۔ فقہاء کا اس پر اجماع ہے۔ لیکن جب وہ دوسری شادی کرے گی تو پھر اس کا پرورش کا حق ختم ہو جائے گا۔

امام مالکؒ، شافعیؒ اور حنفی فقہاء اور آئمہ اہل بیت کا یہی مسلک ہے جب کہ امام ابن منذرؒ نے اس پر فقہاء کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ تاہم امام حسن کے نزدیک اگر عورت دوسری شادی کر بھی لے تو اس کا حق نہیں ہوتا، وہی بچے کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے، امام حسن بصری اور امام بن حزم کا یہی مسلک ہے۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت ام سلمہؓ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دوسری شادی کی تو اپنے بچے کی بھی کفالت کی۔

اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ، امام ھادیؒ اور ان کے شاگردوں کا مسلک یہ ہے کہ اگر شادی بچہ کے محرم رشتہ داروں میں کی جائے تو پھر ماں کا حق باطل نہیں ہوتا وہی اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہی۔ جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ہر صورت میں اس کا حق باقی نہیں رہتا۔ لیکن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر بچے کے چچا سے شادی ہو جائے تو پھر ماں کا پرورش کا حق باقی رہتا ہے۔

احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث سے مستنبط شدہ احکام حسب ذیل ہیں:

۱- نفقہ کی مقدار کے تعین میں مرد اور عورت کی مالی حیثیت کا لحاظ ہوگا۔

۲- اگر عورت خاوند کو مہر کی ادائیگی تک قریب نہ آنے دے تب بھی وہ نفقعہ کی حق دار ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- اگر عورت سرکش ہو کر شوہر کے گھر سے چلی جائے تو جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آئے اسے نفقہ نہیں ملے گا۔

۴- اگر شوہر کم عمر ہو تب بھی عورت نفقہ میں حق دار ہوگی۔

۵- اگر عورت بیمار ہو جائے اور مرد اس سے تمتع نہ کر ملتا ہو تو بھی عورت کو نفقہ ملے گا۔

۶- اگر شوہر خوشحال ہو اس پر بیوی کا نفقہ اس کی مالی حیثیت کے مطابق ہوگا۔

4.4 خود آزمائی نمبر ④

۱- عورت کے احکام سنت رسول ﷺ کی روشنی میں واضح کریں۔

۲- رضاعت کے احکام سنت کی روشنی میں واضح کریں۔

۳- نفقات کے ضمن میں شریعت اسلامیہ کا کیا موقف ہے؟ واضح کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر 14

جنایات (قصاص ودیت) کے احکام

تألیف: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی: قاضی حامد رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	719
یونٹ کے مقاصد	720
1 قصاص کے احکام	721
1.1 قتل کی حرمت	721
1.2 قصاص	723
1.3 کافر کے بدلے مسلمان کا قتل	725
1.4 عورت کے بدلے مرد کا قتل	729
1.5 پتھر سے قتل کے احکام	732
1.6 خود آزمائی نمبر 1	734
2 دیتوں کے احکام	735
2.1 دیت نفس	735
2.2 غیر مسلموں کی دیت	742
2.3 دیت جنین	746
2.4 مفسد و مشرک کا قتل	750
2.5 خود آزمائی نمبر 2	752

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

لغت کے اعتبار سے جنایت اس فعل کا اسم ہے جس سے مراد وہ برائی ہے جس کا ارتکاب کوئی شخص کرے یہ جنی علیہ شراً کا اسم مصدر ہے جس کے معنی ہیں فلاں نے فلاں کے ساتھ کوئی برائی کی۔ یہ لفظ باعتبار لغت تو عام ہے مگر باعتبار اصطلاح ممنوع افعال کے ارتکاب کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔

فقہی اصطلاح میں جنایت سے مراد کسی ایسے فعل کا ارتکاب ہے جو از روئے شریعت حرام ہو۔ خواہ یہ فعل کسی جان پر اثر انداز ہو یا مال وغیرہ پر مگر بالعموم فقہاء کا عرف یہ ہے کہ ان افعال کو جنایت کہتے ہیں جو انسانی جان یا اس کے اعضاء پر اثر انداز ہوتے ہوں اور یہ افعال قتل، جرح اور ضرب کے افعال ہیں چنانچہ اس عرف سے متاثر ہو کر اکثر فقہاء قتل جرح اور ضرب کے جرائم کو جنایات کے عنوان کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔ انہی جرائم سے متعلق احکامات پر مشتمل احادیث کو اس یونٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

⇦ سنت رسول ﷺ میں موجود قصاص کے احکام کو بیان کر سکیں۔

⇦ نبی کریم ﷺ کی سنت میں بیان کیے گئے دیتوں کے احکام کی وضاحت کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① قصاص کے احکام

1.1 قتل کی حرمت

قتل سے مراد کسی انسان کا ایسا فعل ہے جس سے کسی دوسرے انسان کی زندگی ضائع ہو جائے۔ اسلامی قانون کی رو سے قتل کی دو قسمیں ہیں۔ قتل حرام جس میں عدوان کی وجہ سے زیادتی کرتے ہوئے کسی کو مار دینا اور قتل حق جس میں زیادتی نہ ہو جیسے قاتل اور مرتد وغیرہ کا قتل فقہاء نے حلال و حرام کے حوالے سے قتل کی مزید اقسام بیان کی ہیں۔ اس ضمن میں احادیث نبویہ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لا یحل دم امری مسلم، یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله، الا باحدی ثلاث الثیب الزانی، والنفس بالنفس، والتارک لدینه المفارق للجماعة)) (رواه الجماعة)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا جو توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہے خون حلال نہیں مگر ان تین میں سے کسی ایک کا خون حلال ہے۔ شادی شدہ زناکار، قاتل اور مرتد جو جماعت چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن عائشة عن رسول الله ﷺ، قال: لا یحل دم امری مسلم الا من ثلاثة: الا من زنا بعد ما احصن، او کفر بعد ما اسلم، او قتل نفساً فقتل بها)) (رواه احمد والنسائی و مسلم بمعناه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا خون حلال نہیں مگر ان تین باتوں سے (حلال ہے) جس نے شادی کرنے کے بعد زنا کیا ہو یا اسلام لا کر مرتد ہو گیا ہو یا کسی کو قتل کر دیا ہو تو اس کو اس کے بدلے قتل کیا جائے گا''۔

حدیث نمبر ۳

((وعن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال: من قتل له قتيلٌ فهو بخير النظرين: اما ان يفتدی واما ان يقتل)) (رواه الجماعة)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا آدمی قتل کر دیا جائے اسے دو باتوں میں سے کسی ایک بات کا اختیار ہے خواہ خون بہا لے لے یا قتل کر دے''۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

ان احادیث سے درج ذیل فقہی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی گزارنے کا حق دیا ہے۔ یہ اسکا مقدس حق ہے جس کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں ہے۔ اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق﴾ (الاسراء: ۳۳)

''اس جان کو ناحق قتل مت کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے''

۲۔ اور جو انسان بھی کسی انسان کے حق زندگی کو تباہ کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سخت سزا مقرر کی ہے۔ اس ضمن میں ارشاد خداوندی ہے۔

﴿ومن يقتل مؤمناً متعمداً، فجزاؤه جهنم خالداً فيها وغضب الله عليه ولعنه واعدله عذاباً عظيماً﴾ (النساء: ۹۳)

''جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے رہے۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہو اور اس کے لئے عظیم عذاب تیار کیا گیا ہے"

۳- اسی بناء پر حضرت عباس کا قول ہے مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔

۴- قتل کی حرمت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکة﴾ (البقرہ:۱۹۵)

"اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں مت ڈالو"

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ بکم رحیماً﴾ (النساء: ۲۹)

"اور اپنے آپ کو قتل مت کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے"

قصاص کے معنی مماثلت کے ہیں یعنی مجرم کو اس کے فعل کی مانند فعل سے یعنی اس کے جرم قتل کے بدلے قتل کیا جائے۔ ہر حالت میں قتل عمد کی سزا قصاصاً قتل کر دینا ہے۔ سوائے حرابہ کے کہ اس میں جرم قتل اور چوری یکجا ہوتے۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حدیث نمبر ۱

((وعن ابن عباس، قال: کان فی بنی اسرائیل القصاص، ولم یکن فیھم الدیة، فقال اللہ لھذہ الامة(کتب علیکم القصاص فی القتلی، الحر بالحر. الایة فمن عفی لہ من اخیہ شئی) قال: فالعفو ان یقبل فی العمد الدیة، والاتباع بالمعروف یتبع الطالب بمعروف، ویؤدی الیہ المطلوب باحسان (ذلک تخفیف من ربکم ورحمة) فیما کتب علی من کان قبلکم)) (رواہ البخاری والدار قطنی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا بنی اسرائیل میں قصاص تھا دیت نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے فرمایا ﴿**کتب علیکم** ......**الایة**﴾ آگے فرمایا ﴿**فمن عفی له** ......**الایة**﴾ معافی یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کر لی جائے اور دستور کے مطابق پیروی یہ ہے کہ طالب دیت دستور کے مطابق دیت لے لے اور اسے دیت پوری پوری دی جائے یہ تمہارے رب کی طرف سے ان فرائض میں جو اس نے پہلے لوگوں پر فرض کئے تھے آسانی اور مہربانی ہے۔

احادیث سے مستنبط فقہی احکام

اگرچہ مقتول کے قاتلوں کو قصاص اور دیت میں سے ایک کو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس بارے میں امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، ان کے شاگردوں امام شافعیؒ، امام ناصرؒ اور امام طبریؒ کے نزدیک قتل عمد کے بدلے میں صرف قتل ہی فرض ہے اور دیت کی بجائے قاتل کو قتل کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس بارے میں قرآن مجید میں یہ واضح حکم ہے جس میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے تم پر مقتول کا قصاص لینا فرض ہے اور اس کے ساتھ دیت وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لئے مقتول کے رشتہ داروں کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ قصاص کی بجائے دیت قبول کریں۔ تاہم جو فقہاء دیت کے قبول کرنے کے حق میں ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ اگرچہ قرآن مجید میں قصاص کے ساتھ دیت کا ذکر نہیں کیا گیا تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ دیت کا لینا جائز نہیں۔ آخر اس باب کی دو صحیح حدیثوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ بلکہ اسی آیت میں جو بعد میں معاف کر دینے کا ذکر ہے تو اس سے مراد بالکل معاف کرنا نہیں بلکہ قتل معاف کر کے اس کی بجائے دیت قبول کر لینا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی جو تفسیر بیان کی ہے وہ اسی کے مطابق ہے۔

ان دونوں نقطہ نظر میں سے اس میں زیادہ وسعت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں قتل کے قصاص کی بجائے دیت کے لینے کا بھی اختیار دیا گیا ہے اور جیسا کہ دیت کے مخالفین کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں جس معاف کر دینے کا ذکر ہے اس کا دیت سے تعلق نہیں تو وہ ٹھیک نہیں۔ قاتل کو بالکل معاف نہیں کیا جاسکتا اس طرح تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں فساد پھیل جائے گا۔ ہاں اگر کسی وقت اس کی جان بچانے کی گنجائش ہو تو اس کی جان بچا کر اس سے دیت قبول کر لی جائے۔ دیت کی رقم بھی تو کوئی معمولی نہیں ہوتی تھی پورے سو اونٹ دینے پڑتے تھے۔ دراصل جیسا کہ قرآن مجید کی تعلیم سے واضح ہے کہ قتل کے قصاص میں کسی کی جان لینا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ معاشرے کو اس قسم کے جرائم سے پاک رکھا جائے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ قاتل کو سخت سزا دی جائے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور وہ اس قسم کے جرائم کے ارتکاب سے اجتناب کریں لیکن اگر قاتل کو بالکل معاف کر دیا جائے تو پھر تو بدکردار لوگوں کو ایسے جرائم کے ارتکاب سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

1.3 کافر کے بدلے مسلمان کا قتل

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر یا غیر مسلم کو قتل کر دے تو کیا اسے بدلے میں قتل کیا جائے گا یا نہیں اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن علی رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال: والمومنون تتکا فدماوھم، وھم یدٌ علی من سواھم، ویسعی بذمتھم ادناھم الا لا یقتل مومن بکافرٍ، ولا ذو عھدٍ)) (رواہ احمد والنسائی و ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ وہ دوسروں کے مقابلہ میں ہاتھ کی مانند ایک ہیں اور ان کے ذمہ کو پورا کرنے کیلئے ان میں سے ادنیٰ بھی کوشش کرے۔ کان کھول کر سن لو مومن کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ذمی جب تک عہد باقی ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی ﷺ قضی: ان لا یقتل مسلم بکافرٍ)) (رواه احمد و ابن ماجه والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ مومن کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ کچھ دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی اس موضوع پر احادیث روایت کی گئی ہیں۔ بعض روایات کے مطابق صحابہ کرامؓ کا عمل بھی ان احادیث کے مطابق تھا اس بارے میں حضرت سالمؒ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک مسلمان نے کسی غیر مسلم ذمی کو قتل کر دیا تھا، اس کا مقدمہ حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کی بجائے، اس پر سخت دیت لازمی قرار دی۔ تاہم اس کی تائید میں کسی دوسرے صحابی کا عمل پیش نہیں کیا جا سکا۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو قتل کر دے تو اس کے قصاص میں اسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ جہاں تک دشمن ملک کے کافر کا تعلق ہے، تو اس کے قتل کے عوض مسلمان کو نہ قتل کرنے پر ان کا اجماع ہے، جمہور فقہاء نے ذمی کے قتل پر بھی مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کے خلاف فتوی دیا کیونکہ وہ بھی تو کافر ہوتا ہے۔ لیکن اس بارے میں امام شعبیؒ، امام نخعیؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا فتوی یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے تو اس کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ احادیث ہذا سے بھی ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ذمی کے ساتھ اسلامی حکومت کا عہد ہوتا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے گی جب کہ دشمن ملک کے کافر کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر نہیں ہوتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فقہاء ذمی کے قتل کے قصاص کے بدلے میں مسلمان کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں، اس بارے میں انہوں نے قرآن مجید کے اس حکم سے استدلال کیا ہے کہ نفس کے بدلے میں نفس کو قتل کیا جائے۔ لیکن جو فقہاء اس کے قائل نہیں ان کے نزدیک اس باب کی احادیث کی روشنی میں اس قرآنی حکم کی تفسیر کی جائے گی۔ ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کے حق میں جو فقہاء ہیں انہوں نے اس بارے میں ایک اور حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جو عبدالرحمٰن بن سلیمانی کی روایت کردہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاہد ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن چونکہ اس حدیث میں صحابی کا نام نہیں دیا گیا اس لئے مخالفین نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود اس سے استدلال کو کمزور قرار دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس بارے میں جتنی بھی احادیث پیش کی جاتی ہیں، انہوں نے کسی نہ کسی وجہ سے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر خطبہ دیا اس میں بھی اس کی وضاحت کر دی تھی کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے قصاص کے جرم میں قتل نہ کیا جائے۔

جب کہ ذمی کے بدلے مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کے بارے میں حضرت علیؓ کی اس روایت کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک ایسے مسلمان کو لایا گیا کہ جس نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تھا۔ جب اس مسلمان کا جرم ثابت ہو گیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ تو اس دوران اس ذمی کا بھائی آیا اور اس نے کہا کہ اس نے اپنے بھائی کا قتل معاف کر دیا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ شاید اس مسلمان کے رشتہ داروں نے آپ کو خطرناک نتائج کی دھمکیاں دی ہیں۔ تو اس ذمی کے بھائی نے کہا کہ معاملہ ایسا نہیں ہے لیکن اس مسلمان کے قتل سے اس کا بھائی تو واپس نہیں آ سکتا۔ اس کے بدلے میں قاتل کے وارثوں نے دیت دینے کی پیش کش کی تو میں اس پر رضا مند ہو گیا۔

حدیث نمبر ۳

((وعن عبداللہ بن عمر عن النبی ﷺ قال: من قتل معاھداً لم یرح رائحة الجنة وان ریحھا یوجد من مسیرة اربعین عاماً)) (رواہ احمد و البخاری والنسائی وابن ماجه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ذمی کو قتل کر دیا اسے جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آنے لگتی ہے''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: الا من قتل نفساً معاهدةً لها ذمة الله و ذمة رسوله، فقد اخفر ذمة الله، ولا یرح رائحة الجنة، وان ریحها لیوجد من مسیرة اربعین خریفاً)) (رواه ابن ماجه والترمذی، وصححه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ کان کھول کر سن لو جس نے کسی ذمی کو جس کے لئے اللہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے قتل کیا اس نے اللہ کا عہد توڑا اسے جنت کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے''۔

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے۔ ان احادیث میں غیر مسلم کے لئے 'معاہد' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد جو مسلمانوں کی امان سے اسلامی ملک میں داخل ہو کا قتل حرام ہے یہاں تک کہ وہ اپنے ملک نہ چلا جائے۔ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جب کہ ارشاد ہوا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی تمہاری امان چاہے تو اسے امان دو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے اور پھر اسے اپنی امن کی جگہ، یعنی اس کے اپنے ملک مین جانے دیا جائے۔

چونکہ اسے اس کی حفاظت کی ضمانت اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق دی جاتی ہے۔ اس لئے جو اس کے خلاف کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف غداری کا مرتکب ہوگا۔ ان دونوں احادیث مین ایسے شخص کو قتل کرنے پر سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کسی مسلمان کا جنت میں داخل ہونا تو کجا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس سال کے فاصلے سے بھی اس کی خوشبو نہیں پائے گا۔ حالانکہ گناہ کبیرہ کا مرتکب بھی کچھ عرصے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاہد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

1.4 عورت کے بدلے مرد کے قتل کا مسئلہ

اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کر دے تو کیا قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا یا اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس ضمن میں احادیث ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن انسٍ ان یھودیا رض رأس جاریۃٍ بین حجرین، فقیل لھا: من فعل ھذا بک؟ فلان، او فلان؟ حتی سمی الیھودی: فاومات براسھا فجی بہ: فاعترف فامر بہ النبی ﷺ فرض راسہ بحجرین)) (رواہ الجماعۃ)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ اس سے پوچھا گیا تمہارے ساتھ یہ حرکت کس نے کی کیا فلاں نے یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ جب یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر ہلا دیا۔ آخر اسے لایا گیا اس نے قتل کا اقرار کر لیا پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن حمل بن مالکٍ قال: کنت بین امراتین، فضربت احداھما الاخری بمسطح، فقتلھا وجنینھا، فقضی النبی ﷺ فی جنینھا بغرۃٍ، وان تقتل بھا))

(رواہ الخمسۃ الا الترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت حمل بن مالک سے مروی ہے انہوں نے کہا میں دوعورتوں کے پاس تھا۔ ان میں سے ایک نے دوسری کے بیلن مار کر اسے اور اسکے جنین کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جنین کے بدلے غلام آزاد کیا جائے اور عورت کے بدلہ عورت کو قتل کیا جائے''۔

تشریح

اس حدیث میں قتل ہونے والی لڑکی کے لئے جاریہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے معنی لونڈی بھی ہو سکتے ہیں اور آزاد لڑکی بھی جو بھی صورت حال ہو روایات کے مطابق وہ کسی انصاری کی بیٹی تھی اور ایک یہودی نے اس کے زیورات چھین کر اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔ لیکن جب اس کو لایا گیا تو ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی اور اس کے سامنے مشتبہ مجرموں کے نام لئے گئے تو اس نے متعلقہ یہودی مجرم کا نام لینے پر سر کے اشارے سے تصدیق کر دی۔ اس حدیث سے جمہور فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ عورت کے قتل کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے اور اگر اس لڑکی سے مراد لونڈی لیا جائے تو پھر لونڈی کے قتل کے قصاص میں بھی آزاد مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

تاہم اس کے برعکس کچھ فقہاء اس کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک عورت کے قتل کے قصاص میں مرد کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ قاتل کو صرف دیت ادا کرنی ہوگی۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت حسن بصریؒ، عکرمہؒ، امام عطاؒ اور امام مالکؒ کا مسلک بیان کیا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل تھے۔ لیکن بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مالکی اور شافعیؒ مذہب کی کتابوں میں ایسا کوئی قول نہیں ملتا کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ امام مالکؒ یا امام شافعیؒ کا ایسا مسلک تھا۔ تاہم اس بارے میں ان کے تردد کا ذکر ضرور ہے۔

جہاں تک جمہور فقہاء کا تعلق ہے ان کے نزدیک عورت کے قتل کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ اس کی آنکھ پھوڑے تو اس کے قصاص میں مرد کی آنکھ بھی پھوڑی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح سے دوسرے زخموں کا اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے۔ تابعی سعید بن مسیبؒ، عروہ بن زبیرؒ، امام قاسمؒ بن محمدؒ، امام ابوبکرؒ، خارجہ بن زید بن ثابتؒ اور بہت سے دوسرے تابعین اور فقہاء کا یہی مسلک تھا۔ تاہم اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں جمہور فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ اگر قاتل مرد کے وارث عورت کے وارثوں کو دیت دینے پر صلح کر لیں تو کتنی دیت دینی ہوگی۔ تو بعض فقہاء جن میں امام ہادیؒ، امام قاسمؒ، امام ناصرؒ، امام ابو العباسؒ شامل ہیں کہ انہیں مرد کی دیت کا نصف دینا ہوگا۔ یعنی ان کے نزدیک عورت کی دیت مرد کے مقابلے میں نصف ہے۔ بعض روایتوں میں امام مالکؒ کا بھی یہی مسلک بتایا گیا ہے۔

اس کے برعکس حنفی اور شافعی فقہاء، امام زید بن علیؒ، امام موید باللہؒ اور امام یحییٰ کا یہ فتویٰ ہے کہ قتل عمد میں عورت کے وارث اس کے قاتل سے دیت قبول نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے قصاص میں اس مرد کو قتل کیا جائے گا۔ انہوں نے اس بارے میں قرآن مجید کے اس حکم سے استدلال کیا ہے کہ نفس کے قتل کے بدلے میں نفس کو قتل کیا جائے گا اور عورت بھی مرد کی طرح نفس ہی تو ہے قرآن مجید کی کچھ دوسری آیات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت، دونوں انسانیت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اس بارے میں جو بنی اسرائیل کے واقعات سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ان کی قوم میں عورت کو مرد کے برابر نہیں بلکہ کمتر سمجھا جاتا تھا، تو وہ مسلمانوں کے لئے کوئی دلیل نہیں بن سکتی۔ پہلی شریعتوں کے صرف وہ احکام مسلمانوں کے لئے قابل تقلید ہیں کہ جن کا ذکر قرآن مجید میں کر دیا گیا ہو اور جن کا ذکر نہ ہو وہ مسلمانوں کے لئے کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتے۔

قرآن مجید میں تمام انسانی نفوس کو چاہے وہ آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت برابر قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے تو بعض فقہاء نے قرآن کی آیات النفس بالنفس سے استدلال کرتے ہوئے، غلام کے قصاص میں آزاد آدمی اور عورت کے قتل کے قصاص سے ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ تاہم بعض دوسری احادیث میں اس کے خلاف بھی آیا ہے جن کے مطابق، غلام کے قتل کے قصاص میں آزاد مرد اور عورت کے قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس حدیث کے لفظ جاریہ کے معنی لونڈی کے لئے جائیں تو پھر غلام کے قتل کے قصاص میں مرد کو بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ ویسے عام طور پر جن حالات میں اس لڑکی کے سر کو یہودی نے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل ڈالا تھا، ان حالات میں زیادہ تر بے چاری لونڈیاں ہی کام کرتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.5 پتھر سے قتل کے احکام

مثلہ کا مطلب پتھر کے ساتھ کچل دینا ہے۔ جاہلیت میں قتل کا ایک طریقہ یہ تھا۔ اسلام نے اس طریقے کو منع قرار دیا حتی کہ جس قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کیا جارہا ہو اس کا بھی مثلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ:

حدیث نمبر۱

((وعن انسٍ رضی الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ يحث فی خطبته، على الصدقة وينهى عن المثلة)) (رواه النسائی)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام طور پر اپنے خطبوں میں اس بات پر زور دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ دیا جائے اور کسی کا مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے''۔

حدیث نمبر۲

((وعن عمران بن حصين رضی الله عنه قال: ماخطبنا رسول الله ﷺ خطبة الاامرنا بالصدقة، ونهانا عن المثلة)) (رواه احمد وله مثله' من رواية سمرة)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جب بھی کوئی خطبہ دیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ دینے کو تلقین کی اور ہمیں کسی کو مثلہ یعنی کان ناک کاٹنے سے منع کیا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے انہوں نے ایسی ہی دوسری حدیث حضرت سمرہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

سان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان کی تائید میں کچھ دوسری احادیث بھی پیش کی جاتی ہیں کہ جن میں مسلمانوں کو کسی دوسرے کا مثلہ کرنے یعنی اس کے کان ناک وغیرہ کاٹنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں ایک عورت کا ایک موٹے ڈنڈے سے دوسری عورت کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ فقہاء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر تلوار کی بجائے کسی بھاری چیز سے بھی کسی کو قتل کیا جائے تو اس کے قصاص میں قاتل کو قتل کیا جائے گا اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔ اس کے برعکس کچھ فقہاء جن میں حضرت حسن بصریؒ، امام نخعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے بھاری ڈنڈے سے قتل کرنے کی صورت میں قصاص لازم نہیں۔ کیونکہ عام حالات میں لوگ اس قسم کی چیزوں سے مرتے نہیں۔ لیکن بعض اوقات وہ مر بھی جاتے ہیں تو اس لئے ان فقہاء نے اس بارے میں شک کا فائدہ دیتے ہوئے قصاص کی بجائے دیت دینے کے بارے میں رائے دی۔ اس سلسلے میں انہوں نے اس ارشاد نبوی ﷺ سے بھی استدلال کیا ہے کہ تلوار کے سوا دوسرا قتل جرم ہے اور اس جرم کی سزا جزمانہ ہے۔ یعنی اس جرم کے مطابق دیت لازم آئے گی۔ ایک دوسری حدیث میں تلوار کی بجائے ''خدیدہ'' یعنی لوہے سے بنی ہوئی کوئی چیز کا ذکر ہے۔ اس سے بھی عام طور پر تلوار ہی مراد لی جاتی ہے۔ لیکن آئمہ حدیث نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تاہم اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ نے یہ تصریح کی ہے کہ تلوار کے علاوہ جس دوسری چیز کو قتل کیلئے استعمال کیا جاتا ہو چاہے وہ پتھر یا لکڑی ہی کی کیوں نہ ہو۔ اس سے قتل کے بدلے میں قاتل سے قصاص ضرور لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر منجنیق سے کوئی چیز پھینک کر یا کسی کو آگ میں ڈال کر جلایا جائے تو ایسے قاتل کو بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ تاہم اس بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک زیادہ معتبر ہے۔ کیونکہ انہوں نے قتل کے طریقوں کے بارے میں کوئی تخصیص نہیں کی جائے قتل تلوار کے ذریعے ہو یا کسی اور طریقے سے یہ قتل ہے اس سے معاشرے میں بدامنی اور فساد پھیلتا ہے۔ اس لئے اس کے تدارک کے لئے قاتل کو قصاص میں قتل کرنا ضروری ہے وگرنہ قاتل لوگ، لوگوں کو قتل کرنے پر دلیر ہو جائیں گے۔ قرآن مجید اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت رسول سے یہی کچھ ثابت ہوتا ہے کہ قاتل نے جس طریقے سے بھی کسی کو قتل کیا ہو، وہ قتل کا مجرم ہے۔ اس لئے اسے اس قتل کے قصاص میں قتل کیا جانا ضروری ہے۔ تاہم جمہور فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر تلوار کے سوا دوسری چیزوں یعنی ڈنڈے یا پتھر وغیرہ سے مجرم کا مقصد کسی کو قتل کرنا نہ ہو اور محض ڈرانا مقصود ہو تو پھر اسے غیر ارادی قتل سمجھا جائے گا، اس کے بارے میں شرعی حکم کی تفصیل اگلے باب میں پیش کی جارہی ہے۔ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دشمن یا مقتول کا مثلہ کرنا یعنی ان کے کان ناک وغیرہ کاٹنا بھی کسی طرح جائز نہیں اور یہ کہ اگر کسی قاتل پر قتل کا جرم ثابت ہو جائے تو اسے صرف تلوار ہی کے ذریعے قتل کیا جائے۔

1.6 خود آزمائی نمبر ①

۱۔ قصاص سے کیا مراد ہے انسانی جان کی حرمت احادیث الرسول ﷺ کی روشنی میں واضح کریں۔

۲۔ درج ذیل کی وضاحت کریں:

۱) کافر کے بدلے مسلمان کا قتل

۲) عورت کے بدلے مرد کا قتل

۳) مثلہ کے احکام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② دیتوں کے احکامات

2.1 دیت نفس

دیت سے مراد وہ مال ہے جو جرم کی وجہ سے لاگو ہو جاتا ہے اور مجنی علیہٗ یا اس کے ولی کو دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے العقل کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ جس کے معنی اونٹوں میں سے مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرنا ہے۔ دیت کا نظام عربوں کے ہاں لاگو تھا۔ اسلام نے اس کو برقرار رکھا۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ كتب الى اهل اليمن كتاباً و كان فى كتابه: ان من اعتبط مومنا قتلا عن بينة قودٌ الا ان يرضى اولياء المقتول وان فى النفس الدية، مائةٌ من الابل وأن فى الأنف اذا أوعب جد عه الدية وفى اللسان الديةوفى الشفتين الدية وفى البيضتين الدية وفى الذكر الدية، وفى الصلب الدية وفى العينين الدية وفى الرجل الواحدة نصف الدية وفى المأمومة ثلث الدية وفى الجائفة ثلث الديه، وفى المنقلة خمسة عشر من الابل، وفى كل اصبع من اصابع اليد والرجل عشر من الابل، وفى السن خمس من الابل، وفى الموضحة خمسٌ من الابل،وان الرجل يقتل بالمراة وعلى اهل الذهب الف دينار)) (رواه النسائى وقال: وقدروى هذا الحديث يونس عن الزهرى مرسلاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابوبکر بن محمد نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے لئے ایک تحریر لکھ بھیجی جس میں مختلف جرائم کے خون بہا کا ذکر تھا۔ ان میں سے پہلی بات یہ تھی کہ اگر کوئی کسی دوسرے بے گناہ مسلمان کو قتل کرے اور اس کے جرم کا ثبوت مل جائے، تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر مقتول کے وارث رضا مند ہو جائیں تو قصاص کے بدلے میں دیت یعنی خون بہا بھی قبول کیا جا سکتا ہے۔ ایک آدمی کے قتل کا خون بہا یعنی دیت سو اونٹ ہیں، اسی طرح اگر کسی کا پورا ناک، زبان، دونوں ہونٹ یا اس کے دونوں خصیئے اور اس کا آلہ تناسل کاٹ دیا جائے تو ان سب جرائم کا خون بہا سو اونٹ ہیں۔ اور اگر کسی کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی جائے یا اس کی آنکھیں نکال لی جائیں تو اس جرم کا خون بہا بھی پورے سو اونٹ ہیں۔ تاہم ایک ٹانگ کی دیت نصف ہو گی۔ یعنی پچاس اونٹ کسی کے سر پر چوٹ لگانا کہ اس سے اس کا دماغ متاثر ہو جائے یا کسی کے پیٹ میں کوئی چیز گھونپنے کی دیت ایک تہائی ہے یعنی تینتیس اونٹ کسی کو ایسا زخم لگانا کہ اس کی ہڈی کے اوپر کا پردہ کٹ جائے تو اس کی دیت پندرہ اونٹ ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں۔ جب کہ دانت اور ایسا زخم کہ جس سے ہڈی نظر آنے لگے تو ان کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہیں اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کرے تو اس کے قصاص میں مرد کو قتل کر دیا جائے۔ خون بہا کو اونٹوں کی بجائے دیناروں اور درہموں میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ دیناروں کی صورت میں خون بہا کی رقم ایک ہزار دینار ہو گی (جو اس زمانے میں دس ہزار درہم کے برابر سمجھے جاتے تھے)۔

تشریح

اونٹوں کی بجائے اگر کوئی نقد رقم ادا کرتا تو اس کے لئے ایک ہزار دینار مقرر کئے گئے۔ دینار اس وقت سونے کا سکہ ہوتا تھا جو چاندی کے دس درہموں کے برابر ہوتا تھا۔ یعنی درہموں کی صورت میں مکمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیت کی مقدار دس ہزار درہم تھی۔ خیال رہے کہ زکوٰۃ کا نصاب دو سو درہم مقرر کیا گیا (جسے ہمارے ملک میں ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر قرار دیا گیا۔ آج کل کے چاندی کے نرخوں کے حساب سے اس کی قیمت تقریباً ۳۱۵۰ روپے بنتی ہے۔ چاندی کا موجودہ نرخ ساٹھ روپے فی تولہ ہے۔ دس ہزار درہموں کی مالیت کے لئے اس رقم کو پچاس سے ضرب دی جائے تو دیت یا خونہ بہا کی رقم ۱۵۷۵۰۰ روپے کے لگ بھگ بنتی ہے۔ تاہم بعض روایات میں نقدی کی صورت میں دیت کی مالیت کم بتائی گئی ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی دراصل یہ فرق اس وجہ سے تھا کہ مختلف علاقوں میں اونٹوں کی قیمت میں فرق ہوتا تھا۔ اس لئے امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک دیت میں اصل اعتبار اونٹوں کا کیا جائے گا اور پھر ان کی مقامی قیمت کے مطابق دینار یا درہم قبول کئے جائیں گے۔

گائیوں کی صورت میں دیت دو سو گائیں مقرر کی گئیں اور بھیڑ بکریوں کی صورت میں دو ہزار بھیڑ بکری۔ اگر دیت کو کپڑوں کی صورت میں ادا کیا جائے تو اس کے لئے حد دو سو لباس مقرر کی گئی۔ لباس میں قمیض، شلوار اور اوپر کی چادر شامل ہوتی تھی۔ پوری ناک کو جڑ سے کاٹ لینے کی دیت بھی قتل کی دیت کی طرح سو اونٹ مقرر کی گئی۔ لیکن اگر ناک کا تھوڑا سا حصہ کاٹا گیا ہو تو پھر اس کی دیت کے بارے میں قاضی فیصلہ کرے گا اور وہ اس کٹے ہوئے حصے کے مطابق نصف یا تہائی یا چوتھائی مقرر کر سکتا ہے۔

کسی کی زبان کاٹ لینے کی دیت یعنی خون بہا بھی پورے سو اونٹ ہیں اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے لیکن اگر کسی نے زبان کا تھوڑا سا حصہ کاٹا کہ جس سے بولنے میں رکاوٹ ہو تو اس کی دیت کے بارے میں قاضی فیصلہ کرے گا۔ اسی طرح گونگے کی زبان کاٹنے کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اگر چہ اس کے لئے پوری دیت لازمی قرار دیتے ہیں لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک پوری دیت نہ ہوگی۔ اس کی مقدار کا فیصلہ قاضی کرے گا۔ اسی طرح کسی کے دونوں ہونٹ کاٹ دینے کی دیت بھی سو اونٹ مقرر کی گئی جس پر فقہاء کا مکمل اتفاق ہے۔ تاہم اس بارے میں حضرت زید بن ثابتؓ نے یہ فرق کیا ہے کہ اوپر والے ہونٹ کی دیت ایک تہائی ہوگی جب کہ نیچے والے ہونٹ کی دو تہائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کے خصیے یا آلہ تناسل کے کاٹنے سے چونکہ وہ شخص اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا تو ان جرائم کی دیت بھی پورے سو اونٹ یا ان کے بدلے مساوی رقم ہوگی۔ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے بھی آدمی بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے بھی پورے قتل کے برابر قرار دے کر اسکی دیت بھی سو اونٹ یا اس کے مساوی قرار دی گئی ہے۔ آنکھیں نکال لینا بھی ایسا ہی سنگین جرم ہے۔ اس لئے ان کی دیت بھی پوری ایک سو اونٹ یا اس کے مساوی رقم ہوگی۔ دو آنکھوں کے نکالنے کی دیت پورے ایک سو اونٹ ہوگی جبکہ ایک آنکھ کی دیت پچاس اونٹ یا اس کے برابر نقد رقم ہوگی۔ اس پر فقہاء کا مکمل اتفاق ہے۔ اس بارے میں ان کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ اندھے کی آنکھوں کے بارے میں ہے۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی بینائی سے محروم ہوتا ہے۔ اس لئے فقہاء نے اس کی دیت، نصف مقرر کی ہے۔ تاہم حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ امام زہریؒ، امام لیثؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ سے منقول ہے کہ وہ اندھے کی آنکھیں نکالنے کی سزا بھی پوری دیت قرار دیتے تھے۔

ایک ٹانگ کی نصف دیت کے بارے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، جبکہ دونوں ٹانگوں کی دیت مکمل ہوگی اور یہی حکم دونوں ہاتھوں کی دیت کے بارے میں ہے۔ تاہم اگر ٹانگوں اور ہاتھوں کو مختلف جگہوں سے کاٹا جائے تو اس بارے میں فقہاء کے درمیان تھوڑا بہت اختلاف ہے۔ کسی کے سر پر چوٹ لگانے سے اگر اس کا دماغ متاثر ہو جائے یا سر پر ایسا زخم لگایا جائے کہ جس سے دماغ کی ہڈی کے اوپر کی جھلی نظر آنے لگے تو اس کی دیت ایک تہائی، مقرر کی گئی ہے۔ یعنی تینتیس اونٹ یا اس کے مساوی نقد رقم۔ اس بارے میں حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، آئمہ اہل بیت، حنفی اور شافعی فقہاء کا یہی مسلک تھا۔ تاہم بعض شافعی فقہاء کے نزدیک اس کی ایک تہائی دیت کے علاوہ قاضی جرم کی نوعیت سے فیصلے کرے گا کہ زیادہ دیت کی ضرورت تو نہیں۔ کسی کے پیٹ میں آگے سے یا پیچھے سے کوئی چیز چبھو کر اسے زخمی کیا جائے یا اس کے کسی دوسرے عضو کو اس طرح زخمی کیا جائے تو اس کے لئے ایک تہائی دیت ہے۔ یعنی تینتیس اونٹ یا ان کے مساوی نقد رقم جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلکا سا زخم جس سے ہڈی کے اوپر کا پردہ نظر آنے لگے تو اس کی دیت پندرہ اونٹ مقرر کی گئی ہے اور یہی دیت کسی کے جوڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانے کی ہے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت فی انگلی دس اونٹ مقرر کی گئی ہے۔ یعنی اگر کوئی کسی شخص کی ہاتھ یا پاؤں کی انگلی توڑ دے گا تو وہ جرمانے کے طور پر دس اونٹ یا اس کے مساوی نقد رقم ادا کرے گا۔ بعض فقہاء نے مختلف انگلیوں کے لئے مختلف دیت مقرر کی ہے۔ یعنی انگوٹھے کے لئے پندرہ اونٹ، اس کے ساتھ والی انگلی کی دیت دس اونٹ درمیان والی انگلی کی بھی یہی دیت ہوگی جب کہ اس کے ساتھ والی نگلی کی آٹھ اور چھوٹی انگلی کی دیت سات اونٹ ہوگی۔ لیکن یہ فرق اس باب کی حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں ہر انگلی کے لئے بلا امتیاز دس اونٹوں کی دیت مقرر کی گئی ہے۔

ہر دانت اور اس میں داڑھ بھی شامل ہے، اس کے توڑنے کی سزا کے طور پر پانچ اونٹ بطور دیت ادا کرنے ہوں گے۔ جبکہ حضرت علیؓ نے اس بارے میں فرق کیا تھا، ان کے نزدیک داڑھ کی دیت دوگنی یعنی دس اونٹ ہوگی۔ نقدی کی صورت میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی گئی ہے کہ اگلے دانتوں کی دیت پچاس دینار ہوگی جب کہ ساتھ والے دانتوں کی چالیس اور تیس اور داڑھ کی دیت پچیس دینار مقرر کی گئی۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے کس کی داڑھ توڑنے کی دیت صرف ایک اونٹ مقرر کی تھی۔ جہاں تک جمہور فقہاء کا تعلق ہے۔ ان کے نزدیک ہر دانت اور داڑھ کی دیت پانچ اونٹ یا اس کے مساوی رقم ہے۔ ہلکے زخم کی دیت پانچ اونٹ مقرر کی گئی اور یہ سزا اس وقت دی جائے گی کہ جب زخم سے کسی کی ہڈی ظاہر ہو جائے۔ اس طرح کے دوسرے زخم لگانے کی دیت کا فیصلہ قاضی وقت کرے گا اونٹوں کی بجائے، دیت دیناروں اور درہم میں بھی ادا کی جا سکتی ہے اور اس کے بارے میں تفصیل شروع میں پیش کی جا چکی ہے۔

حدیث نمبر ۲

((وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال، قال: رسول الله ﷺ فی کل اصبع عشرٌ من الابل، وفی کل سن خمس من الابل، والا صابع سواء والاسنان سواً)) (رواه الخمسة الا الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیبؒ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں اور ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور انگلیاں برابر ہیں اور دانت بھی برابر ہیں۔

حدیث نمبر ۳

((وعن عمر و بن شعیب عن أبیه عن جده ان النبی ﷺ قال (فی المواضح خمس، خمس من الابل) (رواه الخمسه)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہڈی کو کھولنے والے زخموں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده، ان النبی ﷺ قضی: فی العین العوراء السادة لمکانها، اذا طمست بثلث دیتها وفی الید الشلاء اذا قطعت بثلث دیتها، وفی السن السوداء اذا نزعت بثلث دیتها))(رواه النسائی) (ولابی داود منه)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیبؒ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آنکھ میں جس کی بینائی جاتی رہے مگر اپنی جگہ قائم ہو تہائی دیت کا فیصلہ فرمایا اور شل ہاتھ میں جب کہ کاٹ دیا گیا ہو تہائی دیت کا فیصلہ فرمایا اور سیاہ دانت میں بھی جب کہ اس کو نکال دیا گیا ہو، تہائی دیت کا فیصلہ فرمایا''۔

حدیث نمبر ۵

((وعن عمر بن الخطاب انه قضی فی رجلٍ ضرب رجلا، فذهب سمعه وبصره، ونکاحه، و عقله، باربع دیاتٍ، ذکر احمد بن حنبلٍ فی زوایة ابی الحارث، وابنه عبدالله))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ انکے زمانے میں ایک شخص نے دوسرے پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس سے اس کے سننے، دیکھنے کی، مباشرت کی طاقت اور عقل ضائع ہو گئی تو آپ نے اس کے لئے چار دیات دینے کا فیصلہ کیا، اسے امام احمدؒ بن حنبل نے روایت کیا ہے''۔

تشریح

جہاں تک عمرو بن شعیب سے روایت کردہ پہلی حدیث کا تعلق ہے تو آئمہ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم اس بارے میں امام ابو داودؒ کی روایت کردہ ایک صحیح حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے پورے ناک کے کاٹنے کی پوری دیت کا فیصلہ دیا۔ لیکن اگر اس کا صرف اوپر کا حصہ کاٹا جائے تو اس کی نصف دیت یعنی پچاس اونٹ یا ان کی قیمت کے مساوی دیناروں اور درہموں کی دیت مقرر کی۔ گائیوں کے مالکوں کے لئے دوصد گائیں اور بھیڑ بکریوں کے مالکوں کے لئے ایک ہزار بھیڑ بکریوں کی دیت مقرر کی۔ ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ کے کٹنے کی نصف دیت اور دونوں ہاتھوں اور ٹانگوں کے ضائع کرنے کی پوری دیت لازم قرار دی۔ اسی طرح دوسرے چھوٹے چھوٹے زخموں کی دیت کے مختلف حصے مقرر کئے اس زمانے میں چونکہ اونٹ ہی سب سے بڑی دولت سمجھے جاتے تھے اس لئے دیت کا حساب اونٹوں میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم جن لوگوں کے پاس اونٹ نہیں تھے انہیں ان اونٹوں کی قیمت کے مساوی، دیت کی نقد رقم ادا کرنے کی سہولت دی گئی تھی۔ یعنی سونے کے دیناروں کی صورت میں ایک ہزار دینار یا چاندی کے دس ہزار درہم (ہمارے ملک کے حساب سے اس رقم کی جو مالیت روپوں میں بنتی ہے اس کی تفصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ مترجم)

بعض صحابہ نے مختلف انگلیوں کے لئے کم وبیش دیت مقرر کی۔ لیکن اس باب کی حدیث سے ان کے مسلک کی تائید نہیں ہوتی، اس کے مطابق ہاتھوں اور پاؤں کی تمام انگلیوں کی دیت ایک جیسی یعنی دس اونٹ فی انگلی یا اس کے مساوی نقد رقم ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ نے دانتوں اور داڑھوں کی دیت میں جو فرق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے، اس حدیث سے اس کی بھی تردید ہوتی ہے اور ان سب کی ایک جیسی دیت مقرر کی گئی ہے ایسی آنکھ کہ جسمیں نور نہیں یعنی نابینا شخص کی آنکھ تو اس کے بارے میں بھی یہ وضاحت کر دی گئی ہے اگر چہ اسمیں نور نہیں لیکن وہ متعلقہ شخص کی زینت کا باعث تو ہے اس لئے اس کے نکالنے پر بھی دیت مقرر کی ہے۔ لیکن نور والی آنکھ کی نسبت سے آدھی حضرت عمرؓ کے فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو اس کے سننے، دیکھنے، قوت تولید اور عقل وغیرہ سے محروم کر دیا جائے تو آپ نے ان چاروں جرائم کو نہایت ہی سنگین قرار دیا اور ہر جرم کی پورے قتل کی دیت مقرر کی۔ یعنی ایسے مجرم کو چار دیتیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت عمرؓ کے اس فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے حواس خمسہ میں سے کسی ایک کو بھی ضائع کر دیا جائے تو وہ اس شخص کے قتل کے برابر ہے اور اس کے لئے انہوں نے پورے قتل کی دیت مقرر کی اور اگر کسی نے کسی دوسرے شخص کے ایک سے زیادہ حواس ضائع کر دیئے ہوں تو اس کیلئے ان سب حواس کیلئے علیحدہ علیحدہ دیت دینے کا حکم دیا۔

2.2 غیر مسلموں کی دیت

غیر مسلموں کی دیت مسلمانوں کی نسبت قتل خطاً میں نصف ہے۔ ان کے مرد کی دیت مسلمانوں کے مرد سے نصف ہے اور ان کی عورت کی دیت مسلمانوں کی عورت کی دیت سے نصف ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده، ان النبی ﷺ قال: عقل الکافر نصف دیة المسلم)) (رواه احمد والنسائی والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیبؒ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے فرمایا کافر کی دیت مسلمانوں کی دیت سے آدھی ہے"۔

((وفی لفظٍ: قضی: ان عقل اهل الکتابین نصف عقل المسلمین، وهم الیهود، والنصاریٰ)) (رواہ احمد والنسائی وابن ماجه)

ترجمہ: "ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اہل کتاب (یہودی، عیسائی) کی دیت مسلمانوں کی دیت سے آدھی ہے"۔

حدیث نمبر۲

((وفی روایةٍ کانت قیمة الدیة علی عهد رسول الله ﷺ ثما نمائة دینارٍ، وثمانیة آلاف درهم، ودیة اهل الکتاب یومئذ النصف من دیة المسلم، قال: وکان ذلک کذلک، حتی استخلف عمر، فقام خطیبافقال: ان الابل قد غلت، قال: ففرضها عمر علی اهل الذهب الف دینار، وعلی اهل الورق اثنی عشرالفا، وعلی اهل البقر مائتی بقرة، وعلی اهل اشاء الفی شاة وعلی اهل الحلل مائتی حلة قال: وترک دیة اهل الذمة، لم یرفعها فیما رفع من الدیة)) (رواہ ابو داؤد)

((وعن سعید بن المسیب قال: کان عمر یجعل دیة الیهودی والنصرانی اربعة الافٍ درهم والمجوسی ثمانمائةٍ)) (رواہ الشافعی والدارقطنی)

ترجمہ: "ایک روایت میں ہے کہ عہد رسالت میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار اور آٹھ ہزار درہم تھی اور اس وقت اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت سے آدھی تھی۔ یہ اسی طرح تھی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے۔ آپؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اونٹ مہنگے ہو گئے ہیں پھر آپ نے سونے والوں پر دیت ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور گائے والوں پر دوسو گائیں اور بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں اور جوڑوں والوں پر دو صد جوڑے مقرر فرما دیئے اور ذمیوں کی دیت چھوڑ دی۔ اس کو نہیں بڑھایا"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت سعید بن مسیبؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت عمرؓ یہودی اور عیسائی کی دیت چار ہزار درہم تک مقرر فرماتے تھے اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم''۔

تشریح

عمرو بن شعیب سے روایت کردہ تمام احادیث کو اکثر آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم بعض آئمہ نے ان کی ایسی احادیث جن کی دوسری صحیح احادیث سے تائید ہوتی ہو، صحیح تسلیم کیا ہے۔ دوسری حدیث میں حضرت عمرؓ کا عمل بتایا گیا ہے اسے بھی آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلموں کی دیت کے بارے میں فقہاء کے درمیان کافی اختلاف ہے۔ جن فقہاء نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے انہوں نے غیر مسلم اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف قرار دیا ہے اور مجوسی اور دوسرے بت پرستوں کی دیت اس سے بھی کم چنانچہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ناصرؒ کا مسلک یہ ہے کہ یہودی اور عیسائیوں کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف یعنی چار ہزار درہم ہے۔ بعض فقہاء نے ان کی دیت نصف کی بجائے ایک تہائی قرار دی ہے اور مجوسی کی اس سے بھی کم یعنی صرف آٹھ سو درہم، جو غیر مسلم کی دیت کا پانچواں حصہ اور مسلمان کی دیت کا دسواں حصہ بنتی ہے۔

لیکن اس بارے میں دوسرے بہت سے فقہاء نے مجوسی اور دوسرے غیر مسلموں کی دیت اور مسلمانوں کی دیت ایک جیسی قرار دی ہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے قرآن مجید اور دوسری احادیث سے استدلال کیا ہے۔ جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ امام زید بن علیؒ، امام قاسمؒ اور ان کے شاگردوں، امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا فیصلہ یہ تھا کہ مجوسی یعنی بت پرست بھی دوسری غیر مسلم رعایا کی طرح ہے۔ اس بارے میں امام زہریؒ، امام زید بن علیؒ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد، امام قاسمؒ اور ان کے شاگردوں کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ اسلامی ریاست کی غیر مسلم افراد چاہے وہ یہودی، عیسائی ہوں یا مجوسی ان کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ اس بارے میں امام احمدؒ کا مسلک یہ بتایا جاتا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کو جان بوجھ کر قتل کیا تو پھر اس کی دیت مسلمان کی طرح پوری ہوگی جبکہ دوسری صورتوں میں یعنی شبہ عمد وغیرہ میں تو پھر اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیت نصف ہوگی۔

جو فقہاء یہودی اور عیسائی غیر مسلموں کی نصف دیت کے قائل ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کے اس عمل سے استدلال کیا ہے جو اس باب میں بیان کیا گیا ہے۔ اول تو خود بعض آئمہ حدیث نے ان کے بارے میں اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور اگر بالغرض یہ روایت صحیح بھی ہو تو اسے قرآن و سنت کے واضح حکم میں تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ایک حدیث میں مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم بتائی گئی ہے۔ لیکن اسے بھی خود آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔

جن فقہاء نے اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا کہ جس میں یہودی اور نصرانی بھی شامل ہیں کی مسلمان کی طرح پوری دیت کا فیصلہ دیا، تو انہوں نے اس بارے میں قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اگر قتل کسی ایسی قوم کے شخص کا ہو جائے کہ اس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے تو اس کی دیت اس کے لوگوں کے حوالے کی جائے۔ اس میں یہ ذکر نہیں کہ یہ دیت مسلمان کی ہوگی یا غیر مسلم کی تاہم جو فقہاء غیر مسلم کی نصف دیت کے قائل ہیں ان کا اصرار ہے کہ اس حدیث میں مسلمان کی دیت کا ذکر ہے۔ جب کہ دوسرے فقہاء کے نزدیک یہ تخصیص نہیں ہے۔ ان کے نزدیک غیر مسلم کی دیت بھی اتنی ہی ہوگی جتنی کہ مسلمان کی ہے۔ اس بارے میں انہوں نے بعض احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ ایک وہ جو حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم قبیلہ عامر کے دو شخصوں کی جنہیں عمرو بن امیہ نے قتل کر دیا تھا۔ کی پوری دیت دلوائی، امام بیہقی کی روایت کردہ ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں غیر مسلم کی آدھی دیت تو اس کے رشتہ داروں کو دینے کا اور باقی آدھی بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دیا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آیا تو انہوں نے امیر معاویہؓ کے جاری کردہ حکم میں یہ تبدیلی کی کہ بیت المال کا حصہ ختم کر دیا اور غیر مسلم کی نصف دیت رہنے دی۔

غیر مسلم کی دیت کو مسلمان کی دیت کے برابر قرار دینے کے بارے میں کچھ مزید احادیث بھی روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی ہیں جن سے امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے فقہاء کے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ غیر مسلم کی دیت مسلمان کی دیت برابر ہے۔ ان احادیث کی صحت کے بارے میں بھی آئمہ حدیث نے شک کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے انہیں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے فقہاء کے مسلک کی تائید کے لئے وہی کچھ بھی کافی ہے جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ ان کا یہ مسلک احادیث کے اس باب کے خلاف ہے۔ لیکن قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ لیکن جو فقہاء احادیث کے اس باب کو دوسری احادیث اور قرآن سے استدلال پر ترجیح دیتے ہیں، ان کا اپنے اس مسلک پر اصرار ہے کہ اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔

2.3 دیت جنین

جنین سے مراد ماں کے پیٹ میں موجود بچہ ہے۔ اگرچہ جنایت عمد یا خطا کے نتیجے میں بھی دیت واجب ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں اصول یہ ہے کہ چاہے ماں کے پیٹ میں سے مردہ پیدا ہو چاہے مذکر ہو یا مونث ہو اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن ابی هریرة قال: قضی رسول الله ﷺ: فی جنین امراة من بنی لحیان، سقط میتاً، بالغرة، عبداو أمة ثم ان المراة التی قضیٰ علیها بالغرة توفیت، فقضی رسول الله، بان میراثها لبنیها،وزوجها، وان العقل علی عصبتها))

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرةؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی ایک عورت کے جنین کے بارے میں جو مردہ ساقط ہو گیا تھا ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ پھر وہ عورت بھی جس کے ذمے غلام آزاد کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا فوت ہو گئی۔ آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور شوہر کو ملے گی اور دیت اس کے عصبہ پر ہے۔ (جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں)''۔

حدیث نمبر۲

((وفی روایۃٍ اقتتلت امراتان من ھذیل، فرمت احداھما الاخری بحجر، فقتلتھا،و مافی بطنھا، فاختصموا الی رسول اللہ ﷺ، فقضی: ان دیۃ جنینھا غرۃٌ، عبدٌ او ولیدۃٌ، وقضی، بدیۃ المراۃ علی عاقلتھا)) (متفق علیھما).

((وھو دلیلٌ علی ان دیۃ شبہ العمد تحملہ العاقلۃ))

ترجمہ: ''ایک روایت میں ہے کہ ہذیل قبیلے کی دو عورتیں لڑ پڑیں اور ان میں سے ایک نے دوسری کو جو حاملہ تھی پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔ لوگ یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے جنین کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے اور عورت کی دیت کا فیصلہ فرمایا کہ ددھیال کے رشتہ دار اس کی دیت دیں گے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن المغیرۃ بن شعبۃ عن عمر، انہ استشارھم فی املاص المراۃ فقال المغیرۃ: قضی النبی ﷺ فیہ "بالغرۃ، عبد أو أمۃٍ" فشھد محمد بن مسلمۃ انہ شھد النبی ﷺ قضی بہ)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عورت کے جنین کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا اس میں نبی اکرم ﷺ نے ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ پھر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے بھی گواہی دی کہ ان کی موجودگی میں آپ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۴

((وعن المغیرة ان امراة ضربتها بعمود فسطاط، وهی حبلی، فاتی فیها النبی ﷺ، فقضی فیها ((علی عصبة القاتلة بالدیة فی الجنین، غرةٌ، فقال عصبتها: اندی من لا طعم، ولا شرب، ولا صاح، ولا استهل، مثل ذلک یطل، فقال "سجعٌ، مثل سجع الاعراب؟")) (رواه احمد و مسلم و ابوداؤد والنسائی و کذلک الترمذی ولم یذکر اعتراض العصبة وجوابه)

ترجمہ: ''حضرت حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی حاملہ سوکن کو خیمہ کی لکڑی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ کے پاس جھگڑا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دیت قاتلہ کے عصبہ پر ہے اور جنین میں ایک مملوک کو آزاد کرنا ہے۔ اس کے عصبہ نے کہا جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ چیخا کیا ہم اس کی دیت دیں؟ اس جیسے کی دیت تو چھوڑ دی جاتی ہے۔ فرمایا بدوؤں جیسی مقفی عبارت ہے''۔

حدیث نمبر۵

((وعن ابن عباسٍ فی قصة حمل بن مالک، قال: فاسقطت غلاما قد نبت شعره میتاً وماتت المرأة، فقضی علی العاقلة بالدیة، فقال عمها: انها قد اسقطت یانبی الله غلاماً، قد نبت شعره' فقال ابو القاتلة: انه' کاذبٌ انه' والله مااستهل، ولا شرب، فمثله یطل، فقال النبی ﷺ "اسجع الجاهلیة، وکهانتها اد فی الصبی غرة"))

ترجمہ: ''ابن عباسؓ سے (حمل بن مالک کے واقعہ میں) روایت ہے فرمایا پس اس نے مردہ بچہ گرا دیا جس کے بال اگ آئے تھے اور خود عورت بھی مر گئی۔ آپ ﷺ نے ددھیالی رشتہ داروں پر دیت کا فیصلہ فرمایا۔ مقتولہ کے چچا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ایسا بچہ ساقط کیا ہے جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بال اگ آئے تھے اس پر قاتلہ کے باپ نے کہا غلط ہے۔

(ب) احادیث سے مستنبط احکام

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث کے مطابق کسی عورت کے پیٹ کے حمل کو گرانے کی سزا ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے۔ لیکن اگر اس خاندان کے پاس کوئی غلام یا لونڈی نہ ہو تو پھر دس اونٹ دیت میں دیئے جائیں گے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق ایسے اسقاط حمل کی دیت ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا یا دس اونٹ یا سو بھیڑیں مقرر کی گئی ہیں۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق اگر غلام اور لونڈی نہ ہو تو اس کے بدلے میں ایک گھوڑا دیت میں دینا ہوگا۔ اس بارے میں جمہور فقہاء نے یہ وضاحت کی ہے کہ جس غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں ہونا چاہے اور وہ فروخت کے قابل ہوں۔ اس بارے میں متعدد احادیث روایت کی گئی ہیں۔ ان تمام احادیث کو بیان کرنے کے بعد مصنف فرماتے ہیں کہ فقہاء نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جب کسی کا حمل مردہ حالت میں ساقط ہو جائے تو مجرم پر ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنے کی دیت لازمی ہے۔ اس بارے میں بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی عورت کو ایسی ضرب لگائی جائے کہ اس کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کی موت کے بدلے میں قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اس کے مردہ بچے کے اسقاط کی دیت دینی ہوگی جو ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے۔ اگر غلام یا لونڈی نہ ہو تو اس کے بدلے میں دس اونٹ دیئے جا سکتے ہیں۔ اور اب تو نقد رقم کا زمانہ ہے اس لئے دیت کی نقد رقم کے حساب سے اس کا دسواں حصہ دیت کے طور پر ادا کرنا ہوگا۔ تاہم اس بارے میں فقہاء نے یہ شرط لگائی ہے کہ پیٹ کا حمل عورت کو ضرب لگانے کی وجہ سے مر جائے گا تو صرف اسکی دیت ہوگی۔ اور اگر بچہ زندہ پیدا ہوا اور اس ضرب کی وجہ سے پیدائش کے بعد فوت ہو گیا تو اس کے قصاص میں متعلقہ قاتل کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ یا اس کی پوری دیت یعنی سو اونٹ دینے ہوں گے۔ اس بارے میں فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر بچے نے پیدا ہوتے وقت اپنا سر ماں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیٹ سے باہر نکالا اور اسی حالت میں مر گیا، تو حنفی اور شافعی فقہاء اور امام ہادی کے شاگردوں کے نزدیک اس کی دیت، غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا ہوگا۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک ایسے مردہ بچے کی کوئی دیت نہیں۔ جہاں تک کسی لونڈی کے حمل کو اس طرح ضرب کے ذریعے ضائع کرنے کا معاملہ ہے تو امام شافعیؒ اور امام ہادیؒ کے شاگردوں نے اس کی دیت، لونڈی کی قیمت کا دسواں حصہ مقرر کیا ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک اگر آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کو ضرب لگانے سے ساقط کیا جائے گا تو اس کی دیت میں اس کی ماں کی دیت کا دسواں حصہ ہوگی۔

2.4 مفسد و مشرک کا قتل

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ لڑائی میں مفسد اور مشرک کو قتل کرنا جائز ہے تاہم اگر ان کے شبہ یا شک میں کسی مسلمان کو قتل کر دیا جائے تو اس کے کیا احکام ہوں گے۔ اس بارے میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن خمود بن لبيدٍ قال: اختلفت سيوف المسلمين على اليمان ابى حذيفة، يوم احد، ولا يعرفونه' فقتلوه، فاراد النبى ﷺ ان يديه' فتصدق حذيفة بديته على المسلمين)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت محمود بن لبیدؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جنگ احد میں مسلمانوں کی تلواریں حضرت یمان ابو حذیفہؓ پر پڑنے لگیں۔ مسلمان انہیں پہچان نہ سکے اور انہیں قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی دیت دینی چاہی مگر ابو حذیفہؓ نے مسلمانوں کو دیت معاف کر دی''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن عروة بن الزبیر قال: کان ابو حذیفة الیمان شیخاً کبیراً فرفع فی الاطام مع النساء، یوم احد، فخرج یتعرض للشهادة، فجاء من ناحیة المشرکین، فابتدره المسلمون، فتوشقوه باسیافهم، وحذیفة یقول ابی، ابی فلایسمعونه من شغل الحرب، حتی قتلوه فقال حذیفة یغفرالله لکم وهو ارحم الراحمین، فقضی النبی ﷺ بدیته)). (رواه الشافعی)

ترجمہ: ''حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ کے باپ بڑے بوڑھے تھے اس لئے جنگ احد کے موقع پر انہیں عورتوں کے ساتھ محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا۔ لیکن آپ شہادت کے شوق میں جنگ احد میں شرکت کے لئے چلے گئے۔ بدقسمتی سے وہ دشمن والے علاقے سے میدان جنگ میں داخل ہوئے تو مسلمانوں نے انہیں دشمن کا آدمی سمجھا اور آگے بڑھ کر تلوار سے اسے قتل کر دیا۔ حالانکہ حضرت حذیفہؓ چیخ چیخ کر پکار رہے تھے کہ وہ ان کے والد ہیں، لیکن لڑائی کی گھما گھمی کی وجہ سے کسی نے ان کی بات نہ سنی، یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ اس پر حضرت حذیفہؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مسلمانوں کی اس غلطی کو معاف کر دے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت کے بارے میں فیصلہ دیا''۔ اس حدیث کو امام شافعیؒ نے روایت کیا ہے۔

تشریح

اگرچہ محمود بن لبیدؓ کی روایت کردہ حدیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن چونکہ اس موضوع پر دوسری احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، اس لئے فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے غلطی سے جنگ احد میں اپنے ایک مسلمان بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی جانب یعنی اسلامی حکومت کی جانب سے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دیت دینے کا حکم دیا۔ لیکن ان کے بیٹے حضرت حذیفہؓ نے وہ دیت لینے کی بجائے، بیت المال میں واپس کر دی۔ چونکہ حضرت حذیفہؓ خود اس جنگ میں موجود تھے اور انہیں احساس تھا کہ مسلمانوں نے غلطی سے ان کے باپ کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے ان مسلمان بھائیوں کے اس گناہ کی معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے باپ کی جو دیت دینی چاہی اسے بھی نہ لیا۔ بلکہ اسے مسلمانوں کے بیت المال میں واپس کر دیا۔

بعض صحابہ کرامؓ اور فقہاء کے نزدیک جنگ میں اس قسم کی غلطی کے قتل کی دیت بیت المال کی ذمہ داری قرار دی ہے جبکہ حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ اس کی دیت کی ادائیگی ان لوگوں پر ہوگی کہ جو اس کے قتل کے موقع پر موجود تھے۔ یہی امام ہادیؒ اور ان کے شاگردوں کا مسلک تھا۔ بعض نے مقتول کے وارثوں کو یہ حق دیا ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو کہ کسی خاص آدمی نے اسے قتل کیا ہے تو وہ اس سے مواخذہ کر سکتے ہیں۔ یہی امام شافعیؒ کا مسلک تھا جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک ایسے مقتول کی سرے سے کوئی دیت ہی نہیں ہوگی۔

2.5 خود آزمائی نمبر ②

۱- احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں دیت کے احکام کی وضاحت کریں۔

۲- غیر مسلموں کی دیت کے بارے میں اسلام کے کیا احکامات ہیں؟

۳- درج ذیل کی وضاحت کریں:

۱) دیت جنین

۲) غیر مسلموں کے شبہ میں مارے جانے والے مسلم کی دیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر 15

حدود وتعزیرات کے احکام

تالیف: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی
قاضی حامد رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	757
یونٹ کے مقاصد	758
1 حدزنا کے متعلق احکام	759
1.1 جرم زنا کی سزا	759
1.2 حدود میں سفارش اور رعایت کے احکام	765
1.3 جو کوئی محرمات سے زنا کرے تو اس کے احکام	767
1.4 لواطت کرتے والے کے متلعق احکام	768
1.5 خودآزمائی نمبر 1	770
2 حد سرقہ کے متعلق احکام	771
2.1 کم از کم مقدار جس پر حد لاگو ہوگی	771.
2.2 اس چوری کی شرائط جس پر حد سرقہ لاگو ہوگی	775
2.3 چوری کے لئے محفوظ جگہ کی شرط	778
2.4 خائن کے احکام	780
2.5 چور کا ہاتھ کاٹنا اور اسے لٹکانا	784
2.6 خودآزمائی نمبر 2	785
3 حد شرب خمر کے متعلق احکام	786
3.1 شرابی کی حد کے مسائل	786
3.2 چوتھی دفعہ شراب پینے والے کی سزا	790

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.3 اگر کسی کو نشہ ہوا اور اس کے منہ سے شراب کی بو آئے
مگر وہ اعتراف نہ کرے تو اس کا حکم 793
3.4 خود آزمائی نمبر 3 795
4 ڈاکوؤں کے متعلق احکام 796
4.1 ڈاکوؤں کے متعلق احکام 796
4.2 باغیوں کی سزا 798
4.3 خود آزمائی نمبر 4
5 ’ارتداد‘ کی سزا کے متعلق احکام 801
5.1 مرتد کا قتل 801
5.2 رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی 804
5.3 خود آزمائی نمبر 5 808

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ کا معنی یہ ہے کہ یہ سزا معاشرتی مفاد میں مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ فقہاء کرام جب یہ کہتے ہیں کہ فلاں سزا اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ سزا معاشرے یا افراد کی طرف سے ساقط نہیں ہوسکتی گویا یہ سزا حق اللہ تعالیٰ ہوتی ہے جو مفاد عامہ کی وجہ سے لازم کی گئی ہو اور جس کا مقصد لوگوں سے فساد دور کرنا اور تحفظ وسلامتی ہو جن جرائم کی سزا حدود کہلاتی ہیں ان میں زنا، قذف، مے نوشی، چوری، خون ریزی، ارتداد اور بغاوت وغیرہ شامل ہیں۔

تعزیر اس تادیب کو کہتے ہیں جو ایسے گناہوں پر مقرر کی گئی ہو جس میں حدود نہ ہوں یعنی ایسے جرائم جن کی سزا شریعت نے مقرر نہ کی ہو۔ تعزیر غیر مقدرہ عقوبات کا مجموعہ ہے اس کی ابتداء بالکل معمولی سزائیں ہیں۔ جیسے نصیحت کرنا وغیرہ اس کی انتہا سخت ترین سزائیں بھی ہیں جیسے قید اور کوڑے بلکہ خطرناک جرائم میں قتل تک کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

حدود کی سزائیں تو مقرر ہی قرآن وسنت میں ہیں۔ جبکہ تعزیر کے متعلق دلائل بھی قرآن وسنت میں ملتے ہیں۔ اس لئے اس یونٹ میں سنت الرسول ﷺ کے ایسے گوشوں سے متعلق احادیث پیش کی جارہی ہیں جن کا تعلق حدود وتعزیرات سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ,

⇦ حد زنا کے احکام بیان کر سکیں۔

⇦ حد سرقہ کے احکام بتا سکیں۔

⇦ حد شرب خمر کی وضاحت کر سکیں۔

⇦ ڈاکوؤں اور باغیوں کے متعلق احکام شریعت بیان کر سکیں۔

⇦ مرتد کی سزا بیان کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① حد زنا کے متعلق احکام

1.1 جرم زنا کی سزا

اسلام کی رو سے زنا ایسا قانونی جرم ہے جس کی شدید ترین سزا ہونی چاہے کیونکہ اس جرم کے نتیجے میں معاشرے کی بنیادیں ہل جاتی ہیں اسی لئے ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشةً وساء سبيلاً﴾ زنا سے مراد ہر وہ جنسی اتصال ہے جو غیر شرعی ہو۔ مرد کے عضو تناسل کا عورت کے اندر دخول چاہے انزال نہ بھی ہوا ہو زنا کہلاتا ہے جبکہ دونوں کے درمیان نہ تو نکاح ہو اور نہ شبہ نکاح، زنا کی دو قسمیں ہیں:

۱- کنوارے کا زنا

۲- شادی شدہ کا زنا

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی ہریرة، وزید بن خالدٍ انهما قالا: ان رجلا من الاعراب اتی رسول الله ﷺ، فقال: یارسول الله ﷺ انشدک الله الا قضیت لی بکتاب الله، وقال الخصم الاخر، وهو افقه منه. نعم، فاقض بیننا بکتاب الله وائذن لی. فقال رسول الله ﷺ ((قل)) قال ان ابنی کان عسیفاً علی هذا، فزنی بامرأته، وانی اخبرت ان علی ابنی الرجم، وافتدیت منه بمائة شاة وولیدة، فسألت اهل العلم: فاخبرونی ان علی ابنی جلد مائة وتغریب عام، وان علی امراة هذا الرجم، فقال رسول الله ﷺ "والذی نفسی بیده لاقضین بینکما بکتاب الله الو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیدة والغنم رد وعلى ابنک جلد مائة وتغریب عامٍ واغد یا أنیس، لرجل من أسلم الى امرأة هذا، فان اعترفت فار جمها" قال: فغدا علیها فاعترفت، فامربها رسول الله ﷺ فرجمت)) رواه الجماعة)

((قال مالکٌ العسیف، الأجیر، ویحتج به من یثبت الزنا بالاقرار مرةً ومن یقتصر على الرجم))

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے دونوں نے فرمایا ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیجئے۔ دوسرا فریق اس سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے کہا آپ ﷺ اللہ کے احکام سے ہم میں فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے بولنے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو۔ اس نے بات شروع کی کہ میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ لیکن میں نے اس کی طرف سے اس کے فدیہ میں سو بکریاں دے دیں اور ایک لونڈی بھی آزاد کر دی۔ پھر میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ لڑکے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور سال بھر کے لئے جلاوطن کیا جائے گا اور اس کی بیوی سنگسار کی جائے گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ یقیناً اللہ کے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ لونڈی اور بکریاں تمہیں لوٹا دی جائیں گی اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ اے انیس ابن ضحاک اسلمی) صبح کو اس کی بیوی کے پاس جا کر پوچھنا اگر اقرار کر لے تو اسے رجم کر دینا۔ چنانچہ حضرت انیسؓ صبح کو عورت کے پاس گئے اس نے اقرار کر لیا اور آپ ﷺ کے حکم سے وہ سنگسار کر دی گئی''۔

فائدہ: امام مالک نے فرمایا عسیف کا معنی مزدور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن ابی هریرةان النبی ﷺ قضی "فیمن زنی ولم یحصن ینفی عام،واقامة الحد علیه"))

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کنوارے زنا کار کو سال بھر کے لئے جلاوطن کر دیا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن الشعبی ان علیاً علیه السلام، حین رجم المرأة، ضربها یوم الخمیس، ورجمها یوم الجمعة، وقال: جلد تها بکتاب الله،ورجمتها بسنة رسول الله ﷺ)) (رواهما احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت شعبیؒ سے مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے عورت کو سنگسار کیا تو جمعرات کو کوڑے مارے اور جمعہ کر رجم کیا اور فرمایا کہ میں نے قرآن کی رو سے کوڑے مارے اور سنت کی رو سے رجم کیا''۔

حدیث نمبر۴

((وعن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ "خذوا عنی، خذوا عنی، قد جعل الله لهن سبیلاً البکر یالبکر جلد مائة ونفی سنة، والثیب جلد مائة والرجم")) (رواه الجماعة الا البخاری والنسائی)

ترجمہ: ''حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راہ نکال دی ہے۔ کنواروں کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور سال بھر کے لئے جلاوطن کر دیا جائے گا اور شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور رجم کر دیا جائے گا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵

((وعن جابر بن عبدالله ان رجلاً زنى بامرأةٍ، فأمر به النبى ﷺ، فجلد الحد، ثم أخبر أنه محصنٌ، فامر به فرجم)) (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کر لیا۔ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کو حد میں سو کوڑے مارے گئے پھر آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ شادی شدہ ہے تو آپ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط فقہی احکام

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ کتاب کے اس حصے کا عنوان کتاب الحدود ہے۔ حد کے لفظی معنی منع کرنے کے ہیں، شرعی سزاؤں کی حد اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعے جرائم سے منع کیا جاتا یا روکا جاتا ہے۔ اس لفظ کو اصل دو چیزوں کے درمیان واضح فرق ہے جیسے کہ گھر کی حدود یا زمین کی حدود وغیرہ۔ بعض اوقات اس کا اطلاق ان جرائم پر بھی کیا جاتا ہے کہ جن کی شرعی سزا مقرر کی گئی۔ پہلی حدیث میں ایک صحابی انیس کا نام آیا ہے۔ لیکن ان کا ذکر کسی دوسری حدیث میں نہیں ملتا۔ ان احادیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی زنا کار صرف ایک دفعہ ہی اپنے اس جرم کا اقبال کر لے تو اس پر شرعی حد نافذ کی جائے گی۔ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور یہ کہ صحیح بات کون سی ہے، اس کے بارے میں تفصیلی بحث آئندہ ابواب کے تحت ملے گی۔

ان احادیث میں غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑوں کی شرعی سزا دینے کے علاوہ اسے ایک سال کے لئے علاقہ بدر کرنے کا بھی حکم ہے۔ امام محمد بن نصر نے تو اس پر فقہاء کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے مگر کوفہ کے فقہاء جن میں حنفی فقہاء بھی شامل ہیں کا مسلک مختلف ہے۔ جو فقہاء ایسے مجرم کی شہر بدری کے حق میں ہیں وہ اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا تھا کہ وہ اس بارے میں قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید کے احکام کے مطابق فیصلہ کریں گے اور آپ ﷺ نے اس مجرم کو ایک سو کوڑوں کے علاوہ شہر بدری کا حکم بھی دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی منبر پر کھڑے ہو کر اس سزا کا اعلان کیا تھا اور تمام خلفائے راشدینؓ نے اس کے مطابق عمل کیا تھا، تو ایک طرح سے اس مسئلہ پر اجماع امت ہے۔ خلفائے راشدین کے علاوہ امام زید بن علیؒ، امام جعفر صادقؒ، امام ابن ابی لیلیٰؒ، امام ثوریؒ، امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ اور امام یحییٰ کا یہی مسلک تھا۔ اس کے برخلاف امام قاسمؒ ان کے شاگردوں حنفی فقہاء اور امام حمادؒ کا اس بارے میں یہ فتویٰ تھا کہ سو کوڑوں کی شرعی حد کے علاوہ ایسے مجرم کو شہر بدر کرنے یا قید میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس بارے میں انہوں نے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی اس جرم کا ارتکاب کرے تو اسے کوڑے مارے جائیں، اس کے ساتھ شہر بدری کا ذکر نہیں۔

تاہم جو فقہاء کوڑوں کی شرعی حد کے علاوہ شہر بدری کے بھی قائل ہیں، انہوں نے اس حکم کو خاص واقعہ تک محدود قرار دیا۔ بلا شبہ اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت سے تو یہ شہر بدری کی سزا ثابت ہوتی ہے۔ ان کا فتویٰ یہ تھا کہ چونکہ رجم کی سزا کا قرآن مجید میں ذکر نہیں، اس لئے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ پھر یہ کہ شہر بدری کے بارے میں اتنی زیادہ روایات ملتی ہیں کہ وہ شہرت کی حد سے بھی زیادہ ہیں۔ کئی مسائل میں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں لیکن سنت نبوی ﷺ میں ان کے بارے میں تفصیل موجود ہے۔ اور حنفی فقہاء بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ تو معلوم نہیں وہ اس بارے میں کیوں مخالف مسلک اختیار کئے ہوئے ہیں۔ حنفی فقہاء نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے انہیں آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس بارے میں انہوں نے یہ تصریح کی ہے کہ پہلے شہر بدری کا حکم نہیں تھا، اس لئے ان احادیث میں ان کا ذکر نہیں یہ حکم بعد کی احادیث میں دیا گیا تھا۔

جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ جس میں لونڈی کو کوڑے مارنے کی شرعی سزا کا ذکر ہے لیکن شہر بدری کا ذکر نہیں، تو اس حدیث کی ایک توجیہہ کی گئی ہے کہ لونڈیوں کو تو شہر بدر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد مردوں اور عورتوں پر اس حدیث کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا یہ کہ بعض فقہاء کے نزدیک عورتیں شہر بدری کی سزا سے مستثنیٰ ہیں، امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک تھا، اس کی بنیاد حضرت علیؓ کا اس بارے میں ایک فیصلہ تھا۔ جہاں تک مردوں کا تعلق ہے تو چاہے مرد آزاد ہو یا غلام، دونوں کو شرعی حد کے علاوہ شہر بدری کی سزا بھی دی جائے گی۔

پھر شہر بدری کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ اس سے مراد ایسے مجرم کو شہر سے باہر ایسے علاقے میں لے جانا ہوگا جہاں اس پر مسافر کا اطلاق ہو سکے اور اس کی کم سے کم مسافت وہ ہے جس میں نماز قصر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یعنی تقریباً اڑتالیس میل، یہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک تھا۔ ان کے مقابلے میں ایسے مجرم کو ایک سال کے لئے قید کر دینا ہے۔ تاہم دوسرے بہت سے فقہاء نے ان حضرات کی رائے سے اتفاق نہیں کیا ان کا استدلال ہے کہ خود شہر بدری کے الفاظ اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ مجرم کو شہر سے بدر کیا جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ شخص زنا کاری کے جرم کا ارتکاب کرے گا تو اسے کوڑوں کی سزا کے علاوہ سنگسار بھی کیا جائے گا۔ جہاں تک سنگساری کی شرعی حد کا تعلق ہے تو اس پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔ لیکن فرقہ خوارج کے فقہاء کے نزدیک سنگساری یعنی کسی کو زنا کاری کے جرم میں رجم کی سزا دینے کی شرعی حیثیت کوئی نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں اس سزا کا ذکر نہیں۔ بعض معتزلہ فقہاء جن میں نظام معتزلی بھی شامل ہے اور اس کے شاگردوں کا بھی یہی مسلک ہے کہ چونکہ قرآن مجید میں رجم کا ذکر نہیں، اس لئے اسے شرعی حد کے طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

اس بارے میں حضرت عمرؓ سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ پہلے قرآن مجید میں رجم کی آیت تھی جس کی صحابہ قرات بھی کرتے تھے اور اس کے مطابق ایسے مجرموں کو سزا بھی دی جاتی تھی۔ لیکن بعد میں اس آیت کی تلاوت تو منسوخ ہوگئی لیکن اس کا حکم باقی رکھا گیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق پہلے قرآن مجید میں یہ آیت تھی کہ اگر کوئی بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت زنا کاری کریں تو انہیں اس لذت اندوزی کے جرم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگسار کر دیا جائے۔ یہ آیت سورت احزاب میں تھی لیکن بعد میں اس آیت کو منسوخ قرار دے دیا گیا۔ بعض فقہاء کے نزدیک تو رجم کی سزا کے علاوہ کوڑوں کی شرعی حد کا بھی نفاذ کیا جائے گا۔ ان فقہاء میں آئمہ اہل بیت، امام احمدؒ، امام اسحاقؒ، امام داؤد ظاہریؒ اور امام ابن منذرؒ شامل ہیں۔ جب کہ امام مالکؒ، حنفیؒ اور شافعیؒ فقہاء اور جمہور علماء کے نزدیک ایسے مجرم کے لئے صرف سنگساری کی سزا کافی ہے، اسے کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔

جو فقہاء سنگساری کے ساتھ کوڑے مارنے کی سزا کے حق میں نہیں ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز اور غامدی عورت کو اس جرم کی سزا کے طور پر جب رجم کرنے یعنی سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ انہیں کوڑے مارنے کیلئے نہیں کہا تھا لیکن جو فقہاء رجم کے ساتھ کوڑے مارنے کے حق میں ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ ان واقعات میں اگرچہ کوڑے مارنے کا ذکر نہیں تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ اس شرعی سزا کی ضرورت نہیں۔ جب کہ دوسری احادیث سے اس سزا کا ثبوت ملتا ہے۔

1.2 حدود میں سفارش اور رعایت کے احکام

اقامت حدود میں لوگوں کے لئے نفع اور فائدہ ہے کیونکہ ان سے جرائم میں کمی ہو جاتی ہے۔ لوگوں کی عزتیں، ان کے مال اور آزادی محفوظ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہر وہ عمل جس کے نتیجے میں اقامت حدود میں تعطل پیدا ہو وہ احکام الٰہیہ کے منافی اور ناقابل قبول ہے کیونکہ اس سے شر کی اشاعت ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال: حدٌّ یعمل به فی الارض خیرٌ لاھل الارض من ان یمطروا اربعین صباحاً)) (رواہ ابن ماجه والنسائی، وقال "ثلاثین"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحمد بالشک فیهما)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ زمین پر ایک حد پر عمل کیا جانا دنیا والوں کے لئے چالیس دن کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔ نسائی میں تیس دن کہا ہے اور احمد میں تیس یا چالیس شک کے ساتھ ہے''۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: من حالت شفاعته دون حدّ من حدود الله، فهو مضاد الله فی امره)) (رواه احمد و ابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کسی کی سفارش اللہ کی حد میں حائل ہو تو وہ اللہ کے حکم کا مخالف ہے''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط احکام

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان کی تائید اس موضوع پر دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ ان احادیث میں شرعی حدود کے نفاذ پر زور دیا گیا ہے کیونکہ اس میں انسانیت کا فائدہ ہے۔ اور لوگ جرائم کے ارتکاب سے باز آ جاتے ہیں، اس لئے ان حدود کے نفاذ میں نہ تو کوئی نرمی کی جائے اور نہ ہی کوئی سفارش قبول کی جائے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے برباد ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی بڑا آدمی جرم کا ارتکاب کرتا تو اس پر تو حد نافذ نہ کی جاتی تھی لیکن کمزور اور ناتوان لوگوں کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ شرعی حد کے نافذ کرتے وقت اس امر کا خیال نہ کیا جائے کہ کوئی کتنا بڑا آدمی ہے۔ امیر، غریب سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے۔ احادیث میں آتا ہے کہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی تو حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اس کی سفارش کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے نفاذ کو روکنے کی کیوں سفارش کرتے ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم اس بارے میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو۔ لیکن یہ اس وقت تک ہے کہ جب تک کہ مجرم کو حکمران کی عدالت میں نہ لے جایا گیا ہو۔ مقدمہ کی عدالت میں پیش ہو جانے کے بعد، مجرم کی سفارش کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا کیونکہ اس وقت سب لوگوں کو اس کے جرم کا علم ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اسے اس کے جرم کی سزا دینی ضروری ہے۔

1.3 جو کوئی محرمات سے زنا کرے تو اس کے احکام

دور جاہلیت میں لوگ اپنی سوتیلی ماؤں سے نکاح کر لیتے تھے۔ اسلام نے اس نکاح کو حرام قرار دے دیا اور سوتیلی ماؤں کو محرمات میں شامل کر دیا۔ اس ضمن میں حدیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) حدیث الرسول ﷺ

((عن البراء بن عازب، قال: لقيت خالي، ومعه الراية، فقلت اين تريد؟ فقال: بعثني رسول الله ﷺ الى رجلٍ تزوج أمراة أبيه من بعده: ان أضرب عنقه، وآخذ ماله)).(رواه الخمسة ولم يذكر ابن ماجه والترمذى أخذ المال)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اپنے ماموں سے ملا۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ؟ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جس نے باپ کے مرنے کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے اس کی گردن اڑا دوں اور مال ضبط کر لوں۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے ضبط مال کا ذکر نہیں کیا''۔

(ب) حدیث کی تشریح اور اس سے مستنبط احکام

اس حدیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم دوسرے آئمہ نے اس بارے میں جو ایسی احادیث روایت کی ہیں ان کے متن میں بڑا اختلاف ہے۔ اگرچہ ان سب احادیث کے راوی حضرت براء بن عازبؓ ہیں۔ کہیں تو وہ اپنے خالو کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں کہیں انہوں نے دیکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دیہاتی عربوں کا ایک گروہ تھا جس نے اس شخص کو قتل کیا۔ اگرچہ مختلف آئمہ حدیث نے اس حدیث کو مختلف راویوں کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ لیکن ان سب روایتوں کے راویوں کو انہوں نے معتبر قرار دیا ہے۔ فقہاء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو کوئی اسلام کے قطعی احکام کی مخالفت کرے تو حکمران اس کے قتل کا حکم دے سکتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ واضح حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا تھا کہ جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مجرم کو اس بارے میں اسلامی احکام کا علم ہو اور اس کے باوجود وہ اس کی مخالفت کرے۔ یعنی اگر کسی کو ان احکام کا علم نہ ہو اور وہ خلاف ورزی کرے تو پھر اسے اتنی سخت سزا نہیں دی جا سکتی۔

1.4 لواطت کرنے والے کے متعلق احکام

لواطت بڑے جرائم میں سے ہے۔ یہ ایسے فواحش میں سے ہے جو تخلیق فطرت دین اور دنیا سب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جرم پر سخت سزا مقرر کی ہوئی ہے قرآن میں اس ضمن میں قوم لوط کا ذکر ہے۔ جن پر اس جرم کی بدولت پتھروں کی بارش ہوئی اور اللہ نے انہیں سخت سزا دی۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن عكرمة عن ابن عباسٍ رضى الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به)) (رواه الخمسة الا النسائى)

وعن سعيد بن جبير و مجاهدٍ عن ابن عباسٍ فى البكر يوجد على اللوطية يرجم)) (رواه ابو داود)

[illegible] حضرت [illegible] سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کسی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لواطت کرتے پکڑو۔ تو بدفعلی کرنے والے اور جس کے ساتھ بدفعلی کی جائے دونوں کو قتل کر دو۔ اس حدیث کو امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط احکام

سعید بن جبیر اور مجاہد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ بھی کسی مرد سے بدفعلی کرے تو اسے سنگسار کر دیا جائے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

اگرچہ ان احادیث کی صحت کے بارے میں آئمہ حدیث کے درمیان اختلاف ہے تاہم امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اس موضوع پر کچھ دوسری احادیث سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے۔ ان احادیث میں لواطت کو بڑا سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض احادیث میں ان لوگوں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اس امر پر تو اتفاق کامل ہے کہ لواطت کا شمار گناہ کبیرہ میں سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس بارے میں اتنی احادیث روایت کی گئی ہیں کہ انہیں تواتر کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ اس کے قائل تھے کہ بدفعلی کرنے والے مرد اور جس سے بدفعلی کی جائے دونوں کو قتل کر دینا چاہیے۔ یہی امام شافعیؒ، امام ناصرؒ اور امام قاسمؒ کا مسلک ہے۔

پھر اس بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہے کہ ایسے بدفعلی کرنے والے لوطی شخص کو کس طرح قتل کیا جائے۔ اس بارے میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اسے تلوار سے قتل کرنے کے بعد جلا دیا جائے کیونکہ اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہوتا ہے، حضرت ابوبکرؓ کا بھی یہی مسلک تھا۔ جب کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی اس بارے میں یہ رائے تھی کہ اس پر دیوار گرا کر اس کی جان لی جائے۔ حضرت ابن عباسؓ اسے شہر کے سب سے اونچے مکان سے نیچے پھینکنے کے حق میں تھے۔ مختصر یہ کہ ایسے شخص کے قتل پر صحابہ کرامؓ کا اجماع تھا اور امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ کا بھی یہی مسلک تھا۔

ان کے برخلاف سعید بن مسیبؒ، عطا بن ابی رباحؒ، امام حسنؒ، قتادہؒ، امام نخعیؒ، امام ثوریؒ، امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوزاعیؒ، امام ابو طالبؒ اور امام یحییٰؒ کا مسلک یہ تھا کہ لوطی پر بھی ویسی ہی شرعی حد نافذ کی جائے گی جو کہ زنا کاری کے جرم کی سزا ہے۔ یعنی غیر شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں گے اور شادی شدہ کو سنگسار کیا جائے گا۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ لواطت بھی ایک قسم کی زنا کاری ہے۔ بلکہ یہ زنا کاری سے بھی زیادہ مذموم فعل ہے۔ تاہم اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مرتضیٰؒ اور امام موید باللہؒ نرم رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے مجرم کو زنا کاری کی شرعی حد کی سزا نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اس سے کم جو حکمران کی صوابدید پر منحصر ہوگی۔

1.5 خود آزمائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② حد سرقہ کے متعلق احکام

2.1 کم از کم مال کی مقدار جس پر حد لاگو ہوگی

چوری کے لئے عربی میں سرقہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جس کے معنی کسی چیز کو خفیہ طور پر لینا ہے۔ سرقہ میں تین بنیادی اوصاف کا ہونا لازمی ہے۔ (۱) دوسرے کا مال اٹھانا۔ (۲) مال کا پوشیدہ اٹھانا۔ (۳) مال کا کسی محفوظ جگہ پر ہونا۔

چور کو کم از کم نصاب کے برابر مال اٹھانے پر سزا ملے گی اگر مال نصاب سے کم ہوگا تو پھر حد کی بجائے تعزیر لاگو ہوگی۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابن عمر ان النبی ﷺ قطع فی مجن ثمنه ثلاثة دراهم)) (رواه الجماعة)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

حدیث نمبر ۲

((وعن عائشة قالت: كان النبی ﷺ يقطع يد السارق فی ربع دينار فصاعداً))
(رواه الجماعة الا ابن ماجه)
((وفی رواية: ان النبی ﷺ: لا تقطع يد السارق الا فی ربع دينار فصاعداً))
(رواه احمد و مسلم والنسائی وابن ماجه وفی روايةٍ قال تقطع يد السارق فی ربع دينارٍ)) (رواه البخاری والنسائی وابو داود)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چوتھائی دینار کے برابر یا اس سے زیادہ مالیت کے مال کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتے تھے۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ کے سواء صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے''۔

اس حدیث کی ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چور کے ہاتھ ایک چوتھائی دینار کی مالیت یا اس سے زیادہ کی چوری میں کاٹے جائیں۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

ایک اور روایت کی ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چوتھائی دینار کی چوری میں چور کے ہاتھ کاٹے جائیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ، امام نسائیؒ اور امام ابوداودؒ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی پانچویں روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک چوتھائی دینار کی چوری پر چور کے ہاتھ کاٹے جائیں۔ اس سے کم کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ اس زمانے میں ایک چوتھائی دینار تین درہموں کے برابر ہوتا تھا اور دینار میں بارہ درہم ہوتے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی چھٹی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چور کے ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم کی چوری پر نہ کاٹے جائیں۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ کتنی قیمت ہوتی تھی۔ تو آپ نے کہا کہ ایک چوتھائی دینار۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۳

((وعن الاعمش عن أبی صالح عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: لعن الله السارق، يسرق البيضة، فتقطع يده ويسرق الحبل فتقطع يده' قال الأعمش: كانوا يرون انه بيض الحديد، والحبل كانوا يرون أن منها مايساوى دراهم)) (متفق عليه و ليس لمسلم زيادة قول الأعمس)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اعمش نے ابو صالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چور پر اللہ کی لعنت بھیجی جو ایک انڈا چراتا ہے اور اس جرم میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے یا وہ ایک رسی چراتا ہے اور اس جرم میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اعمش کا کہنا ہے کہ انڈے سے مراد ان کا لوہے کا انڈا تھا اور ایسی رسی جس کی قیمت بہت سے درہم ہو۔ اس حدیث کی صحت پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں۔ تاہم صحیح مسلم کی روایت میں اعمش والا وضاحتی قول نہیں ہے۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط فقہی احکام

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان کے مطابق اگر کوئی چور ایسی چیز چرائے کہ جس کی قیمت میں درہم یا ایک چوتھائی دینار ہو تو اس جرم کی سزا کے طور پر اس کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے۔ اس زمانے میں ایک چوتھائی دینار کو تین درہم کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ درہم اور دینار کی اسی مالیت کی بناء پر حضرت عمرؓ نے دیت کی رقم ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم مقرر کی تھی۔ چنانچہ ان احادیث کی روشنی میں خلفائے راشدین اور جمہور فقہاء تین درہموں یا ربع دینار کی مساوی چوری پر چور کے ہاتھ کاٹنے کے قائل تھے۔

تاہم اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ مختلف چیزوں کی مالیت کا حساب درہموں کی قیمت سے کیا جائے گا یا دیناروں کے حساب سے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مالیت کا حساب درہموں سے کیا جائے گا جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دیناروں سے۔ جب کہ حنفی فقہاء کے نزدیک جو سکہ بھی کاروباری معاملات میں زیادہ استعمال ہوگا اس کا خیال کیا جائے گا۔

اس بارے میں آئمہ اہل بیت، امام ابو حنیفہؒ، ان کے شاگردوں اور عراق کے باقی تمام فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ دس درہم سے کم کی چوری پر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔ (ان دس درہم کی مالیت موجودہ زمانے کے روپے کی مالیت کے حساب سے تقریباً ڈیڑھ صد روپے کے لگ بھگ بنتی ہے۔ مترجم) انہوں نے اس بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کردہ اس حدیث سے استدلال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک ڈھال کی قیمت دس درہم کے برابر تھی۔ کیونکہ اکثر احادیث میں زرہ بکتر کی قیمت کا ذکر ہے۔ اس لئے یہ فقہاء دس درہم سے کم کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کے حق میں نہیں۔ جب کہ دوسرے فقہاء نے بھی ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ کہ جس میں ایک ڈھال کی قیمت تین درہم کے برابر قرار دی گئی ہے۔ ان روایات میں چونکہ اختلاف ہے اس لئے فقہاء نے شرعی حدود کے بارے میں اس اصول پر عمل کرتے ہوئے کہ جہاں تک ممکن ہو، شبہات کی بنا پر حدود کے نفاذ سے احتراز کرو، دس درہم والی روایت کو فوقیت دی ہے۔

تین درہم کے بارے میں حضرت عائشہ سے جو روایات بیان کی گئی ہیں، امام طحاویؒ نے انہیں مضطرب قرار دے کر ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بارے میں فقہاء کے ایک تیسرے گروہ جس میں امام نخعیؒ سرفہرست ہیں کے نزدیک چار دینار یا چالیس درہموں سے کم کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹے جاسکتے (چالیس درہموں کی مالیت موجودہ زمانے کے مطابق چھ صد روپے کے لگ بھگ ہوگی) تاہم امام نخعیؒ نے اپنے اس مسلک کی کوئی دلیل نہیں دی تھی۔ فقہاء کے چوتھے گروہ جن میں حضرت حسن بصری شامل ہیں کے نزدیک محض دو درہموں کی چوری پر چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

اس بارے میں پانچواں مسلک یہ ہے کہ چار درہموں کی چوری پر چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے یہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ کا مسلک تھا۔ چھٹے مسلک کے مطابق ایک تہائی دینار کی چوری اس جرم کی سزا کیلئے کافی ہے یہ امام باقرؒ کا مسلک تھا۔ ساتواں مسلک امام ناصرؒ اور امام شبرمتہ کا تھا۔ ان کے نزدیک چوری کی شرعی سزا کی حد پانچ درہم ہیں۔ امام ابن لیلی اور امام حسن بصریؒ کا بھی یہی مسلک بیان کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کردہ ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

آٹھواں مسلک یہ ہے کہ چوری کا نصاب ایک دینار یا اس کے مساوی مالیت کی چیز ہے امام ابن حزم کا کہنا ہے کہ فقہاء کی ایک جماعت کا یہ مسلک تھا۔ نواں مذہب ایک چوتھائی دینار ہے یہ امام ابن حزم کا مسلک بتایا گیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث سے ایک چوتھائی دینار کا ہی نصاب ثابت ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن احادیث میں انڈے یا رسی کی چوری میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے تو اس سے مراد چور کے گھٹیا پن کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ حقیر سی چیز کی چوری میں اپنا ہاتھ کٹواتا ہے۔ اس بارے میں دسواں مسلک یہ ہے کہ چوری کی مالیت کتنی ہی کم نہ ہو، وہ جرم ہے، اس کی سزا کے طور پر ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں ان فقہاء نے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے کہ اس حکم میں مطلق چوری کی سزا بتائی گئی ہے، اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی اس لئے معمولی سی چوی پر بھی چور کو سزا دی جا سکتی ہے۔ تاہم ان کی اس دلیل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں اس بارے میں مطلق حکم دیا گیا ہے۔ جس کی وضاحت احادیث میں کی گئی ہے۔ اس بارے میں گیارہواں مسلک یہ ہے کہ ایک درہم کی چوری میں بھی چور کا ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے۔ مصنف نے یہاں صرف گیارہ مسلکوں کے بیان تک اپنے آپ کو محدود رکھا ہے جب کہ صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں اس بارے میں پورے بیس مذاہب کا ذکر کیا گیا ہے۔

2.2 اس چوری کی شرائط جس پر حد سرقہ لاگو ہوگی

جس چوری پر حد لاگو ہوتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس میں چوری کی شرائط موجود ہوں:

(۱) مال چھپالیا جائے۔

(۲) مسروقہ چیز مال ہو۔

(۳) مسروقہ شے دوسرے کی ملکیت میں ہو۔

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن رافع بن خديج قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا قطع في ثمر، ولا كثرٍ)) (رواه الخمسة)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مچھلی میں اور کھجور کے گودے میں ہاتھ کاٹنا نہیں ہے''۔

حدیث نمبر۲

((وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال: سئل رسول الله ﷺ عن الثمر المعلق فقال: من اصاب منه فيه من ذی حاجة، غير متخذ خبنة فلا شئی علیه ومن خرج منه بشي فعلیه غرامة مثلیه ومن سرق منه شيئاً بعد ان یوویه الجرین، فبلغ ثمن المجن فعلیه القطع)) (رواه النسائی و ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے درختوں پر لٹکے ہوئے پھلوں کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا جو حاجت مند انہیں کھالے اور بچائے نہیں اس پر کچھ نہیں اور جو بچا کر بھی لے جائے تو اس پر دگنا تاوان اور سزا ہے اور جس نے کھلیان میں سے پھل چرائے اور انکی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا''۔

حدیث نمبر۳

((وعن عمرة بنت عبدالرحمن ان سارقاً سرق اترجة في زمن عثمان ابن عفان فامر بها عثمان ان تقوم، فقومت ثلاثة دراهم من صرف اثنى عشر بدينار فقطع عثمان يده')) (رواه مالک فی الموطا)

ترجمہ: ''عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک چور نے خشک ہونے کے لئے رکھی ہوئی کچھ کھجوریں چرائیں۔ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ ان کی قیمت لگائی جائے، تو ان کی قیمت تین درہم مقرر کی گئی جب کہ دینار کی مالیت بارہ درہم تھی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ نے اس جرم کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹا"۔ اس حدیث کو امام مالکؒ نے اپنی موطا میں روایت کیا ہے۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان کے فقہی احکام

ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم ان کی تائید میں جو ایسی دوسری احادیث پیش کی جاتی ہیں، انہیں انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت رافعؓ کی روایت کردہ حدیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ پھلوں اور کھجوروں کے خوشوں کی چوری پر چور پر شرعی حد نافذ نہیں کی جائے گی، چاہے یہ پھل اور کھجور کے خوشے درختوں سے چوری کئے جائیں یا کہیں رکھے ہوئے ہوں۔ یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اس کے ساتھ انہوں نے ہر کھانے کی چیز یا اس مقصد کے استعمال ہونے کی چیزوں کی چوری کو بھی شرعی حد سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ مثلاً شکار کیا ہوا جانور، ایندھن کی لکڑی اور گھاس پھوس کی چوری پر کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اس طرح ایسی چیزیں کہ جن کو کم قیمت سمجھ کر ان کی حفاظت کا انتظام نہیں کیا جاتا تو ان کی چوری پر بھی شرعی حد نافذ نہ ہوگی۔

امام ہادیؒ اور آپ کے شاگردوں کا اس بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ پھلوں، کھجور کے خوشوں، پکے ہوئے کھانے یا بھونا ہوا گوشت اور تیار کردہ حلوہ کو اگر محفوظ جگہ پر نہ رکھا جائے اور انہیں چوری کرلیا جائے تو اس چوری پر بھی شرعی حد نافذ نہیں ہوگی۔ ہاں اگر ان چیزوں کو محفوظ جگہوں پر رکھا گیا ہو اور انہیں وہاں سے چوری کیا جائے تو پھر ایسے چور پر شرعی حد کا نفاذ ہوگا۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔ اس بارے میں امام ثوریؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایسا حلوا یا بھنا ہوا گوشت جو ایک دن کے بعد خراب ہو جاتا ہو تو اس کی چوری پر تو کوئی شرعی حد نافذ نہیں ہوگی۔ لیکن اگر یہ چیزیں ایک سے زیادہ دن تک باقی رہ سکتی ہوں تو پھر ان کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس بارے میں امام شافعیؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حضرت رافعؓ کی روایت کردہ حدیث میں پھلوں اور کھجور کے خوشوں کی چوری کو شرعی حد سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل مدینہ عام طور پر اپنے باغات کے اردگرد باڑیں لگا کر انہیں محفوظ نہیں بناتے تھے۔ لیکن اگر پھلوں کے ان باغوں کے اردگرد باڑیں لگا کر انہیں محفوظ بنا دیا گیا ہو تو پھر ان کے درختوں سے پھلوں کی چوری کو جرم سمجھا جائے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چنانچہ اکثر فقہاء نے چوری کے جرم کی سزا کے لئے محفوظ جگہ سے چوری کرنے کی شرط لگائی ہے۔ یہی امام احمدؒ، امام اسحاقؒ، امام زفرؒ اور خارجی فقہاء کا مسلک ہے۔

ان کے مقابلے میں ظاہری مذہب کے فقہاء اور کچھ آئمہ حدیث کے نزدیک پھلوں وغیرہ کی چوری کے لئے حفاظت گاہ وغیرہ کی کوئی شرط نہیں۔ چاہے یہ کہیں سے بھی چرائے جائیں اور چاہے محفوظ جگہوں سے، ان کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ جو فقہاء محفوظ جگہ کے علاوہ دوسری جگہوں سے پھلوں کی چوری کو سزا سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، انہوں نے اس کیلئے عمرو بن شعیب کی روایت کردہ حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر پھلوں وغیرہ کو کسی محفوظ جگہ پر رکھا گیا ہو تو پھر ان کی چوری جرم سمجھی جائیگی۔ اس لئے بعض فقہاء اور آئمہ حدیث محفوظ جگہ سے پھلوں وغیرہ کی چوری کو جرم قرار دیتے ہیں، وہ حضرت رافعؓ سے روایت کردہ حدیث میں پھلوں کی چوری کے لئے ان کو محفوظ جگہوں سے چوری کرنے کی کوئی شرط نہیں۔ اس حدیث کے مطابق، پھل وغیرہ جہاں سے بھی چوری کئے جائیں ان کے چور پر شرعی حد نافذ نہ ہوگی۔ خیال رہے کہ عمرو بن شعیبؒ کی حدیث کے حوالے سے محفوظ جگہ کی شرط عائد کی گئی ہے، ان سے روایت کردہ تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ غیر معتبر راوی ہیں۔

2.3 چوری کے لئے محفوظ جگہ کی شرط

سرقہ واجب حد کے لئے ضروری ہے کہ وہ حد زمین میں موجود ہو۔ حد زمین سے مراد وہ مکان ہے جو کسی چیز کو محفوظ کرنے کیلئے بنایا گیا ہو جیسے گھر، دکان، اصطبل یا سٹور وغیرہ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن صفوان بن امية قال: كنت نائماً في المسجد، على خميصة لي، فسرقت، فأخذنا السارق، فرفعناه الى رسول الله ﷺ فامر بقطعه، فقلت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ أفی خمیصۃٍ، ثمن ثلاثین درھماً؟ انا اھبھالہ' او ابیعھالہ'، قال: فھلا کان قبل ان تاتینی بہ؟)). (رواہ الخسمۃ الا الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت صفوان بن امیہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں اپنا ایک کمبل (سر کے نیچے رکھ کر) سو گیا تھا کوئی اسے چرا کر لے گیا۔ ہم نے چور کو پکڑ لیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرما دیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا اس کمبل میں (ہاتھ کاٹا جائے گا) جس کی قیمت تیس درہم ہے میں اسے اس کو ہبہ کیئے دیتا ہوں یا بیچ دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا؟''۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ قطع ید سارق سرق برنسا من صفۃ النساء، ثمنہ ثلاثۃ دراھم)) (رواہ احمد و ابو داود و النسائی)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک چور نے مسجد میں عورتوں کے برآمدے سے ایک ٹوپی چوری کی جس کی قیمت تین درہم تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا''۔

تشریح

حضرت صفوانؓ کی روایت کردہ حدیث کے بارے میں آئمہ حدیث نے ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ جب کہ بعض نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم حضرت ابن عمرؓ سے روایت کردہ حدیث کو انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ حضرت صفوانؓ سے روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چور کو عدالت میں پیش کرنے سے پہلے اس کے چوری کے جرم کو معاف کر دیا جائے تو پھر اس پر شرعی حد نافذ نہیں ہوگی۔ لیکن جب اس کا مقدمہ عدالت میں پیش ہو جائے گا تو پھر اس کے جرم کو معاف نہیں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا بلکہ شرعی احکام کے مطابق اسے سزا دی جائے گی۔ اس بارے میں امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ چور کی چوری کا مقدمہ عدالت میں پیش کرنے کے بعد بھی اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کا یہ مسلک حدیث کے اس باب کے خلاف دکھائی دیتا ہے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کو خود بعض آئمہ حدیث نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ احادیث سے ان فقہاء نے استدلال کیا ہے جو چوری کے جرم کے لئے محفوظ جگہ کی شرط عائد نہیں کرتے، یعنی جہاں سے بھی چوری کی جائے اس کی سزا دی جائے گی۔ ان کے نزدیک مسجد محفوظ جگہ کی تعریف میں نہیں آتی کیونکہ یہاں پر عام وخاص کا آنا جانا ہوتا ہے۔ لیکن جو فقہاء مسجد کو محفوظ جگہ قرار دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ مسجد میں بھی بہت سی قیمتی چیزیں ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس لئے مسجد بھی محفوظ جگہوں کے زمرے میں آتی ہے۔ جب کہ بعض فقہاء اسے محفوظ جگہوں کے زمرے میں شامل نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک مسجد سے کسی چوری کے جرم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جہاں تک چوری کیلئے محفوظ جگہ کی شرط کا تعلق ہے تو آئمہ لغت نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ لفظ چور کے لغوی معنی ہی یہی ہیں کہ کہیں سے چوری چھپے مال چوری کیا جائے۔

2.4 خائن کے احکام

خائن سے مراد مال میں خیانت کرنے والا ہے۔ خائن چور نہیں ہوتا اس لئے اس پر حد نہیں تعزیر واجب ہوتی ہے اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(أ) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن جابرٍ عن النبی ﷺ قال: لیس علی خائنٍ والا منتھبٍ، ولا مختلسٍ قطعٌ)) (وصححه الترمذی)

ترجمہ: ”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال میں خیانت کرنے والا، مال کو چھین لینے والے اور دھوکے سے مال حاصل کرنے والے پر چوری کی شرعی حد نافذ نہیں ہوتی۔ اسے صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے“۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیث کو کچھ دوسرے آئمہ حدیث نے بھی روایت کیا ہے اور اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس بارے میں کچھ دوسری احادیث بھی روایات کی جاتی ہیں، لیکن انہیں آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ان احادیث کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اگر کسی ایک میں کوئی کمی ہے تو دوسری حدیث سے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ ان احادیث کی روشنی میں آئمہ اہل بیت، شافعی اور حنفی فقہاء نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ مال میں خیانت کرنے والے، مال کو چھین لینے والے یا دھوکے سے حاصل کرنے والے شخص پر چوری کی شرعی حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا۔ یعنی ان جرائم کے جرم میں ان کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ تاہم امام اسحاقؒ، امام زفرؒ اور فرقہ خوارج کے فقہاء ایسے لوگوں کو چوری کا مجرم قرار دیتے ہیں اور ان پر چوری کی شرعی حد کے نفاذ کو ضروری سمجھتے ہیں۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عمر قال: كانت مخزومية تستعير المتاع ويجحده، فامر النبى ﷺ بقطع يدها)) (رواه احمد والنسائى و ابو داود)

((وقال: فامر النبى ﷺ فقطعت يدها، قال ابو داود: رواه ابن ابى نجيح عن نافع عن صفية بنت عبيد، قال فيه فشهد عليها))

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت لوگوں سے عاریتاً سامان لے جاتی تھی لیکن بعد میں واپس کرنے سے انکار کر دیتی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام نسائیؒ اور امام ابو داودؒ نے روایت کیا ہے امام ابو داودؒ نے ابن ابی نجیح کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کے ہاتھ کاٹنے کے وقت موجود تھے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن عائشة قالت: كانت امراة مخزومية تستعير المتاع ويجحده، فامر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبی ﷺ بقطع یدھا،فأتی اھلھا اسامة بن زید، فکلموہ' فکلم النبی ﷺ فیھا: فقال له ﷺ: یا اسامة، لا اراک تشفع فی حد من حدود اللہ عزوجل))

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت لوگوں سے سامان عاریتاً لے جاتی تھی لیکن بعد میں واپس کرنے سے انکار کر دیتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو اس عورت کے رشتہ دار حضرت اسامہ بن زیدؓ کے پاس آئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سفارش کریں۔ انہوں نے جب اس کی رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی تو آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ تم اللہ کی حدود کے بارے میں کسی کی سفارش کرو گے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے منبر نبوی ﷺ پر رونق افروز ہو کر لوگوں کو یوں خطاب کیا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی بااثر شخص چوری کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دیتے تھے۔ لیکن اگر کوئی غریب چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہا کہ اگر ان کی بیٹی حضرت فاطمہؓ بھی چوری کے جرم کا ارتکاب کرتیں تو آپ ﷺ ان کا ہاتھ کاٹ دیتے، اس کے بعد قبیلہ مخزوم کی اس عورت کا ہاتھ چوری کے جرم میں کاٹ دیا گیا۔ اس حدیث کو امام احمدؒ، امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے''۔

اس حدیث کی ایک دوسری روایت کے مطابق ایک عورت نے جانے پہچانے لوگوں سے زیورات عاریتاً لئے اور وہ اس کو نہیں جانتے تھے۔ تو اس نے وہ زیور فروخت کر دیا۔ اس کے بعد وہ پکڑی گئی اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت اسامہؓ نے اسی عورت کی سفارش کی تھی اور اس کے جواب میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے کچھ دوسرے آئمہ حدیث نے بھی اس حدیث کو دوسرے راویوں کے حوالے سے روایت کیا ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے محبت کرتے تھے، اس لئے قریش کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے کہ وہ اس عورت کی سفارش کریں تاکہ وہ شرعی حد کے نفاذ سے بچ جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ اگر ان میں کوئی بااثر آدمی جرائم کا ارتکاب کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی لیکن اگر کوئی غریب پھنس جاتا وہ کسی صورت میں سزا سے نہیں بچ سکتا تھا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز عاریتاً لے اور پھر واپس کرنے سے انکار کرے تو اس پر چوری کی شرعی حد نافذ کی جائے گی۔ یہاں محفوظ جگہ سے چوری کرنے کی شرط کا اطلاق نہیں ہوتا۔ امام احمدؒ، امام اسحٰقؒ، امام زفرؒ اور فرقہ خوارج کے فقہاء کا یہی مسلک تھا۔ ظاہری مذہب کے فقہاء بھی اسی کے قائل تھے۔ لیکن جمہور فقہاء ایسے شخص پر چوری کی حد نافذ کرنے کے حق میں نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ چوری کی شرعی حد کا اطلاق چور پر ہوتا ہے۔ کسی چیز کو عاریتاً لینے والے پر نہیں ہوتا۔ تاہم جو فقہاء ایسے شخص کو چوری کا مجرم قرار دیتے ہیں وہ عاریتاً لی ہوئی چیز کو واپس نہ کرنے کو چوری قرار دیتے ہیں۔

اس باب کی احادیث کے بارے میں جمہور نے یہ وضاحت کی ہے کہ اگرچہ ان میں عاریتاً چیزیں لینے کا ذکر ہے تاہم اس بارے میں روایت کردہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود بیت نبوی ﷺ سے چوری کی تھی۔ اس لئے اس کا ہاتھ صرف اس لئے کاٹا گیا تھا کہ اس نے عاریتاً لی ہوئی چیز واپس نہیں کی تھی، بلکہ چوری کے جرم میں اسے یہ سزا دی گئی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ کے خطاب کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے چوری کا ارتکاب کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ اگر ان میں کوئی بااثر شخص چوری کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی۔ تاہم احادیث کے اس باب سے جمہور فقہاء کے مسلک کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ اس میں واضح طور پر عاریتاً لی ہوئی چیز کو واپس نہ کرنے کا ذکر ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے چوری کے برابر جرم قرار دیا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.5 چور کا ہاتھ کاٹنا اور اسے لٹکانا

چور کے ہاتھ کاٹنے کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ﴿السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسب نکالا من اللہ﴾ سزائے قطع ید کو معاف کرنا درست نہیں ہے نہ ہی اس سزا کو کوئی معاف کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے بدلے میں کوئی دوسری سزا دی جا سکتی ہے۔ اس سزا کے نفاذ میں تاخیر بھی جائز نہیں ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی ھریرة ان رسول اللہ ﷺ اتی بسارق قد سرق شملة، فقالوا: یارسول اللہ، ان ھذا قد سرق، فقال رسول اللہ ﷺ: ماخاله سرق، فقال السارق: بلی، یارسول اللہ فقال: اذھبوا به فاقطعوہ، ثم احسموہ، ثم ائتونی به فقطع فاتی به فقال((تب الی اللہ)) فقال: قد تبت الی اللہ فقال ((تاب اللہ علیک)) (رواہ الدارقطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے ایک چادر چرالی تھی۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے چوری کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میرے خیال میں چوری نہیں کی۔ چور نے کہا ہاں یا رسول اللہ (میں نے چوری کی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو اسے لے جاؤ اور اس کے ہاتھ کاٹ دو پھر داغ دو پھر اسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہاتھ کاٹا گیا پھر چور آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے توبہ کرو۔ اس نے عرض کی میں نے توبہ کر لی ہے۔ فرمایا اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن عبدالرحمن بن محيريز قال: سألنا فضالة بن عبيد عن تعليق اليد في عنق السارق: امن السنة؟ قال: اتي رسول الله ﷺ))

ترجمہ: ''عبدالرحمٰن بن محیریز سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے پوچھا کہ کیا چور کا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا سنتﷺ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک چور کو رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا، تو جب اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو آپﷺ نے کہا کہ کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کے گلے میں لٹکا دو، اس حدیث کو امام احمدؒ کے سوا، صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ لیکن اس کا ایک راوی حجاج بن ارطاہ ہے جسے آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط فقہی احکام

ان دو احادیث میں سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کردہ حدیث کو تو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ جبکہ دوسری حدیث جو حضرت عبدالرحمٰن بن محیریزؓ سے روایت کی گئی ہے، اسے انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔ جس جگہ سے خون بہتا تھا اگر اس جگہ کو آگ سے سینک دیا جاتا تو پھر خون بہنا بند ہو جاتا لیکن اگر چور اس پر راضی نہ ہو تو پھر اسے ایسا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک کٹے ہوئے ہاتھ کو گلے میں لٹکانے کا ذکر ہے، تو اس بارے میں جو حدیث روایت کی جاتی ہے، اسے تو آئمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم اس کے باوجود فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اس طرح لٹکانے سے دوسرے لوگوں کو عبرت ہوگی اور وہ جرم کے ارتکاب سے بچ جائیں گے۔

2.5 خود آزمائی نمبر ②

۱۔ چوری کے نصاب پر سنت الرسول کی روشنی میں نوٹ لکھیں۔

۲۔ جس چوری پر حد سرقہ ہوگی اس کی شرائط لکھیں۔

۳۔ چوری کے لئے محفوظ جگہ کی شرط کی وضاحت کریں۔

۴۔ خائن کی سزا کے ضمن میں کیا احکام ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ حد شرب خمر کے احکام

3.1 شرابی کی حد کے مسائل

ہجرت مدینہ تک لوگ شراب پیتے تھے۔ مدینہ پہنچ کر شراب کی قباحت کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے یہ سوالیہ نشان بن گئی تب اس کے بارے میں بتدریج احکام نازل ہوئے، آخری اور حتمی حکم اس ضمن میں یہ تھا:

﴿یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ (المائدہ: ۹۱)

''اے ایمان والو شراب جوا اور نصاب اور ازلام رجس ہیں اور شیطان کے اعمال میں سے ہیں پس ان سے اجتناب کرو''

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن انسٍ رضی اللہ عنہ، ان النبی ﷺ اتی برجل قد شرب الخمر، فجلد بجریدتین، نحو اربعین، قال: وفعلہ ابو بکر فلما کان عمر استشار الناس، فقال عبدالرحمن بن عوفٍ: اخف الحدود ثمانین، فامر بہ عمر)) (رواہ احمد و مسلم، رواہ ابو داود والترمذی، وصححہ)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی لی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو دو قمچیوں سے تقریباً چالیس قمچیاں ماریں یہی حضرت ابو بکرؓ نے کیا۔ عہد فاروقی میں حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا سب سے ہلکی سزا اسی درے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی کا حکم دے دیا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن انسٍ ان النبی ﷺ ضرب فی الخمر بالجرید والنعال، وجلد ابوبکر رضی اللہ عنہ اربعین)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شراب کی سزا میں قمچی اور جوتوں سے مارا اور حضرت ابوبکرؓ نے چالیس چھڑیاں ماریں''۔

حدیث نمبر۳

((وعن السائب بن یزید قال: کنا نؤتی بالشارب فی عہد رسول اللہ ﷺ، وفی امرۃ ابی بکرٍ رضی اللہ عنہ، وصدر امن امرۃ عمر، فنقوم الیہ، فنضربہ بأیدنا، ونعالنا، وارديتنا، حتی کان صدراً من امرۃ عمرؓ، فجلد فیھا اربعین، حتی اذا عتوا فیھا وفسقوا جلد ثمانین)) (رواھما احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا۔ عہد رسالت میں، عہد صدیقی میں اور آغاز عہد فاروقی میں ہمارے پاس شرابی لایا جاتا تھا تو ہم اسے ہاتھوں سے، جوتوں سے اور چادروں سے مارا کرتے تھے یہاں تک کہ عہد فاروقی کا آغاز ہوا اور حضرت عمرؓ نے چالیس کوڑے مارے۔ پھر جب لوگ سرکش ہو گئے اور نافرمانی بڑھ گئی تو حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے مارے''۔

تشریح

فقہاء کے نزدیک شراب کا اطلاق صرف اس مشروب پر ہوتا ہے کہ جو انگور کے شیرے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس پر ان فقہاء کا اجماع ہے۔ تاہم اس بارے میں ان کا اختلاف یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے بنائے جانے والے ایسے مشروب پر شراب کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو وہ حقیقتاً ہو گا یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجازی طور پر۔ حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے کہ حنفی فقہاء کے نزدیک شراب وہ ہے کہ جو انگور کے رس سے اسے گاڑھا بنانے کے بعد تیار کیا جاتا ہے۔ اکثر اہل علم اور لغت کے امام اس کا یہی مفہوم سمجھتے ہیں۔ امام راغبؒ کا کہنا ہے کہ ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز شراب ہے۔ جب کہ بعض فقہاء کے نزدیک شراب وہ ہے جو انگور اور کھجوروں کے شیرے سے تیار کیا جاتا ہے۔ بعض اس شیرے کو پکائے جانے کے بعد شراب قرار دیتے ہیں۔ جب کہ بعض اسے پکائے بغیر بھی شراب ہی سمجھتے ہیں۔

اس بارے میں قابل ترجیح یہ قول ہے کہ ہر وہ چیز جس سے عقل پر پردہ پڑ جائے وہ شراب ہے۔ کیونکہ عربی لفظ خمر جس کے معنی شراب کئے جاتے ہیں، اس کے لفظ معنی ڈھانپ دینے کے ہیں اور شراب انسان کی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے۔ تمام آئمہ لغت نے خمر کے اس معنی کی تائید کی ہے۔ اس کی تائید امر سے ہوتی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا جہاں لوگ انگوروں اور کھجوروں کے شیرے سے اس قسم کی شراب تیار کرتے تھے۔ اسی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کے دوپٹوں کو بھی خمار کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے اپنے سروں کو ڈھانکتی ہیں۔ بعض آئمہ لغت نے خمر کے یہ معنی کئے ہیں کہ کسی طریقے سے انگوروں اور کھجوروں کے شیرے کی خوشبو اور ذائقہ کو بدل دیا جائے۔ مختصر یہ کہ شراب کی یہ مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔ کچھ فقہاء نے صرف انگوروں کے رس تک اسے محدود قرار دیا ہے، کسی نے انگوروں اور کھجوروں کے شیرے سے اس کی تیاری اور کسی نے مطلق نشہ آور چیز مراد لی ہے۔ چنانچہ اس بارے میں آئمہ حدیث کا یہ مسلک زیادہ مفصل ہے کہ ہر وہ نشہ آور چیز شراب ہے جس کے استعمال سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اس کی تائید میں انہوں نے کچھ دوسری احادیث بھی پیش کی ہیں جن کے مطابق گندم اور جو سے بھی شراب بنائی جاسکتی ہے۔ بارے میں حضرت عمرؓ کے اس قول کو قول فیصل سمجھا جاتا ہے کہ جس کے مطابق آپ نے فرمایا کہ حرام شراب پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے اور یہ پانچ چیزیں انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو ہیں۔ اور ان سے اگر کوئی ایسا مشروب بنایا جائے کہ جس سے عقل پر پردہ پڑ جائے تو وہ شراب ہوگا۔

عام شرعی حدود میں تو کوڑے مارنے کی سزا دی جاتی تھی۔ لیکن اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرم رویہ اختیار کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سزا کا مقصد شرابی کو معاشرے میں شرمسار کرنا مراد ہوتا تاکہ وہ دوبارہ اس جرم کا ارتکاب نہ کرے اس زمانے میں کھجوروں کی چھڑیاں عام ہوتی تھیں، اگر یہ چھڑیاں نہ ہوتیں تو آپ ﷺ شراب کے مجرموں کو جوتے رسید کرواتے یا ہاتھوں سے یا کپڑے کو لپیٹ کر ان سے ضربیں لگواتے۔ یہ سزا کوڑوں کی طرح سخت نہیں تھی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بڑا مقصد مجرم کو معاشرے میں شرمسار کرنا ہوتا تھا۔ ان احادیث کی روشنی میں بعض شافعی فقہاء، قاضی ابوطیب اور ان جیسا مسلک رکھنے والے دوسرے فقہاء نے یہ فتویٰ دیا کہ شرابی کو کوڑے نہیں مارے جاسکتے۔ جب کہ ایک دوسری فقیہ نے انہیں کوڑے مارنے کی اجازت دی اور دعوی کیا کہ صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع تھا۔

اس بارے میں امام نوویؒ نے یہ وضاحت کی ہے کہ فقہاء کا اجماع اس امر پر ہے کہ شرابی کو صرف کھجور کی شاخوں، جوتوں اور کپڑے کو اکٹھا کر کے مارا جاسکتا ہے۔ تاہم اگر کسی کو کوڑے بھی مارنے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس بارے میں فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ جو نافرمان قسم کے شرابی ہوں انہیں تو کوڑے لگائے جائیں اور جو کمزور اور ناتواں ہوں تو انہیں جوتے وغیرہ رسید کیے جائیں۔ تاہم چاہے کوڑے ہوں یا جوتے۔ کم از کم اس کی چالیس ضربیں لگائی جائیں۔ رسول اللہ کے زمانے میں عام طور پر چالیس ضربیں لگائی جاتی تھیں اور جب حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ لوگ اس شرعی حکم کی خلاف ورزی میں دلیر ہو گئے ہیں تو انہوں نے یہ سزا چالیس سے بڑھا کر اسی ضربیں کر دیں۔ یعنی ایسے مجرم کو اسی کھجور کی شاخیں یا اسی جوتے رسید کیے جاتے تھے۔

ایک شرابی کو سزا دینے کے بعد جب کسی نے اسے یہ بددعا دی کہ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند کیا۔ اور فرمایا کہ اس طرح تو تم شیطان کو اس پر مزید غلبہ حاصل کرنے کا موقع دے رہے ہو، یعنی ہوسکتا ہے کہ وہ نادم ہونے کی بجائے اور زیادہ گناہ کا ارتکاب کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو بددعا نہیں دینی چاہیے بلکہ یہ امید کرنی چاہیے کہ وہ آئندہ اس جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا۔

اس باب میں احادیث سے یہ بات تو ثابت ہے کہ شراب خوری کے مجرم کو شرعاً سزا دی جاسکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر جمہور فقہاء کا اجماع ہے اور یہ کہ یہ حد چالیس ضربوں سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ان میں اس بارے میں کوئی اختلاف ہے تو چالیس سے زیادہ مرتبہ ضربیں لگانے کے بارے میں ہے۔ اس بارے میں امام ابن منذرؒ اور امام طبریؒ اور کچھ دوسرے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ شرابی پر شرعی حد کا نفاذ تو نہیں ہوگا تاہم اسے اس جرم کی سزا دی جائے گی جو ہر صورت میں شرعی حد سے کم ہوگی۔ اس بارے میں انہوں نے اس امر سے استدلال کیا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کسی شرعی حد کا ذکر نہیں کیا بلکہ جو شرابی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اسے کھجور کی چھڑیاں مارنے یا جوتے رسید کرنے کا حکم دیتے جن کا مقصد اس مجرم کو معاشرے میں شرمندہ کرنا تھا۔ یہاں تک کہ جب اسے کچھ مار پڑ چکتی تو آپ ﷺ لوگوں کو کہتے کہ اب بس کردو۔ اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ سے روایت کردہ ایک صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب خوری کے مجرم کے لئے کوئی شرعی حد مقرر نہیں کی تھی۔ تاہم اکثر فقہاء شراب خوری کے مجرم کی اس سزا پر متفق ہیں کہ اسے کھجور کی شاخ کی چالیس ضربیں لگائی یا چالیس جوتے رسید کئے جائیں۔ اس بارے میں جو بعض فقہاءؒ نے صحابہ کرامؓ کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں بڑا اختلاف ہے اور پھر یہ کہ یہ سزا کھجور کی چھڑیوں یا جوتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ بعض اوقات ہاتھوں سے یا چادر کو لپیٹ کر ضربیں لگانے سے بھی دی گئی۔ اور چالیس ضربوں کا بھی محض اندازہ تھا۔ یعنی ان کے بارے میں یقین نہیں تھا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس سزا کے دوگنا کرنے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کا ذکر صرف ایک روایت میں ہے جسے بعض آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم نہیں کیا۔ تاہم اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص شراب خوری کا عادی مجرم بن جائے تو اس کی سزا میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

3.2 چوتھی دفعہ شراب پینے والے کی سزا

شراب پینے والے پر حد خمر لگانے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے تاہم حد خمر کی تعداد کے بارے میں ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان اختلاف ہے۔ احناف اور امام مالک کے نزدیک شرب حد خمر 80 کوڑے ہیں جبکہ امام شافعی کے نزدیک ۴۰ کوڑے۔ جو شخص ایک دفعہ، دوسری دفعہ اور تیسری کے بعد بھی شراب پیئے تو اس کی سزا قتل کرنا ہے۔ اس ضمن میں احادیث حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ا

((عن عبداللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرب الخمر فاجلدوه، فان عاد فاجلدوه، فان عاد فاجلدوه، فان عاد فاقتلوه، قال عبداللہ: ایتونی برجلٍ قدشرب الخمر فی الرابعة فلکم علی ان اقتله)) (رواہ احمد)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جو شراب پیئے اسے مارو، اگر پھر پیئے پھر مارو، اگر پھر پیئے پھر مارو، اگر پھر پیئے تو قتل کر دو۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ میرے پاس وہ شرابی لاؤ جس نے چوتھی بار شراب پی ہو اس کو قتل کرنا میرے ذمے ہے''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن معاویة ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا شربوا الخمر فاجلدوهم، ثم اذا شربوا فاجلدوهم، ثم اذا شربوا الرابعة فاقتلوهم)) (رواہ الخمسة الا النسائی، قال الترمذی: انما کان هذا فی اول الامر، ثم نسخ بعده، هکذا روی محمد بن اسحاق عن محمد بن المنکدر)

ترجمہ: ''حضرت معاویہؓ سے مروی ہے اگر لوگ شراب پییں تو انہیں مارو اگر پھر شراب پییں تو انہیں مارو پھر اگر چوتھی دفعہ شراب پییں تو انہیں قتل کر دو۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حکم شروع میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۳

((عن جابر عن النبی ﷺ قال: ان شرب الخمر فاجلدوہ، فان عاد فی الرابعة فاقتلوہ: قال: ثم اتی النبی ﷺ بعد ذلک برجلٍ قد شرب فی الرابعة، فضربہ، ولم یقتلہ))

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شراب پیئے تو اس کو مارو۔ اگر کوئی چوتھی دفعہ پی لے تو اسے قتل کر دو۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے مارا اور قتل نہیں کیا''۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

ان احادیث میں سے حضرت امیر معاویہؓ سے روایت کردہ حدیث کو آئمہ حدیث نے اس موضوع پر سب سے زیادہ صحیح حدیث تسلیم کیا ہے۔ جب کہ دوسری احادیث کے بارے میں انہوں نے مختلف شکوک کا اظہار کیا ہے۔ تاہم اس موضوع پر اور بھی بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں جن سے اس باب کی احادیث کی تائید ہوتی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں رسول اللہ ﷺ نے چوتھی مرتبہ شراب نوشی کرنے والے شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن جب بعد میں ایسے مجرم آپ ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ ﷺ نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ صرف کھجور کی شاخوں یا جوتے مارنے کی سزا پر اکتفاء کیا۔

ان احادیث کی روشنی میں فقہاء نے اس بارے میں مختلف مسلک اختیار کئے ہیں۔ ظاہری مذہب کے فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص چوتھی مرتبہ شراب نوشی کے جرم کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔ لیکن اس بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے حکم پر عمل نہیں کیا تھا، اور اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.3 اگر کسی کو نشہ ہو اور اس کے منہ سے شراب کی بو آئے مگر وہ اعتراف نہ کرے تو اس کا حکم

شرب خمر کی حد دو چیزوں سے ثابت ہوتی ہے:

۱) اقرار سے

۲) شہادت سے

چونکہ درج بالا صورت میں ان میں سے کوئی بھی صورت ظاہر نہیں ہوتی اس لئے اس پر شرب خمر کی حد لاگو نہیں کی جائے گی۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((وعن ابن عباسٍ رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ ﷺ لم یقت فی الخمر حدا وقال ابن عباس: شرب رجلٌ فسکر، فلقی یمیل فی الفج فانطلق به الی النبی ﷺ، فلما حاذی بدار العباس انفلت فدخل علی العباس، فالتزمه، فذکر ذلک للنبی ﷺ، فضحک، فقال((افعلها)) ولم یامر فیه بشیءٍ)) (رواه احمد وابو داود: وقال هذا مما تفرد به اهل المدینة)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ایک شخص نے شراب پی اور نشہ میں گلی میں جھوم جھوم کر پھرنے لگا اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے جایا گیا۔ جب حضرت عباسؓ کے گھر کے سامنے پہنچا تو چھوٹ گیا اور حضرت عباسؓ کے گھر میں گھس کر ان سے چمٹ گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کیا اس نے ایسا کیا تھا اور اس کے بارے میں کچھ حکم نہیں فرمایا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن علقمة، قال: كنت بحمص، فقرأ ابن مسعود سورة يوسف، فقال رجلٌ: ماهكذا انزلت، فقال عبدالله لقرأتها على رسول الله ﷺ، فقال احسنت، فبينا هو يكلمه' اذا وجد منه ريح الخمر، فقال: اتشرب الخمر و تكذب بالكتاب؟ فضربه الحد)) (متفق عليه)

ترجمہ: ''حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں حمص میں تھا حضرت ابن مسعودؓ نے سورہ یوسف پڑھی ایک شخص نے کہا یہ اس طرح نہیں اتری۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک پڑھی ہے۔ بات کرتے کرتے حضرت ابن مسعودؓ کو اس کے منہ سے شراب کی بو آئی پوچھا کیا شراب پی کر اللہ کی کتاب جھٹلاتے ہو پھر آپ ﷺ نے اس کو حد لگائی''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط فقہی احکام

ان دونوں احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ پہلی حدیث سے بعض فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کسی کو نشہ ہو جائے تو محض اس نشہ کی بنیاد پر اس پر شراب نوشی کی حد نافذ نہیں کی جا سکتی۔ دوسرے یہ کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی شرعی حد مقرر نہیں کی تھی۔ ایسے لوگوں کو حاکم شرعی حد سے کم کی سزا دے سکتا ہے۔ لیکن جو فقہاء ایسے شخص پر شرعی حد کے نفاذ کے قائل ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ ایسے شخص کو سزا دینے پر صحابہ کرامؓ کے درمیان اتفاق کامل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس نشہ والے شخص پر اس لئے حد نافذ نہیں کی تھی کہ نہ تو خود اس نے اس جرم کا اقرار کیا تھا اور نہ ہی اس کے جرم شراب نوشی کی کسی نے گواہی دی۔ اس سے بعض فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ محض لوگوں کے کہنے سے کسی پر شراب نوشی کی حد نافذ نہیں کی جا سکتی، اس کے لئے مجرم کا اپنا اقرار یا گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن مسعودؓ کے عمل سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ چاہے کوئی مجرم شراب نوشی کا اقرار نہ کرے اور نہ ہی کوئی اس کے خلاف اس جرم کے ارتکاب کی گواہی دے لیکن حاکم کو خود یقین ہو جائے کہ اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے تو پھر اس پر شرعی حد نافذ کی جاسکتی ہے۔ تاہم بہت سے فقہاء جن میں قاضی شریحؒ، امام شعبیؒ، امام ابن ابی لیلیٰؒ، امام اوزاعیؒ، امام مالکؒ، امام اسحاقؒ اور امام شافعیؒ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک حاکم مجرم کے اقرار یا گواہوں کی گواہی کے بغیر کسی شخص پر شراب نوشی کی حد نافذ نہیں کرسکتا۔ تاہم امام ناصر، امام موید باللہ اور ایک دوسرے قول کے مطابق امام شافعیؒ اس کے حق میں ہیں۔ کہ حکمران دوسرے دلائل کی بنا پر شرعی حدود کو نافذ کرسکتا ہے۔ اس بارے میں آئمہ اہل بیت کا مسلک یہ ہے کہ مالی معاملات میں حاکم اس قسم کے فیصلہ کرسکتا ہے۔ لیکن شرعی حدود میں اسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ ہاں زنا کاری کے الزام کے سلسلے میں وہ اس طریقے پر عمل کرسکتا ہے۔ کیونکہ لعان کے بارے میں جو احادیث روایت کی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کی زنا کاری کے بارے میں دوسرے حالات سے اندازہ لگالیا تھا کہ اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

3.4 خود آزمائی نمبر ③

۱- شرب خمر کی حرمت کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں نوٹ لکھیں۔

۲- چوتھی دفعہ شراب پینے والے کی کیا سزا ہے؟

۳- سنت نبوی کی روشنی میں واضح کریں کہ شراب کا ثبوت کیسے ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ ڈاکوؤں اور باغیوں کے احکامات

4.1 ڈاکوؤں کے متعلق احکام

((عن قتادة عن انس ان ناساً من عكل وعرينة قدموا على رسول الله ﷺ، وتكلموا بالاسلام، فاستوخموا المدينة فامر لهم النبی ﷺ: بذود وراع وامرهم بو امن أبوالها وأبانها. حتی كانوبفاحيةالحدة كفروا بعد اسلامهم وقتلوا راعی النبی ﷺ واستاقوا الدود فبلغ ذلک النبی ﷺ فبعث الطلب فی آثارهم، فامر بهم، فسمروا اعينهم، وقطعوا ايديهم، نزكوا فی ناحية الحرة، جتی ماتوا علی حالهم)) (وازد البخاری)

ترجمہ: ''حضرت قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ عکل وعرینہ کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہو گئے۔ مدینہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی اور صحت خراب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اونٹوں میں چرواہے کے پاس جا کر رہیں۔ اوران کا پیشاب اور دودھ استعمال کریں۔ چنانچہ وہ مدینہ سے چل پڑے یہاں تک کہ جب حرہ کے کنارے پر پہنچے تو مرتد ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے تعاقب میں آدمی بھیجے (پکڑے گئے اور آپ ﷺ کے پاس لائے گئے) اور آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری گئیں۔ ہاتھ کاٹے گئے اور حرہ کے ایک کونے میں ڈال دیئے گئے یہاں تک کہ وہ اس حال میں مر گئے''۔

((قال قتادة: بلغنا ان النبی ﷺ بعد ذلک كان يحث علی الصدقة، وينهی عن المثلة))

((وفی رواية، لاحمد والبخاری، وابی داود، قال قتادة: فحدثنی ابن سيرين ان ذلک كان قبل ان تنزل الحدود، وللبخاری وابی داؤد فی هذا الحديث))

((فامر بمسامير، فاحميت فكحلهم، وقطع ايديهم، وارجلهم، وماحسمهم، ثم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القوا فی الحرة، یستسقون، فما سقوا، حتی ماتوا))

''بخاری نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضرت قتادہؓ کا بیان ہے کہ ہمیں خبر ملی کہ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ صدقہ خیرات کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

احمد، بخاری، ابوداود کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت قتادہؓ نے کہا مجھے سے حضرت ابن سیرین نے بیان کیا کہ یہ واقعہ حدود کے اترنے سے پہلے کا ہے۔

بخاری، ابوداود کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے حکم سے سلائیاں گرم کر کے آنکھوں میں ڈالی گئیں۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی الزناد ان رسول الله ﷺ لما قطع الذین سرقوا القاحه، وسمل اعینهم بالنار: عاتبه الله فی ذلک، فانزل (انما جزاء الذین یحاربون الله ورسول الله ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا)) (رواه ابو داؤدؒ والنسائی)

((وعن ابن عباسٍ رضی الله عنهما، فی قطاع الطریق، اذا قتلوا، واخذوا المال: قتلوا وصلبوا، واذا قتلوا ولم یاخذوا المال: قتلوا ولم یصلبوا، واذا اخذوا المال ولم یقتلوا، قطعت ایدیهم وارجلهم من خلاف واذا اخافوا السبیل، ولم یاخذوا مالا نفوا من الارض)) (رواه الشافعی فی مسنده)

''ضرت ابو الزناد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جنہوں نے آپ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں چرائی تھیں اور ان کی آنکھوں میں گرم گرم سلائیاں ڈالیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب فرمایا اور یہ آیت اتار دی ﴿انما جزاء الذین یحاربون الله الایة﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابن عباسؓ سے (ڈاکوؤں کے بارے میں جب وہ قتل کریں اور مال لوٹ لیں) مروی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے اور انہیں پھانسی دی جائے اور جب قتل کریں اور مال نہ لیں تو فقط قتل کیا جائے اور جب مال لوٹیں اور قتل نہ کریں تو الٹے ہاتھ پاوں کاٹے جائیں اور جب راستہ خطرناک بنادیں اور مال لیں تو جلاوطن کردیے جائیں۔

4.2 باغیوں کی سزا

حدیث نمبرا

((عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه، قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: سیخرج قوم فی آخر الزمان حداث الاسنان، سفهاء الأحلام، یقولون من قول خیر البریة، لایجاوز ایمانهم حناجرهم، یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة، فاینما لقیتموهم فاقتلوهم، فان فی قتلهم اجراً لمن قتلهم یوم القیامة)) (متفق علیه)

''حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ عنقریب زمانہ (خلافت) کے آخر میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو نوجوان ہوں گے اور بے وقوف ہوں گے۔ قرآن یا بظاہر اچھی بات پیش کریں گے۔ ان کا ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے آرپار نکل جاتا ہے۔ تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر ڈالو کیونکہ قاتلوں کو قیامت کے دن ان کے قتل کا ثواب ملے گا''۔

حدیث نمبر۲

((وعن ابی سعیدٍ قال: بینا نحن عند رسول الله ﷺ، وهو یقسم قسما، اتاه ذوالخو یصرة، وهو رجلٌ من بنی تمیم فقال: یارسول الله، اعدل،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال((ویلک، فمن یعدل اذا لم اعدل؟ قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل، فقال عمر: یارسول الله، اتاذن لی فیه فاضرب عنقه، فقال: دعه، فانه له اصحاباً یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم وصیامه مع صیامهم، یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیهم، یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة، ینظر الی تصله فلا یوجد فیه شئ ثم ینظر الیٰ رصافه، فلا یوجد فیه شئ ثم ینظر الی لضیه، وهو قد حه فلا یوجد فیه شئٍ، ثم ینظر الی قد ذه فلا یوجد فیه شئ وقد سبق الفرث والدم آیتهم رجل اسود احدی عضدیه مثل ندی المراة، او مثل البضعة، تدردر))

((وعن زید بن وهب انه کان فی الجیش الذین کانوا مع علی، الذین ساروا الی الخوارج، فقال علی: ایها الناس، انی سمعت رسول الله ﷺ یقول: یخرج قومٌ من امتی یقرؤون القرآن، لیس یخرجون علی حین فرقةٍ من الناس: قال ابو سعیدٍ: فاشهد أنی سمعت هذا الحدیث من رسول الله وأشهد ان علی بن ابی طالب قاتلهم، وانا معه فامر بذلک فالتمس فاتی به، حتی نظرت الیه علی نعت رسول الله ﷺ الذی نعته))

''حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ حصے بانٹ رہے تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس ایک تمیمی شخص ذوالخویصرہ آیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ انصاف کیجئے۔ فرمایا تیرے لئے خرابی ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا۔ تو پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں نے انصاف نہ کیا تو تو محروم ہوا اور ناکام ہوا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا چھوڑو اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ تمہاری نماز ان کی نمازوں کے سامنے حقیر اور تمہارے روزے ان کے روزوں کے سامنے حقیر معلوم ہوں گے۔ یہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ شکاری تیر کی دھار کو دیکھتا ہے مگر اس میں کچھ (خون وغیرہ) نہیں پاتا۔ پھر وہ اس کے رصاف یعنی پٹھے کو دیکھتا ہے جو تیر کے پیکان پر لپیٹا جاتا ہے۔ اس میں بھی کچھ نہیں پاتا پھر اس کے پیکان کو دیکھتا ہے اور اس میں بھی کچھ نہیں پاتا اس کے قذ و کو دیکھتا ہے تو اس میں کچھ نہیں میں پاتا ہے وہ گوبر اور خون سے نکل گیا ہوتا ہے یعنی جس طرح تیر جسم سے نکلنے کے بعد صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ (خارجی) ایمان سے محروم ہوتے ہیں۔ ان میں ذرا سا بھی ایمان نہ ہوگا) ان کی نشانی ہے کہ ان میں ایک سیاہ آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مانند یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا جو تھرتھراتا ہوگا۔ یہ لوگ گروہ بندی کے زمانے میں نکلیں گے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی ہے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا وہ آدمی (مقتولوں میں) تلاش کیا گیا اور آپ ﷺ کے پاس لایا گیا یہاں تک کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق دیکھا''۔

حدیث نمبر ۳

((وعن ابی سعید، قال: قال رسول الله ﷺ تکون امتی فرقتین، فیخرج من بینهما مارقةٌ، یلی قتلهم اولا هما بالحق))

((وفی لفظ: یمرق مارقةٌ عند فرقة من المسلمین، یقتلهما اولی الطائفتین بالحق)) (رواهما احمد و مسلم)

''حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ان دونوں میں سے ایک جماعت نکلے گی جنہیں وہ جماعت قتل کرے گی جو دونوں میں حق سے قریب تر ہوگی''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ ارتداد کی سزا دے متعلق احکام

5.1 مرتد کے قتل

مرتد کے لئے الردۃ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جس کے لغوی معنی راستے میں لوٹ جانا ہے اصطلاح میں اس سے مراد عاقل، بالغ مسلمان کا اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لینا۔ اس ضمن میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

﴿ومن یرتد منکم عن دینه فیمت وهو کافر اولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرة واولئک اصحاب النار هم فیها خالدون﴾ (البقرہ:۲۱۷)

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن عکرمة قال: اتی علی رضی الله عنه بز نادقة، فاحرقهم، فبلغ ذلک ابن عباس، فقال: لو کنت انالم احرقهم، لنهی رسو ل الله ﷺ قال: لا تعذبوا بعذاب الله، ولقتلتهم، لقول رسول الله ﷺ من بدل دینه فاقتلوه)) (رواه الجماعة الا مسلما ولی لابن ماجه منه سوی، من بدل دینه فاقتلوه)

((وفی حدیث لا بی موسی رضی الله عنه: ان النبی ﷺ قال له: اذهب الی الیمن، ثم اتبعه معاذ بن جبل، فلما قدم علیه القی له وسادة، وقال له: انزل، واذا رجلٌ عنده موثقٌ. قال: ماهذا؟ قال: کان یهودیاً، فاسلم، ثم تهود، قال: لا اجلس حتی یقتل، قضاء الله ورسوله)) (متفق علیه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.((وفی روایة لا حمد، قضی الله رسوله: ان من رجع عن دینه فاقتلوه، ولا بی داؤد فی هذه القصة، فاتی ابو موسی برجل، قد ارتد عن الاسلام، فدعا عشرین لیلة، او قریبا منها، فجاء ہ معاذ، فدعاه فابی، فرب عنقه))

ترجمہ: ''عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیق لوگ لائے گئے تو آپ نے انہیں جلانے کا حکم دیا۔ جب اس بارے میں حضرت ابن عباسؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر میں حضرت علیؓ کی جگہ پر ہوتا تو میں ان لوگوں کو کبھی نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی انسان کو جلانے سے اس لئے منع کر دیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے، بندوں کو یہ سزا نہیں دینی چاہیے۔ البتہ میں ان لوگوں کو قتل کر دیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اپنے دین کو بدل لے تو اسے قتل کر دو۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ کے سوا، صحاح ستہ کے تمام آئمہ نے روایت کیا ہے۔ امام ابن ماجہؒ کی روایت کردہ حدیث میں صرف یہ الفاظ ہیں کہ جو اپنا دین بدلے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

اس بارے میں حضرت ابو موسیٰؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن جانے کا حکم دیا۔ ان کے بعد حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھی یمن بھیجا۔ پس جب حضرت معاذؓ تشریف لائے تو ان کے لئے تکیہ رکھا گیا اور وہاں انہیں بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن ان کے پاس ایک قیدی شخص بھی تھا۔ تو انہوں نے پوچھا یہ قیدی کون ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک یہودی شخص تھا، جس نے پہلے اسلام قبول کیا پھر اسلام سے مرتد ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ جب تک وہ اسے قتل نہ کریں گے اس وقت تک نہیں بیٹھیں گے۔ کیونکہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہی فیصلہ ہے۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق، امام احمدؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ فیصلہ دیا تھا کہ جو آدمی بھی اپنے دین کو بدلے اسے قتل کر دو۔ اس بارے میں امام ابو داؤدؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس ایسے شخص کو لایا گیا کہ جو پہلے مسلمان تھا اور پھر مرتد ہو گیا تو آپ نے اسے بیس دن تک قید رکھا تا کہ وہ توبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ آئے تو انہوں نے بھی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کیا تو پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

حدیث نمبر۲

((وعن محمد بن عبدالله بن عبد القاری قال: قدم علی عمر بن الخطاب رجلٌ من قبل ابی موسی، فساله عن الناس، فاخبره، ثم قال: هل من مغربة خبر؟ قال: نعم قال رجل کفر بعد اسلامه، قال: فما فعلتم به ؟قال قربناه فضربنا عنقه، قال عمر: فهلاً حبستموه ثلاثاً، واطعمتوه کل یوم رغیفا واستتبتموه، لعله یتوب، ویراجع امر الله؟ اللهم انی لم احضر ولم ارض اذ بلغنی)) (رواه الشافعی)

ترجمہ: ''محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس حضرت ابوموسیٰؓ کی طرف سے ایک آدمی آیا تو آپ نے اس سے لوگوں کے حالات پوچھے تو اس نے آپ کو ان کے حالات بتائے۔ تو آپ نے کہا کہ اس دور کے علاقے کی کوئی نئی خبر ہو تو بتائیں تو اس آدمی نے کہا کہ ایک شخص اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ کافر ہو گیا تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا تو اس شخص نے کہا کہ ہم نے اسے قریب کیا اور اس کی گردن ماردی۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم نے اس کو قید میں کیوں نہ ڈال دیا اور وہ تین دن تک قید خانے میں پڑا رہتا۔ ہر روز تم اسے کھانے کی ایک روٹی دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کر لیتا اور دوبارہ مسلمان بن جاتا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے یہ اعلان کیا کہ اے اللہ میں اس شخص کے قتل سے بری ہوں، میں نہ تو اس کے قتل کے وقت موجود تھا اور جب اس کے قتل کی خبر مجھ تک پہنچی تو نہ میں نے اسے پسند کیا۔

اس حدیث کو امام شافعیؒ نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام

اس ضمن میں فقہی احکام حسب ذیل ہیں:

۱- اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے، اسلام کی رو سے کسی پر جبر نہیں کہ وہ ضرور اسلام قبول کرے لیکن اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو چھوڑنا قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس سے انتشار پیدا ہوتا ہے جو کہ منع اور حرام ہے اور نا قابل قبول ہے۔

۲- مرتد کے ارتداد کے بعد اس کی مسلمان بیوی سے اس کے تعلقات حرام ہو جاتے ہیں۔

۳- مرتد اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے کسی کا وارث نہیں بنتا اور نہ ہی اسے جائیداد سے حصہ ملتا ہے۔

5.2 رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی

فقہاء کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا، یا گالی دینا بھی ارتداد کی ایک صورت ہے۔ اور یہ نا قال قبول ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن الشعبی، عن علی رضی اللہ عنہ ان یھودیۃ، کانت تشتم النبی ﷺ، وتقع فیہ، فجخقھا رجلٌ، حتی ماتت، وابطل رسول اللہ ﷺ دمھا)) (رواہ ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت شعبیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی عزت پر ہاتھ ڈالا کرتی تھی۔ ایک شخص نے اسے گلا گھونٹ کر مار دیا رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا (یعنی قاتل کو قتل کر دیا گیا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن ابن عباس ان اعمی کانت له ام ولد، تشتم النبی ﷺ، وتقع فیه، فینهاها، فلا تنتهی، ویزجرها فلا تنزجو، فلما کان ذالت لیلة جعلت تقع فی النبی ﷺ، وتشتمه، فاخذ المعول، فوضعه فی بطنها، فاتکا علیها فقتلها، فلما اصبح ذکر ذلک للنبی ﷺ، فجمع الناس، فقال: انشد الله رجلاً فعل مافعل، لی علیه حقّ الا قام: قال: فقام الاعمی یتخطیّ الناس، وهو یتدلدل فی مشیه، حتی قعد بین یدی النبی ﷺ، فقال: یارسول الله، انا صاحبها کانت تشتمک، وتقع فیک، فانها ها فلا تنتهی، وأزجرها، فلا تنزجر، ولی منها ابنان مثل اللؤلؤتین، وکانت بی رفیقة، فلما کان البارحة))

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک نابینے (صحابی) کی ایک ام ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی عزت پر حملہ کیا کرتی تھی۔ وہ اسے منع کرتے رہتے تھے مگر وہ باز نہیں آتی اور ان کی ڈانٹ کا بھی اثر نہیں لیتی تھی۔ ایک دن یہ رسول اللہ ﷺ کی عزت پر حملہ کرنے لگی اور آپ ﷺ کو گالیاں دینے لگی۔ نابینا نے پھاوڑا لے کر اس کے پیٹ میں گھونپ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اسے مار ڈالا، صبح کو آپ ﷺ سے ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا میں اسے اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ حرکت کی اور اس پر میرا حق ہے کہ وہ ضرور کھڑا ہو جائے۔ اس پر نابینا کھڑا ہوا اور لوگوں کی گردنوں سے پھاندتے ہوئے ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر بیٹھ گئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں اس کا مالک ہوں۔ یہ آپ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گواہ رہو کہ اس عورت کے قتل کا کوئی قصاص نہیں۔ اس حدیث کو امام ابو داوٗدؒ اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ نے بھی اسے اپنے باپ عبداللہ سے روایت کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۳

((عن انس قال: مر یهودی برسول الله ﷺ فقال: السام علیک، فقال رسول الله ﷺ ((وعلیک)) فقال رسول الله ﷺ ((اتدرون ما یقول؟ قال: السام علیک)) قالوا یارسول الله الا نقتله؟ قال ((لا، اذا سلمّ علیکم اهل الکتاب، فقولوا: وعلیکم)) (رواه احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی گزرا اور اس نے کہا السام علیک (تجھے موت آئے) آپ ﷺ نے فرمایا وعلیک پھر آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا جانتے ہو اس نے کیا کہا؟ اس نے السام علیک کہا ہے۔ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ کیا ہم اسے قتل نہ کردیں؟ فرمایا نہیں جب تمہیں اہل کتاب سلام کریں تو وعلیکم جواب میں کہہ دیا کرو''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط فقہی احکام

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اسے قتل کردیا جائے۔ امام ابن منذرؒ نے تو اس پر فقہاء کا اجماع نقل کیا ہے۔ ان کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دے اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے، شافعی فقہاء میں سے ابوبکر فارسی کا مسلک تو اور بھی سخت تھا۔ ان کے نزدیک چونکہ حضور ﷺ کا گالی دینا کفر ہے۔ اس لئے ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی اور اسے اس جرم کے بدلے میں قتل کرنا ہوگا۔ تاہم معتزلہ کے ایک امام قفالؒ کا مسلک جمہور علماء سے مختلف تھا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے سے ایک انسان کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے اسلام کے دعوی کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس پر شرعی حد نافذ کی جائے گی۔ یہ جرم قذف کی شرعی حد کے دائرے میں آتا ہے۔ اس لئے اس پر قذف کی شرعی حد یعنی اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

اگرچہ بعض آئمہ نے ایسے مجرم کے قتل پر جمہور فقہاء کے اجماع کا دعوی کیا ہے۔ لیکن اس جرم کی سزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تفصیلات کے بارے میں ان کے درمیان بڑے اختلافات ہیں۔ مثلاً اگر کوئی غیر مسلم ذمی اس قسم کے جرم کا ارتکاب کرے اس کی سزا، ان کے نزدیک قتل ہے۔ لیکن اگر وہ غیر مسلم اس جرم کے ارتکاب کے بعد صدق دل سے اسلام قبول کر لے تو پھر اسے معاف کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان اس قسم کے جرم کا ارتکاب کرے گا تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اسے قتل کی سزا دی جائے گی۔ امام لیثؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا مسلک یہ ہے کہ اس بارے میں غیر مسلم مجرموں سے بھی کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔ یعنی اگر وہ اسلام بھی قبول کر لیں تو پھر بھی انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔

اس کے برعکس امام اوزاعیؒ اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو وہ دین اسلام سے مرتد ہو جائے گا اور اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ توبہ کرے۔ اگر توبہ کرے گا تو پھر اسے معاف کر دیا جائے گا۔ وگرنہ اس کا قتل جائز ہوگا۔ کوفہ کے فقہاء جن میں حنفی فقہاء بھی شامل ہیں ان کے نزدیک اگر کوئی غیر مسلم ذمی شخص اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو اسے قتل تو نہیں کیا جائے گا تاہم اسے سزا دی جائے گی جو شرعی حد کی سزا سے کم ہوگی۔ لیکن اگر کوئی مسلمان اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو ان کے نزدیک وہ مرتد شمار ہوگا۔

غیر مسلموں کو قتل نہ کرنے کے بارے میں اس حدیث رسول سے استدلال کیا جاتا ہے کہ بعض یہودی آپ ﷺ پر سلامتی کا سلام کہنے کی بجائے ''السام'' کے لفظ کو استعمال کرتے تھے۔ جس کے معنی موت کے ہیں۔ تو ان حضرات کے نزدیک یہ سنگین قسم کی گالی تھی، لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ان کے قتل کی اجازت نہ دی۔ جبکہ دوسرے فقہاء جو ایسے غیر مسلم مجرموں کے قتل کے حق میں ہیں ان کے نزدیک یہ صریح گالی نہیں تھی بلکہ ان لوگوں نے صرف اپنی زبانوں کو ٹیڑھا کیا تھا۔ بعض فقہاء نے اس بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تالیف قلب کے لئے انہیں قتل نہیں کیا تھا۔ لیکن قتل کے علاوہ بھی آپ ﷺ نے انہیں کوئی سزا نہیں دی تھی۔ جن فقہاء نے اس جرم کے سد باب کو ضروری سمجھا تو فتویٰ دیا کہ ایسے مجرموں کو کچھ نہ کچھ سزا ضرور دی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے غیر مسلم مجرموں کو قتل نہ کرنے کے بارے میں ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے جو معاہدے کئے ان میں رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے کے جرم کا ذکر نہیں تھا۔ اس لئے انہیں اس جرم کی سزا موت نہ دی گئی انہیں صرف اس صورت میں ایسی سخت سزا دی جاسکتی ہے کہ جب وہ عہد نامہ کی شرائط کی خلاف ورزی کریں۔ جب کہ بعض فقہا کی رائے یہ تھی کہ حضور ﷺ کو گالی دینے سے ان سے کیا گیا عہد نامہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے وہ قتل کی سزا کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ ہاں اگر اس جرم کے ارتکاب کے بعد وہ سچے دل سے مسلمان ہو جائیں تو پھر انہیں معاف کیا جاسکتا ہے۔ ان کا مسلمان ہونا توبہ کرنے کے برابر سمجھا جائے گا۔ ہاں اگر یہ لوگ کسی مسلمان کو قتل کریں گے تو پھر قصاص میں انہیں قتل کیا جائے گا۔ اس لئے بعض فقہاء نے اس مسئلہ سے استدلال کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے کے جرم کو بھی کسی مسلمان کے قتل کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک ایسے جرم کے مرتکب غیر مسلم کا قتل جائز ہوگا۔ اور یہ جو رسول اللہ ﷺ نے ایسے یہودی مجرموں کو قتل نہیں کیا تھا، تو اس کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ ان کی تالیف کے لئے کیا ہو، یا یہ کہ آپ ﷺ نے ان کے اس قول کو صریح گالی قرار نہ دیا ہو۔

5.3 خود آزمائی نمبر ⑤

۱- سنت الرسول ﷺ کی روشنی میں جرم ارتداد کی سزا تفصیلی بیان کریں۔

۲- رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی کیا سزا ہے۔ تفصیلی بیان کریں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑯

جہاد کے مسائل

تألیف: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف	813
یونٹ کے مقاصد	814
1 جہاد کی اہمیت وفضیلت	815
1.1 جہاد کی ترغیب	815
1.2 جہاد فرض کفایہ	818
1.3 جہاد کے لئے تیاری	819
1.4 جہاد میں غیر مسلموں سے تعاون لینا	820
1.5 خود آزمائی نمبر 1	823
2 جہاد میں حربی چالیں	824
2.1 باہم مشورہ	824
2.2 دشمن کے اعزائم کی خبر رکھنا اور خفیہ بندوبست	829
2.3 جنگ میں عورتوں، بچوں، عبادت گزاروں اور بوڑھوں کو قتل کرنیکی ممانعت	831
2.4 خود آزمائی نمبر 2	835
3 اثار الحرب	836
3.1 مال غنیمت	836
3.2 جنگی قیدیوں کا مسئلہ	839
3.3 امان دینے کے مسائل	842
3.4 خود آزمائی نمبر 3	843

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

جہاد مسلمانوں کا نمایاں امتیاز ہے۔ اس کے ذریعے مسلمان اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کا تحفظ ہمیشہ جہاد کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ قربانی کا وہ جذبہ جو جہاد کی وجہ سے مسلمانوں میں ہے وہ کسی اور قوم میں نہیں ہے۔ عام طور پر انسانوں کے لیے زندگی قیمتی ترین متاع ہوتی ہے لیکن جہاد کے لیے تیار ہو جانے والی قوم کے لیے اس دنیا کی زندگی بے معنی ہو جاتی ہے اور وہ آخرت میں سرخرو ہونے کے لیے سرگرم ہو جاتی ہے۔ جہاد کی فرضیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ سنت الرسول ﷺ میں ایسی بہت ساری تفاصیل موجود جو جہاد کی اہمیت اس کی چالوں اور جنگوں کے بعد کے حالات میں رہنمائی کرتی ہیں۔ ان ہی تفاصیل کو اس یونٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض و مقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ سنت رسول ﷺ کی روشنی میں:

- جہاد کی اہمیت وفضیلت کو جان سکیں۔
- جہاد میں مختلف حربی چالوں کے متعلق اسلامی نقطہ نگاہ سمجھ سکیں۔
- جنگ کے بعد کی صورت حال سے نبٹنے کے لیے سنت رسول ﷺ سے رہنمائی لے سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① جہاد کی اہمیت وفضیلت

1.1 جہاد کی ترغیب

جہاد کا لفظ جہد سے مشتق ہے جس کے معنی طاقت اور مشقت کے ہیں۔ دشمن کے مقابلہ میں مدافعت کے لئے کوشش کرنا بھی جہاد ہے۔ تمام شریعتوں میں جہاد کا تصور رہا ہے۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس نے اپنے دفاع کے سلسلہ میں جہاد کے وسیلے کو استعمال نہ کیا ہو۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن انسٍ رضی اللہ عنہ، ان النبی ﷺ قال: لغدوۃ او روحۃٌ فی سبیل اللہ خیرٌ من الدنیا ومافیہا)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن ابی عبسٍ الحارثی، قال سمعت النبی ﷺ یقول: من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار)). (رواہ احمد والبخاری والنسائی والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابوعبس حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جس کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرمادے گا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۳

((وعن ابی ایوب قال: قال رسول اللہ ﷺ: غدوۃٌ او روحۃٌ فی سبیل اللہ خیرٌ مما طلعت علیه الشمس وغربت)). (رواہ احمد و مسلم والنسائی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ایوبؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام اس سے بہتر ہے جس سے سورج طلوع وغروب ہوتا ہے''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن ابی موسی قال: قال رسول اللہ ﷺ:ان ابواب الجنة تحت ظلال السیوف)). (رواہ احمد و مسلم والترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

((وعن ابن ابی اوفی ان رسول اللہ ﷺ قال: ان الجنة تحت ظلال السیوف)) (رواہ احمد والبخاری)

ترجمہ: ''حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقین مانو جنت تلواروں کے سائیوں کے نیچے ہے''۔

(ب) احادیث کی تشریح اور ان سے مستنبط فقہی احکام

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے اور پھر متعدد دوسری احادیث سے ان کی تائید کی ہے۔ جس میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لفظ جہاد کے لفظی معنی تو مشقت کرنے کے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد دشمن کے خلاف جہاد کرنے میں اپنی کوششیں صرف کرنا ہے۔ شیطان کے خلاف اور نفس کے خلاف بھی جہاد کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نفس کا مجاہد یہ ہے کہ انسان اسلامی تعلیمات کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ شیطان کے خلاف جہاد کا مطلب یہ ہے کہ برائیوں کے خلاف جہاد کیا جائے۔ مختصر یہ کہ جہاد ہاتھوں، زبان اور دل سے کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک دشمن کے خلاف جہاد کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے تو شروع میں یہ مہاجرین مسلمانوں پر فرض تھا جب کہ دوسروں کے لئے فرض کفایہ تھا۔ فرض کفایہ سے مراد یہ ہے کہ اگر معاشرے کے کچھ لوگ اس فرض کو ادا کر دیں تو باقی کی طرف سے بھی ادا سمجھا جائے گا۔ بعض آئمہ نے کہا کہ یہ شروع میں انصار مدینہ پر فرض عین تھا جب کہ دوسرے مسلمانوں کے لئے فرض کفایہ تھا۔ بعض آئمہ نے کہا کہ جس لڑائی میں خود رسول اللہ ﷺ شریک ہوتے تھے، اس میں شریک ہو کر جہاد کرنا، اس وقت کے تمام مسلمانوں پر فرض تھا۔ آپ ﷺ کے بعد اس کی شرعی حیثیت فرض کفایہ کی ہے۔ ہاں اگر کسی وقت سخت ضرورت پڑ جائے تو پھر یہ تمام مسلمانوں پر فرض عین تصور کیا جائے گا۔ اس کا فیصلہ وقت کا اسلامی حکمران کرے گا۔ بعض فقہاء نے کہا کہ سال میں کم از کم ایک دفعہ جہاد میں شریک ہونا فرض ہے۔

حق بات یہ ہے کہ دشمن کے خلاف جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے وہ فریضہ اپنے ہاتھوں سے سرانجام دے یا زبان اور مال خرچ کر کے ایسا کرے۔ جہاد مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہی مسلمانوں پر فرض ہوا تھا۔ ان احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔ تو اس سے مراد دنیاوی زندگی کی بے حقیقی اور جہاد کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ تاکہ مسلمان دنیاوی لذات میں مشغول ہو کر جہاد کے فریضے کو بھول نہ جائیں۔ اس لئے اگر کوئی مسلمان تھوڑی سی مدت کے لئے بھی جہاد میں شریک ہوگا تو وہ جنت کا حقدار ہوگا۔ اس تھوڑی سی مدت کے لئے عربوں کی یہ اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ یعنی اونٹنی کے دو وقت کا دودھ دینے کے درمیان کا وقفہ جسے عرب لوگ تھوڑے عرصے کے لئے بطور ضرب المثل پیش کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1.2 جہاد فرض کفایہ

جہاد ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرض کفایہ ہے اگر کچھ مسلمان بھی اس فرض کو ادا کر دیں تو یہ ادا ہو جاتا ہے۔ اس سے دشمن سے دفاع ممکن ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یاایھا الذین امنوا خذوا حذرکم فانفرو اثبأت أو انفروا جمیعاً﴾

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن عروۃ بن الجعد البارقی عن النبی ﷺ قال: الخیل معقودٌ فی نواصِیَھا الخیر، ولاجر، والمغنم الی یوم القیامۃ)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت عروہ بن جعد بارقی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک بھلائی (ثواب وغنیمت) بندھی ہوئی ہے''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن انسٍ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ثلاثٌ من اصل الایمان: الکف عمن قال: لا الہ الا اللہ، لا نکفرہ بذنب، ولا نخرجہ من الاسلام بعملٍ، والجھاد فی سبیل اللہ ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل آخر امتی الدجال لا یبطلہ جور جائِرٍ، ولا عدلُ عادلٍ، والایمان بالأقدار)) (رواہ ابوداود و حکاہ احمد وفی روایۃ ابنہ عبداللہ))

ترجمہ: ''حضرت انس ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایمان کی جڑ ہیں۔ لا الہ الا اللہ کہنے والے سے رک جانا اسے کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں۔ اور کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کی وجہ سے اسلام سے خارج نہ سمجھیں اور جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے برابر جہاد جاری رہے گا تا آنکہ میری آخری امت دجال سے جہاد کرے گی۔ اسے ظالم امام کا ظلم اور عادل امام کا عدل باطل نہیں کر سکتا اور تقدیر پر ایمان لانا''۔

1.3 جہاد کے لئے تیاری

جہاد ہر بالغ اور صحیح مال پر فرض ہے جو کہ اپنے مال میں سے اتنا پائے جو اس کے لئے اور اس کے گھر والوں کے لئے کافی ہوتا ہم بچوں، عورتوں بوڑھوں مریضوں وغیرہ پر جہاد کے لئے جانا لازمی نہیں ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرجٌ اذا نصحوا لله ورسوله﴾

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابی موسی قال: سئل رسول الله ﷺ عن الرجل، یقاتل شجاعة، ویقاتل حمیّة، یقاتل ریاءً، فای ذلک فی سبیل الله؟ فقال: من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا، فهو فی سبیل الله)) (رواه الجماعة)

ترجمہ: ''حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بہادری کے لئے غیرت کے لئے اور دکھاوے کے لئے جنگ کرتا ہے ان میں سے کون اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا جو اس لئے جنگ کرتا ہے کہ اللہ کے دین کا بول بالا ہو وہی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن عبدالله بن عمرو قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: مامن غازية تغزوا في سبيل الله، فيصيبون غنيمة الا تعجلوا ثلثي اجرهم من الآخرة، ويبقى لهم الثلث، وان لم يصيبوا غنيمة تم لهم اجرهم)) (رواه الجماعة، الاالبخارى والترمذى)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا مجاہدوں کی جس جماعت کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے مال غنیمت مل جائے اس نے آخرت میں ملنے والے اجر کا دو تہائی حاصل کرلیا اور ایک تہائی باقی رہ گیا اور اگر مال غنیمت نہ ملے تو آخرت میں پورا پورا اجر ملے گا''۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابى امامة قال: جاء رجلٌ الى النبى ﷺ فقال: ارايت رجلاً غزا يلتمس الاجر والذكر، ماله؟ فقال النبى ﷺ ((لا شئى له)) فاعداها ثلاث مراتٍ، يقول له رسول الله ﷺ ((لاشئى له)) ثم قال ((ان الله لا يقبل من العمل الا ماكان له خالصاً وابتغى به وجهه)) (رواه احمد والنسائى)

1.4 جہاد میں غیر مسلموں سے تعاون لینا

جہاد کے لئے منافقین، فاسقین وغیرہ سے مدد لینا درست ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن عائشة رضى الله عنها قالت: خرج النبى ﷺ قبل بدر، فلما كان بحرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الوبرة ادركه، رجلٌ قد كان يذكر منه جراةٌ ونجدةٌ ففرح به اصحاب رسول الله ﷺ، حين راوه، فلما ادركه، قال جئت لا تبعك واصيب معك، فقال له رسول الله ﷺ ((تومن بالله ورسوله؟، قال: لا، قال: فارجع، فلن استعين بمشرك، قالت: ثم مضى، حتى اذا كان بالشجرة ادركه الرجل، فقال له كما قال اول مرةٍ فقال له النبي ﷺ كما قال في اول مرةٍ، فقال لا قال:فارجع فلن استَعِينَ بمشرِكٍ، قالت: فرجع، فاردكه بالبيداء فقال له كما قال اول مرةٍ: تؤمن باللهِ ورسوله؟، قال نعم، فقال له: فانطلق)) (رواه احمد ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کے لئے جانے کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ سے باہر حرہ وبرہ کی بستی کے قریب پہنچے تو ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا جو اپنی بہادری اور شرافت کے لئے مشہور تھا۔ تو اسے دیکھ کر صحابہ کرامؓ بڑے خوش ہوئے۔ لیکن جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور کہا کہ وہ اس لئے آیا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ دشمن کے خلاف جہاد میں شریک ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے کہا کہ وہ واپس چلا جائے ہم جہاد میں مشرکوں کی مدد حاصل نہیں کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ شخص چلا گیا لیکن جب رسول اللہ ﷺ شجرہ کی بستی کے قریب پہنچے تو وہ شخص پھر حاضر خدمت ہوگیا۔ اور پہلے کی طرح جہاد میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے کی طرح اس سے پوچھا کہ کیا وہ اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان رکھتا ہے تو اس نے پھر نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اسے پہلے کی طرح فرمایا کہ وہ واپس چلا جائے۔ ہم جہاد میں مشرک لوگوں سے مدد نہیں لیتے۔ تو وہ شخص دوبارہ واپس چلا گیا۔ لیکن جب آپ ﷺ بیداء کی بستی کے قریب پہنچے تو پھر اس نے اپنی خدمات پیش کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پہلے کی طرح کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا تو آپ ﷺ سے اس نے کہا اب کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا اب وہ ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہو سکتا ہے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر۲

((وعن حبیب بن عبدالرحمن عن ابیه عن جده، قال: اتیت رسول الله ﷺ، وهو یرید غزوا، انا ورجلٌ من قومی ولم نسلم، فقلنا:اِنَّا نَستَحيِ ان یشهد قومنا مشهد الا نشهد معهم، فقال((اسلمتما؟)) فقلنا:لا، قال: فانا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین، قال: فاسلمنا وشهدنا معه')). (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت حبیب بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں اور میری قوم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ جنگ کے ارادہ فرما رہے تھے۔ اس وقت ہم مسلمان نہ تھے۔ ہم نے کہا ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم جنگ میں جائے اور ہم ان کے ساتھ شریک نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا مسلمان ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں مشرکوں کے خلاف مشرکوں کی مدد کی ضرورت نہیں۔ پھر ہم مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ شریک جنگ ہوئے''۔

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام اور تشریح

ان تمام احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ لیکن امام زہریؒ کی روایت کردہ حدیث کہ جس میں صحابہ کا نام نہیں دیا گیا تو اسے انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کی تائید میں کچھ دوسری احادیث بھی پیش کی گئی ہیں لیکن آئمہ حدیث نے ان سب احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کی بجائے انہوں نے ایسی ہی ایک دوسری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کہ جس میں یہود کے ایک قبیلے کے لوگوں نے اپنی جنگی خدمات پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہی سوال کیا کہ کیا وہ اسلام لا چکے ہیں؟ تو انہوں نفی میں جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جہاد میں مشرکوں کی خدمات حاصل نہیں کرتے۔ تو پھر ان یہودیوں نے اسلام قبول کرلیا تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ جہاد میں شمولیت کی اجازت دے دی۔

ان احادیث کی روشنی میں جمہور فقہاء نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اسلامی جہاد میں مشرکوں سے مدد لینی جائز نہیں۔ تاہم اس بارے میں آئمہ اہل بیت، امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے شاگرد فقہاء کا مسلک جمہور فقہاء سے مختلف ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی جہاد میں کافروں اور فاسقوں کی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ جنگ کے بارے میں اسلامی احکامات کی پوری طرح پابندی کریں۔ اس کے لئے انہوں نے حدیث باب سے بھی استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر یہودیوں کی خدمات حاصل کی تھیں پھر جنگ حنین میں ایک مشرک صفوان بن امیہ کو بھی جہاد اسلامی میں شریک کیا تھا۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے روم کے عیسائیوں کے ساتھ صلح کر کے مشترکہ دشمن کے خلاف لڑنے کی پیش گوئی کی تھی۔

1.5 خود آزمائی نمبر ①

۱۔ جہاد کی فرضیت سنت نبوی کی روشنی میں ثابت کریں۔

۲۔ جہاد کے لئے کیسے تیاری کی جاتی ہے؟

۳۔ جہاد میں غیر مسلموں سے کس حد تک تعاون لیا جاسکتا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② جہاد میں حربی چالیں

2.1 باہم مشورہ

جنگ کے علاوہ بھی اگرچہ مشورہ کی بہت اہمیت ہے لیکن جنگ میں تو خاص طور پر یہ بہت ضروری ہے۔ اس لئے قائد لشکر کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مشورہ کیا کرے اور ان کی رائے کا احترام کرے اور اپنی رائے زبردستی ان پر نہ ٹھونسے اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وشاورهم في الامر ﴾

اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((وعن ابی هريرة قال: مارایت احداً قط کان اکثر مشورة لا صحابه من رسول الله ﷺ)) (رواه احمد والشافعی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب سے مشورہ لیتا ہو''۔

حدیث نمبر ۲

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جنگ بدر کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس بارے میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مشورہ کیا لیکن آپ ﷺ نے ان کے مشورہ کو تسلیم نہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو اسے بھی آپ ﷺ نے پسند نہ کیا۔ اس پر انصار مدینہ میں سے حضر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اس بارے میں ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس اللہ تعالیٰ کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آپ ﷺ اگر حکم دیں گے کہ ہم اپنے گھوڑوں سمیت سمندر میں کود جائیں تو ہم ایسا کریں گے اور اگر آپ ﷺ کہیں گے کہ ہم اپنی سواریوں کو دریا کے دوسرے کنارے پر لے جائیں تو ہم ایسا کرنے میں ہچکچائیں گے نہیں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اکٹھا کیا اور وہ دشمن کے مقابلے کے لئے چل نکلے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام مسلم نے روایت کیا ہے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن معقل بن يسار: قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: مامن عبد يسترعه الله، يموت يوم يموت، وهو غاش لرعيته الا حرم الله عليه الجنة)) (متفق عليه)

ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ حاکم بنائے پھر جب وہ مرے اور اپنی رعیت سے خیانت کرتے ہوئے مرے تو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام فرما دیتا ہے''۔

2.2 امیر کی اطاعت

جس طرح امیر لشکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشورہ کرے اسی طرح لشکر یعنی جنود کے لئے بھی لازمی ہے کہ وہ اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر نظم وضبط ممکن نہیں ہے اور نظم وضبط کے بغیر جنگ میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اس ضمن میں احادیث حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ا

((عن معاذ بن جبلٍ عن رسول الله ﷺ قال: الغزو غزوان: فاما من ابتغی وجه الله، واطاع الامام، وانفق الکریمة ویاسر الشریک، واجتنب الفساد، فان نومه ونبهه اجر کله، واما من غزا فخرا ورِیَاءً، وَسُمْعَةً، وعصی الامام، وأَفسَدَ فِی ألارضِ، فانه لن یرجع بالکِفَافِ)) (رواہ احمد و ابو داود والنسائی)

ترجمہ: ''حضرت معاذ بن جبلؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا جنگ دو قسم کی ہے جس نے اللہ کی رضا تلاش کی، امام کی اطاعت کی، اپنا نفیس مال خرچ کیا شریک سے آسانی کی اور فساد سے بچا تو اس کے سونے جاگنے سب میں ثواب ہے۔ اور جس نے فخر وریا اور شہرت کے لئے جنگ کی امام کی نافرمانی کی اور گڑبڑ مچائی وہ برابر بھی ہو کر نہیں لوٹے گا۔

حدیث نمبر ۲

((وعن ابی هریرة ان النبی ﷺ قال: من اطاعنی فقد اطاع الله، ومن عصانی فقد عصی الله، ومن یطع الامری فقد اطاعنی ومن یعصی الامیر فقد عصانی))

(متفقی علیه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۳

((وعن ابن عباسٍ فی قوله:(اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامرمنکم)
قال: نزلت فی عبدالله بن حذافة بن قیسٍ بن عدی، بعثه النبیﷺ فی سریةٍ))
(رواه احمد والنسائی)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے ﴿اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی امرمنکم الایة﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہؓ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں اتری انہیں رسول اللہﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا تھا۔

تشریح

پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے اسلامی حکمران کی اطاعت کی تو وہ ایسا ہے کہ اس نے رسول اللہﷺ کی اطاعت کی ہے کیونکہ اس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دیا ہے۔ اور اگر کوئی اس کی نافرمانی کرے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔ اس بارے میں یہ ارشاد نبوی تھا کہ اگر مسلمان حکمران ظلم بھی کریں تو پھر بھی مسلمانوں کو ان کے خلاف بغاوت کرنے کی بجائے ان کے مظالم پر صبر سے کام لینا چاہیے۔

حدیث نمبر۴

((وعن علی قال: بعث رسول الله ﷺ سریةٍ واستعمل علیهم رجلا من الانصار، وامرهم ان یسمعوا له ویطیعوا، فاغضبوه فی شیئٍ، فقال: اجمعوا لی حطبا، فجمعوا له ثم قال: اوقدوا ناراًفاوقدوا، ثم قال: الم یامرکم رسول الله ﷺ ان تسمعوا لی وتطیعوا؟ قالوا بلیٰ قال فدخلوها، فنظر بعضهم الیٰ بعضٍ، وقالوا انما فررنا الیٰ رسول الله ﷺ من النار، فکانوا کذلک حتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکن غضبه، فطفت النار فلما رجعوا ذکروا ذلک لرسول الله ﷺ، فقال((لو دخلوها ماخرجوا منها ابداً:وقال: لا طاعة فی معصیة الله، انما الطاعة فی المعروف)) (متفق علیه)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک فوجی دستہ کسی مہم پر بھیجا آپ ﷺ نے اس پر ایک انصاری صحابیؓ کو امیر جیش مقرر کیا آپ نے دستہ کے ارکان کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرنا اور اس کی بات کو سننا تو کسی معاملے میں انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ سخت غصے ہوا۔ چنانچہ اس نے ایندھن لی لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دیا پھر ان کو آگ لگا کر بھڑ کا یا اور اپنے دستے کے لوگوں سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میرے ہر حکم کو ماننے اور سننے کا حکم نہیں دیا تھا۔ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ پھر اس جلتی آگ میں داخل ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس لئے کی تھی کہ آگ سے بچ جائیں چنانچہ ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ پس جب وہ لوگ مہم سے واپس آئے تو انہوں نے اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر زندگی بھر اس سے نہ نکل سکتے اور فرمایا کہ جس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، اسے ماننے کی ضرورت نہیں اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمدؒ متفق ہیں''۔

2.3 دشمن کے عزائم کی خبر رکھنا اور خفیہ بندوبست

جنگ میں دشمن کی چالوں کو جانے بغیر کامیابی ممکن نہیں، دشمن کی چالوں کی جاننے اور اپنے اخبار کو دشمن سے پوشیدہ رکھنا قدیم جنگی اسالیب میں سے ہے۔ اسلام نے بھی اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ل) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر۱

((عن کعب بن مالکٍ عن النبی ﷺ: انہ کان اذا اراد غزوۃً وریٰ بغیرھا))
(متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت کعب بن مالکؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اس کے راستے کی بجائے کسی دوسرے راستے کو اختیار فرماتے۔

حدیث نمبر۲

((وعن جابرٍ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: الحرب خدعۃٌ))

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑائی داؤ ہوتا ہے''۔

حدیث نمبر۳

((وعن جابرٍ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من یاتینی بخبر القوم؟، یوم الاحزاب، قال الزبیر: انا ثم قال: من یاتینی بخبر القوم؟: قال الزبیر: انا فقال النبی ﷺ: لکل نبی حواریٌ و حواریَّ الزبیر)) (متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب میں فرمایا میرے پاس کون دشمن کی خبر لائے گا؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی، میں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ پھر حضرت زبیرؓ نے عرض کی میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں''۔

حدیث نمبر۴

((عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ ﷺ: خیر الصحابۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اربعةٌ، وخير السرايا اربعمائة، وخير الجيوشِ اربعة آلاف، ولا يغلب اثنى عشر الفا من قلةٍ)) (رواه احمد و ابو داود والترمذی وقال: حديثٌ حسنٌ، وذكر انه' فی اکثر الروايات عن الزهری عن النبی ﷺ مرسلاً)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین دستہ چار سو کا ہے اور بہترین لشکر چار ہزار کا ہے۔ اور بارہ ہزار کا لشکر اپنی اقلیت کی وجہ سے شکست نہیں کھا سکتا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ اکثر روایتیں زہری سے نبی ﷺ سے مرسل ہیں''۔

ان احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دشمن کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے معروف راستہ اختیار کرنے کی بجائے غیر معروف راستہ اختیار کیا جنگ کے موقع پر فریقین ایک دوسرے کی نقل وحرکت کے بارے میں اپنے جاسوسوں سے معلوم حاصل کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو یہ خدشہ تھا کہ دشمن کو ان کے راستے کا علم ہوگا تو آپ ﷺ نے اصل راستہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کیا۔

دوسری احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ لڑائی میں دشمن کو دھوکہ دینا جائز ہے کیونکہ لڑائی میں فتح یا شکست زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو بچانے کے لئے دشمن کو دھوکہ دینا جائز ہے۔ تاکہ اس نے اپنے جاسوسوں کے ذریعے ان کی نقل وحرکت کے بارے میں جو معلومات حاصل کر رکھی ہوں اور اس کے نتیجے میں اپنی مخالف فوج کو وہ زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہو تو اسے دھوکہ دے کر متعلقہ فوج اپنے آپ کو اس نقصان سے بچا سکتی ہے۔

2.4 جنگ میں عورتوں، بچوں، عبادت گزاروں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت

اسلام نے صرف ضرورت کی بناء پر جنگ کو جائز قرار دیا ہے۔ اس لئے جنگ میں صرف اسی کو قتل کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز ہے جو مقابل ہو۔ جو جنگ سے بچنا چاہتا ہو اس کا قتل کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ جنگ میں عورتوں، بچوں، عبادت گزاروں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ اس ضمن میں ارشادِ نبوی ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن ابن عمر رضی الله عنهما، قال: وجدت امراۃٌ مقتولة فی بعض مغازی رسول الله ﷺ، فنهی رسول الله ﷺ ((عن قتل النساء والصبیان)) (رواه الجماعة الا النسائی)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ایک غزوہ میں ایک مقتولہ عورت پائی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن رباح بن ربیع انه خرج مع رسول الله فی غزوة غزاها، وعلی مقدمته خالد بن الولید، فمر رباحٌ واصحاب رسول الله ﷺ علی امراۃٍ مقتولةٍ، مِمَّا اصاب المقدمة فوقفوا ینظرون الیها، یعنی ویعجبون من خلقها. حتی لحقهم رسول الله ﷺ علی راحلته فانفرجوا عنها، فوقف علیها رسول الله ﷺ علی راحلته فانفرجوا عنها، فوقف علیها رسول الله ﷺ فقال: ماکانت هذه لتقاتل، فقال لا حدهم: الحق خالدا، فقل له: لا تقتلوا ذریةً ولا عسیفاً)) (رواه احمد وابو داؤد)

ترجمہ: ''حضرت رباح بن ربیع سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں روانہ ہوئے۔ مقدمۃ الجیش پر حضرت خالد بن ولیدؓ تھے پس رباح اور صحابہؓ ایک قتل کی ہوئی عورت کے پاس سے گزرے جسے مقدمۃ الجیش کے کسی غازی نے قتل کیا تھا۔ صحابہؓ کھڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوکر اس کو دیکھنے لگے اور اس کے حسن پر تعجب کرنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں اپنی سواری پر آ گئے۔ صحابہؓ نے ہٹ کر آپ کو جگہ دے دی۔ آپ ﷺ نے اس پر کھڑے ہوکر فرمایا یہ تو جنگ کرنے کے لائق بھی نہ تھی۔ پھر ایک شخص سے کہا خالد سے جا کر کہو عورتوں، بچوں اور مزدوروں کو قتل نہ کرو''۔

حدیث نمبر ۳

((وعن انسٍ ان رسول الله ﷺ قال: انطلقوا بسم الله، وبالله، وعلى ملة رسول الله، لا تقتلوا شيخاً فانياً، ولا طفلاً صغيراً، ولا اِمرَاةً، ولا تغلوا، وضموا غنائمكم، وأصلحوا، وأحسِنُوا ان الله يحب المحسنين)) (رواه ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اللہ کی توفیق سے اللہ کے رسول کے مذہب پر آگے بڑھو۔ انتہائی بوڑھے کو، چھوٹے بچے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا اور نہ چوری کرنا اور مال غنیمت جمع کر دینا اور اصلاح کرنا اور احسان کرنا کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

حدیث نمبر ۴

((وعن الاسود بن سريع قال: قال رسول الله ﷺ: لا تقتلوا الذرية فى الحرب: قالوا يارسول الله أَوَلَيس هم اولاد المشركين؟ قال: اوليس خياركم اولاد المشركين؟)) (رواهن احمد)

ترجمہ: ''حضرت اسود بن سریعؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑائی میں بچوں کو قتل نہ کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ مشرکوں کی اولاد نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے بہترین لوگ مشرکوں کی اولاد نہیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۵

((عن صفوان بن عسالٍ قال: بعثنا رسول اللہ ﷺ فی سریة، فقال: سیروا باسم اللہ وفی سبیل اللہ، قاتلوا من کفر باللہ، ولا تُمثلوا، ولا تغدروا، ولا تقتلو ولیداً)) (رواہ احمد و ابن ماجہ)

((وعن ابی ہریرة قال: بعثنا رسول اللہ ﷺفی بعث، فقال: ان وجدتم فلانا وفلانا. لرجلین من قریش، سمَّاھُمَا فأَحرِقُوھُما بالنار: قم قال، حین اردنا الخروج: انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلاناً، وفلاناً، وان النار لا یعذب بھا الا اللہ: فان وجدتموھما فاقتلوھما)) (رواہ احمد والبخاری وابوداود والترمذی وصححہ)

((وعن یحیی بن سعید ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: بعث جیوشاً الی الشام، فخرج یمشی مع یزید بن أبی سفیان،وکان یزید امیرٌ ربع من تلک الارباع، فقال انی موصیک بعشر خلالٍ: لا تقتلوا امرأة، ولا صبیاولا کبیراً ھرما، ولا تقطع شجراً مثمراً، ولا تخربن عامراً، ولا تعقرن شاة، ولا بعیراً، الا لما کلةٍ، ولا تغرقن نخلاً، ولا تحرقه، ولا تغلل، ولا یجبن)) (رواہ مالک فی الموطا عنه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور نام لے کر فرمایا اگر فلاں فلاں کو پاؤ تو ان دونوں کو آگ میں جلا دینا۔ پھر جب ہم نے جانے کا ارادہ کیا تو فرمایا میں نے تمہیں حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ میں جلا دینا۔ آگ سے اللہ ہی عذاب دیتا ہے۔ اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو قتل کر دینا۔

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے شام کی طرف لشکر بھیجے آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت یزید بن ابی سفیان کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔حضرت یزیدؓ ان میں سے ایک چوتھائی لشکر کے امیر تھے۔آپ نے فرمایا میں تمہیں دس باتوں کی تاکید کرتا ہوں۔عورت کو قتل نہ کرنا، نہ بچے کو نہ انتہائی بوڑھے کو، نہ پھلدار درخت کاٹنا، نہ عمارت گرانا، نہ بکری یا اونٹ مارنا، ہاں کھانے کے لئے ذبح کئے جائیں تو خیر، نہ کھجور کا درخت کاٹنا نہ جلانا، نہ خیانت کرنا اور نہ بزدل بننا''۔

حدیث نمبر ٦

((وعن جرير بن عبدالله قال: قال لي رسول الله ﷺ الا تر يحي من ذي الخلصة؟: قال: فانطلقت في خَمسِينَ وَمِائَةَ فارسٍ من أَحمس، وكانوا اصحاب خيل، وكان ذوالخلصة بيتاً باليمن لخثعم وبحيلة، فيه نصبٌ تعبد، يقال لها: الكعبة اليمانية، قال: فاتاها، فحرقها بالنار، كَسَرَها، ثم بعث رجلاً من أَحمس، يكنى ابا أرطَاة اِلٰى نبي الله ﷺ يبشره بذلک، فلما اتاه قال: يارسول الله، والذي بعثک بالحق، ماجِئت حتى تركتها كأنّها جَمَلٌ أجرَبُ قال: فبرکَ النبي ﷺ على خيل احمس، ورجالها خمس مراتٍ)) (متفقٌ عليه)

ترجمہ: ''حضرت جریر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے راحت نہ پہنچاؤ گے۔میں ڈیڑھ سو بہادر سواروں کو لیکر نکلا وہ سب شہ سوار تھے۔ذو اخلصہ یمن میں خثعم وبجیلیہ کا ایک بت خانہ تھا جسے یمنی کعبہ کہا جاتا تھا اور اس میں بت تھے جن کو پوجا جاتا تھا۔حضرت جریر وہاں پہنچے اور اس میں آگ لگا دی اور توڑ پھوڑ دیا۔پھر ایک قریشی حضرت ابوارطاۃ کو خوشخبری سنانے کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔جب وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے اس کو اس حالت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑا گویا کہ وہ خارشی اونٹ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پانچ بار مضبوط گھوڑوں اور ان کے شہ سواروں کے لئے برکت کی دعا کی''۔

2.5 خود آزمائی نمبر ②

۱- سنت رسول ﷺ کی روشنی میں واضح کریں کہ جنگ میں کس قسم کی جنگی چالیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔

۲- امیر کی اطاعت کے ضمن میں سنت نبویہ میں کیا تعلیم ملتی ہے؟

۳- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ اثار الحرب

3.1 مال غنیمت

غنائم غنیمت کی جمع ہے اور لغت میں اس سے مراد وہ مال ہے جو انسان بغیر جدوجہد کے حاصل کرے۔ شرع اسلام میں غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو جنگ کے بعد دشمنان اسلام سے اخذ کر لیا جائے۔ مال غنیمت میں اموال منقولہ جنگی قیدی اور زمین وغیرہ شامل ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبر ۱

((عن عمرو بن عبسة قال: صلی بنا رسول اللهﷺ الی بعیر من المغنم، فلما سلم، اخذ وبرة من جنب البعیر، ثم قال: ولا یحل لی من غنائمکم مثل هذا الا الخمس، والخمس مردودٌ فیکم)) (رواه ابو داؤد، والنسائی بمعنا)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن عبسہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں غنیمت کے ایک اونٹ کی طرف نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر اونٹ کی پشت سے ذرا سی اون لے کر فرمایا تمہارے غنیمت کے مال میں سے میرے لئے اتنا بھی حلال نہیں سوائے پانچویں حصے کے اور وہ بھی تمہیں پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ نسائی نے اس کے ہم معنی روایت کی ہے''۔

حدیث نمبر ۲

((وعن عبادة بن الصامت ان رسول الله ﷺ بهم فی غزوتهم الی بعیرٍ من المقسم، فلما سلَّم، قام الی البعیرِ من المَقسَمِ، فتَنَاوَلَ وَبَرَةً بین أنملَتَیهِ، فقال:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان هذه من غنائمكم، وانه ليس لي فيها الا نصيبي معكم، الا الخمس، وَالخُمُسُ مَردُودٌ عليكم، فادوا الخيط والمخَيطَ، واكبَرَ من ذٰلِكَ وَأَصغَرَ))

(رواه احمد في المسند)

ترجمہ: ''حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ان کی جنگ میں تقسیم کے اونٹ کی طرف نماز پڑھائی۔ پھر سلام پھیر کر تقسیم کے اونٹ کے پاس آ کر اس کی اون اپنی دو انگلیوں میں لی۔ پھر فرمایا یہ بھی تمہارے غنیمت کے مال میں سے ہے۔ میرے لئے اس غنیمت میں سے کچھ نہیں سوائے پانچویں حصے کے اور وہ بھی تمہیں پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ پس سوئی اور دھاگہ اور چھوٹی بڑی ہر چیز ادا کرو''۔

حدیث نمبر۳

((وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده، في قصة هو ازن. ان النبي ﷺ دنا من بعيرٌ، فاخذوبرة من سنامه، ثم قال: ياايها الناس، انه ليس لي من هذا الفيءِ شئي، ولا هذه، الا الخُمُسَ، والخُمُسَ مَردُودٌ عَلَيكُم، فَأَدُّوا الخَيطَ وَالمَخِيطَ)) (رواه احمد و ابو داود والنسائي ولم يذكر: وأدوا الخيط والمِخيطَ)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیبؒ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ (ہوازن کے قصے میں) کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹ کے قریب جا کر اس کی کوہان میں سے ذراسی اون لی۔ پھر فرمایا لوگو! میرے لئے اس غنیمت میں سے کوئی چیز حلال نہیں اور نہ یہ حلال ہے بجز پانچویں حصے کے اور پانچواں حصہ بھی تمہیں پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ لہٰذا سوئی دھاگہ تک ادا کرو۔ نسائی میں سوئی دھاگے ادا کرو کا ذکر نہیں ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے مستنبط فقہی احکام اور تشریح

ان میں سے پہلی دونوں احادیث کو آئمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ جہاں تک تیسری حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت کی گئی ہے، اس کے بارے میں پہلے بھی متعدد بار بتایا جا چکا ہے۔ کہ آئمہ حدیث کے نزدیک ان کی روایت کردہ تمام احادیث ضعیف شمار کی جاتی ہیں۔ تاہم جب ان کی روایت کردہ ضعیف احادیث کی تائید دوسری صحیح احادیث سے ہوتی ہے تو پھر فقہاء اس کی روایت کردہ احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مال غنیمت میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، کوئی آدمی اس میں سے سوئی دھاگہ یا اس سے کوئی معمولی چیز بھی اپنے لئے نہ رکھے۔ بلکہ سب کچھ جمع کرا دے۔

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان حکمران کے لئے مال غنیمت سے کچھ لینا جائز نہیں سوائے اس کے پانچویں حصے کے کہ جو سرکاری اخراجات کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور عام طور پر مجاہدین کی بھلائی پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ مال غنیمت کے اس پانچویں حصے میں سے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کی ضروریات، جنگ کے لئے گھوڑوں اور ہتھیاروں کے مہیا کرنے، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی مدد پر خرچ کیا جاتا ہے۔ باقی چار حصے جو مجاہدین میں تقسیم کئے جاتے تھے اس میں پیدل مجاہد کا ایک حصہ ہوتا تھا جبکہ سوار مجاہد کو اپنے ایک حصے کے علاوہ اس کے گھوڑے کے لئے بھی دو حصے دیئے جاتے تھے۔

عربوں میں رواج تھا کہ جنگ میں ان کا سپہ سالار مال غنیمت میں سے جو کچھ پسند کرتا تھا وہ اس کا حصہ شمار کیا جاتا تھا۔ اس حصے کو صفی کہتے تھے بعض فقہاء نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اس حصے کا جواز تسلیم کیا ہے۔ اس کی تائید میں انہوں نے جنگ بدر کا واقع پیش کیا ہے جب آپ ﷺ نے اس جنگ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت سے ذوالفقار نامی تلوار اپنے لئے مخصوص کر لی تھی۔ تاہم بعض فقہاء کی جانب سے اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ اس وقت تک مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس کے باوجود اہل بیت کا یہ مسلک ہے کہ مسلمان حکمران، مال غنیمت میں سے اپنی پسند کی چیز لے سکتا ہے۔ اس کی تائید میں انہوں نے حضرت صفیہ بنت حیؓ کا واقعہ پیش کیا ہے کہ جنگ خیبر کے مال غنیمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے لئے مخصوص کرلیا تھا۔ اس دلیل کے دو جواب دیئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ آپ نے خیبر کے تمام مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا تھا اور حضرت صفیہؓ کا تعلق اس حصے سے تھا جسے آپ نے تقسیم نہیں کیا تھا۔ بلکہ اسلامی حکومت کے اخراجات کے مخصوص کر دیا تھا اس بارے میں دوسری روایت یہ ہے کہ جب خیبر کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا تو حضرت صفیہؓ ایک صحابی وحیہ بن خلیفہ کلبیؓ کے حصے میں آئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے سات غلاموں کے عوض خرید لیا تھا۔

3.2 جنگی قیدیوں کا مسئلہ

جنگی قیدی بھی مال غنیمت کا حصہ ہی ہوتے ہیں۔ ان کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) بچے اور عورتیں۔ (۲) بالغ مرد جولڑائی کرنے کے قابل ہوں اور قیدیوں کے ساتھ نیکی کرتے ہوئے انہیں بغیر فدیہ کے بھی آزاد کیا جاسکتا ہے۔ اور فدیہ لیکر بھی ان کو آزاد کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں:

(ا) احادیث الرسول ﷺ

حدیث نمبرا

((عن أنسٍ ان ثمانين رجلاً من اهلِ مكة هَبَطُوا على النبى ﷺ وأَصحَابِه، من جبالِ التَّنعِيم، عَندَ صَلاةِ الفَجرِ، لِيَقتُلُوهم، فاخذهم رسول الله ﷺ فَأَعتَقَهُم، فانزل الله عزوجل (وَهُوَ الَّذِى كف ايديَهُم عنكم وأَيدِيَكُم عَنهم بِبَطنِ مَكَّةَ الى آخر الاية)) (رواه احمد ومسلم و أَبُودَاوُد والتِرمَذِى)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تنعیم کے پہاڑوں سے اسی (۸۰) آدمی اتر کر فجر کی نماز کے وقت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کی طرف انہیں قتل کرنے کے لئے اترے۔ آپ ﷺ نے انہیں گرفتار کرلیا پھر انہیں آزاد کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری ﴿**وهو الذى كف ايديهم** ...... **الاية**﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۲

((وعن جبیرٍ بن مطعم ان النبی ﷺ قال: فی أَسَارَی بَدرٍ: لَو کَانَ المُطعِم بن عدی حیًا، ثم کلمنی ی ھولاء النّتنی لترکتھم له)) (رواه احمد والبخاری وابوداود)

ترجمہ: ''حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا پھر ان گندوں کے بارے میں مجھ سے گفتگو کرتا تو میں اس کی خاطر انہیں چھوڑ دیتا''۔

حدیث نمبر۳

((وعن ابی ھریرة رضی اللہ عنه قال: بعث رسول اللہ ﷺ خیلاً قبل نجد، فجاء ت برجل من بنی حنیفة، یقال له: ثمامة بن أُثَال، سید أَھلِ الیَمَامَةِ، فَرَبَطُوه بساریة من سواری المسجد، فخرج الیه رسول اللہ ﷺ: فقال: ماذا عندک یا ثَمَامَةُ؟: فقال: عِندِی یامحمد خَیرٌ، ان تقتل تقتل ذادمٍ، وان تنعم تنعم علی شاکرٍ، وان کنت ترید المال قتل تُعط منه ماشئت، فَتَرَکَهُ رسول اللہ ﷺ حتی کان بعد الغد، فقال: ماعندک یاثُمَامَةُ؟: فبشره رسول اللہ ﷺ، وامره ان یعتمر، فلما قدم مکة قال له قائلٌ: صَبَوتَ ؟ فَقَالَ: لَا، ولٰکِنّي أَسلَمتُ مَعَ رَسُولِ اللہِ ﷺ، ولا وَاللہِ لا تاتینکم من الیمامة حبة حنطة، حتی یاذن فیھا رسول اللہ ﷺ)) (متفقٌ علیه)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف کچھ شہ سوار بھیجے۔ یہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال (اہل یمامہ کے سردار) کو گرفتار کر کے لے آئے اور اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس آ کر پوچھا۔ ثمامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے پاس کیا ہے؟ بولا محمد ﷺ! میرے پاس بھلائی ہے۔ اگر مجھے قتل کرو گے تو صاحب خون کو قتل کرو گے اور اگر احسان رکھ کر چھوڑ دو گے تو قدر دان پر احسان کرو گے اور اگر مال چاہتے ہو تو جتنا چاہتے ہو لے لو۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ دوسرے دن آپ نے اس سے فرمایا اے ثمامۃ تیرے پاس کیا ہے؟ پھر اسے رسول اللہ ﷺ نے (دین اسلام قبول کرنے کی) خوشخبری سنائی اور اسے حکم دیا کہ وہ عمرہ کرے۔ جب وہ مکہ آیا تو اسے ایک شخص نے کہا اے صبوت (گویا تم بے دین ہو گے ہو) اس نے کہا ایسا نہ کہو کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں اور اللہ کی قسم تم تک یمامۃ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ پہنچے گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کی اجازت نہ دیں۔

حدیث نمبر۴

((وعن عائشة، قالت: لما بعث اهل مكة في فداء أَسراهم بعثت زَيْنَبُ فِي فِدَاءِ أبِي العَاصِ بمالٍ، وبعثت فيه بقلادةٍ كانت لها عند خديجة، ادخلتها بها على ابى العاص، قالت: فلما رآها رسول الله ﷺ رق لها رقة شديدة، فقال: ان رايتم ان تطلقوا لها اسيرها، وتردوا عليها الذى لها؟، قالوا نعم)) (رواه احمد و ابو داود)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کے فدیہ میں مال بھیجا تو حضرت زینبؓ نے بھی ابو العاص کے فدیہ میں اپنا ہار بھیجا جو حضرت خدیجہؓ نے شادی کے وقت انہیں دیا تھا۔ وہ ہار دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ان کا قیدی چھوڑ دو اور ہار واپس کر دو۔ صحابہؓ بولے بڑی خوشی سے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵

((وعن ابن عباسٍ قال: کان ناسٌ من الاسری. یوم بدرٍ. لم یکن لهم فداء، فجعل رسول الله ﷺ فداء هم ان یعلموا اولاد الانصار الکتابة، قال فجاء یوماً غلامٌ یبکی الی ابیه، فقال: ماشانک؟ قال ضربنی معلمی قال: الخبیث یطلب بذحل بدر. والله لا تاتیه ابداً)) (رواه احمد)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا بدر کے دن ایسے بھی قیدی تھے جن کا فدیہ نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا فدیہ ٹھہرایا کہ اولاد انصار کو کتابت سکھادیں۔ ایک دن ایک بچہ روتا ہوا اپنے باپ کے پاس پہنچا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ بولا مجھے معلم نے مارا ہے۔ بولے خبیث بدر کا کینہ نکال رہا ہے اب اس کے پاس کبھی نہ جانا''۔

3.3 امان دینے کے مسائل

جنگ کے بعد دشمنوں کے ساتھ صلح صفائی کے لئے یا جنگ کے دوران مذاکرات وغیرہ کی غرض کے لئے امان کو شریعت اسلامیہ نے مشروع قرار دیا ہے۔ امان جزیہ کے عوض بھی ہوسکتی ہے اور بغیر کسی عوض کے بھی اس ضمن میں احادیث الرسول ﷺ حسب ذیل ہیں۔

حدیث نمبر ا

((عن سلمة بن الاکوع قال: اتی النبی ﷺ عینٌ من المشرکین، وهو فی سفرٍ فجلس عند اصحابه یتحدث، ثم انسَلَّ، فقال النبی ﷺ: اُطلُبُوه فاقتلُوه: فسبقتهم اِلَیه، فَقَتَلتُه فنفلنی سَلَبه)) رواه احمد والبخاری وابوداود)

ترجمہ: ''حضرت سلمۃ بن اکوعؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ کے پاس حالت سفر میں ایک جاسوس آیا۔ وہ آپ ﷺ کے بعض صحابہؓ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھسک گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ڈھونڈ ھ کر قتل کر دو سب سے پہلے میں نے اسے ڈھونڈا اور قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کا سامان دے دیا''۔

حدیث نمبر۲

((وعن فرات بن حيان ان النبی ﷺ امر بقتله وكان عَيناً لابی سفيان، وحليفا لرجلٍ من الانصار، فمربحلقة من الأنصارِ فقال: انی مسلمٌ فقال رجلٌ من الانصار: يارسول الله، انه يقول: انه' مسلمٌ فقال رسول الله ﷺ: ان منكم رجالاً نكلهم الی ايمانهم منهم فرات بن حيان)) (رواه ابو داود و ترجمه بحكم الجاسوس الذمی)

ترجمہ: ''حضرت فرات بن حیانؓ سے مروی ہے کہ ان کے قتل کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا وہ (ذمی تھا اور) ابوسفیان کا جاسوس تھا اور ایک انصاری کا حلیف تھا وہ انصار کے ایک حلقہ کے پاس کے گزرا اور بولا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں فرمایا تم میں سے بعض ایسے آدمی ہیں کہ ہم انہیں ان کے ایمان کے حوالہ کر دیتے ہیں ان میں سے ایک فرات بھی ہیں''۔

3.4 خود آزمائی نمبر ③

۱- مال غنیمت کے بارے میں سنت رسول ﷺ میں کیا احکام ملتے ہیں؟

۲- اسلام کی رو سے جنگی قیدیوں سے کیسا سلوک کیا جاتا ہے؟

۳- امان کی سنت رسول کی روشنی میں وضاحت کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر ⑰

کتاب الأیمان والنذور

(قسموں، نذور اور منّتوں کے احکام)

تالیف: معین الدین ہاشمی

نظر ثانی: ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف 849

یونٹ کے اغراض ومقاصد 850

1 یمین .... معنی ومفہوم 851

1.1 حکم 851

1.2 قسم کا شرعی ثبوت 851

1.3 قسم کی قسمیں 852

1.4 قسم واقع ہونے کی شرطیں 852

2 **ابواب الأیمان و کفاراتھا** (قسمیں اوران کے کفارے) 855

2.1 **باب الرجوع فی الأیمان وغیرھامن الکلام الیٰ النیة** 855

(قسموں میں نیت کا اعتبار)

2.2 **باب من حلف فقال ان شاء اللہ** 858

(قسم میں ان شاءاللہ کہنے کا حکم)

2.3 ایک ماہ کی قسم کھانا 860

پھر اگر مہینہ تیس کی بجائے انتیس دنوں کا ہو تو اس کا حکم

2.4 اللہ کے اسماء اور اس کی صفات کی قسم کھانے کا حکم اور غیر اللہ کی قسم کی ممانعت 862

2.5 کسی آدمی کے اختیار میں ہو تو اسے دوسرے کی قسم پوری کرنی چاہیے۔ 866

2.6 'اگر میں فلاں کام نہ کروں تو یہودی عیسائی ہو جاؤں' کہنے کا حکم 868

2.7 یمینِ غموس اور یمین لغو 870

2.8 مستقبل کی قسم اور اسے توڑنے کا کفارہ 873

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 نذر 877

3.1 نذر کی شرعی حیثیت 877

3.2 نذر کے صحیح ہونے کی شرطیں 878

3.3 مطلق و معلق اطاعت کی منت ماننا 881

3.4 مباح کام اور ناجائز کام کی منت ماننے کے احکام 883

3.5 تمام مال کی نذر ماننے کا حکم 887

3.6 خود آزمائی نمبر 3 889

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

انسانی زندگی میں بہت سے مواقع ایسے پیش آتے ہیں کہ اُسے دوسروں کو اعتماد میں لینے یا یقین دلانے کے لیے کسی ضمانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں چونکہ سب سے بڑی ضمانت اللہ قادرِ مطلق ذات کی ہی سمجھی جاتی ہے۔ لہٰذا فوری طور پر دوسرے کو یقین دلانے یا اعتماد میں لینے کے لیے اللہ کی قسم کھانے کا جواز قرآن وسنت سے ملتا ہے۔

اگرچہ بات بات پر قسم کھانے کو ناپسندیدہ خیال کیا گیا ہے لیکن اس کی ضرورت کی وجہ سے اس کا جواز ہے۔

قسم' اللہ یا اس کی صفات میں سے کسی صفت سے کھائی جاتی ہے چونکہ اس کی ایک باضابطہ حیثیت ہے لہٰذا اس پر شریعت کے احکام بھی لاگو ہوتے ہیں۔

زیرِ مطالعہ یونٹ میں آپ یمین (قسم) کی تعریف، اس کی اقسام اور اُن پر لاگو ہونے والے احکام کے حوالہ سے حدیث کے دلائل پر مشتمل بحث اور فقہاء کے مسالک کا مطالعہ کریں گے۔ نیز نذر کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام بھی اس یونٹ میں مطالعہ کیے جاسکتے ہیں۔ اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد یہ امید کی جاسکتی ہے کہ آپ معاشرے میں پیش آنے والے عملی امور میں سے قسم اور نذر کے احکام سے اچھی خاصی واقفیت حاصل کرسکیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے:

- یمین کی تعریف اور اس کی شرعی حیثیت سے واقف ہو سکیں۔
- یمین کی اقسام اور ان کے احکام پر بحث کر سکیں۔
- غیر اللہ کی قسم کے احکام سے واقف ہو سکیں۔
- نذر (مَنّت) ماننے کی تعریف اور اس کی شرعی حیثیت پر بحث کر سکیں۔
- نذر کے درست ہونے کی شرطوں سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① یمین

1.1 یمین...... معنیٰ ومفہوم

از روئے لغت یمین کا لفظ 'دائیں ہاتھ'، 'قوت' یا 'قسم' کے معنی میں آتا ہے۔ یہ لفظ ان تینوں معنوں میں مشترک ہے بعد میں اس کا استعمال حلف (قسم کھانے) کے لیے ہونے لگا کیونکہ عہدِ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب لوگ باہم کسی بات پر حلف اٹھاتے تو ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر قسم کھاتے تھے۔ اصطلاح میں 'قسم اس قوی عقد کو کہتے ہیں جس کے ساتھ قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم کرتا ہے'۔

1.2 حکم

اللہ کی یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم کھانا بنیادی طور پر جائز ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کی کثرت نہ کی جائے۔ یمین یا حلف کی شرعی حیثیت حالات کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً:

حلف اٹھانا واجب ہے: جب کہ حلف اٹھانے پر کوئی واجب امر پورا ہوتا ہو۔ مثلاً کسی بے گناہ کو سزا سے بچانے کے لیے قسم کھانا واجب ہے۔

حلف اٹھانا مستحب ہے: اگر اس کے ساتھ کوئی مصلحت وابستہ ہو مثلاً دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے یا دفع شر کے لیے قسم کھانی پڑے تو قسم کھانا مستحب ہے۔

حلف اٹھانا حرام ہے: جب کہ حرام کام کے ارتکاب کی قسم کھائے، مثلاً: قسم کھائے کہ شراب پیئوں گا، یا یہ کہ نماز نہیں پڑھوں گا یا مثلاً اپنے ماں باپ سے اتنے دن کلام نہیں کروں گا۔ اس طرح کی قسم کھانے والے پر فرض ہے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ (شرعی طریقے سے تلافی) ادا کرے۔

اس طرح کی اور صورتیں بھی ہیں جن میں قسم کھانا مکروہ ہے یا صرف مباح ہے مستحب نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح حلف اٹھانے کی مختلف صورتیں ہیں بعینہ اسی طرح قسم توڑنے کی بھی صورتیں ہیں۔ جیسا کہ اوپر اشارۃً گذر چکا ہے کہ کسی نے گناہ کی قسم کھائی تو اس پر فرض ہے کہ قسم توڑ دے۔ گویا کبھی قسم توڑنا بھی واجب ہوتا ہے۔

اسی طرح کبھی قسم کا توڑنا حرام ہوتا ہے۔ مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ 'شراب نہ پیوں گا' تو اس پر فرض ہو گیا کہ قسم پر قائم رہے اور اس کو نہ توڑے۔

1.3 قسم کا شرعی ثبوت

شریعت میں اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانے کی ایک باضابطہ حیثیت ہے جس پر شریعت کے احکام لگتے ہیں۔ دراصل اس کو (قسم کھانے کو) شریعت میں شامل کرنے کی غرض یہ ہے کہ عہد کو پورا کرنے کی ترغیب ہو۔ نیز اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کا اعتراف ہو۔

قسم قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الأیمان﴾.

''یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری بے مقصد قسموں پر گرفت نہیں کرتا البتہ ان قسموں پر مؤاخذہ کرے گا جو تم نے کسی مقصد سے کھائی ہیں''۔

اسی طرح احادیث میں بھی سرورِ کائنات ﷺ سے قسم کھانا ثابت ہے۔ نیز اس پر علماء امت کا اجماع ہے کہ قسم کھانا امورِ شرع میں سے ہے۔

1.4 قسم کی قسمیں

قسم کی چند قسمیں ہیں:

۱۔ یمین لغو (بلا قصد قسم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-یمین منعقدہ

۳-یمین غموس

یمین لغو

جس میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ گویا یہ ایسی قسم ہے جو انسان کی زبان پر بلا قصد جاری ہو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا نہ گناہ نہ کفارہ۔ یمین لغو کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ کسی بات کو سچ جانتے یا سچ خیال کرتے ہوئے قسم کھائی جائے۔ بعد میں معلوم ہو کہ وہ بات صحیح نہیں تھی۔ تو یہ قسم بھی لغو قرار دی جائے گی۔

یمین منعقدہ

وہ قسم ہے جس کے ٹوٹنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم مستقبل کے کسی کام پر کھائی جائے۔ مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ میں کل روزہ رکھوں گا تو یہ منعقدہ ہے۔ اب اگر اس نے روزہ نہ رکھا تو اس کو کفارہ دینا ہوگا۔

یمینِ غموس

غموس کے معنی ڈبو دینے والی چیز کے ہیں۔ غموس کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قسم کھانے والے کو گناہ میں غرق کر دیتی ہے۔

'غموس' یہ ہے کہ کوئی شخص عمداً جھوٹ پر قسم کھائے۔ یعنی کسی واقعہ کے متعلق دانستہ جھوٹی قسم کھائے اور یہ علم ہو کہ یہ جھوٹی بات ہے۔ ایسی قسم کا کفارہ نہیں، کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے۔

1.5 قسم واقع ہونے کی شرطیں

درج ذیل شرائط موجود ہوں تو قسم واقع ہوگی وگرنہ نہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- اسلام

۲- مکلّف ہونا: یعنی عاقل بالغ آدمی جس پر شریعت کے احکام لاگو ہوتے ہوں۔ چنانچہ نابالغ اور دیوانے کی قسم واقع نہیں ہوتی۔

۳- قسم پوری ہونے کا ممکن ہونا: یعنی جس بات کی قسم کھائی ہے وہ عادۃً ممکن بھی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواب الأيمانِ وكفاراتها

(باب الرجوع فى الأيمان وغيرها من الكلام الى النية)

قسموں اوران کے کفاروں کا بیان

(قسموں میں نیّت کا اعتبار)

۱ ـ ((عن سويد بن حنظلة قال: خرجنا نريد رسول اللهﷺ ومعنا وائل بن حجر، فأخذه عدو له، فتخرج القوم أن يَحْلِفُوا وحلفت أنه أخي، فَخَلِّيَ عنه، فأتينا رسول اللهﷺ، فذكرت ذلك له، فقال: أنت كنت أبرهم وأصدقهم، صدقت، المسلم أخو المسلم)). (رواه احمد وابن ماجه)

''حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہﷺ سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر بھی تھے۔ انہیں ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا۔ لوگوں نے قسم کھانے میں حرج سمجھا مگر میں نے قسم کھا لی کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ اس نے انہیں چھوڑ دیا۔ پھر ہم رسول اللہﷺ کے پاس آئے اور آپﷺ سے واقعہ بیان کیا۔ آپﷺ نے فرمایا تم سب سے زیادہ دیانت دار اور سچے ہو۔ تم نے سچ کہا۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے''۔

۲ ـ ((وعن أبي هريرة، قال: قال رسول اللهﷺ: يمينك على ما يصدقك به صاحبك)). (رواه احمد ومسلم وابن ماجه والترمذى)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری قسم کا وہ مفہوم معتبر ہے جس کی تصدیق تمہارا ساتھی کرے''۔

۳- وفی لفظ ((الیمین علی نیة المستحلف)). (رواہ مسلم وابن ماجه وهو محمول علی المستحلف المظلوم).

''ایک روایت کے الفاظ کے مطابق قسم کا مطالبہ کرنے والے کی نیت کے مطابق ہی قسم ہے''۔

فقہی نکات

⇦ قسم کے بارے میں شرعی اصول یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس معاملے کے سچ ہونے پر حلف اٹھایا جائی وہ حقیقت کے مطابق سچا ہونا چاہیے۔ جھوٹے واقعے کو سچ ثابت کرنے لیے قسم کھانا حرام ہے۔ اس بارے میں بھی ارشادِ نبوی ﷺ یہ ہے کہ جھوٹی قسموں سے ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ تاہم اس بارے میں قسم کھانے والے کی نیت کو دیکھا جائے گا کہ اس نے کس مقصد کے لیے قسم کھائی ہے۔ خاص طور پر جب کہ قسم کھانے والے کا اپنا ذاتی مفاد اس میں نہ ہو اگر اس نے کسی بڑے فتنہ سے اپنے آپ یا مسلمانوں کو بچانے کی خاطر مجبوراً جھوٹی قسم کھائی تو فقہاء احناف کے نزدیک وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے گا۔

⇦ امام مالکؒ نے نزدیک اگر کسی آدمی کو جھوٹی قسم کھانے پر مجبور کر دیا گیا تو اس کے ذمہ قسم کا کفارہ لازم نہ ہوگا۔

⇦ مذکورہ حدیث میں حضرت سوید کی قسم کا ذکر ہے جس کے درست ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے تصدیق کی۔ دراصل حضرت سویدؓ نے دشمن کے شر اور مکر سے بچنے کے لیے حیلہ کیا تھا۔ اور ایک مسلمان کو اپنا بھائی کہا تھا۔ لہٰذا ان کی یہ قسم درست ہوئی۔ اب بھی اگر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان یہ نیت رکھ کر قسم کھا لے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو اس کی قسم درست ہو گی اور اسے کفارہ ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ اس کی تائید ایک اور واقعہ سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر حضرت ابو بکرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ بوڑھے دکھائی دیتے تھے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ جوان نظر آتے تھے۔ تو راستے میں جو لوگ حضرت ابو بکرؓ سے ملتے تو ان سے پوچھتے کہ یہ سواری پر آپ ﷺ کے آگے کون شخص بیٹھا ہے تو آپ ﷺ فرماتے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو مجھے صحیح راستہ دکھایا ہے۔ تو وہ لوگ گمان کرتے کہ وہ شخص ان کو راستہ دکھاتا ہے حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق کا مقصد نیکی کا راستہ دکھانا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من حلف فقال ان شاء الله

(قسم میں ان شاء اللہ کہنے کا حکم)

۱ـ ((عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: من حلف فقال إن شاء الله، لم يحنث)). (رواه احمد والترمذی وابن ماجه)

''حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قسم کھائی اوران شاء اللہ کہہ دیا اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی''۔

((وعن عكرمة عن ابن عباس أن النبی ﷺ قال: والله لاغزون قريشاً، ثم قال: إن شاء الله، ثم قال: والله لاغزون قريشاً، ثم قال: إن شاء الله، ثم قال: والله لاغزون قريشاً، ثم سكت. ثم قال: إن شاء الله، ثم لم يغزهم)). (أخرجه أبو داؤد)

''حضرت عکرمہؒ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں قریش سے جنگ کروں گا۔ پھر فرمایا: ان شاء اللہ، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں قریش سے جنگ کروں گا۔ پھر فرمایا: ان شاء اللہ۔ پھر فرمایا: میں قریش سے جنگ کروں گا۔ پھر فرمایا: ان شاء اللہ۔ پھر جنگ نہیں کی''۔

فقہی نکات

⇦ ان شاء اللہ کا معنیٰ ہیں 'اگر اللہ چاہے'۔ چنانچہ اگر کوئی آدمی قسم کھائے لے اور ساتھ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشاء اللہ کہے تو اس کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ قسم کھانے والا ان شاء اللہ کا مطلب بھی سمجھتا ہو۔

⇦ اگر کسی آدمی نے قسم کھا کر ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ یہ جمہور علماء کا مسلک ہے۔ مالکی فقہ کے ایک امام ابن العربی کا دعویٰ ہے کہ اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ ان کے نزدیک قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ دینے سے قسم کی کوئی شرعی حیثیت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی اس کے خلاف کام کرنے پر کسی قسم کا کفارہ لازم آتا ہے۔ تاہم انہوں نے اس بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ قسم کے ساتھ فوراً ہی ان شاء اللہ کہا جائے۔ اگر کچھ دیر خاموش رہ کر بعد میں کہا جائے گا تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اس بارے میں کچھ تابعین جن میں طاؤس اور امام حسن شامل ہیں نے کچھ رعایت برتی ہے ان کے نزدیک جس مجلس میں قسم کھائی جائے اس مجلس سے اٹھتے وقت تک وہ اپنی قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کا اضافہ کر سکتا ہے۔ امام قتادۃ نے کہا ہے کہ جب تک وہ کوئی دوسری بات نہ کرے اس وقت تک وہ ان شاء اللہ کہہ سکتا ہے۔

⇦ ان شاء اللہ کہنے کا تعلق صرف قسم کھانے سے ہی نہیں۔ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو طلاق دے لیکن ساتھ ان شاء اللہ کہہ دے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کرنے کا اعلان کرے لیکن ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دے تو اس سے اس کا غلام آزاد نہیں ہوگا۔ تاہم جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ قسم کے ساتھ ان شاء اللہ انہی لفظوں میں کہے کہ جن میں اس نے قسم کھائی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب من حلف عند رأس هلال لا یفعل شیئاً شهراً فکان ناقصاً

(مہینے کے شروع میں قسم کھانا کہ وہ ایک ماہ کچھ نہیں کرے گا اور وہ مہینہ تیس کی بجائے انتیس دن کا ہو جائے)

۱- ((عن ام سلمة أن النبیﷺ حلف، لا یدخل علی بعض أهله شهرا وفی لفظ: آلی من نسائه شهرا. فما مضی تسعة وعشرون یوما غدا علیهم أو راح. فقیل له: یا رسول الله: حلفت ان لا تدخل علیهن شهرا، فقال: إن الشهر یکون تسعا وعشرین)).
(متفق علیه)

''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے قسم کھائی کہ ایک ماہ تک کسی ام المؤمنین کے پاس نہ جائیں گے۔ ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ آپﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے ایلا کیا۔ پھر جب انتیس دن گزر گئے تو زوال سے قبل یا بعد آپﷺ ان کے پاس چلے گئے۔ آپﷺ سے کہا گیا کہ آپﷺ نے تو ایک ماہ کی قسم کھائی تھی۔ فرمایا: مہینہ اُنتیس دن کا بھی ہوتا ہے''۔

۲- ((وعن ابن عباس رضی الله عنهما، قال: هجر رسول اللهﷺ نسائه شهرا، فلما مضی تسع وعشرون، أتاه جبریل، فقال: قد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَرَّتْ یمینک وقد تم الشهر)). (رواه احمد)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے امہات المؤمنین کو ایک ماہ تک چھوڑے رکھا۔ پھر جب اُنتیس دن گزر گئے تو آپ ﷺ سے جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ آپ ﷺ کی قسم پوری ہو گئی۔ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے''۔

فقہی نکات

⇦ ان احادیث کو ائمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان احادیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے بعض مطالبات کی وجہ سے ناراض ہو کر ایک ماہ تک ان سے علیحدہ رہے تھے اس کے بارے میں انہوں نے جو قسم کھائی تھی وہ مہینے کے شروع میں تھی اور مہینہ انتیس دنوں کا تھا۔ اس لیے ان دنوں کے پورے ہونے کے بعد آپ ﷺ کی قسم پوری ہو گئی اور آپ ﷺ اپنی ازواج کے گھروں میں آ گئے۔ عام طور پر مہینہ تیس دن کا شمار ہوتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کی قسم پوری ہونے کے لیے ایک دن باقی تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مہینہ انتیس دنوں کا بھی تو ہوتا ہے۔ روایات کے مطابق آپ نے چونکہ مہینے کی پہلی تاریخ کو یہ قسم کھائی تھی تو آپ ﷺ اس مہینے کے انتیس دن پورے ہونے کے بعد اپنی قسم کے اثرات سے آزاد ہو گئے۔

⇦ اس ضمن میں فقہاء کرام نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اگر اس طرح کی قسم مہینے کے دوران کھائی جائے تو پھر قسم اٹھانے والے کو پورے تیس دن تک اپنی قسم پوری کرنی ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الحلف باسماء اللّٰه وصفاته والنهى عن الحلف بغير اللّٰه تعالى

(اللہ کے اسماء وصفات کی قسم کھانے کا حکم اور غیر اللہ کی قسموں کی ممانعت)

۱- ((عن ابن عمرؓ قال: كان اكثر ما كان النبیﷺ يحلف: لا ومقلب القلوب)). (رواه الجماعة إلا مسلما.)

''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہﷺ اکثر یہ قسم کھایا کرتے تھے: لا ومقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والے کی قسم)''۔

۲- ((وفى حديث أبى هريرة عن النبیﷺ: قال: لما خلق الله الجنة أرسل جبريل، فقال: انظر إليها، وإلى ما أعددت لأهلها فيها، فنظر إليها، فرجع، فقال: وعزتك لا يسمع بها أحد إلا دخلها)).

''حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اللہ نے جنت پیدا کرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جنت کو اور میں نے جنت والوں کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں انہیں دیکھ کر آؤ۔ وہ دیکھ کر آئے اور بولے: اے اللہ! تیری عزت کی قسم جو بھی جنت کی خوبیاں سنے گا وہ اس میں آئے بغیر نہ رہے گا''۔

۳- ((وفى حديث أبى هريرة عن النبیﷺ: يبقى رجل بين الجنة والنار، فيقول: يا رب اصرف وجهي عن النار، لاوعزتك لا أسألك غيرها)). (متفق عليهما)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابوہریرۃ کی نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص جنت وجہنم کے درمیان باقی رہ جائے گا وہ دعا کرے گا کہ اے اللہ! میرا منہ جہنم سے پھیر دے، تیری عزت کی قسم! میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا''۔

۴- ((وعن قتيلة بنت صيفي، أن يهوديا أتى النبي ﷺ فقال: إنكم تندّدون، وإنكم تشركون، تقولون: ما شاء الله وشئت. وتقولون: والكعبة، فأمرهم النبي ﷺ: إذا أرادوا أن يحلفوا، أن يقولوا: ورب الكعبة، ويقول أحدهم: ما شآء الله، ثم شئت)). (رواه احمد والنسائى)

''حضرت قتیلہ بنت صیفیؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا تم بھی شرک کرتے ہو۔ تم کہتے ہو ما شاء اللہ وشئت (جو اللہ چاہے اور جو تم چاہو) اور کہتے ہو: کعبے کی قسم! پھر نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ قسم میں ورب الكعبة (کعبہ کے رب کی قسم) کہا کرو اور بعض لوگ ما شاء الله ثم شئت کہا کرتے تھے۔

۵- ((وعن ابن عمر رضی الله عنهما أن النبي ﷺ سمع عمر، وهو يحلف بأبيه، فقال: إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم، فمن كان حالفا فليحلف بالله أو ليصمت)). متفق عليه.

''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے سنا کہ وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے ہیں۔ فرمایا: اللہ تمہیں باپوں کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔ اگر کوئی قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے ورنہ قسم نہ کھائے''۔

۶- وفي لفظ: قال: قال رسول الله ﷺ: ((من كان حالفاً فلا يحلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إلا بالله)) وكانت قريش تحلف بآبائها، فقال: لاتحلفوا بآبائكم)). (رواه أحمد ومسلم والنسائي)

''ایک لفظ میں ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قسم کھائے اللہ ہی کی قسم کھائے۔ قریش اپنے باپوں کی قسمیں کھایا کرتے تھے۔ فرمایا: باپوں کی قسمیں نہ کھاؤ''۔

۷۔ وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: لا تحلفوا إلا بالله، ولا تحلفوا إلا وأنتم صادقون)). (رواه النسائي)

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ قسم کھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کی۔ اور قسم نہ کھاؤ مگر جب کہ تم سچے ہو''۔

فقہی نکات

⇦ قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ آدمی نہایت ہی اعلیٰ بزرگ و برتر ذات کو ذمہ دار بنا کر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا وعدہ کرے۔ چنانچہ اللہ عز وجل کے علاوہ کسی اور ذات کی طرف نہایت درجہ کی بزرگی و برتری کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں۔ اسی لیے جب ایک یہودی نے آ کر رسول اللہ ﷺ کی توجہ اس طرف دلائی کہ بعض مسلمان کعبہ کی قسم کھاتے ہیں جو شرک ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری چیز کی قسم کھانا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تاکید کر دی کہ اگر وہ کعبہ شریف کے حوالہ سے ہی قسم کھانا چاہیں تو پھر 'رب کعبہ' یعنی کعبہ کے پروردگار کی قسم کھائیں۔ اس طرح قریش کے لوگوں میں اپنے باپوں کی نام کی قسم اٹھانے کا رواج تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس سے بھی منع فرما دیا اور کہا کہ اگر قسم کھانی ہو تو صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی کھائی جائے۔ ویسے اس زمانے میں ہر بات پر قسم کھانے کا رواج تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کی قسموں کی حوصلہ شکنی کی اور فرمایا کہ بعض اہم معاملات میں کہ جب ان کی کسی سچی بات پر کسی کو شک ہو تو صرف اس کا شک دور کرنے کے لیے قسم کھائی جا سکتی ہے۔

⇦ ان احادیث سے جمہور فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے نام کی قسم کھائے گا تو وہ قسم جھوٹی قرار پائے گی اور اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ تاہم بعض حنبلی فقہاء نے نے رسول اللہ ﷺ کے نام کی قسم کھانے کو جائز قرار دیا ہے کہ اس قسم کا اعتبار کیا جائے گا۔

⇦ 'اللہ' کی قسم کے علاوہ اللہ کے دوسرے ناموں اور صفات کی قسم کھانا بھی اسی طرح جائز ہے جیسے اللہ کی قسم کھانا اور اس کے احکام بھی اسی طرح ہوں گے۔

⇦ غیر اللہ کی قسم معتبر نہیں لہٰذا اس قسم کا کوئی کفارہ بھی لازم نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی آدمی کے اختیار میں ہو تو چاہئے کہ وہ دوسرے کی قسم کو پورا کرے۔

ا ۔ ((وعن عبدالرحمن بن صفوان......وكان صديقا للعباس...... أنه لما كان يوم الفتح، جاء بأبيه إلى رسول الله ﷺ، فقال: يا رسول الله، بايعه على الهجرة، فأبى: وقال: إنها لا هجرة، فانطلق إلى العباس، فقام العباس معه، فقال: يا رسول الله قد عرفت ما بيني وبين فلان، وأتاك بأبيه لتبايعه على الهجرة فأبيت، فقال النبي ﷺ: إنها لا هجرة، فقال العباس: أقسمت عليك لتبايعنّه قال: فبسط رسول الله ﷺ يده، فقال: هات، أبرزت، عَمِّيْ، ولا هجرة)). (رواه أحمد وابن ماجه)

'حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان (جو حضرت عباسؓ کے دوست تھے) سے مروی ہے کہ فتح مکہ کی دن اپنے باپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے باپ سے ہجرت پر بیعت لیجئے۔ فرمایا: اب ہجرت نہیں رہی۔ پھر وہ حضرت عباسؓ کے پاس گئے۔ وہ ان کے ساتھ آئے تھے اور آپ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو معلوم ہی ہے کہ مجھ میں اور فلاں میں دوستی ہے یہ اپنے باپ کو آپ کے پاس لائے تھے کہ آپ ﷺ ان سے ہجرت پر بیعت لے لیں۔ مگر آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ہجرت نہیں رہی۔ حضرت عباسؓ بولے: (آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں) ان سے بیعت ضرور لے لیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا: آؤ میں اپنے چچا کی قسم پوری کر دوں۔ ہجرت تو رہی نہیں''۔

۲- ((وعن ابی الزاهرية عن عائشة رضى الله عنها أن امرأة أهدت إليها تمرا في طبق. فأكلت بعضه وبقي بعض، فقالت: أقسمت عليک إلا أكلت بقيته، فقال رسول الله ﷺ: أبريها. فإن الإثم على المحنث)). (رواه أحمد)

''ابو الزاہریہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک طباق میں ایک عورت نے مجھے ہدیہ کھجوریں بھیجیں۔ میں نے ان میں سے کچھ کھجوریں کھالیں اور کچھ باقی رہ گئیں۔ میں نے کہا آپ کو اللہ کی قسم! آپ کو یہ باقی کھجوریں کھانی پڑیں گی۔ فرمایا: میں قسم پوری کر دوں گا کیونکہ قسم توڑنے والے پر گناہ ہے''۔

فقہی نکتہ

⇦ بات بات پر قسم کھانے کو مناسب عمل قرار نہیں دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی آدمی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے اور دوسرا آدمی اس پر قدرت واختیار رکھے کہ اس کی قسم پوری کرلے تو چاہیے کہ وہ اس قسم کے پورا کرنے کا سبب بنے۔ چنانچہ مذکورہ بالا احادیث سے رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اس کی تائید کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ما یذکر فیمن قال هو یهودی أو نصرانی إن فعل کذا

("اگر میں فلاں کام نہ کروں تو یہودی یا عیسائی ہو جاؤں" کہنے کا حکم)

۱ — ((عن ثابت بن الضحاک أن رسول الله ﷺ قال: من حلف علی یمین بملة غیر الإسلام کاذباً، فهو کما قال)). (رواه الجماعة الا ابا داؤد)

"حضرت ثابت بن ضحاک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی اور مذہب پر علاوہ اسلام کے جھوٹی قسم کھالی تو وہ وہی ہے جو اس نے کہا"۔

فقہی نکات

⇦ ان احادیث کو ائمہ حدیث نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ زمانۂ جاہلیت کے اثر کی وجہ سے لوگ بھی عجیب عجیب طریقوں سے قسم کھاتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ اگر میں اپنی بات میں سچا نہ ہوں تو میں یہودی یا عیسائی ہوں گا یا کسی بھی اور مذہب کا ذکر کیا جاتا۔ یا مثلاً وہ یہ کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں کافر ہوں حیرت کی بات یہ ہے کہ لوگ آج کل بھی اس قسم کی قسمیں کھاتے ہیں جو اسلام کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔ تاہم اس بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ یہ لغو قسم ہے۔ اس سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو جاتا اور نہ ایسی قسم کے جرمانے کے طور پر کفارہ ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ویسے مسلمانوں کو اس قسم کی لغو اور غلط قسموں سے بچنا چاہئے اور صرف اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارک کی ہی قسمیں کھانا چاہئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⇦ اس بارے میں امام اوزاعیؒ، امام ثوریؒ، حنفی فقہاء، امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ کا مسلک یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانے سے قسم قائم ہو جاتی ہے اور اگر قسم کھانے والا اس کے خلاف کرے گا تو اسے جرمانہ کے طور پر کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(باب ما جاء فی الیمین الغموس، ولغو الیمین)

(جھوٹی اور لغو قسم کے احکام)

۱- ((عن أبی هريرة قال: قال رسول اللهﷺ: خمس ليس لهن كفارة: الشرك بالله، وقتل النفس بغير حق، وبهت مؤمنٍ، والفرار يوم الزحف، ويمين صابرة، يقتطع بها مالا بغير حق)).

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہﷺ نے فرمایا پانچ گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں۔ شرک، ناحق قتل، مومن پر الزام تراشی، (جہاد میں) مقابلے سے بھاگنا اور جھوٹی قسم جس سے دوسرے کا مال ناحق ہڑپ کر جائے''۔

۲- ((وعن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسول اللهﷺ قال لرجل: فعلت كذا؟، قال: لا، والذی لا إله إلا هو، ما فعلت، قال: فقال له جبريل عليه السلام، قد فعل، ولكن الله تعالى غفر له بقوله: لا، والذی لا إله إلا هو)).

''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے ایک شخص سے کہا تو نے یہ کیا ہے؟ بولا نہیں، اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں میں نے نہیں کیا۔ پھر آپﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس نے کیا ہے لیکن اللہ نے اس وجہ سے اس سے درگزر فرمایا کہ اس نے کہا تھا اس کی قسم جس کے سوا کوئی حقدارِ عبادت نہیں''۔

۳- ((وعن ابن عباس، قال: اختصم إلى النبیﷺ رجلان، فوقعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اليمين على أحدهما، فحلف بالله الذى لا إله إلا هو، ماله عندى شيء. قال: فنزل جبريل على النبیﷺ، فقال: إنه كاذب، إن له عنده حقه، فأمره أن يعطيه حقه، وكفارة يمينه، معرفته أن لا إله إلا الله، أو شهادته)). (رواهن أحمد ولأبي داؤد الثالث بنحوه)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا نبی اکرمﷺ کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک پر قسم پڑ گئی اس نے کہا اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں کہ اس کے پاس اس شخص کی کوئی چیز نہیں۔ پھر نبی کریمﷺ پر حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا یہ جھوٹا ہے اس شخص کا حق اس کے پاس ہے۔ آپﷺ نے اسے حکم دیا کہ اس کا حق ادا کرو اور قسم کا کفارہ لا إله إلا اللہ کی معرفت یا شہادت ہے''۔

۴۔ ((وعن عائشة قالت: أنزلت هذه الآية ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو فى أيمانكم﴾ فى قول الرجل: لا والله، وبلى والله)). أخرجه البخارى)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ﴿لا يؤاخذكم الله ......﴾ لوگوں کے تکیۂ کلام 'لا والله' (نہیں اللہ کی قسم) اور 'بلیٰ واللہ' (ہاں اللہ کی قسم) کے سلسلے میں اُتری''۔

فقہی نکات

⇦ یمین غموس: اگر کوئی شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے تو یہ 'یمین غموس' ہوگی مثلاً کسی شخص نے کسی کے سو روپے قرض دینا ہو وہ شخص باجود علم کے یہ قسم کھائے کہ اللہ کی قسم میرے ذمہ اس شخص کے سو روپے قرض نہیں۔ اس کو یمینِ غموس (جھوٹی قسم) اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قسم، قسم کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے۔ یہ قسم کھانا بہر طور کبیرہ گناہ ہے، خواہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا حق دبائے یا نہ دبائے۔ ایسی قسم کھانے والے کو صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے۔

⇦ لغو قسمیں وہ ہیں کہ بغیر ضرورت کے ہر بات پر قسم کھائی جائے۔ جھوٹی قسم کا گناہ کفارہ ادا کرنے سے دور ہو سکتا ہے۔ اس زمانے میں کفارے کے لیے عام طور پر غلام کو آزاد کیا جاتا تھا یا چند دن کے روزے رکھا جاتے تھے۔ لیکن ایسی جھوٹی قسم کہ جس کے ذریعے دوسرے لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا جائے۔ اسے گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ جس کی تلافی کفارہ ادا کرنے سے بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جس کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا جائے اسے اس کا مال واپس کیا جائے اور اس کے بعد اس گناہ کی تلافی کے لیے کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

⇦ عام طور پر ان قسموں کو لغو قرار دیا گیا ہے۔ جو بغیر ضرورت کے بات بات پر کھائی جائیں۔ یعنی قسم کھانے والے کا ارادہ قسم کھانے کا نہ ہو اور نہ قسم کھانے کی ضرورت ہو اور محض تکیہ کلام کے طور پر قسم کھائی جائے۔ اس قسم کی قسم کی تلافی کے لیے نہ تو کفارہ ادا کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی ایسے شخص کو کوئی دوسری سزا دی جا سکتی ہے۔ ایسی قسموں کے بارے میں مذکورہ احادیث میں سے آخری حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے ایسی ہی قسموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی أیمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم واللہ غفور حلیم﴾ (البقرة: ۲۲۵)

''اللہ تم سے تمہاری لغو (بے ارادہ) قسموں پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں پر تم سے مؤاخذہ فرمائے گا جو تم نے پختہ ارادوں سے کھائی ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بردبار ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اليمين على المستقبل وتكفيرها قبل الحنث وبعده

(مستقبل کی قسم اور قسم توڑنے سے قبل اور بعد میں قسم کا کفارہ ادا کرنا)

۱ ۔ ((عن عبدالرحمن بن سمرة قال: قال رسول الله ﷺ: إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيراً منها، فائت الذي هو خير، وكفر عن يمينك)).

''حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم قسم کھالو تو اس کا غیر (یعنی جو قسم کھائی اس کے علاوہ دوسرا کام) اس سے بہتر دیکھو تو بہتر پر عمل کرو اور قسم کا کفارہ دے دو''۔

۲۔ ((وعن عدى بن حاتم قال: قال رسول الله ﷺ: إذا حلف أحدكم على اليمين، فرأى غيرها خيراً منها فليكفرها، وليات الذى هو خير)). (رواه مسلم)

''حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی کسی بات پر قسم کھالے اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کرے جو بہتر ہے''۔

۳۔ وفى لفظ: ((من حلف على يمين فرأى غيرها خيراً منها، فليأت الذى هو خير، وليكفر عن يمينه)). (رواه أحمد ومسلم والنسائى وابن ماجه)

''ایک لفظ میں ہے جس نے کسی بات پر قسم کھائی پھر اس کا غیر اس سے بہتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا تو وہ بہتر پر عمل کرے اور قسم کا کفارہ دے دے''۔

٤- ((وعن أبی هريرة أن النبیﷺ قال: من حلف علی یمین، فرأی غیرها خیراً منها، فلیکفر عن یمینه، ولیفعل الذی هو خیر)). (رواه أحمد ومسلم والترمذی وصححه).

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا جس نے کسی بات پر قسم کھائی اور اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھا تو اس قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہے''۔

٥- ((وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: کان الرجل یقوت أهله قوتا فیه سعة، وکان الرجل یقوت أهله قوتا فیه شدة، فنزلت (من أوسط ما تطعمون أهلیکم)). رواه ابن ماجه

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو قیمتی خوراک مہیا کرتا تھا اور دوسرا انہیں بہت کم تر خوراک دیتا تھا۔ تو اس بارے میں حکم نازل ہوا کہ کفارہ کے لیے ان دونوں کے درمیان یعنی اوسط کھانا کھلایا جائے''۔

٦- ((عن ابی بن کعب وابن مسعود أنهما قرء آ: ﴿فصیام ثلاثة أیام متتابعات﴾)). (حکاه أحمد)

''حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے قسم کے کفارے کے لیے یہ آیت پڑھی کہ تین دن کے متواتر روزے رکھے جائیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہی نکات:

⇦ مذکورہ احادیث میں پہلی چار احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانے والا جب دیکھے کہ اس نے جس کام کی قسم کھائی ہے اس کے علاوہ دوسرا کام زیادہ بہتر ہے تو وہ اپنی قسم توڑ سکتا ہے۔ قسم توڑنے کے بارے میں ان احادیث میں یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ اگر قسم والے معاملے سے زیادہ اچھا معاملہ ہو تو قسم توڑ کر اس اچھے معاملے پر عمل کیا جائے تاہم اس بارے میں فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر کسی کی قسم کسی فرض معاملے یا حرام کو ترک کرنے کے بارے میں ہو تو اس قسم کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اسے توڑنا گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر اس نے کسی نفلی عبادت یا اچھے کام کے لیے قسم کھائی ہے تو اس قسم کا توڑنا بھی پسندیدہ نہیں۔ ہاں اگر کسی نے کسی مباح یعنی جائز معاملے کی بارے میں قسم کھائی ہو مثلاً وہ اعلیٰ کھانے نہیں کھائے گا یا نرم لباس نہیں پہنے گا تو اس بارے میں شافعی فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک ایسی قسم توڑی بھی جا سکتی ہے لیکن اگر نہ توڑی جائے تو زیادہ اچھا ہے۔

⇦ حدیث نمبر ۱ اور حدیث نمبر ۳ میں قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کی صراحت ہے جب کہ حدیث نمبر ۲ اور ۴ میں پہلے کفارہ ادا کرنے اور بعد میں قسم توڑنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ ان احادیث کو دیکھتے ہوئے بعض فقہاء نے قسم توڑنے سے قبل اور بعض نے قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کا مسلک قائم کیا ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کیا جائے۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کفارہ کے طور پر روزے رکھے جائیں تو وہ قسم توڑنے کے بعد ہی رکھے جائیں گے۔

⇦ بعض فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر قسم کھاتے وقت یہ نیت ہو کہ بعد میں اسے توڑ دیا جائے گا تو اس صورت میں قسم توڑنے سے پہلے بھی کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

⇦ آخری دو احادیث میں قسم توڑنے کے کفارے کا ذکر ہے۔ قسم توڑنے کا کفارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جرمانہ،عوض) یہ ہے کہ غلام آزاد کرے یا تین دن متواتر روزہ رکھے یا تین غریبوں کو ایک دن کا متوسط درجہ کا کھانا کھلائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ نذر

نذر یہ ہے کہ مکلّف انسان اپنے اوپر کوئی ایسی بات واجب کر لے جسے شریعت ہی نہ قرار دیا ہو۔ نذر کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے:

﴿ولیوفوا نذورھم﴾

''چاہئے کہ وہ اپنی نذروں کو پورا کریں''۔

نذر کی شرعی حیثیت

منعقد ہونے والی نذروں کی کئی حیثیتیں ہیں مثلاً:

درست اور مستحب نذر

اس سے مراد وہ نذر ہے جس میں کوئی کام، شکرِ الٰہی بجالانے کے طور پر کوں اپنے اوپر واجب کرلے۔ جب کہ اس کو نعمت حاصل ہو یا اللہ کا انعام اس پر ہو یا کوئی مشکل ٹل گئی ہنلاً کسی نے ثواب کی نیت سے نذر مانی کہ اگر اسے فلاں تکلیف سے اللہ تعالیٰ نے نجات دلا دی یا امرمریض کو اللہ نے شفا دی، یا رزق یا علم عطا کیا تو وہ شکرِ الٰہی میں فلاں کام کرے گا تو یہ ایک مستحب نذر۔ کیونکہ ایسی نذر میں ایک ثواب کا کام کرنا ضروری ہوتا ہے، مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ اور اس کا مستحہ نا اس لیے ہے کہ نذر کو پورا کرنے کا حکم آیا ہے۔

مکروہ نذر

اسی طرح اگر کسی نے کوئی منت ناپسندیدہ فعل کے لیے مانی مثلاً یہ کہ میں ہر روز روزہ رکھوں گا حالانکہ ایسا کرنا انسان کے لیے دشوار ہے تو یہ منت مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ بات ہو جائے تو بہرحال منت کا پورا کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے۔ اور ایسی بات کی نذر جس کا پورا کرنا ممکن نہ ہو حرام ہے۔

3.1 نذر کی قسمیں

حنفیہ کہتے ہیں کہ نذر کی دو قسمیں ہیں:

ایک 'نذر مشروط': یعنی وہ نذر جو کسی امر پر موقوف ہو۔ مثلاً اگر میرے مریض کو اللہ نے شفا دی تو مجھ پر یہ کچھ لازم ہوگا۔ اس نذر کا پورا ہونا مریض کے شفایاب ہونے پر موقوف ہے۔ اور اگر مراد پوری ہو تو ایسی نذر کا انجام دینا لازم ہوگا۔

دوسری 'نذرِ مطلق': یعنی جس میں کوئی شرط نہ ہو۔

3.2 نذر کے صحیح ہونے کی شرائط

۱۔ جس بات کی نذر مانی گئی ہے وہ ایسے اعمال کی قسم میں سے ہے جو شرعاً فرض یا واجب ہیں۔ مثلاً نماز، صدقہ، روزہ وغیرہ۔ مثلاً کسی نے منت مانی کہ میں نفل روزہ رکھوں گا تو ایسی نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ روزہ رمضان میں فرض ہوتا ہے۔ یہی حال صدقہ نماز وغیرہ کا ہے۔ تاہم علماء امت نے اعتکاف کی نذر کو پورا کرنا بھی ضروری قرار دیا ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے۔

۲۔ جو بات مانی جائے وہ مقصودی عبادات (جو بذاتِ خود مقصود ہوں) میں سے ہو۔ اگر غیر مقصودی عبادت (مثلاً وضو جو خود مقصود نہیں، نماز کے لیے ہے) کی نذر مانی تو درست نہیں۔ اسی طرح مثلاً اذان دینے، جنازہ کے ساتھ چلنے، بیمار پرسی کرنے کی نذر ماننا بھی اسی میں شامل ہیں۔

۳۔ مانی ہوئی بات کوئی فعل گناہ نہ ہو۔ لہٰذا کسی شخص کو قتل کرنے کی منت ماننا، شراب پینے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدکاری کی نذر ماننا ناجائز ہے۔ اس کو توڑنا (کیونکہ یہ قسم کی طرح ہے) ضروری اور کفارہ دینا لازم ہے۔ لیکن اگر کسی نے ایسی چیز کی نذر مانی جو کسی عارضی سبب سے حرام ہے مثلاً عید کے روزے رکھنا (یہ عید کی وجہ سے حرام ہے اصل میں نہیں) تو ایسی نذر صحیح ہوگی لیکن عید کے دن کی قید شرطِ لغو ہو جائے گی اسی طرح نذر مانی کہ میں بغیر وضو کے دو رکعت نماز پڑھوں گا تو نذر صحیح ہے اور شرط لغو۔ لہٰذا نماز لازم ہوگی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کو اپنے اوپر لازم کیا جائے جو خود مشروط ہے (مثلاً نماز کہ اس کے لیے طہارت شرط ہے) تو اس کے ساتھ اس کی شرط بھی لازم ہوگی۔

۴۔ مانی ہوئی بات وہ نہ ہو جو پہلے سے کسی شخص پر فرض ہو مثلاً کسی نے اسلامی شرائط کے موافق حج کرنے کی منت مانی کہ اگر مجھ پر حج فرض ہوا تو حج کروں گا تو اس پر صرف فرض حج ہی لازم ہے اور منت ماننا بے کار۔

۵۔ ایسی بات کی نذر نہ مانی جائے جس کا وہ مالک ہی نہیں مثلاً کسی کے پاس سو روپے ہیں اور وہ ایک ہزار روپے خیرات کی نذر مانے تو صرف سو ہی دینا لازم ہوں گے۔

۶۔ جو منت مانی ہے اس کا بجا لازم ممکن ہے لہٰذا اگر کسی نے امر محال کی منت مانی مثلاً کسی عورت نے منت مانی کہ میں کل روزہ رکھوں گی اور اگلے روز وہ حائضہ ہوگی تو یہ منت بے کار ہوگی۔

۷۔ کسی اور شخص کی مملوکہ چیز کے بارے میں بھی منت ماننا درست نہیں۔

فوائد

۱۔ نذر کے لیے کسی خاص وقت، خاص رقم یا خاص محتاج کی قید نہیں لگانی چاہیے لیکن اگر کسی نے اس طرح کی قید لگائی تو اس کے خلاف کرنا بھی درست ہے مثلاً کہا کہ یہ رقم فلاں علاقے یا فلاں محتاجوں کو دوں گا تو دوسروں کو دینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح کہا کہ جمعہ کے دن فلاں رقم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوں گا تو ہفتہ کو دینا بھی جائز ہے۔

۲۔ منت ماننا زبان سے کہنے پر منحصر ہے۔ یعنی جب تک یوں نہ کہے کہ میں نے یہ منت مانی ہے یا مجھ پر یہ لازم ہو گیا ہے تو منت صحیح نہ ہو گی۔ چنانچہ اگر یوں کہا کہ مجھے آرام ہو گیا تو روزہ رکھوں گا تو ایسا کہنے سے منت نہ ہو گی۔ ہاں نیک کام سمجھ کر اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.3 باب نذر الطاعة مطلقاً ومعلقا بشرط

(مطلق ومعلق اطاعت کی منت ماننا)

۱۔ ((عن عائشة عن النبی ﷺ قال: من نذر أن یطیع الله، فا ومن نذر أن یعصیه، فلا یعصه)). (رواه الجماعة إلا مسلما

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا جس نے منّت مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے اس کی نافرمانی کی منّت مانی کی نافرمانی نہ کرے''۔

۲۔ ((وعن ابن عمر قال: نهی النبی ﷺ عن النذر، وقال: یرد شیئا، وإنما یستخرج به من البخیل)). (رواه الأئمة إلا الترمذی)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے منت ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ منت کسی چیز کو روکتی نہیں اس کے ذریعہ کنجوس سے مال نکلوالیا جاتا ہے''۔

فقہی نکات:

⇦ نذر یہ ہے کہ مکلّف انسان اپنے اوپر کوئی ایسی بات واجب کرلے جو شریعت نے اس پر واجب نہ کی ہو۔

⇦ نذر کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ہوتا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿ولیوفوا نذورهم﴾ ''چاہئے کہ وہ اپنی نذروں کو پورا کریں''۔ اسی طرح حدیث نمبر ا میں بھی کہا ہے کہ اطاعتِ الٰہی پائی جانے والی نذر کو پورا کرنا لازم ہے اور معصیتِ الٰہی والی نذر کو پورا کرنا لازم نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⇦ دوسری حدیث کا تعلق قانون قدرت سے ہے یعنی یہ سمجھ کر منت ماننا کہ اس منت کی وجہ سے قانون قدرت میں کوئی تبدیلی ہو جائے گی یہ درست نہیں اور ایسی نذر ماننے کا سوائے اس کے اور کوئی فائدہ نہیں کہ اس سے کسی آدمی کا مال خصوصاً کنجوس آدمی کا مال فقراء پر خرچ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.4 باب ما جاء فی نذر المباح والمعصیة

(مباح کام اور ناجائز کام کی منت ماننے کے احکام)

۱- ((عن ابن عباس، قال: بینا النبی ﷺ یخطب، إذا هو برجل قائم، فسأل عنه، فقالوا: أبو إسرائیل، نذر أن یقوم فی الشمس، ولا یقعد، ولا یستظل، ولا یتکلم، وأن یصوم، فقال النبی ﷺ: مروه، فلیتکلم، ولیستظل، ولیقعد، ولیتم صومه)). (رواه البخاری وابن ماجه وأبو داؤد)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس دوران میں اچانک آپ نے ایک کھڑا ہوا شخص دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابو اسرائیل ہے۔ اس نے مَنت مانی ہوئی ہے کہ دھوپ ہی میں کھڑا رہے گا، نہ بیٹھے گا، نہ سائے میں آئے گا نہ بات کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ وہ کلام کرے سایہ حاصل کرے اور بیٹھے اور اپنے روزہ کو مکمل کرے''۔

۲- ((وعن ثابت بن الضحاک أن رسول الله ﷺ قال: لیس علی الرجل نذر فیما لا یملک)). (متفق علیه)

''حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نذر ماننے پر اس چیز کی نذر لاگو نہیں ہوتی جس کا وہ مالک نہ ہو''۔

۳- ((وعن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن النبی ﷺ قال: لا نذر إلا ما ابتُغِیَ به وجه الله تعالی)). (رواه احمد وأبو داؤد)

''حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نذر جائز نہیں مگر اس میں جس سے اللہ کی رضا ڈھونڈی جائے''۔

۴- ((وعن سعيد بن المسيب أن أخوين من الانصار كان بينهما ميراث، فسأل أحدهما صاحبه القسمة، فقال: إن عدت تسألنى القسمة فكل مال لى فى رتاج الكعبة، فقال له عمر: إن الكعبة غنية عن مالك، كفر عن يمينك، وكلم أخاك، سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا يمين عليك، ولا نذر فى معصية الرب، ولا فى قطيعة الرحم، ولا فيما لا تملك)). (رواه أبو داؤد)

''حضرت سعید بن میتب سے مروی ہے کہ دو انصاری بھائیوں کی مشترکہ میراث تھی۔ ایک نے دوسرے کو اس کی تقسیم کرنے کو کہا۔ بولا۔ اگر تو نے پھر تقسیم کا سوال کیا تو میرا تمام مال باب کعبہ میں ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کعبہ تمہارے مال سے بے نیاز ہے۔ قسم کا کفارہ دو اور اپنے بھائی سے بات کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے گناہ میں تم پر نہ قسم ہے اور نہ نذر نہ قطع رحمی میں اور نہ اس میں جس کے تم مالک نہیں''۔

۵- ((وعن عائشة أن النبى ﷺ قال: لا نذر فى معصية، وكفارته كفارة يمين)). (رواه الخمسة)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گناہ کی منت نہیں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے''۔

۶- ((وعن أنس أن النبى ﷺ رأى شيخا يهادى بين ابنيه، فقال: ما هذا؟ قالوا: نذر أن يمشى، قال: إن الله عن تعذيب هذا نفسه لغنى. وأمره أن يركب)). (رواه الجماعة إلا ابن ماجه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بوڑھا دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے درمیان گھسٹ کر چل رہا ہے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ بولے اس نے پیدل چلنے کی منت مانی ہوئی ہے۔ فرمایا: اس شخص کے اپنے نفس کو عذاب دینے سے اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ وہ اپنے نفس کو عذاب کرے اور اس کو سوار ہونے کا حکم دیا''۔

۷- ((وفي رواية: أن أخته نذرت أن تمشي حافية غير مختمرة، فسأل النبي ﷺ، فقال: إن الله لا يصنع بشقاء أختك شيئا. مرها فلتختمر، ولتركب، ولتصم ثلاثة أيام)). (رواه الخمسة)

''ایک روایت میں ہی کہ ان کی بہن نے منت مانی کہ ننگے پاؤں، ننگے سر پیدل چل کر حج کرے گی۔ پھر انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا۔ فرمایا: اللہ تمہاری بہن کی محرومی سے کچھ نہیں کرتا۔ اس سے کہو دوپٹہ اوڑھے اور سوار ہو کر جائے اور تین دن روزہ رکھے''۔

۸- وعن ابن عباس عن رسول الله ﷺ قال: من نذر نذرا، ولم يسمه، فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً لم يطقه فكفارته كفارة يمين)). (رواه ابو داؤد وابن ماجه)

''حضرت ابن عباسؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے منت مانی اور اس کا نام نہیں لیا تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے اس کی نذر مانی جو طاقت سے باہر ہو، اس کا کفارہ بھی قسم ہی کی طرح ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہی نکات:

⇦ جس بات کی نذر مانی گئی ہے اگر وہ کوئی ایسا امر ہے جو شرعاً فرض یا واجب ہے مثلاً نماز اور روزہ کہ میں نفلی روزہ رکھوں گا تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر مانی ہوئی بات کوئی گناہ کا فعل ہو ایسی نذر توڑنا ضروری اور کفارہ دینا لازم ہے۔

⇦ کسی اور شخص کی مملوکہ چیز کے بارے میں نذر ماننا درست نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.5 باب ما یذکر فیمن نذر الصدقة بماله کله

(اپنے تمام مال کی خیرات کرنے کی نذر ماننے کا حکم)

۱ - ((عن کعب بن مالک أنه قال: یا رسول الله، إن من توبتی أن انخلع من مالی، صدقة إلی الله ورسوله، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: أمسک علیک بعض مالک، فهو خیر لک، قال، فقلت: إنی أمسک سهمی الذی بخیبر)). (متفق علیه)

''حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنی توبہ کی خوشی میں اپنا تمام مال خیرات کر کے دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا کچھ مال روک لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا اچھا اپنا خیبر والا حصہ روکے لیتا ہوں''۔

۲ - ((وفی لفظ، قال، قلت: یا رسول الله، إن من توبتی إلی الله أن أخرج من مالی کله إلی الله والی رسوله صدقة، قال: لا، قلت: فنصفه؟ قال: لا قلت: فثلثه؟ قال: نعم، قلت: فإنی سأمسک سهمی من خیبر)). (رواه ابو داؤد)

''ایک لفظ میں ہے انہوں نے کہا: میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اللہ تعالی کے حضور اپنی توبہ کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں خیرات کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی اچھا آدھا؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اچھا تہائی؟ فرمایا: ہاں میں نے کہا: اچھا میں اپنا خیبر والا حصہ روکے لیتا ہوں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہی نکات:

⇦ ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس امر کی نذر مانے کہ اس کا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے تو اس نذر کا اطلاق اس کے سارے مال پر نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنے مال کا صرف ایک تہائی حصہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر سکتا ہے۔ اس بارے میں ایک اہم مسلک یہ ہے کہ چاہے سارے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی منت مانی جائے تو اس کا اطلاق صرف ایک تہائی مال پر ہوگا باقی مال مالک کے پاس رہے گا۔ زیادہ تر فقہاء اسی مسلک کے قائل ہیں۔ اس بارے میں ان کا جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کے لیے جو الفاظ استعمال کیے ہیں تو ان میں نذر کرنے کا ذکر نہیں۔ ویسے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کو کہا ہے۔ اس سے بعض فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر سارے مال کی نذر مانی جائے تو اسے وفا کرنا ہو گا۔

مختصر یہ کہ اس امر پر تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہے تو اس کا اطلاق صرف اس کے ایک تہائی حصہ پر ہوگا۔ باقی مال اس کے پاس رہے گا۔ لیکن اگر اس نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی نذر مانی ہو تو پھر اسے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لیے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کے طور پر دینا ہوگا لیکن اگر وہ غریب ہوگا اور اس کا کوئی مال نہ ہوگا تو پھر اسے اپنی اس نذر کا کفارہ ادا کرنا ہوگا جو غریب کے لیے کم از کم تین دن کے لگاتار روزے ہیں۔ اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر ایسی نذر ماننے والا شخص متوسط طبقے سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اپنے مال کی جتنی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اتنا ہی مال خرچ کر کے اپنی نذر کو پورا کر سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.6 خود آزمائی

۱۔ 'یمین' کے معنی ومفہوم تحریر کیجئے۔

۲۔ 'یمین' کی اقسام تحریر کیجئے۔

۳۔ قسموں کے کفارے کی صورتیں تحریر کیجئے۔

۴۔ غیر اللہ کی قسم کا حکم بیان کیجئے۔

۵۔ قسم کے کفارے میں فقہاء کی آراء بیان کیجئے۔

۶۔ نذر کی تعریف تحریر کیجئے۔

۷۔ نذر کی شرعی حیثیت پر بحث کیجئے۔

۸۔ نذر کے درست ہونے کی شرائط بیان کیجئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ نمبر 18

کتاب الامارة
کتاب القضا
کتاب الشہادة

تحریر: معین الدین ہاشمی

نظر ثانی: ڈاکٹر علی اصغر چشتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

یونٹ کا تعارف 895

یونٹ کے اغراض ومقاصد 896

1 کتاب الامارۃ 897

1.1 امیر کی اطاعت 897

1.2 امارت طلب کرنے کی ممانعت 902

1.3 عمال (سرکاری افسران) کو ہدیہ لینے کی ممانعت 904

1.4 معاملات میں آسانی پیدا کرنا 907

1.5 فتنہ فساد بلکہ ہروقت مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا 909

2 کتاب القضاء 912

2.1 قضا کی لغوی اور اصطلاحی تعریف 912

2.2 منصب قضاء 914

2.3 مختلف فقہاء کے نزدیک قاضی کے اوصاف 916

2.4 منصب قضا کے قبول کرنے کا جواز 920

2.5 قاضی کس طرح فیصلہ کرے 923

2.6 قضا سے متعلق حضرت عمرؓ کے خطوط 926

2.7 قاضی فریقین کا موقف سنے بغیر فیصلہ نہ کرے 930

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ کتاب الشہادۃ 931

3.1 شہادۃ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم 931

3.2 شہادت کی اقسام 932

3.3 شہادت سے متعلقہ احکام الٰہی 933

3.4 تحمل شہادت اور اداء شہادت 934

3.5 گواہ کی صفات 935

3.6 شہادت (گواہی) کا معیار 935

3.7 مدعی اور مدعیٰ علیہ کی ذمہ داری 938

3.8 ایک گواہ کے ساتھ قسم کا حکم 939

3.9 وہ امور جن میں صرف عورتوں کی گواہی معتبر ہے 941

3.10 خود آزمائی نمبر 3 943

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

اسلام دین کامل ہے جو عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کے میدان میں بھی انسانیت کیلئے بھرپور راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ایک منظم، منضبط اور کامیاب معاشرتی زندگی کے لئے قرآن سنت کے ذریعہ ہمیں مکمل ہدایات فراہم کی گئی ہیں۔معاشرتی زندگی کی ترقی اوراسے کامیاب بنانے کی خاطر احادیث نبوی سے اخذ کردہ چند متعین اوراہم ہدایات کا مطالعہ کرنے کیلئے یہ یونٹ ترتیب دیا گیا ہے۔

اس یونٹ میں کتاب الامارۃ (حکمرانی کے طورطریقے)، کتاب القضاء اور کتاب الشہادۃ کی اہم حدیثیں اور روایات پر بحث کی گئی ہے۔امید ہے کہ اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد معاشرتی زندگی سے متعلق ان بنیادی موضوعات کے اہم پہلوؤں پر سنت نبویؐ سے آپ واقفیت حاصل کرسکیں گے اوراس میدان میں آپ کے لئے مزید مطالعہ کی راہیں ہموار ہوجائیں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونٹ کے اغراض ومقاصد

اس یونٹ کا مطالعہ کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ⇦ امارت کے اہم احکام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ⇦ قضاء کا مفہوم، قاضی کی اہلیت، ذمہ داریوں اور قضا کے طریقے سے واقف ہو سکیں۔
- ⇦ شہادۃ (گواہی) کے مفہوم، شہادۃ کی اقسام، شاہد (گواہ) کی صفات اس کے دیگر احکام پر تبصرہ کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① کتاب الامارۃ

1.1 امیر کی اطاعت

۱ — ((عن ابی هریرر ضی اللہ عنه، عن النبی ﷺ قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن یعصنی فقد عصی اللہ ومن یطع الا میر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی)). (مسلم)

۲ — ((عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ علیک السمع والطاعة فی عسرک ویسرک ومنشطک ومکرهک واثرة علیک))(مسلم)

۳ — ((عن یحیی بن حصین قال سمعت جدتی تحدث انها سمعت النبی ﷺ یخطب الوداع وهو یقول ولواستعمل علیکم عبد یقود کم بکتاب اللہ فاسمعوا له واطیعو)). (مسلم)

۴ — ((عن عبداللہ بن عمرؓ عن النبی ﷺ: قال السمع والطاعة علی المرء المسلم فیها احب وکره مالم یومر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (بخاری)

۵ — ((حدثنا . احمد بن عبد الرحمن بن وهب بن مسلم حدثنا عمی عبداللہ بن وهب حدثنا عمر وبن الحارث ثنی بکیر عن بسر بن سعید عن جنادة بن امیته قال دخلنا علی عبادة بن الصامت وهو مریض فقلنا حدثنا اصلحک اللہ بحدیث ینفع اللہ به سمعته من رسول اللہ ﷺ فقال دعا نارسول اللہ ﷺ فبا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنا ہ فکان فیما اخذ علیناان بایعنا علی السمع والطاعة فی منشیطنا ومکرهنا وعسر ناویسرنا واثرۃ علینا وان لا نتاز ع الا مرا اهله قال الا ان تروا کفرا بوا حا عند کم من اللہ فیه برهان.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری اطات کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کے نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے لئے (امیر کا حکم) ماننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے چاہے تم تکلیف میں ہو یا راحت میں اور (چاہے) تم خوشی میں ہو یا رنج کی حالت میں اور چاہے ہے تم پر کسی کو ترجیح کیوں نہ دی جائے۔

ترجمہ: یحییٰ بن حصین اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ سنا کہ اگر تم پر ایک غلام حاکم مقرر کر دیا جائے جو اللہ کی کتاب کے مطابق تم پر حکومت کرے (یا تمھاری قیادت کرے) تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''ہر مسلمان آدمی کے لئے حاکم کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے خواہ خوش ہو یا ناخوش جب تک کہ اس کو گناہ کا حکم نہ دیا جائے جب وہ گناہ کا حکم دے تو اس کو نہ سنے اور نہ ہی اس کی اطاعت کرے۔؟

ترجمہ: جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت وہ بیمار تھے۔ ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے ہم کو ایسی حدیث سنایئے جس کو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور وہ ہم کو نفع دے، حضرت عبادہ بن صامت نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بلایا، ہم نے آپ سے بیعت کی، آپ نے ہم سے جن چیزوں پر بیعت لی تھی وہ یہ تھیں کہ ہم خوشی اور ناخوشی میں اور مشکل اور آسانی میں اور ہم پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کریں اور جو شخص صاحب اقتدار ہو اس کے خلاف جنگ نہ کریں ہاں اگر تم کو اس میں کھلم کھلا کفر نظر آئے جس کے کفر ہونے پر تمھارے پاس قرآن اور سنت سے واضح دلیل ہو تو یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

فقہی نکات

مذکورہ بالا احادیث سے درج ذیل فقہی نکات سامنے آتے ہیں

⇦ حدیث نمبرا سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ امیر کی اطاعت بھی ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اس کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یا أیھا الذین آمنو اطیعو ا اللہ واطیعوا الرسول واولی الأمر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ورسولہ﴾ (النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو: اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور جو تم پر حاکم بنائے گئے ہیں (یعنی اولی الامر) کی اطاعت کرو''۔

⇦ امیر جو کوئی بھی ہو اگر خلاف شریعت حکم دے تو اس کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ((لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق)) ''یعنی اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں''۔ (صحیح بخاری: ۷۲۵۷، مسلم: ۱۸۴۰، ابوداؤد: ۲۶۲۵)

⇦ عام طور پر لوگ اپنی پسندیدہ پارٹی، اپنی قوم، یا اپنے علاقہ کے علاوہ دوسری پارٹی قوم یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقے کے امراء یا حاکموں کی اطاعت کرنے پر تیار نہیں ہوتے اسلام میں یہ معیار نہیں بلکہ معیار صرف شریعت ہے حاکم جو بھی ہو اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے موافق حکومت کرے تو اس کی اطاعت ضروری ہے۔

⇦ ہمارے سیاسی نظام میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا جو روایتی طرز عمل ہے اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے حکمرانوں کی ہر اچھی بات پر ان سے تعاون کرنا چاہیے اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے معاملے میں ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

⇦ اس بات پر تمام فقہا کا اجماع ہے کہ مسلمانوں پر کافر کو امیر نہیں بنایا جا سکتا اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

﴿یا ایها الذین آمنوالا تتخذوا ولکافرین اولیا ء من دون المومنین﴾ (النساء:۱۴۴)

''اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو ولی نہ بناؤ مسلمانوں کا خلیفہ امیر یا حاکم اگر اسلام سے ہٹ کر کافر ہو جائے تو اس کو معزول کرنا ضروری ہے''۔

⇦ خلیفہ اگر اقامت صلوۃ کو ترک کر دے تو بھی وہ مسلمانوں کا امیر نہیں رہ سکتا۔

⇦ فاسق فاجر آدمی کو امیر/خلیفہ بنانا جائز نہیں۔ البتہ اگر امیر یا خلیفہ فاسق ہو جائے تو جمہور علماء کے نزدیک اس بنا پر اسے منصب سے ہٹایا نہیں جا سکتا اور مسلمانوں کے لئے یہ جائز بھی نہیں ہوگا کہ وہ خلیفہ یا امیر کے فسق کی صورت میں اس کے خلاف ہتھیار اٹھائیں یاد رہے کہ فسق وفجور سے منع کرنے اور اس کو سمجھانے کا عمل مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا۔

⇦ بعض فقہا نے یہ لکھا ہے کہ اگر فاسق بادشاہ/امیر کو ہٹانے میں فتنہ وفساد اور جنگ کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو معزول کیا جانا چاہئے۔

⇦ تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فاسق وفاجر آدمی کو اپنا خلیفہ یا امیر مقرر کرنا جائز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ فقہ حنبلی کے فقہا کی رائے یہ ہے۔(شرح عقائد تفتازانی ۱۱۵)
کہ جس شخص کی امامت پر تمام مسلمان متفق ہو جائیں اس کی امامت وامارت منعقد ہو جاتی ہے۔ اور اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے خواہ وہ شخص عادل ہو یا فاسق۔ لیکن کسی فاسق آدمی پر تمام مسلمانوں کا متفق ہو جانا بعید از قیاس اور ناممکن ہے (ابن قدامہ الحنبلی، المغنی طبع بیروت ۹/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب النّهى عن طلب الامارة

امارت طلب کرنے کی ممانعت

۱ — ((عن عبد الرحمن بن سمرةؓ قال قال لی رسول الله ﷺ یا عبدالرحمن ! لا تسأل الامارة فانک ان اعطیتها عن مسئلة وکلت الیها وان اعطیتها عن غیر مسئلة اعنت علیها)). (مسلم)

۲ — ((عن ابی موسی قال : دخلت علی النبی ﷺ انا ورجلان من بنی عمی فقال احد الرّجلین : یا رسول الله امّرنا علیٰ بعض ما ولاک الله عزوجل وقال الاٰخر مثل ذلک فقال : انا والله لا نولی علی هذا العمل احد اسأله ولا احدا حرص علیه)). (بخاری مسلم)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمان بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبدالرحمان ! امارت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر تم کو سوال کے بعد امارت ملی تو تم اس کے حوالے کردیے جاؤ گے (یعنی تمھارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہوگی) اور اگر تمھیں سوال کے بغیر امارت ملی تو تمھاری (اللہ کی طرف سے) اعانت کی جائے گی''۔

ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے بیان کرتے ہیں میں اور میری قوم (قبیلہ) کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان دو ساتھیوں میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی عہدہ عطا فرمایئے' دوسرے نے بھی ایسی درخواست کی آپ نے ارشاد فرمایا: ہم اس کام میں (یعنی عدالتی کام میں) کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو خود اپنے لئے اس کا طالب ہو یا اس منصب کا لالچ رکھتا ہو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہی نکات

⇦ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ازخود امارت طلب کرنا درست نہیں ہاں اگر امارت کے لئے کوئی آدمی موجود نہ ہو اور امارت یا نگرانی کسی غیر اہل آدمی کے ہاتھ میں جانے کا خدشہ ہو تو اہل آدمی اپنے آپ کو اس ذمہ داری کے لئے پیش کر سکتا ہے۔

⇦ دوسری حدیث میں اسلام کی ایک عام ہدایت ہے۔ اسلامی ریاست کی عام پالیسی یہی ہونی چاہئے کہ ان لوگوں کو ہم سرکاری اور بالخصوص عدالتی مناسب پر فائز نہ کیا جائے جو خود ان کے حصول کے لئے کوشاں ہوں یا مناسب اور عہدوں کے حریص ہوں۔ ایسے لوگ عموماً جاہ پسند اور ریا کار ہوتے ہیں اور ان سے کسی خیر کی توقع نہیں ہوتی۔ ان کا بیشتر وقت یا تو منصب کے حصول کی سعی میں گزرتا ہے یا اگر منصب مل جائے تو اس کی بقاء کی جدوجہد میں۔ ریاست کے اصل مقاصد سے نہ ایسے لوگوں کو دلچسپی ہوتی ہے اور نہ انہیں ان مقاصد کے لئے کام کرنے کی فرصت ملتی ہے۔

ہاں بعض اوقات ایسی صورت حال پیش آ جاتی ہے کہ مناسب اور اہل اشخاص اگر آگے نہ بڑھیں تو خطرہ ہوتا ہے کہ اہم مناصب نا اہل اور بد دیانت لوگوں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے، ایسی صورت میں حکم بدل جاتا ہے اور اہل اور دیندار اصحاب کی یہ ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ حالات کو مزید بگڑنے سے بچانے کی کوشش کریں اور آگے بڑھ کر مناسب اقدام کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب تحریم هدایا العمال

عمال (سرکاری افسران) کو ہدیہ لینے کی ممانعت

۱- ((عن ابی حمید الساعدی قال استعمل النبی ﷺ رجلا من الا سد یقال له ابن اللتبية قال عمر و وابن ابی عمر علی الصدقة فلما قَدِمَ قال هذا لكم وهذا لی اُهدِیَ لی قال فقام رسول الله ﷺ علی المنبر فحمدَ الله واثنی علیه وقال ما بال عامل ابعثه فیقول هذا لکم وهذا اُهدِیَ لی افلا قعد فی بیت ابیه اوفی بیت امّه حتی ینظر ایهدی الیه ام لا ؟؟ والذی نفس محمد بیده لا ینال احد منکم منها شیئا الا جاء به یوم القیامة یحمله علی عنقه بعیر له رُغَاءٌ او بقرة لها خُوارٌ او شاة تَیعِرُ ثم رفع یدیه حتی رَأَینَا عُفْرَتَی ابطیه قال اللهم هل بلّغت مرتین)). (مسلم)

۲- ((حدثنا ابو بکرین ابی شیبته حدثنا وکیع بن الجراح حدثنا اسمعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن عدی بن عمیرة الکندی قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من استعملناه منکم علی عمل فَکَتَمُنَا مخیطاً فما فوقه کان غلولا یاتی به یوم القیامة قال فقام الیه رجل اسود من الا نصار کانی انظر الیه فقال یا رسول الله اقبل عنی عملک قال ومالک قال سمعتک تقول کذاو کذا قال وانا اقوله الان من استعملناه منکم علی عمل فلیجی بقلیله و کثیره فما اوتی منه اخذ وما نهی عنه انتهی)).

ترجمہ: ''حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد کے ایک شخص کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنایا اس کا نام ابن اللتبیہ تھا' جب وہ (زکوۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصول کر کے) آیا تو اس نے کہا یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء بیان کی اور فرمایا ان عاملوں کا کیا حال ہے؟ میں ان کو (زکوۃ وصول کرنے) بھیجتا ہوں اور یہ آ کر کہتے ہیں کہ یہ تمھارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے' یہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا پھر ہم دیکھتے کہ اس کو کوئی چیز ہدیہ کی جاتی ہے یا نہیں' قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے تم میں سے جو شخص بھی ان اموال میں سے کوئی چیز بھی لے گا' قیامت کے دن وہ مال اسکی گردن پر سوار ہوگا (کسی شخص کی گردن پر) اونٹ بڑبڑا رہا ہوگا، یا گائے ڈکرا رہی ہوگی یا بکری ممنا رہی ہوگی، پھر آپ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، اس کے بعد آپ نے دو مرتبہ فرمایا، اے اللہ میں نے دی ہے''۔

ترجمہ: ''حضرت عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، ہم تم میں سے جس شخص کو کسی کام پر عامل بنائیں اور وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم چیز چھپا لے تو یہ خیانت ہوگی اور وہ قیامت کے دن اس چیز کو لے کر آئے گا۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا پھر ایک سیاہ رنگ کا انصاری کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجئے! آپ نے فرمایا کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں آپ کو اس طرح فرماتے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ہم نے تم میں سے جس شخص کو کسی کام کا عامل بنایا وہ ہر چھوٹی بڑی چیز کو لے کر آئے، اس کے بعد اس کو دی جائے وہ لے لے اور جو نہ دی جائے اس سے باز رہے۔ عام طور پر امراء، وزراء اور سرکاری افسروں کو ان کے مناصب کی وجہ سے ہدیے، تحفے تحائف دیے جاتے ہیں تا کہ ان سے مفادات حاصل کئے جائیں لہذا ان کے لئے اول تو ہدیہ لینا ہی جائز نہیں اگر ہدیہ آ ہی جائے تو اسے سرکاری مال میں شامل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر ہدیوں کو انھوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتی مال سمجھتے ہوئے استعمال کیا تو یہ امانت میں خیانت شمار ہو گیا ور یہ فعل، غلول یعنی مال غنیمت میں چوری کے برابر تصور ہو گا''۔ (مسلم بشرح نووی:باب فضیلة الامام العاول وعقوبة ، نیز المفهم ۴/۳۳-۲۲)

فقہی نکات

⇦ ایسا شخص جو کسی عہدے اور منصب پر فائز ہے صرف ایسے افراد سے ہدیہ لے سکتا ہے جس کے ساتھ عہدے اور منصب سے ہٹ کر روابط اور تعلقات ہوں اور تحائف کے لین دین کا پہلے سے معمول ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ان الدین یسر

دین کے احکام میں آسانی کو اختیار کرنا

۱- ((عن سعید بن ابی بردۃ قال سمعت ابی قال بعث النبی ﷺ بی و معاذابن جبل الی الیمن فقال یسرا ولا تعسرا وبشر اولا تنفرا وتطاوعا)). (البخاری)

۲- ((عن ابی موسیٰ قال کان رسول اللہ ﷺ اذابعث احد امن اصحابہ فی بعض امرہ قال، بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا)). (مسلم)

۳- ((عن عائشہ زوج النبی ﷺ انہا کانت تقول قال رسول اللہ ﷺ سددوا وقاربوا ویسروا)). (مسند احمد)

۴- ((عن عائشہ انہا قالت ماخیّرر رسول اللہ ﷺ بین امرین الااخذا یسرھما مالم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ)). (البخاری)

ترجمہ: ''سعید بن ابی بردہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا اور فرمایا (لوگوں کے لئے) آسانی کرنا، (انہیں) مشکل میں نہ ڈالنا اور (ان کو) متنفر نہ کرنا اور آپس میں) موافقت کرنا''۔

ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی شخص کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو یہ فرماتے: (لوگوں کو) خوشخبری دینا، متنفر نہ کرنا، آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا''۔

ترجمہ: ''نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست اور ٹھیک ٹھیک کام کرو اور آسانی کرو"۔

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ اس پر عمل کرتے جو زیادہ آسان ہوتا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ بچنے والے تھے"۔

فقہی نکتہ

مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی حاکم قاضی یا عامل کو چاہیے کہ لوگوں کو معاملات میں مشکلات سے دوچار نہ کرے دو جائز کاموں میں جو زیادہ سہل ہو اسے اختیار کرنا چاہئے یہی آپ ﷺ کی مستقل سنت تھی۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشادت سے وضاحت ہوتی ہے:

﴿ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج﴾ (المائدہ: ۶)

"اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا"۔

﴿وما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج: ۷۸)

"اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی"۔

﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾ (البقرۃ: ۱۸۵)

"اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ مشکل کا نہیں بلکہ آسانی کا معاملہ چاہتا ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وفي كل حال

(فتنہ وفساد کے وقت بلکہ ہر وقت مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا)

۱- ((عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه قال من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات ميتة جاهلية ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصبة او يدعو والی عصبة او ينصر عصبة فقتل فقتلة جاهلية ومن خرج علی امتی يضرب برها وفاجرها ولا يتحاش من مؤمنها ولا يفی لِذِیْ عهد عهده فليس منی ولست منه)). (مسلم)

۲- ((حدثنا حسن بن الربيع حدثنا حماد بن زيدعن الجعد ابی عثمان عن ابی رجاء عن ابن عباس يرويه قال قال رسول الله ﷺ من رای من اميره شيئا يَکرهُه' فليصبر فانه من فارق الجماعة شبراً فمات فميتة جاهلية)). (مسلم)

۳- ((حدثنا هريمه بن عبدالا علی حدثناالمعتمر قال سمعت ابی يحدث عن ابی مجلز عن جندب بن عبدالله البجلی قال قال تحت راية عمية يدعو وعصبية او ينصر عصبية فقتلنا جا هلية)). (مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت کو چھوڑ دے تو وہ جاہلیت کی موت مرا، اور جو شخص اندھی تقلید میں کسی کے جھنڈے تلے جنگ کرے یا کسی عصبیت کی بناء پر غضب ناک ہو یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر جنگ کرے اور مارا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص نے میری امت پر خروج کیا اور اچھوں اور بروں سب کو قتل کیا، کسی مومن کا لحاظ کیا نہ کسی سے کیا ہوا عہد پورا کیا وہ میرے دین پر نہیں ہے اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے''۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اپنے امیر کی کوئی چیز ناگوار گزرے وہ صبر کرے کیونکہ جو شخص ایک بالشت برابر بھی جماعت سے الگ ہوگا وہ جاہلیت کی موت مرے گا''۔

ترجمہ: ''حضرت جندب بن عبداللہ بجلی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اندھی تقلید میں کسی کے جھنڈے تلے مارا گیا۔ جو عصبیت کی دعوت دیتا تھا اور عصبیت کی مدد کرتا تھا، اس کی موت جاہلیت کی موت ہے''۔

فقہی نکات

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ:

⇦ کسی آدمی یا کسی ایک گروپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں کے امیر اور جماعت سے علیحدہ ہوں اگرچہ امیر کی طرف سے اس کو کوئی شے ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ احادیث میں جماعت کا ذکر ہے یاد رہے کہ جماعت سے مراد جماعت اسلام ہے جماعت کفر نہیں کیونکہ جماعت کفر کی اطاعت مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ قرآن مجید نے انسانوں کی دو ہی جماعتیں بنائی ہیں ایک مسلمانوں کی جماعت اور دوسری کافروں کی جماعت۔

⇦ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هو الذى خلقكم فمنكم كافر و منكم مؤمن﴾ (التغابن: ۲)

''اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری تخلیق کی ہے پس تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن''۔

⇦ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس بنیاد سے ہٹ کر کسی اور بنیاد مثلاً رنگ ونسل، زبان،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقہ پر اکٹھا ہونا اور لڑنا جائز نہیں۔

⇦ ان احادیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ کسی مومن کے لئے یا مومنین کے کسی گروپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کافروں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑائی کرے یا مسلمانوں کے خلاف کفار کی امداد کرے اندھے جھنڈے تلے مرنے سے مراد یہ ہے کہ ایسی لڑائی کرتے ہوئے مارا جائے جس لڑائی کی درستی اور جواز شریعت سے واضح ثابت نہ ہو۔

⇦ محض قوم کی طرف بلانا اور قوم کی بنیاد پر ایک دوسرے کی مدد و نصرت کرنا یا قوم کی بنیاد پر لڑنا حرام ہے البتہ ایسی صورت میں قوم کی نصرت اعانت جائز ہے جب قوم حق پر ہو۔

⇦ اس سلسلہ میں ہر جگہ قرآن کا یہ اصول لاگو ہوتا ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ (المائدہ:۲)

''یعنی نیکی و پرہیز گاری کے امور میں تعاون کرو اور گناہ زیادتی کے امور میں تعاون نہ کرو''۔

اس حدیث سے درج ذیل مزید نکات سامنے آتے ہیں:

۱- امام یا امیر کے تقرر کا لزوم

۲- مسلمانوں کے امیر (جو کہ کھلم کھلا خلاف شرع فیصلے نہ کرتا ہو) کی اطاعت

۳- امیر کے تحت امت مسلمہ کے ساتھ چلنے کے ہدایت اور ان سے علیحدہ ہونے کی وعید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② کتاب القضا

2.1 لفظ قضاء کے لغوی معنی

عربی زبان میں قضاء کا لفظ کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے' ان سب میں جو مفہوم مشترک ہے وہ کسی چیز کے مکمل اور حتمی طور پر طے کر دینے یا ختم کر دینے کے ہیں۔ چنانچہ اس کے ایک معنی حکم دینے کے ہیں جیسے:

﴿وقضی ربک﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:۲۳)

''اور تمھارے رب نے حکم دیا ہے''۔

اس کے معنی ادا کر دینے کے بھی ہیں جیسے کہا جاتا ہے:

(قضیت الدین)

''میں نے قرض ادا کر دیا''۔

یا قرآن مجید میں ہے:

﴿فاذا قضیت الصلوۃ﴾ (الجمعہ : ۱)

''جب نماز ادا کر دی جائے''۔

اس کے معنی فارغ ہو جانے کے بھی ہیں جیسے:

﴿قضی الامر﴾(یوسف: ۴۱)

''کام ختم ہو گیا''۔

اور لوگ اس سے فارغ ہو گئے۔ اس کے معنی کر گزرنے کے بھی ہیں جیسے:

﴿فاقض ماانت قاض﴾ (طہ : ۷۲)

''جو تجھے کرنا ہے تو کر گزر''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے معنی ارادہ کرنے کے بھی ہیں جیسے:

﴿اذا قضی امرًا﴾ (غافر : ٦٨)

''جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے''۔

شریعت کی اصطلاح میں قضاء سے مراد حاکم عدالت یا اس کا وہ فیصلہ جو اس نے کسی ایسے معاملہ میں دیا ہو جو اسکے نزدیک ثابت ہو چکا ہو۔

منصب قضاء کی اصطلاحی تعریف

۱- مقدمات کا نبٹانا اور جھگڑوں کا ختم کرانا۔

۲- قضاء ایک ایسی اعتباری صفت ہے جو اپنے موصوف کے حق میں اس کے شرعی احکام کے نافذ العمل ہونے کو لازمی کر دیتی ہے، چاہے یہ حکم کسی کو عدل قرار دینے کے بارے میں ہو یا مجروح قرار دینے کے بارے میں نیز یہ اس صفت کا تعلق مسلمانوں کے عموی (یعنی ریاستی) مصالح سے نہ ہو۔

۳- قضاء سے مراد واجب العمل قرار پانے کے لئے حکم شرعی سے آگاہ کرنا۔

۴- قضاء سے مراد خالق ومخلوق کے مابین واسطہ بن کر کتاب وسنت کے ذریعہ مخلوق کے مابین خالق کے اوامر واحکام کو ادا کرنا۔

۵- قضاء سے مراد ہے دو یا زیادہ متنازعہ فریقوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جھگڑا ختم کرا دینا۔

۶- کسی واقعہ میں اس شخص کیلئے حکم شرعی کو واضح کرنا جس پر اس معاملہ میں اس حکم شرعی پر عمل کرنا فرض ہو جائے (ادب القاضی مرتبہ ڈاکٹر محمود احمد غازی: ۱۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2.2 منصب قضاء

١ - ((عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ من ولی القضاء اوجعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر سکین)). (سنن ابوداود سنن ابن ماجه)

٢ - عن عائشه ؓ قالت : سمعت النبی ﷺ یقول یدعی القاضی العدل یوم القیامة فیُلقیٰ من شدة الحساب ما یتمنی انّه لم یقض بین اثنین فی تمرة قط)). (مسنداحمد ،بیهقی)

٣ - ((عن مسروق عن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ مامن حاکمٍ یحکم بین الناس الا جاء یوم القیامة وملک اخذ بقفاه ثم یرفع راسه الی السّماء فان قال : ألقِهِ القاه فی مهو اة اربعین خریفاً)). (سنن ابن ماجه ،طبع لکھنو: ١٦٨، ١٣١٥)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو قضاء کا عہدہ حاصل ہو گیا یا جس کو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا بنا دیا گیا تو گویا کہ وہ شخص بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا''۔

ترجمہ: ''حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ''قیامت کے روز قاضی عادل کو بلایا جائے گا اور اس کو اس قدر سخت محاسبہ کا سامنا کرنا پڑے گا کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش کبھی دو آدمیوں کے درمیان اس نے ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا''۔

ترجمہ: ''مسروق (تابعی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی حاکم عدالت ایسا نہیں جو لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہو جس کو قیامت کے روز اس حال میں حاضر نہ کیا جائے کہ ایک فرشتہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے سر کی گدی پکڑ رکھی ہوگی، پھر اس کا سر آسمان کی سمت اٹھا (کر رکھا یا) جائے گا۔ پھر اگر یہ حکم ہوا کہ اس کو پھینک دو تو اس کو ایک گڑھے میں چالیس سال کیلئے پھینک دیا جائے گا''۔

فقہی نکات

⇦ ان احادیث میں منصب قضہاء کی اہمیت اور نزاکت کیطرف اشارہ کیا گیا ہے قاضی کا فریضہ انجام دینا اتنا مشکل کٹھن' تکلیف دہ کام ہے جتنا بغیر چھری کے ذبح کیا جانا۔ لہذا جو لوگ اس منصب کو قبول کریں ان کو اس راہ کی مشکلات کا پہلے سے اندازہ کر لینا چاہیے۔

⇦ اگر کوئی آدمی منصب قضا کی اہلیت رکھتا ہو اور اسے اس منصب کی ذمہ داری سپرد کردی جائے اور وہ عدل کرے تو اس کا عنداللہ بہت بڑا اجر ہے اس صورت میں اس کے کام کے دوران اس کو اللہ کی تائید نصرت بھی حاصل ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

﴿عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من سال القضاء وکل الی نفسه ومن جبر علیه ینزل علیه ملک فیسدده﴾

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص منصب قضاء کو طلب کر کے اسکو حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفس کے حوالے کر دیتے ہیں' اور جس شخص کو اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں جو اس کو صحیح راستے پر رکھتا ہے''۔

اس حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے اہل اور عادل قاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تاکید ونصرت ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل قاضی کی کیا صفات ہوتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی کے اوصاف

مختلف فقہاء کے نزدیک قاضی کی صفات درجہ ذیل ہیں:

۱- عاقل

۲- بالغ ہو

۳- مسلمان ہو

۴- غلام نہ ہو

۵- سننے دیکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتا ہو (یعنی بہرا، اندھا اور گونگا نہ ہو)

۶- اس پر حد قذف نہ لگی ہو

۷- اس کو حکمران کی طرف سے فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو محض دعاوی کی سماعت کیلئے مقرر نہ کیا گیا ہو۔

قاضی کی صفات حنفی نقطہ نظر

عہدہ قضاء پر کسی شخص کا تقرر اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک اس شخص میں گواہ کی صفات نہ پائی جائیں (ہدایہ) گواہ کی صفات یہ ہیں:

۱- مسلمان ہونا

۲- مکلّف ہونا

۳- آزاد ہونا۔

۴- بینا ہونا۔

۵- پہلے کبھی حد قذف نہ لگی ہو۔

۶- بہرا نہ ہو۔

۷- گونگا نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکی نقطہ نظر میں قاضی کی صفات

منصب قضاء پر فائز ہونے کے لئے حسب ذیل صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱- عدل ہونا

۲- مرد ہونا

۳- سمجھ دار ہونا

۴- علم فقہ سے واقف ہونا

عدل ہونے سے مراد یہ ہے کہ قانون شہادت کے تقاضوں کے مطابق عدل کی صفات اس میں پائی جاتی ہوں، جمہور کے نزدیک آزاد غلام بھی عدل ہوسکتا ہے کسی شخص کے عدل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ پانچ باتیں موجود ہوں:

۱- مسلمان ہونا

۲- بالغ ہونا

۳- عاقل ہونا (یعنی پاگل نہ ہونا)

۴- آزاد ہونا

۵- فاسق نہ ہونا

قاضی کا مرد ہونا بھی ضروری ہے، کوئی عورت یا ہیجڑا اور مخنث قاضی نہیں بن سکتے۔ اسی طرح اس کا سمجھ دار ہونا بھی ضروری ہے' کوئی بے وقوف اور مغفل اور غائب دماغ شخص قاضی نہیں ہوسکتا ایسا شخص کسی فریق کی لچھے دار باتوں سے دھوکا کھا سکتا ہے اور اسے یہ پتا ہی نہیں چل سکے گا کہ کہاں اقرار کرانا ہے' کہاں کس فریق نے انکار کیا ہے اور کون سا فریق متضاد باتیں کر رہا ہے۔ لہذا یہاں سمجھ داری سے مراد ذہن کی تیزی اور لوگوں کی گفتگو سے اصل مفہوم اخذ کر لینے کی قوت ہے اسی طرح ضروری ہے کہ قاضی علم فقہ سے بھی واقف ہو یعنی ان تمام فقہی احکام کا علم رکھتا ہو جن سے متعلق فیصلے دینے کیلئے اسے مامور کیا گیا ہے۔ ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ قاضی مجتہد بھی ہو۔ مقلد بھی ہو سکتا ہے۔ اور کسی مجتہد مطلق کی موجودگی میں اس کی تقلید بھی کر سکتا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ (جسمانی طور پر) قاضی سننے' دیکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ چنانچہ اگر تقرر کے بعد بھی کسی قاضی کو یہ عارضے لاحق ہو جائیں' یعنی وہ اندھا ہو جائے' بہرا ہو جائے یا گونگا ہو جائے تو اسکو فوراً معزول کر دینا سربراہ حکومت پر فرض ہوگا۔ تاہم اگر اس حالت میں وہ کوئی فیصلے کرے تو وہ نافذ العمل ہوں گے' اگر درست ہوں۔ اس لئے کہ ان تینوں عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے' بنیادی شرط نہیں۔

شافعی نقطہ نظر

قاضی بننے کیلئے لازمی شرائط یہ ہیں:

۱- مسلمان ہو

۲- مکلّف ہو (یعنی عاقل بالغ اور دار الاسلام کا شہری ہو)

۳- آزاد ہو

۴- مرد ہو

۵- عادل ہو

۶- سنتا ہو

۷- دیکھتا ہو

۸- بول سکتا ہو

۹- منصب قضاء کی ذمہ داریاں نبھا سکتا ہو

۱۰- مجتہد ہو

مجتہد سے مراد یہ ہے کہ کتاب وسنت کے اس حصہ کا علم رکھتا ہو جو احکام سے متعلق ہے۔ اسکے علاوہ کتاب وسنت کے خاص' عام مفسر' مبین' ناسخ' منسوخ' سنت متواترہ وغیرہ' متصل' مرسل راویوں کے حالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی خوبیاں اور کمزوریوں' عربی زبان عربی صرف ونحو' دور صحابہ اور بعد کے اہل علم کے اقوال' علماء کے اجماع اور اخلافات' قیاس اور اس کی قسمیں' ان سب امور کا علم رکھتا ہوا اگر ان سب شرائط کا جامع کوئی شخص دستیاب نہ ہو اور کوئی بااختیار فرمانروا کسی فاسق یا غیر مجتہد (مقلد) کو ہی قاضی بنا دے تو ضرورۃ اس کے فیصلے بھی العمل ہوں گے۔

حنبلی نقطہ نظر میں قاضی کی صفات

قاضی میں تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱- کمال اہلیت

۲- عدالت

۳- اجتہاد

کمال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی شخص کو مکمل طور پر شرعی احکام کا پابند بناتا ہو' دوسرے اس کا جسمانی طور پر عیوب سے پاک ہونا۔ جہاں تک پہلی قسم کے کمال کا تعلق ہے اس کیلئے چار چیزیں ضروری ہیں:

۱- بالغ ہونا

۲- عاقل ہونا

۳- آزاد ہونا (غلام نہ ہونا)

۴- مرد ہونا

لیکن امام ابن جریر طبری سے یہ نقل کی گئی ہے کہ قاضی کیلئے مرد ہونا شرط نہیں۔ اسکے لئے کہ جب عورت مفتی ہوسکتی ہے تو قاضی بھی ہوسکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ حدود کے علاوہ دوسرے تمام معاملات میں عورت قاضی بن سکتی ہے' اس لئے کہ حدود کے علاوہ باقی تمام معاملات میں اس کی گواہی بھی معتبر ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ادب القاضی صفحہ ۲۰۴ تا ۲۱۰)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب قضا کے قبول کرنے کا جواز

وہ تمام احادیث جن میں عادل قاضی کی فضیلت اسکے عالی مرتبت ہونے اور اس کے ساتھ تائید الٰہی کا ذکر ہے اس بات کی دلیل ہیں کہ اہل آدمی کیلئے قاضی کا عہدہ قبول کرنا جائز ہے ۔ان روایات میں چند اہم روایتیں درج ذیل ہیں:

۱- ((عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال : سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ' یوم لا ظل الاظلہ: الامام العادل 'وشاب نشاء بعبادۃ اللہ ' ورجل قلبہ معلق فی المساجد ورجلان تحابافی اللہ عزوجل اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ و رجل دعتہ امراۃ ذات منصب وجمال ' فقال انی اخاف اللہ ورجل تصدق فاخفا ھاحتی لا تعلم یمینہ ما تنفق شمالہ)). (صحیح بخاری)

۲- ((عن معقل بن یسارالمزنی قال امرنی رسول اللہ ﷺ ان اقضی بین قوم فقلت ما احسن ان اقضی یارسو ل اللہ ! قال ید اللہ مع القاضی مالم یحف عمدا)). (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر و الا وسط)

۳- ((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من ولی من امرالمسلمین ولایۃً وکانت بنیۃ الحق وکل اللہ بہ ملکین یو قفانِہٖ ویرشدانہ ومن ولی من امرا المسلمین شیأ وکانت نیتہ غیر الحق وکل اللہ الی نفسہ)). (رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزار)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ کے سایہ (رحمت) کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا اس دن سات شخص اللہ کے سائے میں ہوں گے' انصاف کرنے والا امام' وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ کی عبادت میں ہوئی ۔وہ شخص جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے' وہ دو آدمی جو اللہ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہوں' اللہ کی وجہ سے ملتے ہوں اور اس کی وجہ سے جدا ہوتے ہوں' وہ شخص جس کو کسی حسین اور با اختیار عورت نے (گناہ کی) دعوت دی اور اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں وہ شخص جس نے چھپا کر صدقہ کیا حتی کہ دائیں ہاتھ کو پتا نہ چلا کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے''۔

ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قوم کے درمیان فیصلہ کرنے کا حکم دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اچھی طرح فیصلہ نہیں کر سکتا! آپ نے فرمایا جب تک قاضی عمداً ظلم نہ کرے اس پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے''۔

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی درآں حالیکہ اسکی نیت حق کے مطابق کام کرنے کی تھی تو اللہ تعالیٰ اس کیساتھ دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اسکو بتلاتے ہیں اور اس کی حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور جس شخص کو مسلمانوں کا کوئی عہدہ دیا گیا درآں حالیکہ اسکی نیت حق کے مطابق کام کرنے کی نہ تھی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے''۔

فقہی نکات

جس طرح بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اہل آدمی کا منصب قضا قبول کرنا جائز ہے اس طرح قرآن حکیم کی کئی آیات سے بھی اس کا واضح اشارہ ملتا ہے:

﴿واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل﴾. (النساء:۵۸)

''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو''۔

﴿وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین﴾ (المائدۃ: ۴۲)

''اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو عدل کے ساتھ فیصلہ کریں' بے شک اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے''۔

﴿واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین﴾. (الحجرات: ۸)

''اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

﴿واذقلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربیٰ﴾ (الانعام: ۱۵۲)

''اور جب تم کہو تو حق بات کہو خواہ تمھارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو''۔

﴿یاداؤد انا جعلنا ک خلیفه فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی﴾.

''اے داود! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو تم لوگوں کے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاء فی القاضی کیف یقضی

(قاضی کس طرح فیصلہ کرے)

۱۔ ((عن معاذ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ بعث معاذ الی الیمن ' فقال : کیف تقضی ؟ فقال اقضی بما فی کتاب اللہ قال فان لم یکن فی کتاب اللہ؟ قال : فبسنة رسول اللہ ﷺ قال ان لم یکن فی سنة رسول اللہ ﷺ قال : اجتھد رائی قال الحمد للہ الذیٰ وفق رسول اللہ ﷺ لما یحب ویرضی)).

۲۔ ((عن ام سلنة رضی اللہ عنھا قالت : قال رسول اللہ ﷺ من ابتلی بالقضاء بین الناس فلا یر فعنّ صوتہ علیٰ احد الخصین مالا یرفع علی الاخر)). (سنن دار قطنی)

۳۔ ((عن ام سلعة قالت : قال رسول اللہ ﷺ من ابتلی بالقضاء بین الناس فلیعدل بینھم فی لحظلہ و اشارتہٖ ومقعدہٖ)). (سنن الدار قطنی : ج ۲ / ۵۱۱)

۴۔ ((عن عبداللہ بن الزبیر قال : قضی رسول اللہ ﷺ ان الخصمین یقعد ان بین یدیٰ الحاکم)). (امام احمد ' ابوداؤد ' (بحوالہ المنقیٰ ج ۲ / ۹۳۷)

۵۔ ((عن عبدالرحمن بن ابی بکرة قال : قال کتب ابو بکر ة الی ابنہ : وکان بسجستان 'ان لا تقض بین اثنین وانت غصبنان فانی سمعت النبی ﷺ یقول: لا یقضین حکم بین اثنین و ھو غصبان)). (البخاری :کتاب الاحکام 'ص ۱۰۶۰)

۶۔ ((عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ لا یقضی القاضی الا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھو شبعان ریان)). (سنن الدارقطنی ' ج ۲ / ۲ ۱ ۵ طبع دھلی)

ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ ان کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ لوگوں کے درمیان کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپ نے پوچھا کہ اگر اس مسئلے کا حکم کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور اقدس ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا آپ نے پوچھا کہ اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں وہ حکم موجود نہ ہو تو پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا''۔

اس پر آپ نے ان کی توثیق فرماتے ہوئے فرمایا کہ:

﴿الحمد لله الذی وفق رسول الله ﷺ لما یحب ویرضی﴾

''اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اپنے پسندیدہ مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائی''۔

ترجمہ: ''ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی آزمائش میں ڈال دیا جائے تو اس کو چاہیے کہ کسی صورت میں بھی ایک فریق سے دوسرے فریق کے مقابلہ میں زیادہ بلند آواز سے ہرگز گفتگو نہ کرے''۔

ترجمہ: ''ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی آزمائش میں ڈال دیا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ ان کے درمیان اپنی نظروں اشاروں اور انداز نشست میں بھی عدل سے کام لے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی نے فیصلہ دیا کہ فریقین حاکم عدالت کے سامنے بیٹھیں؟''

ترجمہ: ''عبدالرحمٰن ابن بکرۃ سے روایت ہے' بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکرۃ نے اپنے صاجزادے کو جو بحستان (موجودہ پاکستان کا شمال مغربی بلوچستان اوراس کے اطراف کا علاقہ) (قاضی) تھے لکھا تم دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا' اسلئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کوئی حاکم دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں ہرگز فیصلہ نہ کرے''۔

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاضی صرف اس وقت قضاء کے فرائض انجام دے جب وہ خوب کھایا پیا اور سیر ہو (بھوکا پیاسا نہ ہو)''۔

فقہی نکات

⇦ پہلی حدیث شرعی دلائل اوران کی ترتیب سے متعلق نہایت واضح کلیہ قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی شرعی دلائل میں سب سے اول قرآن کریم ہے۔ دوسرے نمبر پر سنت رسول اللہ ﷺ تیسرے نمبر پر اجتہاد۔

⇦ دوسری اور تیسری حدیث میں مساوات کا بیان ہے کہ قاضی فریقین کی نشت وبرخواست اور مخاطب ہونے وغیرہ ہر چیز میں مکمل مساوات کا لحاظ رکھے علاوہ ازیں۔ یہ عدل کا اعلیٰ ترین معیار ہے جس کا قاضی کو حکم دیا جارہا ہے فریقین کیطرف دیکھنے کا انداز گفتگو میں اشارہ کرنے کا انداز اور بیٹھنے کے انداز میں بھی برابری اور مساوات سے کام لینا چاہیئے یہ نہ ہو کہ دوران مقدمہ قاضی صاحب ایک ہی فریق کیطرف بیٹھے رہیں یا ایک فریق کی بات سنیں تو بھرپور توجہ کیساتھ اور دوسرا بولے تو بس ایک نگاہ غلط انداز سے اس کی طرف دیکھ لیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ⇦ غصہ کی حالت میں انسان نہ صرف سوچنے سمجھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے بلکہ اعتدال جاتا رہتا ہے۔ روز مرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ غصہ کی حالت میں کیے گئے فیصلے ہمیشہ ندامت اور پچھتاوے کا سبب بنتے ہیں۔
- ⇦ سخت بھوک پیاس کے عالم میں انسان کی توجہ ہٹی ہوئی ہوتی ہے اور ذہن صحیح طور پر کام نہیں کر رہا ہوتا, ایسے میں مقدمات نہ سننے چاہیں ورنہ کسی غلط فہمی' گھبراہٹ یا جھنجھلاہٹ کی وجہ سے غلط فیصلے سرزد ہو جانے کا خاصا امکان ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ شدید بھوک پیاس کی حالت میں نماز جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی سے بھی روکا گیا ہے' حکم یہ ہے کہ پہلے کھاپی کر سیر ہو کر پھر اطمینان سے نماز پڑھو اور اس کا حق ادا کرو قاضی کو فیصلہ کرتے وقت کن امور کا خیال رکھنا چاہیے ! اس سوال کے کئی پہلو ہیں امید ہے کہ ان میں سے کئی پہلوؤں کی وضاحت مذکورہ حدیث اور اس کی تشریحات سے ہوتی ہو گی۔ قابل ملاحظہ ہیں جن کے مطالعہ کے بعد آپ یقیناً اس سوال کے اہم پہلوؤں سے واقفیت حاصل کر سکیں گے۔

حضرت معاویہ کے نام حضرت عمر کا خط

اما بعد '

فاننی کتبت کتابافی القضاء مالم آلک ونفسی فیه خیراالزم خمس خصال ' یسلم لک دینک وتاخذ فیه بافضل حظک.

۱ — اذاتقدم الیک الخمصان فعلیک بالبینة العادله والیمین القاطعة.

۲ — وادن الضعیف حتی بشتد قلبه وینبسط لسا نه.

۳ — وتعا هدالغریب فان لم تعاهده ترک حقه ورجع الی اهله.

۴ — فربما ضیع حقه من لم یرفع به راسه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ وعلیک بالصلح بین الناس مالم یستبن لک فصل القضاء (مبسوط سرخسی، جلد ۱۶ / ۶۲ متن مع شرح)

(ابن عبدربہ نے اپنی روایت میں حسب ذیل جملہ کا بھی اضافہ کیا ہے)

۶۔ وآس بین الناس فی لحظک و طرفک

(العقد الفرید، طبع قاہرہ، ۱۹۴۰، جلد/ ۹۸-۹۹)

''اما بعد میں نے اس سے قبل بھی تمہیں ایک خط لکھا تھا جس میں میں نے اپنی اور تمھاری بھلائی کی باتیں لکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اب تم پانچ باتوں پر مضبوطی سے جمے رہو اس میں تمہارا دین بھی سلامت رہے گا اور تم اپنے نصیب کا بہترین حصہ بھی حاصل کرسکو گے۔

۱۔ جب فریقین تمہارے سامنے پیش ہوں تو تم صرف عادلانہ ثبوت اور پختہ قسم ہی کی بنیاد پر فیصلہ کرو۔

۲۔ کمزور کو قریب آنے کا موقع دو تاکہ اس کا دل مضبوط ہو اور اس کی زبان کھلے۔

۳۔ پردیسی کا خیال رکھو اس لئے کہ اگر تم اس کا خیال نہ رکھو گے تو وہ اپنا حق چھوڑ کر اپنے گھر چلا جائے گا۔

۴۔ اس لئے کہ جو شخص پردیسی اور کمزور شخص کی ہمت افزائی نہیں کرے گا وہ اس کے حق کو ضائع کردے گا۔

۵۔ جب تک فیصلہ پورے طور پر واضح ہو کر سامنے نہ آجائے اس وقت تک مصالحت کرانے کی کوشش کرتے رہو۔

۶۔ لوگوں کے درمیان دیکھنے اور بیٹھنے میں برابری رکھو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⇦ عدالت کو فریقین کے درمیان مکمل مساوات کا مظاہرہ کرنا چاہیے مکمل مساوات ہی کا تقاضہ ہے کہ کمزور اور اجنبی شخص کی ہمت افزائی کر کے اس کو طاقتور اور اثر فریق کے مقابلہ میں برابر کی سطح پر لے آیا جائے۔ کمزور کو کمزور رکھنا اور قوی کو قوی رکھنا اور پھر دونوں سے یکساں سلوک کرنا مساوات کے خلاف ہے۔ پہلے دونوں ایک سطح پر آ جائیں پھر مساوات ہونی چاہیے۔

حضرت ابوعبیدہ کے نام حضرت عمرؓ کا خط:

اما بعد ' فانی کتبت الیک بکتاب لم الک ونفسی خیرا 'الزم خمس خصال یسلم لک دینک وتحظ بافضل حظک :

۱ — اذا حضرک الخصمان فعلیک بالبینات العدول والایمان القاطعة.

۲— ثم ادن الضعیف حتی تبسط لسانه ویجتری قلبه .

۳— وتعهد الغریب ' فانه اذا طال جسة ترک حاجته وانصرف الی اهله .

۴— وان الذی ابطل من لم به راسا .

۵— واحرص علی الصلح مالم یستبن لک القضاء .

والسلام

(کتاب الخراج' امام ابو یوسف' ۱۲۶-۱۲۷)

ترجمہ: ''اما بعد' میں نے پہلے بھی آپ کو ایک خط لکھا تھا' میں اپنے اور آپ کیلئے (اللہ سے) خیر و عافیت کی طلب میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا۔ اگر آپ پانچ اصولوں پر مضبوطی سے عمل پیرا رہیں تو آپ کا دین بھی سلامت رہے گا اور آپ دنیا اور آخرت میں اپنے بہترین نصیب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرہ ور ہوں گے' وہ پانچ باتیں یہ ہے:

۱- جب فریقین آپ کی عدالت میں حاضر ہوں تو آپ کو صرف عادلانہ اور قانونی ذرائع ثبوت اور پختہ قسم پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے (اور فریقین کی ادھر ادھر کی باتوں پر توجہ نہ دینی چاہئے)۔

۲- کمزور شخص کو اپنے سے قریب ہونے کا موقعہ دیں تاکہ اس کی زبان کھلے اور اس کے دل میں جرات پیدا ہو (کہ وہ آزادی سے اپنا موقف بے دھڑک بیان کر سکے)۔

۳- اجنبی اور بیرون سے آئے ہوئے شخص پر خصوصی توجہ دیجئے ورنہ اگر اس کو زیادہ دیر تک انتظار کرنا پڑا تو وہ اپنے معاملہ سے دستبردار ہو جائے گا اور اپنے گھر واپس چلا جائے گا۔

۴- جو شخص کمزور اور اجنبی کی ہمت افزائی نہیں کرے گا وہ اس کے حق کو ضائع کر دے گا۔

۵- جب تک فیصلہ کی واضح صورت سامنے نہ آئے اس وقت تک مصالحت کی کوشش کرتے رہیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاء فی القاض لا یقضی بین الخصمین حتی یسمع کلامهما

(قاضی فریقین کا موقف سنے بغیر فیصلہ نہ کرے)

((عن علیؓ قال : قال لی رسول اللہ ﷺ اذا تقاضا الیک رجلان فلا تقض للاول حتی تسمع کلام الاخر فسوف تدری کیف تقضی , قال علیؓ فمازلت قاضیا بعد)). (ابو داؤد کتاب الاقضیة)

ترجمہ: ''حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب دو آدمی تمہارے پاس فیصلہ لے کر آئیں تو پہلے کے لئے فیصلہ نہ کرو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو۔ اس طرح تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کیا فیصلہ کرنا چاہیے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں''۔

فقہی نکات

⇦ یہ حدیث گزشتہ باب کی مزید وضاحت ہے کہ قاضی کیسے فیصلہ کرے یہاں رسول اللہ ﷺ نے قضاء کا ایک اہم اصول بتایا ہے کہ یک طرفہ بات سن کر فیصلہ کرنا جائز نہیں جب تک دونوں فریقوں کی بات نہ سن لی جائے؟

⇦ اس حدیث کی بنیاد پر بعض فقہا کرام نے یہاں تک فرمایا کہ قاضی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو مقدمہ اس کے پاس درپیش ہے اس کے کسی ایک فریقین سے تنہائی میں ملاقات کرے جس وقت تک کہ دوسرا فریق وہاں موجود نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الشھادۃ

(گواہی کے احکام)

شہادت کا لغوی معنی ومفہوم

علامہ ابن اثیر جذری فرماتے ہیں:

"اصل الشھادۃ الاخبار بما شاھدہ و شھدہ)). (ابن اثیر الجزری نھایہ ۲/۴/۵۱۴ (طبع ایران)

ترجمہ: "جس چیز کا مشاہدہ کیا ہو یا جس پر کوئی شخص حاضر ہو اسکی خبر دینا لغت میں شہادت کہلاتی ہے"۔

علامہ راغب اصفہانی کے نزدیک شہادت کی تعریف ہے:

الشھادۃ قول صادر عن علم حصل بمشاھدۃ بصیرۃ اوبصر (المفردات ص ۲٦۸)

"بصیرت سے یا آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے جس چیز کا علم حاصل ہو اس کی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں"۔

شہادت کا اصطلاحی مفہوم

کسی یقینی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔ ابن اصحام لکھتے ہیں:

الشھادۃ اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشھادۃ . فی مجلس القضاء (ابن ھمام 'فتح القدیر ٦/٤٤٦)

ترجمہ: "کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے میں شہادت (گواہی) دیتا ہوں کے الفاظ کے ساتھ قاضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عدالت میں سچی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں''۔

بعض فقہاء شہادت کو تعریف میں لکھتے ہیں کہ کسی شخص کے کسی جگہ حاضر ہو کر وہاں احوال واقعہ کو دیکھ کر ذہین نشین کر لینا اور پھر اس خبر کے بیان کرنے کو شہادت کہتے ہیں اور کبھی اس کی خبر کو بھی شہادت کہتے ہیں جس کا اس کو یقین ہو یا وہ چیز مشہور ہو۔

شہادت کی اقسام

شہادت کی تین اقسام معروف ہیں:

۱-عینی شہادت

۲-سمعی شہادت

۳-شہادۃ علی الشہادۃ

عینی شہادت

یعنی کوئی گواہی آنکھ دیکھے حال کو بیان کرے یہ شہادت سب سے معتبر شمار ہوتی ہے۔

سمعی شہادت

یعنی کوئی گواہ کانوں سے سن کر کسی شے کی گواہی دے جن امور کا تعلق سننے سے ہوتا ہے ان امور میں سمعی شہادت اتنی ہی معتبر ہوتی ہے جتنی عینی شہادت۔

شہادت علی الشہادت

یعنی اصل میں گواہ تو کوئی اور ہو وہ اپنی گواہی کسی فرد یا افراد کے سامنے پیش کرے وہ فرد یا افراد اس شخص کی گواہی کو آگے بیان کریں۔ یہ فرد یا افراد اصل کی شہادت دے سکتے ہیں۔ (ہدایہ ص ۱۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت سے متعلق احکام الٰہی

قرآن مجید میں شہادت کے بارے میں درج ذیل آیات مذکورہ ہیں:

﴿واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتن ممن ترضون من الشهداء﴾ (البقرہ ۲۸۲)

''اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بناؤ پھر آ کر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان کو اپنوں میں جن پر تمہاری رضا ہو یعنی جن کو تم پسند کرتے ہو''۔

﴿واشهدوا ذوى عدل منكم﴾ (البقرہ ۲۸۲)

''اور جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ بنا لو''۔

﴿ولاياب الشهداء اذا مادعوا﴾ (الطلاق: ۲)

''اور اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو گواہ بنالو''۔

﴿واشهدوا اذا اتبايعتم﴾ (البقرة ۲۸۲)

''اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنالو''۔

﴿واقيموا الشهادة لله﴾ (الطلاق: ۲)

''اور اللہ کی خاطر شہادت (گواہی) دو''۔

﴿ولا تكتموا الشهادة ومن يكتمها فانه اثم قلبه﴾ (البقرة ۲۸۲)

''اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپاتا ہے تو بیشک اس کا دل گنہگار ہے''۔

﴿يايها الذين امنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولوعلى انفسكم اولوالدين والاقربين ان يكن غنياً او فقيراً فالله اولى بهما. فلا تتبعوا الهوى ان تعدلوا وان تلوا اوتعرضوا فان الله كان بما تعملون خبيراً﴾ (النساء ۱۳۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو انصاف پر سختی سے کاربند رہو اور اللہ کے گواہ بن جاؤ خواہ یہ (گواہی) تمہاری اپنی ذات' تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہو (فریق معاملہ) خواہ امیر ہو یا غریب: اللہ ان کا زیادہ خیر خواہ ہے۔لہذا تم خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے نہ ہٹو اور اگر تم لگی لپٹی بات کہو گے۔یا (شہادت سے) پہلو بچاؤ گے تو (جان لو کہ) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے''۔

مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے کہ گواہی کے دو وٹ ہے:

تحمل شہادت

اداء شہادت

ا۔ تحمل شہادت کا مطلب ہے کسی وقوعہ کا معائینہ کر کے احوال کو سمجھ لینا اور اپنے ذہن میں محفوظ کر لینا مذکورہ پہلی تین آیات تحمل شہادت سے متعلق ہیں۔

ب۔ اداء شہادت سے مراد یہ ہے کہ جو شے اس نے وقوعہ کے معائینے سے دیکھی اور محفوظ کی ہو اسے قاضی کے سامنے ادا کر دینا یعنی بتا دینا مذکورہ بالا آخری تین آیات تحمل شہادت سے متعلق ہیں؟۔

⇦ تحمل شہادۃ اور اداء شہادۃ دونوں فرض کفایہ ہیں (ابن قدامہ، المغنی ۱/۳۵۴)

⇦ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ گواہ کے لئے دو مردوں کا ہونا ضروری ہے اس طرح اگر ایک مرد دستیاب ہو اور اس کے ساتھ دو عورتیں ہوتو بھی گواہی مکمل ہو جاتی ہیں۔

⇦ گواہ کے لئے انصاف اور عدل کا تقاضے پورے کرنا ضروری ہیں۔

⇦ گواہی کو چھپانا بہت عظیم گناہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہ کی صفات

(فقہا کے نزدیک گواہ کی صفات یہ ہیں)

۱۔ مسلمان ہونا (یعنی فقہاء کے نزدیک اضطراری (نہایت مجبوری کی) حالت میں کافر کو گواہ بنانا جائز ہے۔

۲۔ مکلّف ہونا۔

۳۔ آزاد ہونا۔

۴۔ بینا ہونا۔

۵۔ پہلے کبھی حد قذف نہ لگی ہو۔

۶۔ گونگا نہ ہو۔

شہادت (گواہی) کا معیار

حدیث نمبر۱

((عن خریم بن فاتک قال صلّی رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الصبح فلما انصرف قامَ فقال عُدِلَتْ شهادة الزور بالا شراک باللہ ثلٰث مرّاتٍ ثم قرأً فاجتنبوا الرّجس مَن الا وثان واجتنبواقول الزّور حنفا ءَ للہ غَیرَمشر کینَ بِہٖ ......))(رواہ ابو داؤد ابن ماجه)

حدیث نمبر۲

((عن ابن عباس ؓ قال ذکر عند رسول اللہ ﷺ الرجل یشھد بشھادۃ فقال یا ابن عباس لا تشھدا لا علی مایضی لک کضیاء الشمس واما رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیدہ الی الشمس))(مستدرک حاکم)

ترجمہ: ''خریم بن فاتک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھی' جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو ایک دم کھڑے ہو گئے' اور فرمایا کہ: جھوٹی گواہی اشراک باللہ کے برابر کر دی گئی' یہ بات آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی اور قرآن مجید (سورہ حج) کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فاجتنبو ا الرجس من الا وثان واجتنبوا قول الزور حنفاء لِلّٰہِ غیرَ مشرکین بہ﴾

''بتوں کی یعنی بت پرستی کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو' صرف ایک اللہ کے ہو کر کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتے ہوئے)''۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی شخص کے شہادت (گواہی) دینے کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس صرف اس چیز پر گواہی دو جو تمہارے لیئے سورج کی روشنی کی طرح روشن ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سورج کی طرف اشارہ فرمایا''۔

فقہی نکات

شریعت کی نظر میں عام معاملات میں بھی جھوٹ نہایت ناپسندیدہ عمل ہے) لیکن اس کی بعض قسمیں اور بعض صورتیں بہت ہی بڑا گناہ ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی قضیہ اور معاملہ میں جھوٹی گواہی دی جائے اور اس جھوٹی گواہی کے ذریعہ کسی اللہ کے بندہ کو نقصان پہنچایا جائے سورہ حج کی مذکورہ بالا آیت میں جھوٹ کی اسی قسم کو شرک اور بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور دونوں سے بچنے کی تاکید کیلئے ایک ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے اسی طرز بیان کا حوالہ دیکر رسول ﷺ نے اس حدیث میں یہ ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ جھوٹی گواہی اپنی گندگی میں اور اللہ کی ناراضی اور لعنت کا باعث ہونے میں شرک یا اللہ کے ساتھ جوڑ دی گئی ہے اور یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی' اور کھڑے ہو کر ایک خاص جلالی انداز میں ارشاد فرمائی۔

اور جامع ترمذی کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک دن صحابہؓ سے ارشاد فرمایا' اور تین دفعہ ارشاد فرمایا۔ ,,کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون ہیں پھر آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا' اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا'' راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ سہارا لگائے ہوئے بیٹھے تھے لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپ نے اس ارشاد کو دہرایا، یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش اب آپ خاموش ہو جاتے۔ یعنی اسوقت آپ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی اور آپ ایسے جوش سے فرما رہے تھے کہ ہم محسوس کر رہے تھے کہ آپ کے قلب مبارک پر اس وقت بڑا بوجھ ہے' اس لئے جی چاہتا تھا کہ اس وقت آپ خاموش ہو جائیں' اور اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاء فی ان البینة علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیه

مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے

حدیث نمبر ۱

((عن عمروبن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی ﷺ قال فی خطبة البینة علی المدعی ولیمین علی المدعی علیه)). (الترمذی)

حدیث نمبر ۲

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قضی ان الیمین علی المدعیٰ علیه)).

ترجمہ: ''عمرو بن شعیب اپنے والد وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور مدعی علیہ پر قسم لازم ہے''۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے''۔

فقہی نکتہ

مذکورہ ا ذیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گواہوں کو پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اسی طرح مدعی علیہ کی ذمہ گواہ پیش کرنا نہیں بلکہ قسم کھانا ہے اس طرح دونوں کی ذمہ داریوں کا واضح تعین ہو گیا کہ مدعی علیہ سے گواہوں اور مدعی سے ہمیں (قسم) کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ماجاء فی الیمین مع الشاهد

ایک گواہ کے ساتھ قسم کھانا

((عن ابی هريرة ؓ قال قضی رسول الله ﷺ باليمين مع الشاهد الواحد)).(ابو داؤد كتاب الاقضية)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کی موجودگی میں یمین (قسم) پر فیصلہ کیا''۔

فقہی نکات

⇦ اس حدیث نے بعض فقہاء کے علاوہ امام ابوحنیفہ اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ اگر مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے پاس اپنے دعوت کے ثبوت میں دوگواہ موجود نہ ہوں تو ایک گواہ پر بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ (مدعی) اپنے دعوت کی سچائی کے حق میں قسم بھی کھائے ان آئمہ کے نزدیک مدعی کا قسم کھانا دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو جائے گا۔

⇦ امام ابوحنیفہ ؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایسی صورت میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ گواہی کے لئے دو گواہوں کی موجودگی ضروری ہے ان کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

﴿واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتان﴾. (البقره ۲۸۲)

''یعنی اپنے مردوں میں سے دو گواہ پیش کرو اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں''۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

﴿واشهدوا ذوی عدل منكم﴾. (الطلاق: ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں بعض احادیث میں صریحاً وضاحت آتی ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے اسطرح کی احادیث سے بھی امام ابوحنیفہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ قسم صرف مدعی علیہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ نہ کہ مدعی کے بعض علماء نے مذکورہ بالا مسئلہ میں یہ رائے دی ہے کہ گواہی کے لیے کہ اصل نصاب تو وہی ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے:

﴿واشهدوا شهدين من رجالكم﴾

یعنی ''دو مرد گواہی دیں''۔

یعنی بعض حالات ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں مکمل نصاب شہادت کا مہیا کرنا ممکن نہیں ہوتا مثلاً جنگل اور بیابان میں ایک معاملہ ہوا۔ اب ظاہر ہے کہ وہاں نصاب شہادت کا پورا کرنا ممکن نہیں۔ تو ایسے خاص عذر کے وقت جس کے بارے میں یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ وہاں شہادت کے لئے ایک سے زائد افراد کو گواہ بنانا ممکن نہیں ایک گواہ اور دوسرے گواہ کی جگہ قسم کھانے سے گواہی مکمل ہو جائے گی۔

اس طرح یہ ایک استثنائی صورت ہو گی جو کہ عام حالات میں نافذ نہ ہو گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کے پس منظر میں بھی ایسی کوئی استثنائی صورت حال ہو جس کا ذکر مخفی ہو (محمد تقی عثمانی تقریر ترمذی ۲۸٦/۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ امور جن میں صرف عورتوں کی گواہی معتبر ہے

((عن عقبة بن الحارث قال تزوجت امرأه فجاء ت امراة فقالت انی ارضعتكما فاتيت فذكرت للنبی ﷺ فقال وكيف وقد قيل دعها عنك)). (صحيح البخاری)

((عن القعقاع بن حكيم عن ابن عمر قال لا تجوز شهادة النساء ولاّ على ما يطلع عليه الاّ هن من عورات النساء ومابشبه ذلك من حملهن وحيضهن)). (مصنف عبدالرزاق).

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی۔ ایک دوسری عورت نے آ کر کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں جا کر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اس عورت کو اب نکاح میں کس طرح رکھ سکتے ہو جبکہ یہ شہادت ہو چکی ہے۔ اس عورت کو طلاق دے دو''۔

ترجمہ: ''قعقاع بن حکیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اکیلی عورتوں کی شہادت حمل اور حیض وغیرہ صرف ان امور میں جائز ہے جن پر صرف عورتیں ہی مطلع ہوتی ہیں''۔

فقہی نکات

⇦ جمہور فقہا کے نزدیک وہ امور جن پر مرد مطلع نہیں ہوتے ان میں صرف ایک عورت کی گواہی بھی جائز ہے۔ مثلاً ایسے عیوب جن پر عورتوں کے علاوہ کوئی اور مطلع نہیں ہوتا یا بچے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش کے معاملہ جس میں صرف ''دایہ'' کی گواہی بھی قبول ہے۔

⇦ مشہور تابعی امام شعبی اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

''تجوز شهادة المرئة الواحدة فيما لا يطلع عليه الرجال)).

یعنی ''جن امور پر مرد مطلع نہیں ہوتے ان میں ایک عورت کی شہادت (گواہی) بھی جائز ہے''۔ (مصنف عبدالرزاق ۳۳۳/۸ طبع بیروت)

⇦ زنا کے لئے چار مردوں کی شہادت معتبر ہوتی ہے اس معاملہ میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔

⇦ زنا کے علاوہ حدود اور قصاص میں دو مردوں کی شہادت معتبر ہے اس میں بھی عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔

⇦ ولادت، بکارت (یعنی عورت کنواری ہے شادی شدہ نہیں اور عورتوں کے عیوب سے متعلق امور پر شہادت جن امور پر مرد مطلع نہیں ہوتے ان میں ایک مسلمان آزاد عادلہ عورت کی شہادت بھی معتبر اور جائز ہے لیکن اگر دو عورتیں ہوں تو بہتر ہے۔

⇦ بغیر حدود اور قصاص کے وہ امور جن پر مرد مطلع ہوتے ہیں ان میں دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت شرط ہے۔

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 002332
31-Babar Block, Garden Town, Lahore

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.10 خود آزمائی

۱۔ سرکاری افسران کے تحفے تحائف وصول کرنے کے احکام تحریر کیجئے۔

۲۔ اطاعت امیر کی حدود وضوابط تحریر کیجئے۔

۳۔ مسلمانوں کے جماعت کے ساتھ رہنے سے کیا مراد ہے؟

۴۔ قضا کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجئے۔

۵۔ مختلف فقہا کے نزدیک قاضی کے اوصاف تحریر کیجئے۔

۶۔ قاضی کو فیصلہ کرتے وقت کن امور کا خیال رکھنا چاہئے۔

۷۔ شہادت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم تحریر کیجئے۔

۸۔ شہادت سے متعلق آیات قرآنی تحریر کیجئے اور مختلف تفاسیر کی روشنی میں ان آیات کی تشریح کیجئے۔

۹۔ البینة علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیه کی وضاحت کیجئے۔

۱۰۔ ان امور کی نشاندہی کیجئے جن میں عورتوں کی گواہی زیادہ معتبر ہے۔

LIBRARY
Book No.
Lahore
Islamic
University

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منتقى الأخبار
نيل الأوطار
بداية المجتهد
الاستذكار
التمهيد
المغني
المحلى
حجة الله البالغة
أحكام القرآن
دلائل الأحكام